

B9ED111DST

اردو کی تدریسیات-I

(Pedagogy of Urdu-I)

بیچلر آف ایجوکیشن (بی۔ ایڈ۔)

(پہلا سمسٹر)

Bachelor of Education (B. Ed.)

(First Semester)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدر آباد-32، تلنگانہ-انڈیا

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-975953-1-8
Course : Pedagogy of Urdu-I
First Edition : August 2024
Copies : 700
Price : 230

Programme Coordinator (B. Ed.)

Prof. Sayyad Aman Ubed, Professor (Education), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel (Chairperson)
Professor, CDOE, MANUU
Prof. Shaikh Shaheen Altaf (Member)
HOD, Dept. of Edu & Training, MANUU
Prof. Siddiqui Mohd Mahmood (Member)
Senior Professor, Dept. of Edu & Training, MANUU
(Late) Prof. Najmus Saher (Member)
Professor, CDOE, MANUU

Prof. Sayyad Aman Ubed (Member)
Programme Coordinator, B.Ed. (ODL)
Dr. Shaikh Wasim (Member Convener)
Associate Professor, CDOE, MANUU
Dr. Sameena Basu (Member)
Associate Professor, CDOE, MANUU
Dr. Nehal Ahmad Ansari
Assistant Professor, MANUU CTE, Asansol
(Content Editor)

Dr. Md. Nehal Afroz
Assistant Professor (C), CDOE, MANUU
(Language Editor)

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor
(Urdu), CDOE, MANUU

Mr. P Habibulla, Assistant
Registrar, Purchase & Stores
Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan,
Assistant Professor (C), CDOE,
MANUU

Mohd Abdul Naseer, Section
Officer, CDOE, MANUU

Shaik Ismail, UDC, CDOE,
MANUU

Faheemuddin, LDC, Purchase &
Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India

Director: dir.dde@manuu.edu.in Publication: ddepublishation@manuu.edu.in

Phone number: 040-23008314

Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by: Dr. Sarmad Yaseen Butt, Asst. Prof. (C), CDOE, MANUU

Title Page: Dr. Mohd Akmal Khan, Asst. Prof. (C), CDOE, MANUU

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

4	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	پیغام
5	ڈائریکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	پیغام
6	پروگرام کوآرڈینیٹر (بی۔ ایڈ)	کورس کا تعارف
صفحہ نمبر	مصنف	اکائی کا نام
بلاک I: اردو زبان و ادب - زبان اور زبان کی اہمیت		
7	ڈاکٹر جرار احمد	اردو زبان اور اس کی اہمیت
21	اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تعلیم و تربیت، مانو	بولی، زبان اور مادری زبان
34	Dr. Jarrar Ahamad Assistant Professor Dept. of Education & Training, MANUU	اصنافِ ادب اردو
56		اردو کی ابتدا کے تعلق سے مختلف نظریات
بلاک II: تدریس اور تدریس کے طریقہ کار		
69	ڈاکٹر عبد الباسط انصاری	تدریس
90	اسسٹنٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، وارانسی	تدریس کے اصول
109	Dr. Abdul Basit Ansari Assistant Professor MANUU CTE, Varanasi	تدریس کے طریقہ کار - 1
132		تدریس کے طریقہ کار - 2
بلاک III: اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کی تدریس		
152	ڈاکٹر سیدہ ہاجرہ نوشین	سننے کی مہارت
165	اسسٹنٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، اورنگ آباد	بولنے کی مہارت
177	Dr. Syeda Hajera Nausheen Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad	پڑھنے کی مہارت
189		لکھنے کی مہارت
بلاک IV: اردو زبان کی تدریس و منصوبہ بندی		
202	ڈاکٹر فخر الدین علی احمد	اردو زبان کی تدریس کے مقاصد
221	اسسٹنٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، دربھنگہ	بلاک کے پیش کردہ تدریسی مقاصد
241	Dr. Fakhruddin Ali Ahmad Assistant Professor MANUU CTE, Darbhanga	منصوبہ سبق: مفہوم، اہمیت و افادیت اور مراحل
268		خرد تدریس: مفہوم و اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کا فروغ
296		نمونہ امتحانی پرچہ

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ A+ حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقہ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری/گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصول معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقہ کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہوگا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو/ہندی/انگریزی/عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔ اے، بی۔ ایس سی اور بی۔ کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصد قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقہ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقہ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامت فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک ڈھیرے طرز (ڈسٹریکٹ موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقہ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس میڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جا چکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جا رہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آئز پر و گراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آئز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام اوڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نورینجیل سنٹر (بھگورو، بھوپال، در بھنگہ، دہلی، کوکنا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹر (حیدر آباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امر اوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ بے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جا رہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹریل (SLM) کی سو فٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جا رہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جا رہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائریکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

یہ کتاب مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے بی۔ ایڈ پروگرام کے تحت فاصلاتی طلبہ کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ اس کورس کا مقصد طلبہ کو اردو زبان و ادب کی اہمیت، اس کی تدریس کے اصول و طریقے، زبان کی بنیادی مہارتوں اور تدریسی منصوبہ بندی سے واقف کرانا ہے تاکہ وہ مستقبل میں اردو زبان کو زیادہ بامقصد اور مؤثر انداز میں پڑھا سکیں۔ اس کتاب کو چار بلاکوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر بلاک میں چار اکائیاں شامل ہیں۔

بلاک I: اردو زبان و ادب - زبان اور زبان کی اہمیت: اس بلاک میں زبان کے مفہوم، فطرت اور خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زبان کی مختلف اقسام اور زبان کے بنیادی افعال کو سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح بولی، زبان اور مادری زبان کے درمیان فرق اور انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ ادب کے حوالے سے اس بلاک میں ادب کے معنی، اس کا زندگی سے تعلق اور اردو ادب کی اصناف کی وضاحت کی گئی ہے۔ آخر میں اردو زبان کے آغاز و ارتقاء کے مختلف نظریات پر بھی بحث کی گئی ہے۔

بلاک II: تدریس اور تدریس کے طریقہ کار: یہ بلاک تدریس کے نظری اور عملی پہلوؤں پر مرکوز ہے۔ اس میں تدریس کی تعریف، اہمیت اور ایک معیاری تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تدریس کے عام اصول اور اقدامی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں مختلف تدریسی طریقہ کار پر بھی گفتگو کی گئی ہے، جن میں کھیل کھیل کا طریقہ، کہانی سنانے کا طریقہ، اداکاری یا ڈرامائی طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، لکچر کا طریقہ، بحث و مباحثہ، گروہی تدریس اور استقرائی و استخراجی تدریس شامل ہیں۔ یہ سبلاک عملی تدریس میں استاد کے لیے نہایت مددگار ہے۔

بلاک III: اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کی تدریس: اس بلاک میں زبان کی چاروں بنیادی مہارتوں یعنی سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا کی تدریس پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ ہر مہارت کو انفرادی طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کی تدریسی اہمیت، طریقے اور عملی مثالیں فراہم کی گئی ہیں۔

بلاک IV: اردو زبان کی تدریس و منصوبہ بندی: اس بلاک میں اردو زبان کی تدریس کے عمومی و خصوصی مقاصد بیان کیے گئے ہیں، جن میں ثانوی سطح پر نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مقاصد خاص طور پر شامل ہیں۔ بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد اور ان کی درجہ بندی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح منصوبہ بندی کی تعریف، اہمیت اور مراحل (نثر، نظم اور قواعد کے لیے) بیان کیے گئے ہیں۔ آخر میں خرد تدریس کی اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے اس کے استعمال کو واضح کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں کوشش کی گئی ہے کہ مواد کو آسان اور واضح انداز میں ترتیب دیا جائے تاکہ فاصلاتی طلبہ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔ ہر اکائی کے آخر میں معروضی اور غیر معروضی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ اپنے مطالعہ کا جائزہ لے سکیں اور یہ سمجھ سکیں کہ انہیں کس حد تک فائدہ حاصل ہوا۔ امید ہے کہ یہ کتاب اردو زبان و ادب کے معلمین کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی اور انہیں اردو کی مؤثر تدریس کے اصولوں، طریقہ کار اور منصوبہ بندی میں رہنمائی فراہم کرے گی۔

پروفیسر سید امان عبید

پروگرام کوآرڈینیٹر

اکائی 1۔ اردو زبان اور اس کی اہمیت*

اکائی کے اجزا

- 1.0 تمہید
- 1.1 مقاصد
- 1.2 اردو زبان: مفہوم و فطرت اور خصوصیات
- 1.3 زبان کی اقسام: اشاروں، آوازوں اور علامتوں کی زبان
- 1.4 زبان کے افعال: مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ، رابطہ کا ذریعہ، تمدن کی ترسیل کا وسیلہ
- 1.5 خلاصہ
- 1.6 اکتسابی نتائج
- 1.7 فرہنگ
- 1.8 نمونہ امتحانی سوالات
- 1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید

انسان کو جو چیز دوسری مخلوقات سے ممتاز و ممیز کرتی ہے وہ زبان ہے زبان کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں ہے۔ روزمرہ کی ضروریات ہوں، سماجی رشتے استوار کرنے ہوں، لین دین کے معاملات ہوں، مذہبی رسومات یا کوئی تہوار ہو، ڈیجیٹل دنیا یا سوشل میڈیا کا استعمال ہو ہر جگہ زبان کا استعمال ناگزیر ہے۔ پیغامات، علوم و ثقافت کی ترسیل زبان ہی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ انسان اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کے اظہار کے لیے زبان ہی کا سہارا لیتا ہے۔ ادبا و شعرا زبان کے ذریعہ ہی نثری اور شعری پیرائے میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے ادب کو جلا بخشتے ہیں۔ گویا گفت و شنید کے معاملات ہوں یا ادب کی دنیا ہر جگہ زبان ہی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی قدیم نسلوں اور تہذیبوں کے طور طریقے اور بود و باش کا پتا چلتا ہے۔ اسی کے ذریعہ آنے والی نسلوں میں اقدار و ادب پروان چڑھایا جاتا ہے نیز مختلف علوم و فنون کے ساتھ ساتھ ثقافت کی ترسیل کا کام بھی زبان کے ذریعہ ہی انجام کو پہنچتا ہے۔

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

عزیز طلبا! تصور کیجیے اگر انسانی زندگی میں زبان نہیں ہوتی تو کیا ہوتا؟ آپ کی زندگی کیسی ہوتی؟ انسانی معاشرہ کیسا ہوتا؟ آج آپ جس مقام پر ہیں کیا وہاں ہوتے؟ جس طرح سے آپ مختلف ذرائع (جیسے سوشل میڈیا) میں زبان کا استعمال کر کے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کیا جڑ پاتے؟ کیا زبان کے بغیر آپ اپنے مافی الضمیر کا اظہار کما حقہ کر پاتے؟ یا کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ زبان کی وجہ سے ہی انسان دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے۔ جس انسان کی زبان جتنی اچھی، میٹھی، فصیح و بلیغ ہو وہ انسان اتنا ہی مہذب، شریف النفس اور بڑا عالم سمجھا جاتا ہے نیز اسے قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جس کی زبان خراب ہو اسے اتنا ہی غیر مہذب سمجھنے کے ساتھ بے قدری کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عزیز طلبہ ان تمام باتوں کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زبان کے ذریعہ انسانی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ زبان ہی انسانی شعور کو نکھارتی ہے۔ زبان انسان کی پہچان ہوتی ہے اور انسان کو معراجِ کمال پر پہنچاتی ہے۔

1.1 مقاصد

- اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ:
- زبان کے مفہوم، اس کی فطرت اور اس کی خصوصیات سے واقف ہو سکیں گے۔
- زبان کی اقسام کو سمجھ سکیں گے۔
- زبان کے افعال پر اظہار خیال کر سکیں گے۔
- زبان کے اقسام کی درجہ بندی کر سکیں گے۔

1.2 زبان: مفہوم و فطرت اور خصوصیات

اردو زبان کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے اردو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ بہت سے دوسرے ممالک میں بھی بولی، سمجھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ زبانوں کے عجائب گھر یعنی ہندوستان میں پیدا ہوئی اور یہیں پر اس کی آبیاری ہوئی مگر رفتہ رفتہ اردو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں شامل ہو گئی۔

عزیز طلبہ! ہندوستان کے علاوہ اب دنیا کے بہت سارے ملکوں میں اردو کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور دنیا کی آبادی کی ایک بہت بڑی تعداد اردو بولتی، جانتی، اور سمجھتی ہے۔ اردو کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں کچھ ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جو عربی، یا ہندی میں نہیں ہیں مثلاً گ، ٹ، ڈ، ژ، وغیرہ اور ذ، ز، ظ، غ وغیرہ اس کے ساتھ ہی اردو زبان مختلف آوازوں کی ادائیگی پر قادر ہے۔ اردو نہ صرف ایک زبان ہے بلکہ ایک تہذیب، ایک ثقافت کا نام ہے۔ یہ زبان اخوت محبت، حب وطن، احترام آدمیت اور بھائی چارگی کا پیغام دیتی ہے اور بکھرے ہوئے لوگوں کو آپس میں جوڑنے کا کام کرتی ہے۔ نیز اردو اپنے بولنے والوں کو مہذب و منفرد بناتی ہے۔ اس زبان کو جہاں ولی دکنی، میر تقی میر، غالب و اقبال، جوش، مجاز نے اسے دوام بخشا، وہیں سرسید، حالی، آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، مولوی محمد باقر، مولانا آزاد، پریم چند، نے اس کا اقبال

بلند کیا اور مرزا ہادی رسوا، میر انیس، میر حسن، پطرس بخاری، مرزا فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، ابن صفی، مشتاق احمد یوسفی وغیرہ نے اردو زبان کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے۔

اردو زبان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں مختلف زبانوں جیسے عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی اور بہت سی دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اسی وجہ سے یہ زبان متفرق آوازاں کی ادائیگی پر قادر ہے۔ اردو زبان کو ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کا علم بردار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اردو ایک فکر انگیز اور اخلاقی زبان ہونے کے ساتھ ایک تہذیبی ورثہ کی محتمل اور محافظ بھی ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو ایک طرز زندگی کا نام ہے جس سے انسان مہذب بنتا ہے، اس میں شائستگی آتی ہے، اس کی شخصیت سنورتی اور نکھرتی ہے نیز اردو بولنے والا اس کی شیرینی اور نغمگی سے دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔

اردو عوام کی زبان ہے جس نے ہمیشہ سے عوام کی ترجمانی کی۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ آزادی میں اس زبان نے اہم کردار نبھایا اور آزادی کے متوالوں نے اسے ایک آلہ کے طور پر استعمال کیا۔ یہیں سے اس بات کو اور تقویت ملتی ہے کہ اردو اتحاد کی زبان ہے۔ اسی زبان کو وسیلہ بنا کر پورا ملک انگریزوں کے خلاف آزادی کے لیے متحد ہوا۔ یہ اردو کا ہی خاصہ ہے کہ تمام تر مٹھاس، چاشنی اور موسیقیت کے ساتھ ساتھ اسے ایک انقلابی زبان ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ جہاں اردو کی نغمگی نے لوگوں کے قلوب و اذہان کو مسحور کیا، وہیں اس کے انقلابی پہلو نے لوگوں کے جذبات کو براہیختہ کیا اور انقلاب کی طرف مائل کیا۔ اردو زبان کہیں میر کی شاعری، خسرو کی پہیلیوں کی شکل میں ملتی ہے تو کہیں غالب کی فکر میں ڈوبی ہوئی تو کہیں اقبال کا فلسفہ اور سرسید کی منطق اس میں ملتی ہے۔ زبان ہر رنگ، ہر ماحول میں ڈھل جاتی ہے اور ہر کوئی شعوری یا غیر شعوری طور پر اسے اپنا لیتا ہے۔ اسی زبان میں ہم سب لوریاں، کہانیاں سن کر بڑے ہوئے اور اسی زبان میں تعلیم حاصل کی۔ انہیں تمام باتوں کو علی سردار جعفری نے اپنی نظم "اردو" بہت ہی خوب صورت انداز میں کہی ہے۔ جس کا آغاز کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

ہماری	پیاری	زبان	اردو
ہماری	نغموں	کی	جان
حسین،	دل	کش	جوان

عزیز طلبہ! ہمیں امید ہے کہ آپ اردو زبان کے مفہوم و فطرت کو اچھی طرح سے سمجھ گئے ہوں گے۔

اکثر جب ہم طلبہ سے پوچھتے ہیں کہ زبان سے آپ کیا سمجھتے ہیں یا زبان کا کیا مطلب ہے تو مختلف شعبہ جات / بیک گراؤنڈ کے طلبہ مختلف جوابات دیتے ہیں۔ مثلاً ٹکنالوجی کے طلبہ کہتے ہیں کہ زبان کا مطلب ++C یا Java کچھ طلبہ اپنی زبان نکال کر دکھانے لگتے ہیں، کچھ مختلف زبانوں کے نام جیسے چینی، فرانسیسی، عربی، اردو وغیرہ کے نام بتانے لگتے ہیں، جب کہ کچھ صحیح جواب دیتے ہیں کہ زبان کا مطلب ہماری زبان جسے ہم بولتے، سنتے اور لکھتے ہیں۔ زبان سے مراد ایسی زبان ہوتی ہے جو انسان بولتا ہے، جس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور پیغامات کی ترسیل کرتا ہے، معلومات کا تبادلہ کرتا ہے یہ سب براہ راست کلام سے ہوتے ہیں اور یہی راست کلام ترسیلی نظام کہلاتا ہے۔ یہ انسان ہی ہے جس کے پاس ترسیل کا ایک پورا نظام ہے جب کہ انسان کے علاوہ دوسرے تمام جاندار کا انحصار غیر ترسیلی نظام پر ہے اور وہ اپنے پیغام کی ترسیل

کے لیے چیخ و پکار یا مختلف اقسام کی آوازوں، اشاروں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان انسانوں کی ملکیت اور جاگیر ہے۔ عزیز طلبہ یہاں پر اس پرچہ یا اردو کے حوالے سے جب بھی زبان کا تذکرہ آئے تو اس سے قطعاً Java اور سی++ مراد نہ لیں بلکہ اس سے مراد بولی جانے والی زبان ہوتی ہے۔ زبان بولیوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ انہیں بولیوں کو جب ایک بڑا انسانی گروہ تسلیم کر کے ایک طرح سے بولنے لگتا ہے تو وہ زبان کہلاتی ہیں۔ انسان زبان کے ذریعہ اپنے جذبات، خیالات، احساسات کی ترسیل و ترجمانی کرتا ہے۔ کسی بھی فکر، خیال کو الفاظ کے پیکر میں ڈھال کر بولنا ہی زبان کہلاتا ہے۔ زبان ترسیل کا ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں اشارے، آوازیں اور الفاظ و علامات شامل ہیں۔ انسان انہیں کی مدد سے اپنے پیغام کی ترسیل کرتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تہذیب کی ایک نسل سے دوسری نسل تک ترسیل کرتے ہیں۔ مختلف ماہرین نے زبان کی مختلف تعریفیں پیش کی ہیں۔

سید احتشام حسین زبان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ زبان کسے کہتے ہیں لیکن کچھ سمجھنے کے لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان آوازوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے جسے انسان اپنا خیال دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیے اراداً نکالتا ہے اور ان آوازوں کے معنی معین کر لیے گئے ہیں تاکہ کہنے اور سننے والے کے یہاں ایک لفظ سے تقریباً ایک ہی جذبہ پیدا ہو" ("ہندوستانی لسانیات کا خاکہ" ص 20)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور زبان کی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب 'ہندوستانی لسانیات' میں لکھتے ہیں۔

"زبان کی واضح تعریف ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوت گویائی شامل ہے اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادے سے دہرا سکتا ہے۔" (محی الدین قادری زور "ہندوستانی لسانیات" ص 26)

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا بے حد ضروری ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا اتار چڑھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشانات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔

عزیز طلبہ یہ بھی جاننا بے حد ضروری ہے کہ وقت و حالات اور زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے جس طرح سے دوسری چیزیں تغیر پذیر ہوتی رہتی ہیں اسی طرح سے زبان بھی بدلتی رہتی ہے اور اس میں مسلسل تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ اردو زبان کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں آغاز سے لے کر اب تک بے پناہ تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور ابھی بھی ہو رہی ہیں۔ بہت سے پرانے الفاظ جہاں متروک ہو چکے ہیں جیسے

ان نے (اس نے)، تلک (تک)، کبھو (کبھی)، ٹک (ذرا)، کسو (کسی)، ستی (سے)، سوں (سے)، آوے (آئے)، (اس تعلق سے

شعر ملاحظہ کریں:

تجھ لب کی صفت لعل بد خشاں سوں کہوں گا
 جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا (ولی دکنی)
 ہمارے آگے ترا جب کسوں نے نام لیا
 دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
 (میر تقی میر)

تو وہیں بہت سے الفاظ آج بھی رائج ہیں جیسے ملزم، مجرم، اغوا، بری، وکیل، وغیرہ اور بہت سے نئے نئے الفاظ اردو میں داخل بھی ہو چکے ہیں اور ان کا چلن بھی عام ہو چکا ہے جیسے، انتخاب کی جگہ الیکشن، جامعہ کے بجائے یونیورسٹی، چہل قدمی کو واک، غسل خانہ کی جگہ باتھ روم وغیرہ۔ اقبال کا یہ مصرعہ زبان پر بالکل صادق آتا ہے کہ

"ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں"

منٹو نے بھی کہا تھا کہ۔

"زبان کبھی مکمل نہیں ہوتی۔ اس کی تکمیل اس کی موت ہے۔"

زبان کے استعمال کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ زبان زندگی کے مختلف گوشوں میں تحریری اور تقریری طور سے کام آتی ہے۔ زبان میں اشارے، آوازیں، علامتیں، تہذیب، ثقافت، ترسیل اور خود اظہار وغیرہ شامل ہیں۔ عزیز طلبہ اس طرح سے زبان کے حوالے سے یہ بات اپنے من میں رچا اور بسالیں کہ زبان آوازوں اور الفاظ کا مجموعہ ہے ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ بے معنی الفاظ کے مجموعے کو زبان نہیں کہا جاسکتا ہے۔

اردو زبان کی خصوصیات:

- اردو صرف زبان نہیں بلکہ ایک طرز زندگی ہے، ایک تہذیب ہے۔ اردو ایک تحریک اور ایک انقلاب کا نام ہے۔ یہ ایک سادہ، عام فہم اور میٹھی زبان ہے۔
- اردو ایک مخلوط زبان ہے، جو مختلف زبانوں کے ملنے سے وجود میں آئی۔
- اردو زبان کا رسم الخط 'استعلاق' ہے اس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسے دائیں سے بائیں کی جانب لکھا جاتا ہے۔
- اردو زبان کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں مختلف زبانوں جیسے عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت، ہندی، انگریزی وغیرہ کے الفاظ شامل ہیں۔
- دوسری زبانوں کی طرح اس کے بھی اپنے قواعد ہیں جس میں پہلے مضمون (سبجیکٹ) پھر آبجیکٹ، آخر میں فعل (ورب) آتا ہے۔
- اردو زبان مختلف آوازوں کی ادائیگی پر قادر ہے جیسے ج، ز، ذ، ظ، ض وغیرہ۔
- اردو زبان میں بھی مختلف تعظیمی، تکریمی، تہذیبی اور پر تکلف الفاظ ہیں جو اسے دیگر زبانوں سے ممتاز بناتے ہیں۔

- اردو زبان میں شاعری غزل، نظم سے جانی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد بلا تفریق مذہب و ملت شعر پڑھتی، سنتی اور سمجھتی ہے۔
- اردو ایک ایسی زبان ہے جو مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے بولی جاتی ہے، مثلاً لکھنؤ کی اردو، دلی کی اردو اور دکن کی اردو تینوں کا لہجہ مختلف ہے۔ ہر علاقے کے اپنے محاورے اور کہاوتیں ہیں اس طرح سے اردو کی یہ خصوصیت ہے کہ علاقہ کے اعتبار سے اس کے متعدد امتیازات ہیں جو اردو زبان کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔
- اردو شاعروں، ادیبوں، کہانی کاروں، رائٹرس، دانشوروں، فلسفیوں اور سب سے بڑھ کر عوام کی زبان ہے۔ اس کے بولنے والے مختلف ممالک، خطے، مذاہب کے لوگ ہیں یہ اس کی ایک اہم خصوصیت ہے۔
- اردو زبان ایک ترسیل کا ذریعہ ہے اسی کے ذریعہ ہم اپنے خیالات، احساسات، جذبات، ثقافت اور علوم و فنون کی ترسیل اور ان کی حصول یابی کرتے ہیں۔
- زبان کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے تعلقات بناتے ہیں اور پھر اسے دوام بخشنے ہیں۔ اسی کی وجہ سے سماجی رشتے بنتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ اردو زبان کے مفہوم و فطرت کو بیان کریں۔
2۔ اردو زبان کی خصوصیات کو قلم بند کیجیے۔

1.3 زبان کے اقسام: اشاروں، آوازوں اور علامتوں کی زبان

زبان کے اقسام

زبان کا معاملہ شروع سے ہی تخمینہ پر رہا ہے کہ کس طرح کیسے وجود میں آئی۔ آہستہ آہستہ زبان نے ترقی کی لیکن اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے کہ انسان کس مرحلے میں کس طرح سے اظہار کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا۔ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ شروع میں اپنی بات کہنے کے لیے انسان نے کچھ اشاروں اور آوازوں کی مدد لی ہوگی پھر ان کی مدد سے کچھ مفہوم نکالے ہوں گے اور پھر اس کے معنی کا تعین کیا ہوگا۔ بول چال کے اشاروں اور آوازوں نے زبان کی شکل اختیار کی ہوگی۔ آگے چل کر زبان نے علامتی شکل اختیار کی اور یہی علامتیں تحریر کہلائیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ زبان وجود میں آئی ہوگی۔ آج انسانی زندگی کا دار و مدار زبان پر ہی ہے۔ انسان مختلف طریقوں جیسے، اشاروں، آوازوں، علامتوں وغیرہ سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔ انسان کے باہمی تعامل اور مافی الضمیر کے اظہار و ترسیل کے ان طریقوں کو ہم تین اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں۔

- 1۔ اشاروں کی زبان 2۔ آوازوں کی زبان 3۔ علامتوں کی یا تحریری زبان

1- اشاروں کی زبان: ابتدائی دور میں انسان ترسیل کے لیے اشاروں کا ہی سہارا لیتا تھا۔ زندگی کی ابتدا میں انسان کے لیے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کا سب سے آسان طریقہ اشارہ تھا۔ ان اشاروں میں ہاتھ، آنکھ، سر کے اشارے شامل تھے۔ مختلف مقام کے اشاروں اور ان کے مفہوم میں فرق ہوتا ہے نیز یہ فرق آج بھی موجود ہے۔ اس لیے اشاروں کا استعمال آسان نہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اشاروں کی زبان کم از کم دس لاکھ سال پرانی ہے اور قدیم زمانے میں اس کا استعمال بہت عام رہا ہوگا۔ کسی ملک میں کہیں پر سر جھکانے کا مطلب ہاں ہوتا ہے تو کہیں پر فرمانبرداری، اسی طرح سے دائیں بائیں سر ہلانے سے مراد نہیں ہوتا ہے۔ قریب بلانے کے لیے کبھی انگلیوں، تو کبھی سر کے اشاروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ گردن اور آنکھیں جھکانے کا مطلب احساسِ ندامت۔ غلطیوں پر توبہ کے اظہار کے لیے کان پکڑا یا پکڑوایا جاتا ہے۔ محبت کے اظہار کے لیے بوسہ دیا جاتا ہے اور اسی طرح سے دیگر اشارے آج بھی مستعمل ہیں۔

اشاروں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، اور ہم مختلف مقامات پر ضرورت کے مطابق اشارہ کرتے اور سمجھتے ہیں، بلکہ پہلے کی بہ نسبت اس کی اہمیت اور استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ گفتگو یا تحریری زبان کی جگہ نہیں لے سکتی ہے۔ اشاروں کی زبان کو ہم تین اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں۔

الف۔ بصری اشارے ب۔ سمعی اشارے ج۔ لمسی اشارے

(الف) بصری: وہ اشارے جن کا تعلق بصارت سے ہوتا ہے اور سمجھنے والا دیکھ کر سمجھتا ہے تو ایسے اشاروں کا شمار بصری اشاروں میں ہوتا ہے۔ مثلاً سگنل کی لال بتی یا پھر ٹریفک پولیس کے ہاتھ کے اشارے کو دیکھ کر رکنا۔ کبھی انگوٹھے کو شاباشی سمجھ کر خوشی کا اظہار اور شکریہ ادا کرنا۔ تو کبھی اسی انگوٹھے کو ٹھینکا سمجھ کر غم کا اظہار اور معذرت کرنا وغیرہ یہ سب بصری اشارے میں شامل ہیں۔

(ب) سمعی اشارے: وہ اشارے جنہیں ہم سن کر سمجھتے ہیں جیسے کالج کی گھنٹی، تالی اور چنگی یا سیٹی یا ہارن کی آواز وغیرہ ان کا شمار سمعی اشاروں میں ہوتا ہے۔

(ج) لمسی اشارے: لمسی اشاروں سے مراد ایسے اشارے ہیں جن کو ہم چھو کر یا مس کر کے محسوس کرتے ہیں، جیسے کسی کا ہاتھ دانا، کہنی مارنا، کسی کا ناخن لگانا یعنی کسی نے ہمارا ہاتھ دبایا یا پھر کہنی ماری، یا ناخن لگایا جسے ہم بوٹھنا یا چکوٹھنا سے جانتے ہیں تو یہ سب افعال جو کسی کے ذریعہ انجام دیے گئے اسے ہم نے چھونے یا مس ہونے کی وجہ سے محسوس کیا۔ ایسے تمام اشاروں کا شمار لمسی اشاروں میں ہوتا ہے۔

اس طرح تعلیمی اداروں سے لے کر عام زندگی تک ہر جگہ کسی نہ کسی طرح کے اشارے ہمیں مل جاتے ہیں اور ان تمام کا شمار اشاروں کی زبان میں ہوتا ہے۔

2- آوازوں کی زبان: زبان نام ہے ایسے با معنی الفاظ کا جس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہو۔ چون کہ ہم اپنے اطراف میں مختلف اقسام و نوعیت کی آوازیں سنتے ہیں، جیسے گاڑیوں کے چلنے کی، پتوں کے کھڑکنے کی، بجلی کے کڑکنے کی وغیرہ۔ اس طرح کی آوازوں کا شمار آوازوں کی زبان یا گفتگو میں نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے لیے الگ سے الفاظ بنائے گئے جس کے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ کس چیز کی آواز کے لیے کون سا لفظ کس طرح، کب اور کیسے وجود میں آیا۔

علاوہ ازیں لوریاں، کہانیاں، گیت، شاعری، نظمیں اور لین دین کے معاملات کے لیے استعمال کیے گئے بمعنی الفاظ وغیرہ جسے بچہ گھر میں اپنے، ماں، باپ، بہن، بھائی اور احباب و اقربا سے سن کر نقل کرتا ہے ان سے چیزوں کو جاننے پہچاننے کے ساتھ ان کے نام بھی سیکھتا ہے ان سب کا شمار آوازوں کی زبان میں ہوتا ہے۔

زبان موروثی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس پر ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ جو بچہ جس ماحول میں پروان چڑھتا ہے وہ اسی ماحول کی زبان سیکھنے اور بولنے لگتا ہے۔ زبان کا سیکھنا ایک اکتسابی عمل ہے یعنی کوئی بھی شخص نہ سیکھے کسی زبان کو نہیں بول سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبان پر علاقائی اثرات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

شعبہ حیات کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں ہے جو زبان سے عاری ہو۔ گفتگو کے ذریعہ انسان اپنے سماجی رشتے کو استوار کرتا ہے۔ ایک دوسرے سے مل کر یا تعامل کر کے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔

کامیاب زندگی کے لیے زبان پر دسترس حاصل کرنا لازمی ہے کیوں کہ اسی کے ذریعہ انسان اپنے خیالات، تجربات، احساسات، جذبات وغیرہ کی ترسیل کرتا ہے۔ زبان سے ہی تمدن کی ترسیل، علوم و فنون، ادب و ثقافت کی منتقلی اور تہذیب و تمدن کی تشکیل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔

3- علامتوں کی زبان یا تحریر: انسانی زندگی کی رفتار میں جو حیثیت پیسے کی ایجاد کو حاصل ہے وہی حیثیت زبان میں تحریر کو حاصل ہے۔ جیسے ہی تحریر وجود میں آئی انسانی زبان کے ذخیرے میں بہت ہی سرعت کے ساتھ اضافہ ہوا۔

مختلف آوازوں کے لیے مختلف نشانات مقرر کر دیے گئے جسے بنی نوع انسان کا ایک مخصوص طبقہ متفقہ طور سے تسلیم کرتا ہے کہ فلاں نشان فلاں آواز کو ظاہر کرے گا۔ یہی نشانات حروف تہجی یا ہجا کہلاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کسی آواز کو علامت کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ تحریری شکل اختیار کر لیتی ہے۔

لفظ ایک بے جان اور جامد شے ہے اور آواز تحریر کی ان علامتوں کو جاندار بناتی ہے، بلکہ یوں کہیں کہ الفاظ کے قالب میں روح پھونک دیتی ہے، چوں کہ الفاظ جامد ہوتے ہیں اس لیے تحریر میں ان کی شکل و صورت بدلتی نہیں ہے، اگر وہی الفاظ کسی کی زبان سے آوازوں کی شکل میں نکلتے ہیں تو موقع و محل اور لب و لہجہ کے اتار چڑھاؤ سے ان کے معانی و مفہیم بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک لفظ "اچھا" جو کہ بے جان ہے لیکن آواز کا اتار چڑھاؤ اس کے مختلف معانی و مفہیم کا پتہ دیتا ہے جیسے گردن ہلا کر "اچھا اچھا" ہے کہیں تو اس کا مطلب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور اگر آنکھ بڑی کر کے "اچھا" بولا جائے تو مطلب ٹھیک نہیں ہے۔ حادثے کے وقت اچھا کہیں تو حیرت۔ غصے کے وقت آواز بلند کر کے کڑے انداز میں اچھا کہتے ہیں تو مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو اس وقت لفظ اچھا کو کھینچ کر بولتے ہیں (اچھا کی مثال عامر خان کی فلم پی کے میں اور اچھے طریقہ سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ الفاظ اسے بیان نہیں کر سکتے ہیں جب تک کہ اسے آواز نہ دی جائے) اس طرح سے ایسے مواقع پر آوازوں اور تاثرات سے مطلب اخذ کیے جاتے ہیں اسی سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ لفظ ایک جامد شے ہے اور آواز اسے جاندار بناتی ہے۔ عزیز طلبہ مذکورہ مثالوں سے یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ تحریر میں لفظ کی صورت نہیں بدلتی ہے مگر بول چال میں اس

کی صورت بدل سکتی ہے اور لب و لہجہ کے تغیر سے بھی اس کے معانی و مفہیم میں تبدیلیاں واقع ہو سکتی ہیں جیسا کہ "اچھا" والی مثال میں آپ نے دیکھا۔

انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جو تحریر و تقریر سے خالی ہو۔ کام کرنے کا مقام ہو، پڑھنے کی جگہ ہو، سماج سے رشتہ اُستوار کرنا ہو، ایک اچھی اور باوقار زندگی گزارنی ہو، ہر جگہ ہمیں زبان کی ضرورت پڑتی ہے، عزیز طلبہ اسی لیے ایک کامیاب زندگی اور بہتر معاشرے کی تشکیل کی خاطر زبان اور اس کی اقسام پر عبور لازمی و ناگزیر ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ زبان کے اقسام پر نوٹ لکھیے۔

1.4 زبان کے افعال: مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ، رابطہ کا ذریعہ، تمدن کی ترسیل کا وسیلہ

زبان کے بغیر ہم کسی پیغام کی ترسیل کی بات تو دور خود اپنی بات دوسروں تک کماحقہ پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ زبان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ زبان کے ذریعہ ہی ایک دوسرے علوم و فنون کی آگاہی اور اشتراک کی کام آسان ہوئے ہیں جس کی بنا پر آج دنیا نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ آسمانوں میں کمندیں ڈال رہا ہے۔ اگر زبان نہیں ہوتی تو یہ ساری کی ساری انسانی ذہانت و فطانت بے کار اور اس کا رگہ حیات میں انسانی وجود زیاں سے بڑھ کے کچھ اور نہیں ہوتا۔ زبان کی ہی وجہ سے سود و زیاں، تعلیم و تعلم، غم گساری و غم خواری، خاطر و مدارات بلکہ انسانیت کا وجود قائم و دائم ہیں۔ زبان کے افعال میں (1) مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ۔ (2) رابطہ کا ذریعہ۔ (3) تمدن کی ترسیل کا وسیلہ، شامل ہیں۔

1۔ مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ

ابتدا سے ہی زبان مافی الضمیر کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ رہی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ زبان میں گفتگو اور خیالات کا اظہار پہلے خواندہ افراد، ادیبوں اور خواص نے کیا بعد میں یہ عوام میں بھی مقبول ہوئی۔ آج بھی یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ہر لمحہ انسان کچھ نہ کچھ نئے پرانے، اچھے خراب، تجربات و مشاہدات اور کیفیات سے دوچار ہوتا رہتا ہے، جس کا اندازہ ہمیں اس کی زبان سے ہوتا ہے کہ کس وقت وہ اچھے موڈ میں ہے، کس وقت غصے میں، کس وقت غم، کب خوشی سے سرشار ہے۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں جب تک ہم اپنی بات کسی کو نہیں بتاتے یا کوئی اپنی بات ہمیں نہیں بتاتا اس وقت تک ہم ایک دوسرے کے حالات، کیفیات، خیالات سے واقف نہیں ہو پاتے۔ مافی الضمیر کے اظہار کا مطلب اپنے دل کی بات یا اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ اردو زبان خیالات کے اظہار کے لیے بہت ہی مناسب و موزوں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ایک سے بڑھ کر ایک فن پارے اور شہ پارے موجود ہیں۔ بے شمار ادیبوں نے اس زبان میں ملک و بیرون ملک کے حالات، ملی اور قومی مسائل کا اظہار، شاعرانہ تاثرات، فلسفیانہ گفتگو، ثقافتی تنوع، شناخت اور رشتے، سیاسی بصیرت، بیانیہ

کہانیاں، صحافتی بے باکی، مذہبی رواداری، سماجی مذاکرہ، ذاتی تاثرات اور اپنے خیالات، وغیرہ پیش کر کے اس کے دامن کو اور بھی زرخیز کر دیا ہے۔ عزیز طلبہ اس طرح سے زبان مافی الضمیر کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے۔

2۔ رابطے کا ذریعہ

انسان گروہ میں رہتا ہے اور یہی گروہ سماج کہلاتا ہے۔ ایک جگہ رہنے کے لیے اور رشتوں کے استوار ہونے کے لیے رابطے ضروری ہیں اور رابطے کا تصور بغیر زبان کے ممکن نہیں۔ ایک دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کرنی ہو یا پھر کسی کی دلجوئی یا پھر لین دین کے معاملات ہوں ان سب کے لیے زبان کا ہونا ضروری ہے۔

اگر آج دنیا ایک عالمی گاؤں میں تبدیل ہو گئی ہے تو اسے عالمی گاؤں بنانے اور بنائے رکھنے میں زبان کا مرکزی کردار ہے۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں کہ روزمرہ کے معمولات ہوں یا تجارتی معاملات، خبریں ہوں یا تفریح کی چیزیں، دوستی ہو یا محبت، درس و تدریس، تعلیم ہو، ادب ہو یا پھر فنون لطیفہ، سماجی یا ثقافتی مواقع ہوں یا دفتری اور قانونی امور، مذہبی پیغامات ہوں یا ملکی تعلقات، سوشل میڈیا ہو یا آن لائن مذاکرہ ہر جگہ اور ہر مقام پر رابطے کا ذریعہ زبان ہی ہے۔ اس طرح سے زبان رابطے کا اہم ذریعہ ہے۔

3۔ تمدن کی ترسیل کا وسیلہ

زبان نے ثقافت کے فروغ اس کی بقا و تحفظ کے باب میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ نہ صرف ترویج و اشاعت بلکہ اس کی ترقی، فروغ اور ثقافت سے مالا مال کرنے میں بہت ہی معنی خیز کردار ادا کیا ہے۔ عزیز طلبہ یہ بات پہلے بھی بتائی جا چکی ہے کہ زبان وقت حالات اور ضروریات کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے تو جب انسانی آبادی میں اضافہ ہوا اور وہ گروہوں کی شکل میں مختلف مقامات میں سکونت اختیار کر لی تو مختلف ماحول میں مختلف زبانوں کے وجود کے ساتھ نئی تہذیب و تمدن بھی پروان چڑھنے لگی اور پھر انسانی زبان پر اس کے واضح اثرات نمودار ہوتے چلے گئے۔ انسان اور اس کی تہذیب و تمدن کی پہچان اس کی زبان ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ زبان اپنی تہذیب و تمدن کی نگہبان ہوتی ہے۔ زبان ختم تو تہذیب و تمدن بھی ختم۔ زبان کے ذریعہ ہی ہم اپنے تہذیبی و تمدنی ورثے کو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرتے ہیں۔

اردو زبان ایک ادبی ورثہ ہے اس میں ادیبوں نے قصے کہانیوں کے ذریعہ عادات و اطوار، اخلاق، اور اقدار جیسی روایات کو فروغ دیا ہے۔ شعرا نے احساسات و خیالات و جذبات کی ترجمانی کا ایک معیار دیا۔ نیز بہت سے شعرا نے مثالی معاشرہ کی تشکیل اور اسے سنوارنے سجانے میں شاعری کو ذریعہ بنایا۔ نثر نگاروں نے سماجی، سیاسی، فلسفیانہ مسائل پر بحث کی اور ثقافت کی ترسیل میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اردو محاوروں، کہاوتیں، ضرب الامثال اردو کے دانش مندانہ ورثہ اور تہذیب کا پتہ دیتی ہیں جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ اس طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان ایک زندہ زبان ہے جس نے تمدن کی ترسیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ عزیز طلبہ اب آپ جان گئے ہوں گے کہ زبان کسی بھی تہذیب اور تمدن کی ترسیل کا اہم ذریعہ و ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ زبان کے افعال پر روشنی ڈالیے۔

1.5 خلاصہ

بولیوں کے مجموعے کو زبان کہتے ہیں۔ زبان کی خصوصیات میں یہ شامل ہے کہ وہ وقت اور حالات کی مناسبت سے بدلتی رہتی ہے۔ زبان کی کل تین اقسام ہیں: اشاروں کی زبان جس میں سمعی، بصری اور لمسی اشارے شامل ہیں۔ آوازوں کی زبان جس میں مختلف آوازیں اور الفاظ کی آواز شامل ہے۔ علامتوں کی زبان سے مراد زبان کی تحریری شکل ہے۔ زبان کے تین افعال ہیں، مافی الضمیر یعنی دل کی بات کے اظہار کا وسیلہ، رابطے کا ذریعہ یعنی ہر معاملات میں ہر لمحہ انسان کو ایک دوسرے سے بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ بات چیت زبان کے ذریعہ ہی مکمل ہوتی ہے۔ تمدن کی ترسیل کا ذریعہ اگر زبان نہ ہو تو ثقافتی ورثہ نہ محفوظ رہے نہ پروان چڑھے اور نہ ہی اس کی ترسیل ہو اس طرح سے زبان تمدن کی ترسیل کا ذریعہ ہوئی۔

1.6 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ:

- زبان کے مفہوم، اس کی فطرت اور اس کی خصوصیات کو بیان کر سکتے ہیں۔
- زبان کی اقسام کو اپنے الفاظ میں لکھ سکتے ہیں۔
- زبان کے افعال پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔
- زبان کے اقسام کی درجہ بندی کر سکتے ہیں۔

1.7 فرہنگ

معراج کمال پر پہنچانا	نہایت بلند درجے پر فائز کرنا، انتہائی ترقی دینا۔ کسی کام میں کاملیت حاصل کرنا۔
مافی الضمیر	جو کچھ دل میں ہو، دل کی بات، نیت، ارادہ، منشا، خواہش کا اظہار
ممتاز	جسے کوئی خاص امتیاز دیا جائے، نمایاں، یگانہ، نمایاں فرق، اعلیٰ، افضل
استوار	مستحکم، مضبوط، پختہ، پائیدار رشتہ

ترسیل	بھیج دینا، ارسال کرنا، روانہ کرنا
بود و باش	رہنے سہنے کا عمل، سکونت، (جائے سکونت، قیام گاہ، طرز زندگی، رہنے سہنے کا ڈھنگ، معاشرت
گنگا جمنی تہذیب	ہندوؤں اور مسلمانوں کی ملی جلی تہذیب
براہیختہ کرنا	بھڑکانا، اکسانا، ابھارنا، مشتعل کرنا
مسحور ہونا	سحر زدہ ہونا، وارفتہ و شیدا ہونا، فدا ہونا
کار گاہ حیات	زندگی کا کارخانہ مطلب دنیا
نمودار ہونا	ظاہر ہونا، عیاں ہونا، سامنے آنا، نظر آنا، نکلتا
بصارت	آنکھوں کی روشنی، بینائی کی طاقت، دیکھنے کی قوت، فہم و فراست اور عقل

1.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- کون سی خوبی انسان کو دوسری چیز سے ممتاز کرتی ہے؟

الف) چیچ (ب) پکار (ج) زبان (د) اشارہ

2- زبان سے کیا مراد ہے؟

الف) جیبھ (ب) بولیوں کا مجموعہ (ج) ادب (د) جاوا

3- کتاب "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ" کے مصنف کون ہیں؟

الف) سید احتشام حسین (ب) مسعود حسین خان (ج) محمد حسین آزاد (د) نصیر الدین ہاشمی

4- "زبان کی تکمیل اس کی موت ہے" یہ بیان کس کا ہے؟

الف) منٹو (ب) جمیل جالبی (ج) مولوی عبدالحق (د) گیان چند جین

5- 'چینی کاٹنا' کس طرح کا اشارہ ہے؟

الف) لمسی (ب) بصر (ج) سمعی (د) لمسی اور بصری

6- زبان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

الف) تین	ب) چار	ج) پانچ	د) چھ
7- ذیل میں زبان کے افعال نہیں ہے؟			
الف) رابطہ	ب) وسیلہ اظہار	ج) تمدن کا ترسیل	د) کوئی نہیں
8- اردو زبان کس ملک میں پیدا ہوئی؟			
الف) پاکستان	ب) ہندوستان	ج) نیپال	د) عرب
9- وہ زبان جسے اشاروں سے سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے؟			
الف) لمسی زبان	ب) اشارہ کی زبان	ج) آوازوں کی زبان	د) سمعی
10- اردو زبان کا رسم الخط ہے؟			
الف) ترکی	ب) عربی	ج) مستعلق	د) نستعلیق

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- متروک الفاظ کی تین مثالیں پیش کیجیے۔
- 2- بولی کا دائرہ مختصر ہوتا ہے یا وسیع ہوتا ہے۔ واضح کیجیے۔
- 3- زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔
- 4- علامتوں کی زبان کی وضاحت کیجیے۔
- 5- زبان کے کل کتنے افعال ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- زبان کی تعریف بیان کیجیے اور اس کے دائرہ کو قلم بند کیجیے۔
- 2- زبان کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- 3- زبان کے اقسام پر روشنی ڈالیے۔
- 4- زبان مافی الضمیر کے اظہار اور تمدن کی ترسیل کا وسیلہ ہے۔ واضح کیجیے۔
- 5- زبان رابطہ کا ذریعہ ہے۔ مدلل لکھیے۔

معروضی سوالوں کے جوابات

(i) ج	(ii) ب	(iii) الف	(iv) الف	(v) الف
(vi) الف	(vii) د	(viii) ب	(ix) ب	(x) د

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

تدریسیات اردو	ایس ایل ایم، ڈی ڈی ای، مانو
اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، ڈاکٹر	ریاض احمد
طریقہ تدریس اردو	سید اصغر حسین، سید جلیل الدین
زبان اور بولی (ترجیمات، اپریل، 2022)	ڈاکٹر شیو ترپاٹھی
تاریخ ادب اردو	نوالحسن نقوی
تدریس اردو	ڈاکٹر نجم السحر، ڈاکٹر صابرہ سعید
اردو زبان و ادب کی تاریخ۔ ایم اے اردو	نظامت فاضلاتی تعلیم

اکائی 2۔ بولی، زبان اور مادری زبان*

اکائی کے اجزا

- 2.0 تمہید
- 2.1 مقاصد
- 2.2 بولی، زبان اور مادری زبان
- 2.3 بولی اور زبان کے درمیان فرق
- 2.4 انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت
- 2.5 خلاصہ
- 2.6 اکتسابی نتائج
- 2.7 فرہنگ
- 2.8 نمونہ امتحانی سوالات
- 2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ بولی کسی خاص مقام کسی خاص خطے کے مخصوص افراد و اشخاص بولتے ہیں۔ زبان کی طرح بولی میں بھی مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ نیز اس کے بھی اپنے کچھ الفاظ، بلکہ الفاظ کا ذخیرہ اور کچھ طور طریقے ہوتے ہیں جس میں الفاظ کی ادائیگی وغیرہ شامل ہیں۔ بولیوں کے وجود میں آنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں جغرافیائی حدود، تاریخی اثرات اور سماجی عوامل شامل ہیں۔ جغرافیائی حدود اس طرح سے وجہ بنتی ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی خطہ بالکل الگ تھلگ ہو، وہ دوسرے علاقوں سے ملا ہوا نہ ہو تو وہاں پر لوگوں کو رابطے، معاملات، لین دین، مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ بولیاں ہی بنتی ہیں اور پھر دھیرے دھیرے یہی بولیاں ترقی کر کے زبان کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

انسان سماج میں ایک دوسرے سے بات چیت کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں کی بولی یا زبان ہمیں نہیں آتی ہے تو ایسی صورت میں ہم اپنے آپ کو بے بس اور لاچار محسوس کرتے ہیں۔ عزیز طلبہ آپ تصور کریں کہ اگر آپ کے پاس بولی یا زبان

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

نہیں ہوتی تو کیا ہوتا؟ انسانی سماج کا تانہ بانہ اور شیرازہ بالکل بکھرا ہوا ہوتا۔ نہ تو آج ہم کسی کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے اور نہ ہی ادب سے حظ حاصل کر پاتے۔ اس طرح سے جب ہم غور کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت مسلم ہے اور اس کے بغیر ہم زندگی اور انسانیت کا تصور نہیں کر سکتے۔ بچے جب اپنی تعلیم کا آغاز کرتا ہے اور اسکول میں جس زبان میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہی اس کی مادری زبان ہوتی ہے۔ چوں کہ مادری زبان سے ہی ہم اپنی زندگی کی شروعات کرتے ہیں تو اس زبان میں کوئی چیز سمجھنا یا سمجھانا آسان ہوتا ہے اسی بات کے پیش نظر بہت سے ماہرین تعلیم، کمیشن کی رپورٹس اور ہماری قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے اس بات پر توجہ مرکوز کی کہ بچے کو مادری زبان میں تعلیم دی جائے تاکہ وہ علوم و فنون کو کماحقہ پوری طرح سے سیکھ سکیں۔ آج مادری زبان میں تعلیم کا چلن عام ہو رہا ہے۔ اس طرح سے بولی، زبان اور مادری زبان انسانی زندگی کا جز لا ینفک ہیں، بلکہ یوں کہیں کہ زبان کی حیثیت جسم میں روح کی مانند ہے اور روح کے بغیر جسم مردہ ہوتا ہے۔

2.1 مقاصد

- اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ
- بولی، اس کی خصوصیات اور اس کے وجود میں آنے کے عمل سے واقف ہو جائیں گے۔
- بولی، زبان اور مادری زبان کے بارے میں جان جائیں گے۔
- بولی اور زبان کے فرق کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر اظہار خیال کر سکیں گے۔

2.2 بولی، زبان اور مادری زبان

بولی

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے جس میں لوگوں کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے اپنی بات کو دوسروں تک پہنچادیں اور ان کا مطلب بر آئے۔ عزیز طلبہ آپ اس بات سے بہ خوبی واقف ہیں کہ زبان یک بارگی وجود میں نہیں آئی بلکہ آج زبان جس مقام پر ہے اسے اس مقام کا سفر طے کرنے میں کئی دہائیاں لگ گئیں تب جا کر آج اس کا شمار دنیا کی چند ترقی یافتہ اور کثرت سے بولی جانے والی زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس طرح سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ اردو کو بھی دوسری زبانوں کی طرح دھیرے دھیرے بتدریج زبان کا درجہ ملا اور اسے موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرنا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی بولی بولنے والا چاہے بچہ ہو یا بڑا کبھی لفظوں کا محتاج نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ کسی نہ کسی طرح سے مشکل سے مشکل بات، خیالات اور تصورات کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کر ہی لیتا ہے۔

زمانہ کے ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ بولیاں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ گلوبلائزیشن کی وجہ سے اب ہر کوئی اہل زبان ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ گاؤں دیہات میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ بولی ہے۔ شہروں میں سوسائٹی، کالونیوں وغیرہ کا کلچر عام

ہے اور ان جگہوں پر مختلف مقامات اور خطے سے لوگ آکر بستے ہیں۔ کسی کا تعلق دیہی علاقے سے ہوتا ہے تو کسی کا شہری، کوئی ہندی زبان جانتا ہے تو کوئی انگریزی اور کوئی اردو۔ جب یہ لوگ آپس میں بات کرتے ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملی ہوئی زبان بولتے ہیں تو اسے بھی ہم بولی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے ایک زبان بہت سی بولیوں میں بٹ جاتی ہے۔ اسی طرح سے بہت سارے لوگوں کو ہم کہتے ہیں کہ ان کی زبان درست نہیں ہے یا شین قاف درست نہیں ہے یا وہ اہل زبان نہیں ہیں۔ تو اس بات سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ زبان نہیں بولی بول رہے ہیں۔ اس بات کا دوسرا نتیجہ یہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ زبان بھی ایک خاص قسم کی بولی ہی ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس کے اصول و ضوابط طے ہو چکے ہیں تو اب یہ زبان کہلاتی ہے۔ بولی اور زبان کے فرق کو واضح کرتے ہوئے پروفیسر گیان چند جین لکھتے ہیں کہ

"بولی اور زبان کا رشتہ وہی ہوتا ہے جو ایک وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کا ہوتا ہے، یعنی بولی کا تصور زبان

کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ایک زبان بہت سی بولیوں میں بٹ جاتی ہے"

"زبان کی ابتدائی سطح بولی کہلاتی ہے، جو روزمرہ کے معاملات، کاروباری لین دین، اور سماجی روابط کو بحال اور متحرک رکھنے میں مدد و معاون ہوتی ہے۔ عوام کی اکثریت زبان کی اسی صورت، پرت یا سطح سے کام چلا لیتی ہے۔" (lafzuna.com)

Encyclopedia britannica کے مطابق:

"کسی ملک، ضلع، برادری، سماجی گروہ، پیشہ ور لوگوں یا شخص کے زبان بولنے کا ایک مخصوص طریقہ بولی کہلاتا ہے۔" (ص ۱۶، اردو کی بولیاں اور کر خنداری از نصیر احمد خان)

بقول پروفیسر نصیر احمد خان:

"بولی زبان کی ایک ایسی فطری شکل ہے جو علاقائی، لسانی، سماجی، شخصی اور پیشہ ورانہ اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو تبدیلیاں اس میں پائی جاتی ہیں، ان کے سلسلوں کو ساخت کی مختلف سطحوں پر نہ صرف محسوس کیا جاسکتا ہے بلکہ ان کا تجزیہ بھی ممکن ہوتا ہے۔" (ص ۱۸، اردو کی بولیاں اور کر خنداری)

زبان کی طرح بولی کے کوئی اصول و ضوابط نہیں ہوتے، بلکہ لوگ اپنی ضرورت اور سہولت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے اپنے پیغام کی ترسیل کرتے اور سمجھتے ہیں۔ اس کے قاعدے میں لچک ہوتی ہے۔ عزیز طلبہ آپ نے اندازہ لگالیا ہو گا کہ زبان کی نوعمری، یا کچے پن کو بولی کہتے ہیں، جو ضابطوں اور اصولوں سے آزاد ہوتی ہے اور تکلی انظہار کی غماز ہوتی ہے۔

دکنی اردو، پنجابی اردو، کلکتہ اردو، کشمیری اردو، کر خنداری اردو، یہ سب اردو کی بولیوں کی مثالیں ہیں۔ بعد میں یہ اردو زبان میں ضم ہوئیں اور انھیں زبان کا درجہ ملا، مگر ہر جگہ کے بولنے والوں کا لہجہ الگ ہے۔ بہر کیف بولیاں انفرادی اور گروہی شناختوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، بولنے والوں کے درمیان تعلق اور ثقافتی فخر کے احساس کو فروغ دیتی ہیں۔ تاہم، وہ مختلف بولیوں کے بولنے والوں کے درمیان خاص طور پر کثیر لسانی یا کثیر الثقافتی سیاق و سباق میں غلط فہمیوں یا مواصلاتی رکاوٹوں کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔

زبان

زبان کی تعریف اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا اتار چڑھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشانات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔ زبان سے مراد وہ زبان ہوتی ہے جو انسان بولتا ہے، جس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے، پیغامات کی ترسیل کرتا ہے، معلومات کا تبادلہ کرتا ہے یہ سب براہ راست کلام سے ہوتے ہیں اور یہی راست کلام ترسیلی نظام کہلاتے ہیں۔ یہ انسان ہی ہے جس کے پاس ترسیل کا ایک پورا نظام ہے۔

بقول ڈاکٹر محی الدین قادری زور:

”زبان خیالات کا ذریعہ اظہار ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے توسط سے انسانوں کے ذہنی

مفہوم و دلائل اور ان کے عام خیالات کی ترجمانی کرے۔“ (ص ۲۵، ہندوستانی لسانیات)

اس سلسلے میں محمد حسین آزاد کا ماننا ہے کہ

”زبان اظہار کا وسیلہ ہے جو متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا الفاظ یا بیان یا عبارت

کہتے ہیں۔“

اس بات کو انہوں نے ایک شاعرانہ لطیفے میں بیان کیا ہے کہ زبان اور بیان یعنی تحریری اور غیر تحریری عبارت ہوائی سواروں کی طرح ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے راستے سامعین یا مخاطبین کے دماغوں میں پہنچتے ہیں۔ اس سے رنگین تر مضمون یہ ہے کہ جس طرح تصویر اور تحریر قلم کی دست کاری ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے اسی طرح سے تقریر ہمارے خیالات کی زبانی تصویر ہے جو آواز کے قلم نے ہوا پر کھینچی ہوتی ہے۔ وہ صورت، ماجرا، کام، مقام اور ساری حالت کانوں سے دکھائی ہے۔

دو تار یہ کیفی بھی ابتدائی ماہرین لسانیات کی مانند زبان کو تخیل اور خیال کے ادا کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

بقول پروفیسر احتشام حسین

”زبان آوازوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے جسے انسان اپنا خیال دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیے اراداً

نکالتا ہے اور ان آوازوں کے معنی معین کر لیے گئے ہیں تاکہ کہنے اور سننے والے کے یہاں ایک لفظ سے تقریباً

ایک ہی جذبہ پیدا ہو۔ الفاظ ان ذہنی تصویروں کی ملفوظی علامتیں ہیں جنہیں ہم دوسروں کے ذہن تک پہنچانا

چاہتے ہیں۔“ (ص 2، ہندوستانی لسانیات کا خاکہ)

زبان کے لیے لازمی ہے کہ اس کے واضح اصول و ضوابط ہوں اور یہ اصول پورے لسانی سماج کے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔ یعنی اس زبان کو لکھنے پڑھنے اور بولنے والے تمام لوگ ان سے متفق ہوں۔ فصاحت، بلاغت، درستگی یا صحت، زبان کا لازمی حصہ ہیں۔ اسی کے ذریعہ انسان اپنے افکار و خیالات، تصورات، اظہار و ترسیل کرتا ہے۔ زبان ایک دوسرے کو سمجھنے اور معاشرے کی تشکیل میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ انسان اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ ترجمانی کبھی تقریر، کبھی تحریر، تو کبھی اشاروں اور کنایوں کی شکل میں ہوتی

ہے۔ زبان انسان کے لیے ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ وہ تعامل کرتا ہے، علم حاصل کرتا ہے اور پھر اسے بروئے کار لا کر زندگی کو آسان بناتا ہے نیز اسی زبان میں ادب، شعر اور دانشور حضرات اپنے خیالات کا اظہار اپنی تخلیقات، تصنیفات وغیرہ میں کرتے ہیں۔ عزیز طلبہ امید ہے آپ نے زبان کو اچھے طریقے سے سمجھ لیا ہوگا۔

زبان اپنی خصوصیات کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ ذیل میں زبان کی چند خصوصیات درج ہیں:

1- زبان کے ذریعے ہم اپنے تجربات، مشاہدات اور فکر و احساسات کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

2- زبان کے ذریعہ سماجی رشتے استوار کیے جاتے ہیں۔

3- تہذیب و تمدن کا ارتقا زبان سے ہی ہوتا ہے۔

4- زبان کی کوئی آخری صورت نہیں ہوتی بلکہ یہ لگاتار ارتقا کے مختلف مراحل سے گزرتی رہتی ہے۔

5- زبان علوم و فنون کی حصولیابی کا ذریعہ ہے۔

مادری زبان

مادری زبان یعنی پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ اس سے مراد ایسی زبان ہے جو بچہ پیدا ہونے کے ساتھ سیکھتا ہے اور اسی میں اپنے پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔ یہی زبان مادری زبان کہلاتی ہے۔ عام طور پر یہ خاندانی ماحول یا کمیونٹی میں بولی جانے والی زبان ہوتی ہے۔ مادری زبان وہ زبان ہوتی ہے جس میں بچہ / کوئی شخص سوچتا ہے، جذبات کا اظہار کرتا ہے اور بات چیت کرنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتا ہے۔ ڈیوڈ کرسٹل ابتدائی زبان (مادری زبان) کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

“The Language first acquired by the child (also called the mother tongue native language) or preferred in a multilingual situation” (an encyclopedic dictionary of language, David Crystal, 1992 P.138)

کرسٹل کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جو

"زبان بچہ سب سے پہلے سیکھتا ہے (جسے مادری یا دیسی زبان بھی کہا جاتا ہے) یا جسے کثیر اللسانی صورت حال

میں ترجیح دی جائے۔

پروفیسر خواجہ غلام السیدین کے مطابق

"مادری زبان وہ ہوتی ہے جو بچہ اپنی ماں کے دودھ کے ساتھ پیتا ہے"

انسانی زندگی کے وقوفی فروغ، ثقافتی شناخت اور ایک دوسرے سے تعلق قائم کرنے میں مادری زبان کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ بچے کا مادری زبان میں مہارت اور روانی خاندان میں مؤثر مواصلات، لرننگ اور سماجی تعامل میں سہولت فراہم کرتی ہے۔ جو بچہ مادری زبان کو جتنے اچھے سے اور تیزی کے ساتھ سیکھے گا وہ اتنا ہی ذہین ہوگا اور ذہین ہونے کے ساتھ اپنے امور کی تفہیم بھی اچھے سے کر سکے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مادری زبان ہی دوسری زبانوں اور علوم کو سیکھنے کا ذریعہ اور بنیاد بنتی ہے۔ نیز بچہ مادری زبان کو آسانی سے

بول سکتا ہے، سن سکتا ہے، سمجھ سکتا ہے۔ اسی کے پیش نظر دانشور، پالیسی بنانے والے، ماہرین اور حکومتیں مادری زبان میں تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دے رہی ہیں تاکہ بچہ آسانی کے ساتھ سیکھ، سمجھ اور پڑھ سکے۔ بچے کے مکمل نشوونما کے لیے اور کسی تصور کی کماحقہ تفہیم کے لیے مادری زبان میں تعلیم دینا بے حد ضروری ہے۔ نیز اس طرح کے اقدام سے نہ صرف مادری زبان کا تحفظ ہوگا بلکہ مختلف ثقافتی تکثیریت کا بھی فروغ ہوگا۔ ماہرین نفسیات کا بھی یہی خیال ہے کہ بچہ مادری زبان پر قدرت رکھتا ہے اس لیے اسے مادری زبان میں تعلیم دینا آسان ہے۔ اس سے نہ صرف بچے کی شخصیت سنورے گی بلکہ اس کے اندر خود اظہار کی صلاحیت بھی پیدا ہوگی، اس طرح سے بچہ مشکل سے مشکل تصورات کو مادری زبان کے ذریعہ بہ آسانی سمجھ لے گا۔

اکثر جب ہم غصہ میں یا خوشی میں ہوتے ہیں تو بے ساختہ ہماری زبان سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ مادری زبان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے جب ہم کسی چیز کو گنتے ہیں تو اکثر یہ عمل بھی مادری زبان کی نظر ہو جاتا ہے۔ ہم جب کچھ سوچتے ہیں یا کسی معاملے پر غور و فکر کرتے ہیں تو وہ عمل بھی مادری زبان میں ہی ہوتا ہے۔ اختراعی اور تخلیقی صلاحیت کے بہتر فروغ کے لیے مادری زبان ایک مؤثر آلہ ہو سکتی ہے۔ مادری زبان صرف ایک مضمون نہیں بلکہ تمام مضامین سے اس کا تعلق ہے۔ کمرہ جماعت ہو یا پھر کلاس کے باہر ہر جگہ مادری زبان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس لیے معلم کو چاہیے کہ وہ مادری زبان کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر تعلیم و تدریس کے عمل کو انجام دے۔

مادری زبان کی اہمیت کے پیش نظر ہر سال 21 فروری کو دنیا بھر میں مادری زبانوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ یونیسکو کے مطابق دنیا بھر میں بولی جانے والی تقریباً سات ہزار زبانوں میں کم از کم چالیس فیصد زبانوں کے معدوم ہونے کا خطرہ ہے۔ عزیز طلبہ! آپ سب جانتے ہیں کہ زبانیں لسانی تنوع کی علمبردار ہوتی ہیں اور جب یہی معدوم ہوتی چلی جائیں گی تو یہ تنوع بھی باقی نہیں رہ پائے گا۔ زبان جب معدوم ہوگی تو اس کے ساتھ پورا ثقافتی اور فکری ورثہ بھی معدوم ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عالمی سطح پر بھی مادری زبان میں تعلیم کے فروغ پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف سماجی، علمی مہارتوں کے سیکھنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ اقدار باہمی اور احترام آدمیت کو فروغ بھی ملتا ہے۔

مادری زبان کی مختلف خصوصیات ہیں جن میں سے چند ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

- 1- مادری زبان ایک فطری زبان ہوتی ہے
- 2- بچے اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو مادری زبان میں بہتر طریقے سے ادا کرتے ہیں۔
- 3- مادری زبان ترسیل کا بہترین ذریعہ ہے۔
- 4- بچے تصورات کو مادری زبان میں بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں۔
- 5- مادری زبان کے ذریعہ ہم دوسری زبان کی تعلیم بھی بہتر طریقے سے سیکھتے ہیں۔
- 6- بچے پڑھنا، لکھنا، بولنا مادری زبان کے ذریعے آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔
- 7- بچے حقیقی زندگی کی ضروریات کو مادری زبان کے ذریعے اچھے سے پورا کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ بولی اور زبان کی اہمیت واضح کیجیے۔

2۔ مادری زبان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تعلیم میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

2.3 بولی اور زبان کے درمیان فرق

مظہر اقبال مظہر اپنے مضمون 'مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت و افادیت' میں لکھتے ہیں کہ

"زبان اور بولی دو ایسی اصطلاحیں ہیں جن کا آپس میں رشتہ گہرا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ دو سگی بہنیں ہیں، جن میں سے ایک پڑھی لکھی اور شائستہ جب کہ دوسری پڑھنے لکھنے سے دور بھاگنے والی مگر انتہائی جہاں دیدہ، عقل مند، ہوشیار اور زیرِ نگاہ ہے۔"

بولی کو ہم ابلاغی زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں، جو کہ تکلم کے زمرے میں آتی ہے اس سے مراد بولی جانے والی زبان، بات چیت، بول چال، روزمرہ کی زبان وغیرہ۔ یہ بولی تو جاتی ہے پر لکھی نہیں جاتی یعنی یہ ادبی نہیں ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا ادب تخلیق نہیں ہوتا ہے۔ بولی سے خوب صورت روایات، شناخت اور سماجی ارتقا و تہذیب جڑی ہوئی ہوتی ہے۔

زبان سے مراد اظہار کا وہ ذریعہ ہے جو بولنے، پڑھنے اور لکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پریم چند کہتے ہیں کہ:

"ہم بول چال سے اپنے قریب کے لوگوں سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہیں، اپنی خوشی یا رنج کے جذبات کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ ادیب وہی کام تحریر سے کرتا ہے۔ ہاں اس کے سننے والوں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے بیان میں حقیقت اور سچائی ہے تو صدیوں اور قرونوں تک اس کی تحریریں دلوں پر اثر کرتی رہتی ہیں۔"

زبان کے اپنے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں اور وہ اس کی پابند ہوتی ہے، جب کہ بولیاں ان سب سے آزاد ہوتی ہیں۔ عام زندگی اور روزمرہ میں بولیوں کا ہی استعمال ہوتا ہے۔ کسی خاص موقع یا معیاری گفتگو کے لیے ہی ہم زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کو اس طرح سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم گھر میں جو بات چیت کرتے ہیں اسے بولی اور باہر جو بات چیت کرتے ہیں اسے زبان کہہ سکتے ہیں۔ بولی کا دائرہ محدود ہوتا ہے جو جگہ جگہ، علاقہ در علاقہ بدلتی رہتی ہے جب کہ زبان نہیں بدلتی ہے اور اس کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ بولی بولنے والوں کے خاص جغرافیائی حدود اور علاقے ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک زبان کے علاقے میں کئی بولیاں بولی جاتی ہیں۔ زبان سے ادبی، تخلیقی کام لیا جاتا ہے، اس کے اپنے رسم الخط، حروف، اصول و ضابطے ہوتے ہیں، مختلف مقامات جیسے تعلیمی ادارے، ملٹی نیشنل کمپنیاں، سیاسی اور تہذیبی شعبوں ادبی حلقوں میں زبان کا ہی استعمال ہوتا ہے کیوں کہ بولی کی اپنی حدود ہوتی ہیں اور اس میں الفاظ کی کمی بھی رہتی ہے جب کہ زبان میں الفاظ کی کمی نہیں رہتی ہے، نیز اس کا اپنا رسم الخط ہوتا ہے جس میں لکھی اور پڑھی جاتی ہے جب کہ بولی نہ لکھی جاتی ہے اور نہ ہی پڑھی جاتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ بولی اور زبان کے درمیان فرق کو واضح کریں۔

2.4 انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت

زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جہاں زبان کے بغیر کام مکمل ہو سکے۔ ہمیں اپنی بات کسی سے کہنی ہو، کسی سے کچھ استفسار کرنا ہو، راستہ معلوم کرنا ہو، کسی سے تعامل کرنا ہو، کسی بینک یا سوشل میڈیا پر اکاؤنٹ بنانا ہو، ایک منزل سے دوسری منزل تک جانا ہو، تعلیم، مذہب، سماج غرض کہ ہر جگہ ہمیں زبان کی ضرورت پڑتی ہے۔ عزیز طلبہ آپ تصور کیجیے اگر زبان نہ ہو تو ہماری اور آپ کی زندگی کیسی ہوگی؟ انسانی زندگی میں زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر ہماری دنیا بے معنی ہے۔ زبان ہماری دنیا اور ہماری زندگی کو معنی خیز بناتی ہے۔ زبان شعور کا ایک لازمی اور ناگزیر حصہ ہے، جو شعور کی ترقی کے ساتھ ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ ہم زبان کو زندگی اور زندگی کو زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ زبان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق کے لیے خالق کائنات نے لفظ ”کن“ کہا۔ عبات، دعا، گفتگو، غور و فکر، جذبات کا احساس، تحصیل علم، تخلیق علم، تحقیق، تنقید غرض کہ ہر جگہ انسان زبان کا ہی سہارا لیتا ہے۔ اگر زبان نہیں ہوتی تو انسان رشتے استوار نہیں کر پاتا، دوستی، اخوت و محبت کا اظہار نہیں کر پاتا، اپنے مافی الضمیر کا اظہار اور کسی شخص سے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر پاتا۔ یہ زبان ہی ہے جو ہر مقام اور ہر جگہ پر انسان کا سہارا بنی ہوئی ہے بلکہ انسانی زندگی کا سارا دم خم اور دار و مدار زبان پر ہی ہے۔ یہ زبان کی اہمیت ہی ہے کہ اہل عرب ہوں یا اہل علم و دانش سب کو اپنے اہل زبان ہونے پر فخر اور ناز ہوتا ہے۔

شاعر نواز فاروقی صاحب اپنے مضمون ’انسان اور زبان‘ میں لکھتے ہیں کہ

”زبان کی اہمیت صرف یہ نہیں ہے کہ زبان ہمارا خیال ہے۔ ہمارا جذبہ ہے۔ ہمارا احساس ہے۔ ہمارا ابلاغ ہے۔ زبان کی اہمیت یہ بھی ہے کہ الفاظ سے ”خیال“ پیدا ہوتا ہے۔ خیال سے ”عمل“ جنم لیتا ہے۔ عمل سے ”عادت“ وجود میں آتی ہے۔ عادت سے ”کردار“ تشکیل پاتا ہے اور یہی کردار بالآخر انسان کی ”تقدیر“ بن جاتا ہے۔ وہ تقدیر جو انسان اپنے فکر و عمل اور عادت و کردار سے خود خلق کرتا ہے۔“

زبان ماں کے پیٹ سے لیکر لحد تک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ انسان کی شخصی، ذاتی اور اجتماعی عروج و زوال میں بھی زبان کا اہم رول ہوتا ہے۔ انسان کا عروج و زوال، تعلیم و تربیت، اخلاق و ادب، تہذیب و ثقافت ہر جگہ زبان کی مرکزیت مسلم ہے۔

زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جہاں زبان کی ضرورت نہ ہو۔ سماجی، معاشی، سیاسی، مذہبی، علمی ادبی ہر جگہ زبان کی ضرورت پڑتی ہے اور ان تمام پر زبان بہت ہی گہرے طریقے سے دخیل ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی شاعر شاعری، افسانہ نگار افسانہ، ناول نگار ناول لکھتا ہے،

داستان گو داستان سناتا ہے، خطیب خطاب کرتا ہے استاد درس دیتا ہے، اسی کے ذریعہ ہم مختلف طرح کے جذبے جیسے محبت، عداوت، دوستی، دشمنی، شفقت، مشاہدات و تجربات اور مناظر فطرت وغیرہ کا اعتراف و اظہار کرتے ہیں۔

زبان کے ذریعہ ہی ہم ایک بہتر معاشرہ کی تشکیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے بچوں کی تربیت، مختلف شعبوں میں انسانوں کو ماہر بنانے کی تربیت، کاروبار میں کامیابی، تجارت میں منافع، عدالت میں انصاف، امور انتظامیہ میں مہارت، سوشل میڈیا پر شہرت، ذاتی و سماجی زندگی میں لوگوں سے تعامل، کمرہ جماعت میں درس و تدریس کا عمل، ملکی و بین الاقوامی تعلقات، ہر جگہ زبان کی ہی جادوگری نظر آتی ہے۔ آج اس ترقی یافتہ زمانے میں بہت سی نئی چیزیں وجود میں آچکی ہیں عزیز طلبہ آپ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی اہمیت سے خوب اچھی طرح سے واقف ہیں، غور کریں اور سوچیں کہ اگر آپ کے پاس زبان نہ ہو تو کیا ان کو سیکھ سکیں گے؟ ان کا استعمال کر سکیں گے؟ ہر گز نہیں تو جب ہم ان چیزوں کا استعمال نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کے پاس زبان ہے ہم ان لوگوں سے پیچھے ہو جائیں گے۔ تو اسی بات سے یہ اندازہ بھی لگالیں کہ اگر زبان نہیں ہوتی یا پھر آپ زبان سے عاری ہوتے تو کیا یہ معاشرہ یا آپ خود اتنی ترقی کر سکتے تھے؟ اس طرح سے ان تمام باتوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت جسم میں روح کی مانند ہے، بغیر زبان کے انسانی زندگی مردہ ہے زبان اور زندگی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں اس لیے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ زبان زندگی ہے اور زندگی زبان ہے۔

زبان قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ انسانی زندگی میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ بچہ روزمرہ کی زندگی میں اپنے گھریلو ماحول میں بہت سی باتیں اپنے تجربات سے سیکھ کر زبان سے ظاہر کرتا ہے اس شروعاتی دور میں زبان میں قواعد کی کوئی پابندی نہیں ہوتی ہے یہ خیالات و جذبات کے اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اس کی مدد سے علوم و فنون کو حاصل کیا جاتا ہے، اور نئی نسلوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی شاعری اور ادب کا رتبہ و مقام ہے۔ سماجی، قومی، ملکی اتحاد کا اہم ذریعہ زبان ہے۔ انسان کے دل میں بے شمار جذبات ہوتے ہیں جیسے نفرت، محبت، سکھ دکھ، خوشی غم، ڈر جھجک خوف وغیرہ ان کے اظہار کے لیے وہ بے چین رہتا ہے اس کے علاوہ وہ اپنے تجربات و مشاہدات سے دوسروں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے، ایسے میں صرف زبان کے ذریعہ ہی اپنے خواہشات کی تکمیل کر سکتا ہے۔

زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ سماجی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی یا علمی و ادبی ہو، اس میں زبان کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ ساری دنیا کے خبریں، نئی معلومات، مختلف ملکوں اور علاقوں کی تہذیب و ثقافت سے واقفیت زندگی کے اچھے برے تجربات، مختلف مذاہب کے لوگوں کے بارے میں جاننا، ان کے عقیدوں اور مذہبی رسومات وغیرہ کو جاننا یہ سب زبان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان انسانی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ انسانی زندگی کی ارتقا اور بقا میں زبان کا کردار بہت اہم ہے۔

زبان کے ذریعہ ہی بچوں کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔ انہیں علوم و فنون سے آراستہ کرنے میں سب سے زیادہ زبان ہی مددگار ہوتی ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی انسان کے عقل اور وجدان فروغ پاتے ہیں۔ سماج کی تشکیل اور انسانیت کی تعمیر بھی زبان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ کاروبار، تجارت، عدلیہ، انتظامیہ ہر جگہ زبان کے ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

مادری زبان بچوں میں توجہ کے ساتھ سننے سمجھنے کی اہلیت پیدا کرتی ہے۔ بچہ جو کچھ بھی سمجھتا ہے اسکا اظہار وہ اپنی مادری زبان میں کرتا ہے۔ مادری زبان سیکھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ جو کچھ بھی دیکھ کر، سن کر یا تجربے سے سیکھے اسے اپنے بیان میں یا تحریر میں لاسکے۔ بیان کرتے وقت وہ تلفظ کا صحیح استعمال کر سکیں۔ لب و لہجہ نفیس ہو اور طرز بیان سادہ ہو۔ آواز میں اتار چڑھاؤ مناسب انداز میں ہو موقع اور وقت کے حساب سے لہجہ کو بنائے رکھیں۔ بات چیت کے درمیان بھی وہ اپنے لب و لہجہ کو مناسب طریقے سے استعمال کرے۔ تحریری شکل میں بھی قواعد کی پابندی، املہ کی درستگی صحیح کرنے میں مادری زبان مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مادری زبان نہ صرف ہمیں لکھنے پڑھنے میں مدد کرتی ہے بلکہ بچوں میں سماجی شعور پیدا کرنے میں بھی کافی اہم رول ادا کرتی ہے۔ مادری زبان کے ذریعہ بچہ بہت ہی آسانی سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے اور کوئی دوسری زبان بھی سیکھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ مادر زبان چونکہ پیدائشی زبان ہوتی ہے اس لیے بچوں کو ذہن نشی کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مادری زبان کے ذریعہ تعلیم دینے سے بچوں میں تعلیم کے لئے ذوق و شوق بھی پیدا ہوتا ہے اسلئے مادری زبان بچوں کی تعلیم میں بہت ہی کارآمد ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں سیکھنے کے لیے بہت سے وسائل دستیاب ہے جس میں کمپیوٹر، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ، خاص کر کمپیوٹر کا رول کافی اہم ہو گیا ہے۔ پھر بھی مادری زبان کی اہمیت کم نہیں ہوئی، کیونکہ ان سبھی چیزوں کو بہتر طریقے سے سیکھنے میں بھی مادری زبان کا بہت اہم رول رہتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت کو بتائے۔

2.5 خلاصہ کلام

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ بولی کسی خاص مقام کسی خاص خطے کے مخصوص افراد و اشخاص بولتے ہیں۔ زبان کی طرح بولی میں بھی مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ بولی عام طور سے ایک بے ڈھب سی زبان ہوتی ہے جس میں لوگوں کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے اپنی بات کو دوسروں تک پہنچا دیں اور ان کا مطلب بر آئے۔ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا بے حد ضروری ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا اتار چڑھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشانات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔ زبان کے لیے لازمی ہے کہ اس کے واضح اصول و ضوابط ہوں اور یہ اصول پورے لسانی سماج کے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔ مادری زبان یعنی پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ اس سے مراد ایسی زبان ہے جو بچہ پیدا ہونے کے ساتھ سیکھتا ہے اور اس میں اپنے پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔ یہی زبان مادری زبان کہلاتی ہے۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ ہم زبان کو زندگی اور زندگی کو زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

2.6 اکتسابی نتائج

- اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو
- بولی، اس کی خصوصیات اور اس کے وجود میں آنے کے عمل سے واقفیت ہوگئی ہوگی۔
- بولی، زبان اور مادری زبان کے تصور و تعارف کو سمجھ گئے ہوں گے۔
- بولی اور زبان کے فرق کو اپنے الفاظ میں بیان کر لیں گے۔
- انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر اظہار خیال اپنی زبان میں کر پائیں گے۔

2.7 فرہنگ

شیرازہ بکھرنا	اجزاء کا منتشر ہونا، ابتر ہونا، اجزاء کا ایک جابجا متحد نہ رہنا، سلسلہ منقطع ہو جانا، سلسلہ ٹوٹ جانا، نظم و ضبط کا خراب ہو جانا، بد نظمی اور انتشار پیدا ہو جانا
جز: ولائینک	نہ جُدا نہ ہونے والا جز یا حصہ، اٹوٹ، جو الگ نہ ہو سکے
کثیر الثقافتی	مختلف ثقافتیں، ایک سے زیادہ ثقافتیں
تنوع	قسم قسم کا ہونا، رنگ برنگ کا ہونا، نیا پن، جدت
علمبردار	کسی تحریک یا مقصد یا منصوبے کو آگے بڑھانے والا، کسی تحریک یا نظریے کا زبردست حامی، پرچارک، جھنڈا اٹھا کر چلنے والا، علم یعنی جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھانے والا،
معدوم	مٹایا گیا، فنا کیا گیا، ناپید، عنقا، کالعدم، غیر موجود، غائب، ندارد

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ بولی کے تعلق سے درج ذیل میں سے کون سا بیان درست ہے؟
 - الف) بولی کا دائرہ محدود ہوتا ہے
 - ب) بولی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے
 - ج) بولی میں ادب تخلیق ہوتا ہے
 - د) بولی کے اصول و ضوابط طے ہوتے ہیں
- 2۔ زبان کے متعلق ذیل میں دیا گیا کون سا بیان درست نہیں ہے؟
 - الف) زبان کا دائرہ وسیع ہوتا ہے
 - ب) زبان کے قواعد و ضوابط طے ہوتے ہیں

(ج) زبان میں ادب تخلیق ہوتا ہے (د) کسی ایک گروہ کی زبان ہوتی ہے

3۔ بولی زبان کی

(الف) آخری شکل ہوتی ہے (ب) ابتدائی شکل ہوتی ہے

(ج) بولی اور زبان دونوں ایک ہوتی ہیں (د) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ مادری زبان کے تعلق سے کون سا بیان درست نہیں ہے؟

(الف) مادری زبان میں تعلیم دینے سے بہتر تفہیم ہوتی ہے۔

(ب) مادری زبان دوسری زبانوں کے سیکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

(ج) مشکل تصورات کی تفہیم مادری زبان میں نہیں ہو سکتی ہے۔

(د) مکمل نشوونما کے لیے مادری زبان میں تعلیم دینا ضروری ہے۔

5۔ ہر سال کس تاریخ کو دنیا بھر میں عالمی یوم مادری زبان منایا جاتا ہے؟

(الف) 21 نومبر (ب) 21 فروری (ج) 11 نومبر (د) 11 فروری

6۔ زبان ماں کے پیٹ سے لیکر لحد تک ----- حیثیت رکھتی ہے۔

(الف) دلی (ب) مقامی (ج) کلیدی (د) ذہنی

7۔ زبان قدرت کا ----- تحفہ ہے۔

(الف) دینی (ب) قدرتی (ج) فطری (د) انمول

8۔ بولیاں کس سے آزاد ہوتی ہیں؟

(الف) قواعد (ب) زبان (ج) حرف (د) ادب

9۔ پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ کہا جاتا ہے؟

(الف) بولی (ب) زبان (ج) ادب (د) مادری زبان

10۔ عام زندگی اور روزمرہ میں ہم استعمال کرتے ہیں؟

(الف) زبان (ب) بولی (ج) اشارہ (د) ادب

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ زبان کی تعریف بیان کیجیے۔

2۔ مادری زبان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

3۔ بولی کے وجود میں آنے کی وجوہات تحریر کیجیے۔

- 4- زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔
5- زبان ہی زندگی اور زندگی ہی زبان ہے۔ واضح کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- بولی کی خصوصیات لکھیے۔
- 2- بولیوں کے وجود میں آنے کے اسباب قلم بند کیجیے۔
- 3- مادری زبان میں تعلیم پر اظہار خیال کیجیے۔
- 4- بولی اور زبان کے فرق کو تحریر کیجیے۔
- 5- انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالیے۔

معروضی سوالوں کے جوابات:

(i) الف	(ii) د	(iii) ب	(iv) ج	(v) ب
(vi) ج	(vii) د	(viii) الف	(ix) د	(x) ب

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

زبان اور بولی	ڈاکٹر شیویہ ترباطھی
مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت و افادیت	منظہر اقبال مظہر
انسان اور زبان	شاہنواز فاروقی
ادب کی غرض و غایت	پریم چند
اردو کی تدریسیات	نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو
اردو کی بولیاں اور کر خنداری کا عمرانی لسانیاتی مطالعہ	ڈاکٹر نصیر احمد
لسانیات۔ ایم اے	نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو

اکائی 3۔ اصنافِ ادب اردو*

اکائی کے اجزا

- 3.0 تمہید
- 3.1 مقاصد
- 3.2 ادب: معنی و مفہوم، ادب اور زندگی کا رشتہ
- 3.3 اصنافِ ادب اردو: نثر و نظم، نثر و نظم کے درمیان فرق
- 3.4 اصنافِ نثر: داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ، سوانح نگاری و مکتوب نگاری وغیرہ
- 3.5 اصنافِ نظم: غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، آزاد نظم و معری نظم، نظم اور غزل کے درمیان فرق
- 3.6 خلاصہ
- 3.7 اکتسابی نتائج
- 3.8 فرہنگ
- 3.9 نمونہ امتحانی سوالات
- 3.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید

اردو زبان و ادب سے ہمارا گہرا رشتہ صرف اس لیے نہیں ہے۔ یہ ہماری مادری زبان ہے یا پھر ہم اس میں اپنے خیالات و افکار کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کی ایک وجہ ادب سے دلچسپی بھی ہے۔ ہم اسے پڑھتے ہیں اس سے حظ حاصل کرتے ہیں۔ ادب کسے کہتے ہیں اس سوال کا جواب آسان نہیں اور نہ ہی اس کی تعریف ایک جملے میں کی جاسکتی ہے۔ ادب کو ہم اس طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان یعنی روزمرہ کی زبان کے الفاظ اور خیالات بہت اچھے انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے ہیں۔ ادب کے حوالے سے مختلف مفکرین و ماہرین نے مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ کسی نے ادب کو زندگی کا ترجمان کہا ہے تو کسی نے ادب کو زندگی کا آئینہ کہا ہے۔ ادب سماج کا عکاس ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی ہمارے معاشرے میں وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے ایک ادیب اسے نہایت ہی خوب صورت، شستہ اور آسان طریقہ سے صفحہ قرطاس پر درج کرتا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ادبی تخلیقات میں انفرادی اظہار خیال، انسانی زندگی سے دلچسپی، ملک، قوم،

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

یا وطن و دنیا سے محبت اور مخصوص صنف ادب سے دلچسپی، مصنف کا مطالعہ اور ذوق و شوق اثر انداز ہوتا ہے۔ خواہش تخلیق انسان کی فطرت ہے اور اس فطرت میں تسکین و تشفی شامل ہے۔ یہی تسکین و تسلی انسان کو پرفیکشن یعنی کاملیت کی طرف لے کر جاتی ہے اور کاملیت بغیر مشق، متعدد بار ایک ہی کام کو دہرائے، سنوارے، نکھارے بغیر نہیں آتی۔ یہ نکھار سنوار ہی ادب کہلاتا ہے اور اس طرح سے ادب میں جمالیات، شائستگی اور شستگی بھی شامل ہو جاتی ہے۔

عزیز طلبہ یہ تخلیقات یا تو نثری انداز میں ہوتی ہیں یا پھر شعری پیرائے میں ہوتی ہیں، اگر نثری انداز میں جیسے ناول، افسانہ، سوانح، مکتوب، انشائیہ کی شکل میں ہوتی ہیں تو وہ سب نثری اصناف کہلاتی ہیں۔ اگر یہ تخلیقات منظوم پیرائے یعنی حمد، نعت، منقبت غزل، نظم، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ رباعی کی شکل میں ہوتی ہیں تو ان کا شمار شعری اصناف سخن میں ہوتا ہے جسے اصناف نظم بھی کہتے ہیں۔

3.1 مقاصد

- اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ
- ادب اور اس کے معنی و مفہوم سے واقف ہو جائیں گے۔
- ادب اور زندگی کے رشتے کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- نثر و نظم کے درمیان فرق کو تحریر کر سکیں گے۔
- اردو ادب کی مختلف اصناف کو مثالوں کے ساتھ سمجھا سکیں گے۔

3.2 ادب: معنی و مفہوم، ادب اور زندگی کا رشتہ

معنی و مفہوم

ادب کو صرف ایک تعریف سے پوری طرح سے نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ اگر ہم جامع الفاظ میں اس تعریف کو سمجھنے کی کوشش میں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے ہیں۔ عزیز طلبہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب طلبہ سے پوچھا گیا ہے کہ ادب کے کیا معنی ہیں؟ یا ادب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ادب کا مطلب اپنے سے بڑوں کا احترام، کوئی یہ کہتا ہے کہ جب استاد کلاس میں آجائے تو کھڑے ہونا ادب کہلاتا ہے، اسی قسم کے اور بھی جوابات ملتے ہیں۔ یقیناً یہ سب ادب کے زمرے میں آتے ہیں مگر لٹرچر کے نہیں۔ ان کا تعلق آداب و اخلاق سے ہے جسے انگریزی میں Etiquette اور Manners سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے جب زبان و ادب کے حوالے سے ادب کا نام لیا جاتا ہے تو اس سے مراد قطعاً اخلاق و آداب نہیں بلکہ اس سے مراد وہ تحریریں ہوتی ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے اور پیش کیے جاتے ہیں، اسے انگریزی میں لٹرچر اور ہندی میں ساہتیہ کہتے ہیں۔

"ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں حقیقت کا اظہار ہو جس کی زبان پختہ اور شستہ و لطیف ہو اور جس میں دل اور دماغ پر اثر ڈالنے کی صفت ہو۔" (پریم چند)

علاوہ ازیں پریم چند ادب کو تنقید حیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ چاہے وہ مقالے کی شکل میں ہو یا افسانے کی یا شعر کی۔ اسے ہماری حیات کا تبصرہ کرنا چاہئے۔

عزیز طلبہ! ادب میں کیفیات اور جذبات کا جلوہ ہوتا ہے۔ ادب صرف حسن و عاشقی پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں منطق، فلسفہ، ریاضی، سیاسیات، معاشیات، فلکیات غرض کہ ہر موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔ انسانی زندگی کے جتنے گوشے ہیں ادب ان سب کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بنیادی طور پر فنون لطیفہ کی پانچ اہم قسمیں ہیں

1- فن تعمیر

2- سنگ تراشی

3- مصوری

4- موسیقی

5- ادب

ان تمام اقسام سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسان کسی خیال، نکتے، مشاہدے، تجربے، احساس یا تاثر تک پہنچتا ہے تو ان کا اظہار اس کی ذاتی دلچسپی اور خیال کی مناسبت سے انہیں میں سے کسی قسم میں منصفہ شہود پر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادب میں کبھی ہم اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں تو کبھی اپنے درد کا مداوا، کبھی لطف، کبھی آسودگی وطمینیت وغیرہ۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں کہ پیدائش سے ہی آپ مختلف ماحول میں، مختلف چیزوں کا مشاہدہ کرتے اور انہیں برتتے ہیں۔ ایک عام شخص ان باتوں کو بہت ہی عام طریقے سے کہہ دیتا ہے لیکن جب ایک ادیب، تخلیق کار، مصنف جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے یا جو چیزیں اس کی زندگی پر اثر ڈالتی ہیں ان سب کو بہت ہی خوب صورت انداز میں الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر قاری کے سامنے پیش کر دیتا ہے، جس میں حقیقت کے اظہار کے ساتھ ساتھ زندگی پر تبصرہ و تنقید ہوتی ہے یہی تحریریں ادب کا حصہ ہوتی ہیں۔

خواہش تخلیق انسان کی فطرت ہے۔ اسی جبلی خواہش سے آرٹ پیدا ہوتا ہے۔ آرٹ اور دوسرے علوم میں یہی فرق ہے کہ اس میں کوئی مادی نفع مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں بے غرض مسرت ہے۔ ادب آرٹ کی ایک شاخ ہے جسے "فن لطیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔ میتھو آرنلڈ کے نزدیک

"وہ تمام علم جو کتب کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، ادب کہلاتا ہے۔"

کارڈینل نیوین کہتا ہے کہ

"انسانی افکار، خیالات اور احساسات کا اظہار زبان اور الفاظ کے ذریعے ادب کہلاتا ہے۔"

نارمن جودک کہتا ہے کہ:

"ادب مراد ہے اس تمام سرمایہ خیالات و احساسات سے جو تحریر میں آچکا ہے اور جسے اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کو مسرت حاصل ہوتی ہے۔"

والٹر پیٹر کا خیال ہے کہ :

"ادب، واقعات یا حقائق کو صرف پیش کر دینے کا نام نہیں بلکہ ادب کہلانے کے لیے اظہار بیان کا تنوع ضروری ہے۔"

شروع میں صرف عشق و عاشقی، شراب و شباب اور خمریات تک ہی ادب کا دائرہ محدود تھا لیکن دھیرے دھیرے اس میں وسعت آتی گئی، پھر حالی کی تنقید سے دوسروں کو تحریک ملی اور آج کوئی بھی ایسا موضوع نہیں ہے جو اردو ادب سے اچھوتا ہو۔ ہر موضوع، ہر میدان میں ادیبوں نے اپنے فکر کے گھوڑے دوڑائے اور اسے سیراب کیا۔ پریم چند لکھتے ہیں کہ

"ہم ادب کو محض تفریح اور تعیش کی چیز نہیں سمجھتے۔ ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا ترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، تعمیر کی روح ہو، زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو، جو ہم میں حرکت اور ہنگامہ اور بے چینی پیدا کرے، سلائے نہیں"

ادب اور زندگی کا رشتہ

عزیز! طلبہ ادب اور اس کے معنی، مفہوم و فطرت سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں کیوں کہ ایک رائٹر جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے وہ سب کچھ بڑے سلیقے سے قلم بند کر دیتا ہے اگر زندگی نہ ہو یا دنیا میں موجود اتنی ساری چیزیں نہ ہوں تو پھر ادب کا تصور بھی ممکن نہیں۔ یہ مصائب یہ پریشانی، یہ غم، یہ خوشی، درخت، پیڑ پودے، چرند و پرند، جمادات و نباتات سب ادب کے موضوعات میں شامل ہیں بلکہ انہیں سے ادب میں چار چاند لگتا ہے اور پھر جب ادب زندگی پر تبصرہ و تنقید کرتا ہے تو زندگی نکھرتی اور سنورتی ہے جس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کبھی ادب زندگی پر اثر ڈالتا ہے تو کبھی زندگی ادب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ علامہ اقبال کی نظم "بچے کی دعا" اور ساحر لدھیانوی کی نظم "اے شریف انسانو" بالترتیب اس کی مثالیں ہیں۔ ایک نے زندگی پر اثر ڈالا اور زندگی سنورنے کی دعا کی گئی دوسرے نے ادب کو متاثر کیا اور ایک نظم وجود میں آئی اور پھر وہ بھی زندگی کو متاثر کرنے لگی۔

شمس الرحمان فاروقی لکھتے ہیں کہ

"ادب زندگی کا اظہار کرتا ہے اور زندگی کا ایک عمل ہے۔ اس کے لیے یہ اعلان کرنا ضروری نہیں کہ ادب کا تعلق زندگی سے ہے۔"

باقر مہدی کہتے ہیں کہ

"ادب اور زندگی کے رشتے اتنے مستحکم ہو چکے ہیں کہ سیاسی تبدیلیوں کا ادب پر اثر ناگزیر ہے۔"

عزیز طلبہ آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ ادب کے بغیر زندگی بے معنی ہے اور زندگی کے بغیر ادب کا وجود ممکن نہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ ادب کے معنی و مفہوم کو لکھیں۔
2۔ ادب کا زندگی سے کیا رشتہ ہے؟ واضح کریں۔

3.3 اصناف ادب اردو: نثر و نظم، نثر و نظم کے درمیان فرق

اصناف ادب

عزیز طلبہ! اصناف کی اصل صنف ہے۔ اردو ادب کی دو (2) اصناف ہیں نثر اور نظم۔ کچھ لوگ اسے اقسام بھی بولتے ہیں۔ اصناف ادب سے مراد اردو ادب کے وہ خاص پیرائے ہیں جو ادبی اور غیر ادبی تحریر کو الگ کرتے ہیں۔ دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کی طرح اردو ادب بھی وسیع اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ اردو اصنافِ ادب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ نثری اصنافِ سخن اور

2۔ شعری اصنافِ سخن

اصنافِ نثر

نثر اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں وزن نہ ہو۔ نثر کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں کسی بھی بات کو صاف طور سے واضح انداز میں بیان کر دیا جاتا ہے۔ نثر کے لیے کسی بحر کی ضرورت ہے نہ قافیہ اور ردیف کی۔ لیکن قلم کی روانی، محاورات و استعارات کا چابکدستی سے استعمال اور اعلیٰ تخیل تحریر کا حسن و بالا کرتے ہیں۔ تحریر میں جتنی روانی اور زبان پر جتنا عبور ہو گا اس کے مطابق اسی قدر اعلیٰ اور معیاری نثری تحریر سامنے آئے گی۔

بہترین الفاظ کو سادہ مگر عمدہ طریقے سے بیان کرنا اصنافِ نثر کہلاتا ہے۔ اس میں جملے کی ساخت پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ جملے کو معیاری انداز میں لکھا جاتا ہے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ افسانوی ادب نثر، اور

2۔ غیر افسانوی ادب نثر

1۔ افسانوی ادب :- افسانوی نثر میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔

2۔ غیر افسانوی ادب :- غیر افسانوی نثر میں انشائیہ، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانح، رپورٹاژ، تذکرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب / خط وغیرہ شامل ہیں۔

اصناف نظم / شعری اصناف

جب شاعر / تخلیق کار اپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ شعری اصناف میں حمد، نعت، مناجات، سلام، منقبت، قصیدہ، غزل، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، شہر آشوب، واسوخت، پیروڈی، سہرا وغیرہ شامل ہیں۔

نثر و نظم کے درمیان فرق

نثر میں نثر نگار اپنے خیالات کو بہت ہی سادہ سلیس انداز میں واضح طریقے سے اس طرح سے پیش کرتا ہے کہ تمام باتیں قاری کو سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت یا دشواری نہیں ہوتی ہے۔ نثر میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہوتا۔ جب کہ شاعری میں تخلیق کار اپنے خیالات کو ترتیب وار پر و تا چلا جاتا ہے۔ اپنی بات کو ڈھکے چھپے انداز اشاروں کنایوں میں بیان کرتا ہے۔ ایک لفظ سے کئی معنی نکلتے ہیں جس کا سمجھنا قاری یا سامعین کے لیے آسان نہیں ہوتا۔

نثر اور نظم کا فرق

نثر	نظم
نثر میں وضاحت ہوتی ہے	نظم میں ابہام ہوتا ہے
غیر موزوں کلام کو نثر کہتے ہیں	موزوں کلام کو نظم کہتے ہیں
نظم الفاظ کو بکھیرنے کا نام ہے	نظم الفاظ کو پروانے کا نام ہے
بحر اور وزن نہیں ہوتا ہے	بحر اور وزن کی پابندی کی جاتی ہے
نثر میں اکائی فقرہ یا جملہ ہے۔	شاعری میں اکائی لفظ ہے
نثر تعمیرِ اظہار ہے	نظم تخلیقی اظہار ہے
نثر میں استعارے یا علامات استعمال ہوتے ہیں	نظم میں لفظ، استعاراتی یا تمثیلی علامتی پہلو لیے ہوتا ہے۔
نثر میں جملے ہوتے ہیں	نظم میں مصرعے ہوتے ہیں
نثر طویل ہوتی ہے	نظم عام طور سے مختصر ہوتی ہے
نثر ہیئت سے عاری ہوتی ہے	نظم ہیئت سے مملو ہوتی ہے

3.4 اصنافِ نثر: داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ، سوانح نگاری و مکتوب نگاری وغیرہ

اصنافِ نثر

نثر لفظ تین حروف سے مل کر بنا ہے۔ جن میں ن، ث، ر شامل ہیں۔ جس کے معنی بکھیرنے کے ہوتے ہیں۔ نثر اردو ادب میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ نثر ایک ایسی اصطلاح ہے جس میں مصنف، ادیب، یا لکھاری بغیر کسی موزوں صنعت کے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اردو ادب کی بنیاد دو اصناف پر پڑی ہے جن میں شاعری اور نثر شامل ہیں۔

اردو نثر کا باقاعدہ آغاز 1800 میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کے ساتھ ہوا۔ فورٹ ولیم کالج میں شعبہ ہندی (یاد رہے اردو کا پرانا نام ہندی تھا) کے صدر شعبہ ڈاکٹر جان گلکریسٹ تھے۔ یہاں پر اور بھی بہت سے اردو ادیبوں جیسے میرامن، سید حیدر بخش حیدری، نہال چند لاہوری نے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتے ہوئے اردو نثر کا دامن شاہکاروں سے بھر دیا۔ اور یہ شاہکار دورِ جدید میں اپنی ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

اردو نثر میں مصنفین اپنے خیالات کا اظہار علمِ بیان کے سانچوں میں ڈھال کر بیان کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دورِ جدید میں شاعری کے ساتھ ساتھ نثر بھی عوام کو متاثر کرتی نظر آتی ہے اور اس کا چلن بھی عام ہوا ہے۔ نثر کو اب مزید شاخوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے جس میں تحقیق، تنقید، طنز و مزاح، انشائیہ، ناول، افسانے، مضامین، افسانچے، آپ بیتی، رپورٹاژ، سفر نامے، مقالے، مکالمے اور صحافتی کالم شامل ہیں۔ اردو نثر کے عظیم نثر نگاروں میں سر سید احمد خان، مولانا محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، ڈپٹی نذیر احمد، مرزا فرحت اللہ بیگ، پطرس بخاری، ابن انشاء، ابن صفی اور مولانا ابوالکلام آزاد شامل ہیں۔

نثری اصناف میں ایسی اصنافِ سخن شامل ہیں۔ جس میں ادیب یا مصنف اپنے خیالات کا اظہار ادبی تحریروں سے کرتا ہے۔ جب کوئی ادیب اپنے تخلیقی ذہن میں موجزن خیالات کے ذخیرے کو قلم کا سہارا لے کر صفحہ قرطاس پر بکھیرتا ہے تو اسے نثر کہتے ہیں۔ جس میں بسا آہنگ اس کو دلچسپ اور خوبصورت بناتا ہے۔ نثر کے لیے کسی بحر کی ضرورت ہے نہ ردیف کی۔ لیکن قلم کی روانی محاورات و استعارات کا چابکدستی سے استعمال، آہنگ اور اعلیٰ تخیل تحریر کا حسن و بالا کرتے ہیں۔ تحریر میں جتنی روانی اور زبان پر جتنا عبور ہو گا اس کے مطابق اسی قدر اعلیٰ اور معیاری نثری تحریر سامنے آئے گی۔

نثری اصناف کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ افسانوی ادب جس میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔

2۔ غیر افسانوی ادب اس میں انشائیہ، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانح، رپورٹاژ، تذکرہ، تبصرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب/خط، طنز و

مزاح اور تراجم شامل ہیں۔

افسانوی ادب میں تخیلات کی بنا پر زندگی کو پیش کیا جاتا ہے۔ جب کہ غیر افسانوی ادب میں تخیلات کی دنیا کے بجائے زندگی کی حقیقت کو پرکھا جاتا ہے۔ اردو ادب کو اگر شاعری نے عروج تک پہنچایا ہے تو نثر نے بھی پھر اس کو عروج پر قائم رکھنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں۔

داستان

داستان ایک طویل نثری قصہ ہوتی ہے۔ اس میں ایک پوری تہذیب سمٹی ہوئی ہوتی ہے۔ داستان کو اردو نثر کی اولین صنف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس میں محیر العقول واقعات اور ایسی کہانیاں ہوتی ہیں جو فطرت کے بالکل مغائر ہوتی ہیں۔ جب انسانوں کے پاس وقت ہی وقت تھا اور انسان خیالی دنیا میں محو تھا تو ایسی ہی چیزوں میں وقت گزاری کیا کرتا تھا۔ جیسے جیسے انسان عقلیت پرست ہوتا گیا اور زمانہ ترقی کرتا گیا علم و عرفان کے راز سے آشکار ہوتا گیا اور وہ رفتہ رفتہ داستان کی سحر انگیزیوں سے باہر نکلتا گیا۔

ملاو جہی کی سب رس کا شمار اردو کی اولین ترین داستانوں میں ہوتا ہے۔ الف لیلہ، داستان امیر حمزہ، فسانہ عجائب، اور باغ و بہار مشہور داستانیں ہیں۔ داستان امیر حمزہ کا شمار طویل داستانوں میں ہوتا ہے جب کہ انشاء اللہ خاں کی رانی کیسکی کی کہانی کا شمار مختصر داستان میں ہوتا ہے۔ داستان ایک بیانیہ صنف ہے جس تعلق سننے اور سنانے سے ہے۔ داستان گو اس طرح سے داستان سناتا تھا کہ معمولی باتوں کو غیر معمولی طریقے سے پیش کرتا تھا اور کسی چیز کو ظاہر کرنے کے بجائے پوشیدہ اور پراسرار بنا کر اس طرح سے پیش کرتا تھا کہ سب لوگ قصہ سننے میں اتنا محو ہو جاتے تھے، کب رات بسر ہو گئی کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔

داستان میں کئی واقعات ہونے کے باوجود ایک مرکزی قصہ ہوتا ہے۔ عشق، جنگ، مہم، مذہب وغیرہ داستانوں کے ضمنی واقعات ہیں۔ بادشاہ، جن، شہزادے، شہزادیاں، اس کے کردار ہوتے ہیں۔ اکثر داستانوں میں ہیر و دشمنوں کو مات دے کر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ داستان کے مافوق الفطری عناصر اور محیر العقول واقعات اسے دوسرے افسانوی ادب سے الگ بناتی ہیں۔ مافوق الفطری عناصر کو کوئی سائنسی ذہن تسلیم نہیں کرتا۔ جیسے دیو، چڑیل، پری وغیرہ جابجا داستانوں میں ملتے ہیں نیز وہ غیر معمولی قوت کے حامل ہوتے ہیں مثلاً کوئی چٹائی پر اڑنے لگتا ہے۔ کوئی پوری چٹان کو انگلیوں سے اٹھا دیتا ہے۔ کوئی ایک خاص قسم کا سرمہ لگا کر غائب ہو جاتا ہے۔ سکندروں میں دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک پہنچ جاتا ہے۔ کسی انسان کو جانور اور جانور کو انسان میں تبدیل کر سکتا ہے۔ داستان میں کچھ ایسی صفات کے حامل چرند پرند اور جانور ہوتے ہیں جس سے اندازہ ہی نہیں لگتا ہے کہ جانور ہے یا آدمی مثلاً انسانوں کی طرح بات کرنے والا طوطا، تقریر کرنے والا بندر وغیرہ یہی چیزیں داستانوں کو ناول اور افسانہ سے الگ پہچان عطا کرتی ہیں۔ ایک معیاری داستان میں مندرجہ ذیل اجزائے ترکیبی پائے جاتے ہیں۔

(1) طوالت، (2) پلاٹ، (3) کردار نگاری، (4) مکالمہ، (5) بیانیہ، (6) مافوق الفطری عناصر، (7) جزئیات نگاری، (8) زبان و بیان

ناول

ناول ایک ایسا نثری قصہ ہے جس میں انسانی زندگی کا حقیقی عکس نظر آتا ہے۔ لفظ ناول اطالوی زبان کے ایک لفظ 'ناویلا' سے نکلا ہے، جس کے معنی نئے کے ہیں۔ وقت گزاری کے لمحات جب کم ہوئے اور انسان خیالی دنیا سے نکلا تو اس نے حقیقت کا اعتراف کیا۔ حقائق کی

طرف میلان نے اس کو تجسس و سعی میں ڈالا اور اس تجسس و سعی کی بنا پر انسان کی مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ عقلیت پسند بھی ہو گیا۔ وقت کی قلت اور عقلیت پسندی نے اس کی داستانی رغبت کو کم کر دیا۔ عقلیت پسندی، وقت کی قلت اور داستان سے بے رغبتی کے سبب داستان کی کوکھ سے ناول نے جنم لیا۔ اور اب ناول ایک ایسا نثری قصہ بن گیا جس میں ہماری حقیقی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ انسانی زندگی اس کا موضوع ہے اور ناول نگار زندگی کے مختلف پہلوؤں کا مکمل اور گہرا مشاہدہ کرنے کے بعد منظم طریقے سے کہانی کی شکل میں پیش کر دیتا ہے۔ دراصل ناول وہ صنف ہے جس میں حقیقی زندگی کی گونا گوں جزئیات کو کبھی اسرار کے قالب میں کبھی تاریخ کے قالب میں کبھی رزم کے قالب میں کبھی سیاحت یا پھر نفسیات کے قالب میں ڈھالا جاتا رہا۔

ڈینیئل ڈیفو ناول کے موجد کہلاتے ہیں، جن کے خیال میں ناول حقیقت نگاری اور درس اخلاق کا مطالبہ کرتی ہے۔ اردو ناول کے موجد ڈپٹی نذیر احمد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ

"آدمی نے جس دن سے اس دنیا میں آنکھیں کھولیں اس وقت سے لیکر موت تک اسے جو واقعات پیش آتے

ہیں ان کے اثر سے اس کی زندگی میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان کی بیانیہ تفصیل ناول ہے۔

فیلڈنگ نے "ناول کو لطف اندوزی اور وقت گزاری کا ذریعہ لکھا ہے۔"

جے جے پرستلے کے مطابق

"ناول بیانیہ نثر ہے جس میں خیالی کرداروں اور واقعات سے سروکار ہوتا ہے"

کلا یوز کے مطابق

"ناول اس زمانے کی حقیقی زندگی اور طور طریقوں کی تصویر ہوتی ہے جس میں کہ وہ لکھا گیا ہو"

قصہ، پلاٹ، کردار نگاری، مکالمہ نگاری، منظر کشی، نقطہ نظر ناول کے اجزائے ترکیبی میں شامل ہیں۔ ناول میں ایک کے بعد ایک واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنہیں ناول نگار سلیقے سے ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ واقعات کی اسی لڑی کا نام پلاٹ ہے۔ ڈھیلا پلاٹ، گٹھا ہوا پلاٹ، جغرافیائی پلاٹ، کرداری، واقعاتی پلاٹ وغیرہ پلاٹ کی اقسام ہیں۔

ایک ناول نویس جب ناول تخلیق کرتا ہے تو ہمیشہ وہ موضوع، مقام، منظر، کردار، پلاٹ، تضاد اور مرکزی کردار کو ذہن میں رکھ کر تحریر کرتا ہے۔ کوئی بھی ناول ہو یہ سب چیزیں اس میں ضرور پائی جاتی ہیں اور ناول نویس اسی کی مدد سے ناول کو آگے بڑھاتا ہے۔ کامیاب ناول کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام عناصر و اجزاء ایک دوسرے سے پوری طرح ہم آہنگ ہوں۔ ناول کا قصہ دلچسپ ہو اور پلاٹ کے مختلف اجزاء خوبصورتی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ اور ملے ہوئے ہوں۔ پلاٹ کے اجزاء کا آپس میں ملنا مماثلت کی بنا پر ہے۔ کیونکہ کوئی بھی کردار واقعہ اور منظر وقت مقام کی قیود سے بالاتر نہیں ہوتا ہے۔ تمام کردار و واقعات اور مناظر کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے ایک مقام ہوتا ہے اور جب کوئی بھی ناول نگار ان چیزوں کو صفحہ قرطاس پر رقم کرتا ہے تو ان کی مماثلت ان کو جدا نہیں ہونے دیتی ہے۔ اگر وہ ان کو الگ کرنا چاہے بھی تو نہیں کر سکتا کیونکہ ایسی صورت میں وہ شہ پارہ بے معنی ہو سکتا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کا ناول 'مرآة العروس' اور 'توبۃ النصوح'، رتن ناتھ سرشار کا ناول 'افسانہ آزاد'، مرزا ہادی رسوا کی 'امراؤ جان ادا'، پریم چند کی 'گودان'، سجاد ظہیر کی 'لندن کی ایک رات'، راجندر سنگھ بیدی 'ایک چادر میلی سی'، قرۃ العین حیدر کی 'آگ کا دریا'، عصمت چغتائی کی 'ٹیڑھی لکیر'، خدیجہ مستور کی 'آنگن'، بانو قدسیہ کی 'راجہ گدھ'، الیاس احمد گدی کی 'فائر ایریا'، عبداللہ حسین کی 'اداس نسلیں'، خالد جاوید کی 'نعمت خانہ' وغیرہ اردو کے مشہور ناول ہیں۔

افسانہ

انسان مصروف سے مصروف ترین ہوتا گیا۔ داستان سے ناول اور پھر افسانے تک پہنچا۔ 'افسانہ وہ نثری تخلیق ہے جس میں اختصار کے ساتھ جامعیت ہو اور کسی خاص مرکزی تاثر پر استوار ہونے کے ساتھ حیات انسانی کا کوئی گوشہ یا عکس پیش کرے اس کی زبان پر کشش اور انداز تحریر انتشار سے پاک ہو' افسانے کی کامیابی اس کے ماحول، کردار، پلاٹ میں ہم آہنگی اور زبان عام فہم اور الفاظ معنی خیز ہونے میں مضمر ہوتی ہے۔ اردو افسانے کا آغاز انیسویں صدی کے اواخر میں ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پورا ملک تصادم کا شکار تھا پہلی جنگ آزادی پھر ہجرت کے واقعات ان تمام نے اردو افسانے پر خاصہ اثر ڈالا اور افسانہ اپنے عہد کا عکاس اور زندگی کی حقیقتوں کا ترجمان بن کر ابھرا۔ آج بھی جب افسانہ کی بات آتی ہے تو پریم چند، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی وغیرہ کے نام ذہن کے نہیں خانوں میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ پریم چند وہ اولین افسانہ نگار ہیں جنہوں نے افسانہ کو زندگی کی حقیقتوں سے روشناس کرایا اور دیہاتی زندگی کو بطور خاص اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ افسانہ زندگی کے کسی ایک گوشہ کا احاطہ کرتا ہے۔ وحدت تاثر افسانہ کی پہچان اور سب سے اہم خصوصیت ہوتی ہے لیکن اس کے لیے الفاظ کی تکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔

افسانہ نثری تخلیق ہے جس میں اختصار کے ساتھ جامعیت ہو اور کسی خاص مرکزی تاثر پر استوار ہونے کے ساتھ حیات انسانی کا کوئی گوشہ یا عکس پیش کرے، اس کی زبان پر کشش اور انداز تحریر انتشار سے پاک ہو۔ اردو کے چند مشہور افسانے۔ آخری آدمی، آنندی، اپنے دکھ مجھے دیدو، عید گاہ، گڈریا، حرام جادی، کفن، کالی شلوار، لحاف، ان داتا، آخری کوشش، نیا قانون، ٹھنڈا گوشت، ٹوبہ ٹیک سنگھ، ابابیل، پیتل کا گھنٹہ، آدھے گھنٹے کا خدا وغیرہ ہیں۔

افسانے میں کسی ایک مخصوص واقعہ یا مخصوص کردار کا نقش، پلاٹ کے ذریعہ اس طرح ابھارا جاتا ہے کہ پلاٹ کی ترتیب و تنظیم سے ایک مخصوص واحد تاثر پیدا ہو سکے۔

R.B. Esenwhin کے مطابق

"افسانہ دوسری طرح کی کہانیوں سے اسی لحاظ سے منفرد اور ممتاز ہے کہ اس میں واضح طور پر کسی ایک چیز کی ترجمانی اور مصوری ہوتی ہے۔ ایک کردار، ایک واقعہ، ایک ذہنی کیفیت، ایک جذبہ، ایک مقصد، مختصر یہ کہ افسانے میں جو کچھ بھی ہو، ایک ہو۔ افسانے کی یہ خاصیت کہ یہ اپنے اختتام پر قاری کے ذہن پر واحد تاثر قائم کرتا ہے، وحدت تاثر کہلاتی ہے۔" وکی پیڈیا

● افسانہ کہانی کی ایک واضح فنی صورت ہے۔

● ایجاز و اختصار، جدت، فنی حسن اور تخیل کی چاشنی افسانہ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

● افسانہ میں افراد کے جذباتوں اور نفسیاتی ضرورتوں اور خواہشوں کی تسکین کا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔

● افسانے کی سب سے اہم خصوصیت اختصار اور وحدت تاثر ہے۔

وحدت تاثر، پلاٹ، اسلوب بیان، کردار، نقطہ نظر، مکالمہ اور آغاز و اختتام افسانہ کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

پریم چند، علی عباس حسینی، اعظم کریوی، سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتحپوری، سعادت حسن منٹو، خواجہ احمد عباس، انتظار حسین، راجندر سنگھ بیدی، حیات اللہ انصاری، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، سہیل عظیم آبادی، احمد ندیم قاسمی، سریندر پرکاش، رحمان عباس، شموئل احمد، سید محمد اشرف، بانو قدسیہ، جیلانی بانو، سلام بن رزاق، ابن کنول، خدیجہ مستور وغیرہ کا شمار اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

ڈرامہ

کہتے ہیں کہ ڈرامے کا آغاز نقالی سے ہوا۔ بقول ارسطو

"نقالی انسانی جبلت میں داخل ہے اور اس کے ارتقائے کمال کا نام ڈرامہ ہے"

ڈرامے کو اظہار خیال کی سب سے قدیم شکل کہا گیا ہے، لیکن مختلف جگہوں اور مختلف ممالک اور مختلف زبانوں میں ڈراموں کی پیش کشی کا انداز اور طریقے جدا جدا رہے ہیں۔ ڈرامے کو فنون لطیفہ کی قدیم ترین شکلوں میں سے ایک کہہ سکتے ہیں جس کی سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ اس میں موسیقی، شاعری اور رقص کا امتزاج ملتا ہے۔

ڈرامہ وہ صنف ہے جس کا تصور اسٹیج کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈرامہ افسانہ اور ناول سے اس طرح سے مختلف ہے کہ اس میں زندگی کے مظاہر اور حقیقتوں کو عملی طور سے پیش کیا جاتا ہے۔ تقریباً ہر زبان میں ڈرامہ مل جاتا ہے، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈرامہ ایک بہت ہی قدیم صنف ہے۔ شیکسپیر، برنڈشا، کالی داس وغیرہ کے ڈرامے لاشانی اور ادبی شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو میں ڈرامہ کا آغاز بہت تاخیر سے ہوا کیوں کہ اس کے قاری اور تہذیب بالکل مختلف تھی، جس کی وجہ سے ڈرامہ کو خاطر خواہ فروغ حاصل نہیں ہوا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالحق کا یہ قول ملاحظہ ہو

"اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں اس فن کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے کوئی ترقی نہیں کی۔"

ڈرامہ کی دو قسمیں ہیں

1- ٹریجڈی: ٹریجڈی میں انجام رنج و غم اور مصائب و آلام پر ہوتا ہے

2- کامیڈی: کامیڈی میں انجام خوشگوار ہوتا ہے

مکالمہ، پلاٹ، کردار نگاری، پس منظر، تسلسل، کش مکش، تصادم، نقطہ عروج، اسٹیج ڈرامہ کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ڈرامے میں کردار اپنی اداکاری کے ذریعہ کہانی کو پیش کرتا ہے۔ نایہ شائستہ دنیا کی سب سے پہلی ڈرامے کی کتاب خیال کی جاتی ہے۔ امانت لکھنوی کا ڈرامہ

"اندر سبھا" اردو کا پہلا عوامی ڈرامہ ہے۔ امانت لکھنوی، طالب بنارسی، احسن لکھنوی، بیتاب بریلوی، آغا حشر کاشمیری، عابد حسین، سید امتیاز علی تاج، حبیب تنویر اردو کے اہم ڈرامہ نگار ہیں جب کہ اندر سبھا، یہودی کی لڑکی، انارکلی، ضحاک، آگرہ بازار اردو کے شاہ کار و مشہور ڈرامے ہیں۔ عزیز طلبہ اب تک ہم نے افسانوی نثر پر گفتگو کی اب ہم آگے غیر افسانوی نثر پر بات کریں گے۔ غیر افسانوی نثر وہ نثر ہے جس میں فرضی کہانی قصوں کے بجائے زندگی میں واقع ہونے والے حقیقی واقعات کو مخصوص انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو آئیے اب اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں سوانح نگاری سے۔

سوانح نگاری

سوانح نگاری ایک بیانیہ صنف ہے جس میں سوانح نگار زندگی کے واقعات کو تاریخی اعتبار سے منظم طریقے سے لکھتا ہے۔ جس کسی کی بھی سوانح لکھی جاتی ہے اس کے بارے میں سوانح نگار کا جاننا ضروری ہے کہ اس کا مزاج، نفسیات اور فطرت وغیرہ کیسی ہے۔ اب تک جتنی بھی سوانح لکھی گئی ہیں وہ سب کسی اہم اور ایسی شخصیات پر مبنی ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی لحاظ سے اہم ہو جیسے ادبی، علمی، سیاسی، سماجی، روحانی یا پھر جس نے کوئی کارہائے نمایاں انجام دیا ہو۔ اس کے ساتھ سوانح نگار اس عہد کا تہذیبی و ثقافتی اور سیاسی و سماجی جائزہ بھی سوانح میں پیش کر دیتا ہے۔ سوانح پڑھنے کے بعد اس کا قاری جہاں اس شخص کی شخصیت سے واقف ہو جاتا ہے وہیں اس کے وطن، خاندانی پس منظر اور تعلیم کے مراحل سے بھی روشناس ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ادبی چشمک، رقابتیں، رفاقتیں، دوستی، اختلاف، اچھے، برے، نرم، گرم، شیریں، تلخ تجربات ان سب کا بیان کر کے بھی سوانح نگار شخصیت کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا میں اب تک جو کچھ کہا اور لکھا گیا اس کے کہنے اور لکھنے والے نے اپنے بارے میں جو کچھ کہا اور لکھا وہ آپ بیتی ہے اور اس وسیع و عریض دنیا اور اس کے مکینوں کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا وہ جگ بیتی ہے۔ آپ بیتی اور جگ بیتی دونو سوانح کی دو شکلیں ہیں۔ سوانح نگاری افراد کی تفسیر حیات یا تاریخ زیت ہے لیکن نہ محض تاریخ ہے اور نہ تفسیر وہ مہد سے لے کر لحد تک کا ریکارڈ ہے، جس میں کارنامہائے حیات سے زیادہ ذہن کے مختلف گوشوں کا وہ تندرہجی ارتقا جس سے مل کر شخصیت وجود میں آئے پیش کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی زندگی کے حالات یا آپ بیتی خود لکھتا ہے تو اسے آپ بیتی یا خود نوشت یا خود نوشت سوانح (Autobiography) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کی حالات زندگی لکھتا ہے تو اسے سوانح نگاری، یا سوانح (Biography) کہتے ہیں۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق

"سوانح عمری بطور ایک ادبی صنف کے افراد کی زندگی کی تاریخ ہے۔"

کارلائل نے کہا ہے کہ

"سوانح عمری ایک انسان کی حیات ہے" یا "سوانح عمری ایک انسان کی تاریخ ہے۔"

ارسطو کے مطابق

"ایسے لوگوں کی سوانح لکھی جانی چاہیے جن کی حیات سنجیدہ ہو، مکمل ہو اور کچھ عظمت کی حامل ہو۔"

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق

"یہ تاریخ سے جدا صنف ہے۔ یہ آرٹ ہے سائنس نہیں۔"

حیات نگار جس موضوع یا شخص پر قلم اٹھائے اس کا حقیقی وجود ہونا لازمی ہے۔ وہ تاریخی شخصیت ہو یا ادبی، سیاسی ہو یا سماجی، فوجی ہو یا غیر فوجی زندہ ہو یا مردہ بہر حال وہ ایک حقیقی شخصیت ضرور ہو۔

باضابطہ سوانح نگاری کا آغاز بنی اسرائیل سے ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے انبیاء و صلحا کے اخلاق و اعمال کو بطور یادگار سپرد قلم کیا اور ان کی عقیدت میں مرنے کی بعد ان کے ملفوظات وارشادات اور اقوال کو آنے والوں کے لیے سرچشمہ ہدایت بنایا اہل روم نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے بہادروں کے واقعات کو ہمیشگی کی زندگی دینا چاہی۔ سوانح پڑھنے کے بعد اس شخص کی جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ سوانح کی حیثیت دستاویزی ہے۔ سوانح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ذاتی معائب و محاسن کو بے کم و کاست بیان کر دیا جاتا ہے اور عیب پوشی نہیں کی جاتی ہے۔ سوانح کو تخیلاتی یا حسیاتی نہیں ہونا چاہیے، یعنی تحریر پر تخیل کا گمان نہ ہو، حقیقتیں تصور میں گم نہ ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ سوانح کی خامی ہوگی۔

اردو کی چند مشہور سوانح عمریاں یہ ہیں: یادگار غالب، اور حیات جاوید (حالی) الفاروق (شبلی)، جہان دانش (احسان دانش) زرگزشت (مشتاق احمد یوسفی) شہاب نامہ (قدرت اللہ شہاب) اپنی تلاش میں (کلیم الدین احمد) کار جہاں دراز ہے (قرۃ العین حیدر)، کاغذی ہے پیرہن (عصمت چغتائی) آزادی ہند (ابوالکلام آزاد)، اس آباد خرابے میں (اختر الایمان)، خواب باقی ہیں (آل احمد سرور)، رحمت عالم (سید سلیمان ندوی) یادگار حالی (صالحہ عابد حسین)۔

مکتوب نگاری

خط کو آدھی ملاقات کہا گیا ہے۔ غالب کے حوالے سے یہ بات مشہور ہے کہ غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنا دیا۔ ہمیں جب کوئی بات کسی شخص سے کہنی ہو اور وہ شخص سامنے موجود نہ ہو تو ہم اپنی بات اسے لکھ بھیجتے ہیں یہی باتیں لکھ کر کسی کو بھیجنا خطوط نگاری کہلاتی ہے۔ خط عام طور سے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان تبادلہ خیال کا ذریعہ ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

”خط دلی خیالات و جذبات کا روزنامہ اور اسرارِ حیات کا صحیفہ ہے۔“ (وکی پیڈیا)

عزیز طلبہ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ تمام خطوط کو ادبی درجہ حاصل نہیں ہے اس بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا خیال ہے:

”خطوط نگاری خود ادب نہیں مگر جب اس کو خاص ماحول، خاص مزاج، خاص استعداد ایک خاص گھڑی اور

خاص ساعت میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔“

اردو میں خطوط نویسی کی روایت بہت ہی قدیم ہے اور اسے ایک صنف کا درجہ ملا ہوا ہے۔ ہر شخص کے خط لکھنے کا انداز جدا ہوتا ہے۔ طرز نگارش سے ہی انسان کی شخصیت اور سیرت کی پہچان بنتی ہے۔ غالب اور مولانا آزاد ایک خاص طرز اور اسلوب کے موجد ہیں۔

عود ہندی، اردوئے معلیٰ اور اغبار خاطر اسے آج پوری اردو دنیا متعارف ہے اور اس کی ادبی حیثیت کو تسلیم کرتی ہے۔ حالی، شبلی، مہدی افادی، اقبال، رشید احمد صدیقی وغیرہ نے بھی خطوط لکھے۔ قاضی عبدالغفار کے الیلی کے خطوط اردو ادب میں بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

خطوط دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1- کاروباری خطوط:- کاروباری خطوط کے موضوعات معین ہوتے ہیں۔ جیسے کسی کمپنی یا ادارے میں اس کی ضروریات یا امور پر ہی خط لکھے جاتے ہیں۔

2- نجی خطوط:- نجی خطوط جن کے موضوعات معین نہیں ہوتے ہیں۔ کوئی بھی شخص کسی بھی موضوع پر خط لکھ سکتا ہے۔ عزیز طلبا آپ نے بھی اپنے والدین، اساتذہ وغیرہ کو خط لکھا ہوگا۔ ان جیسے خطوط کا شمار ذاتی خطوط میں ہوتا ہے۔ البتہ جب مکتوب نگار اپنے سے چھوٹے کو خط لکھتا ہے تو اس میں شفقت یا پند و نصائح کا اظہار ہوتا ہے۔ بزرگوں کو خط لکھتے وقت نیاز مندی اور عقیدت مندی کا اظہار ہوگا۔ دوستوں کے خطوط میں بے تکلفی، شوخی کا عنصر ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1- اصناف ادب میں نثر اور نظم سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے درمیان فرق کو واضح کریں۔
2- نثر کے کسی دو اصناف پر مختصر نوٹ لکھیں۔

3.5 اصناف نظم: غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، آزاد نظم و معری نظم، نظم اور غزل کے درمیان فرق

اصناف نظم

اصناف نظم یعنی شاعری، جب تخلیق کار اپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ اس کی بھی کئی اقسام ہیں جیسے غزل، نظم، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، قطعہ وغیرہ۔ نظم سے مراد وہ کلام جو نثر کے برخلاف ہو یعنی منظوم ہو۔

غزل

غزل اردو شاعری کی ایک ہر دل عزیز صنف سخن ہے۔ غزل وہ صنف ادب ہے جو اپنا مقام الگ رکھتی ہے۔ اردو شاعری کا ایک بہت بڑا سرمایہ غزل کی شکل میں محفوظ ہے۔ غزل کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے عشق و محبت کے علاوہ اس میں سماجی و سیاسی مسائل، فلسفہ و تصوف اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی ملتی ہے۔ یہ ہماری تہذیب کی مکمل نمائندگی کرتی ہے۔ غزل ایک طرف محدود ہے تو دوسری طرف وسیع، ایک طرف مقید ہے تو دوسری طرف آزاد۔ ایک طرف خارجیت ہے تو دوسری طرف داخلیت پائی جاتی ہے۔ ولی دکنی کو اردو شاعری کا بابا آدم کہا جاتا ہے اور میر تقی میر خدائے سخن سے مشہور ہیں۔ قلی قطب شاہ، وجہی، غواصی، بحری، نصرتی، شاہی اور شوقی وغیرہ نے غزل کی نشوونما میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ایہام گوئی، تکلف و تصنع کی جگہ اردو غزل میں سادہ گوئی اور انسانی احساسات و جذبات کی ترجمانی پر زور دینے کا سہرا مرزا مظہر جان جاناں کے سر جاتا ہے۔ میر اور درد جیسے صاحب طرز شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے غزل کو نیارنگ و روپ عطا کیا۔ غزل کو حسن و عشق کے دائرے سے نکال کر ایک نیا آہنگ اور لب و لہجہ بخشے والوں میں حسرت موہانی، عزیز لکھنوی، شاد، آرزو، فانی، اصغر، جگر، یگانہ

قابل ذکر ہیں۔ اقبال نے اردو شاعری میں ایک نئی جان پیدا کی اور سب سے منفرد انداز کی غزلیں کہیں جو کائنات میں انسان کے وجودی موقف کو اپنی فکر کا محور بنا کر اپنے جذباتی رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ حالی کی تنقید غزل کو نئے موضوعات عطا کرنے کی وجہ بنی۔ ترقی پسند شعرا میں فیض، سردار جعفری، ساحر، مجاز، جذبی، مجروح، خلیل الرحمان، ناصر کاظمی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آج بھی غزل زمانے کی تیز رفتاری کے ساتھ چلنے میں کامیاب ہے، نئے شعرا میں بشیر بدر، ظفر اقبال، احمد فراز، ندافاضلی، شہریار، منور رانا راحت اندوری وغیرہ اہم ہیں۔ مطلع، ردیف، قافیہ، مقطع اور بحر غزل کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ایجاز، اختصار، رمز و کنایہ، مجاز، تمثیل، استعارہ و تلمیح غزل کی خوبی ہے۔ غزل کے اشعار کی تعداد کم سے کم 5 اور زیادہ سے زیادہ 17 یا 25 شعر کے بعد ایک مطلع کہہ کر غزل کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے، جسے دو غزلہ، سہ غزلہ کہیں گے۔ غزل کا ہر شعر ایک مکمل اکائی ہوتا ہے اور کسی ایک مفہوم کا تاثر پیش کرتا ہے۔

مثنوی

مثنوی اس طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی قصہ یا کوئی واقعہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ لفظ مثنوی عربی زبان کے لفظ ”مثنیٰ“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی دو کے ہیں۔ اصطلاح میں ہیئت کے لحاظ سے ایسی صنفِ سخن اور مسلسل نظم کو مثنوی کہتے ہیں جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ بدل جائے اور بحر ایک ہی ہو۔ مثنوی میں عام طور سے لمبے اور طویل قصے بیان کیے جاتے ہیں۔ مثنوی میں اشعار کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں، بلکہ مثنوی ایک وسیع صنفِ سخن ہے اور تاریخی، اخلاقی، عشق و عاشقی اور مذہبی موضوعات پر کئی ایک عمدہ اور اعلیٰ قسم کی مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ اس میں ہر طرح کے مضمون ادا کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ حالی نے مثنوی کو سب سے کار آمد صنف بتایا۔ مثنوی ایک بیانیہ صنف ہے۔ جس میں خیال مربوط ہوتا ہے اور قصہ بتدریج آگے بڑھتا ہے۔ عزیز طلبہ طوالت کی وجہ سے کم فرصتی میں مثنوی نہیں لکھی جاسکتی۔ وسیع مطالعہ اور گہرا مشاہدہ مثنوی کے لیے لازمی ہے۔ مثنوی کے لیے مکمل خاکہ تیار کرنا ہوتا ہے اور پھر ایک دم لگ کے اسے مکمل بھی کرنا ہوتا ہے۔ اس کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہوتی ہے تاکہ پڑھنے والے کی نظر واقعات پر رہے، اگر مثنوی کا کوئی شعر قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تو یہ اس کا عیب ہے، شعر ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے اور قاری کی توجہ جز پر نہیں بلکہ کل یعنی واقعہ پر ہونی چاہیے۔ واقعہ نگاری مثنوی کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ کردار نگاری ایک لازمی جز ہے۔ چوں کہ اس میں تسلسل کے ساتھ منظوم انداز میں واقعہ بیان ہوتا ہے اس لیے مثنوی نگار ایک اچھا مکالمہ نویس بھی ہوتا ہے۔

شروع میں صوفیانہ کلام مثنوی کی زینت بنے۔ دکن میں اردو مثنوی کا باضابطہ آغاز بہمنی عہد سے ہوتا ہے۔ اس عہد کی سب سے قدیم مثنوی فخر دین نظامی بیدری کی، کدم راؤ پدم راؤ ہے۔ مثنوی ایرانیوں کی اختراع ہے یہ صنف عربی میں نہیں پائی جاتی۔ مثنوی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے تمام اشعار آپس میں مربوط ہوں۔ عام طور پر مثنویاں ان اجزا جیسے حمد، نعت، منقبت، مناجات، مدح بادشاہ/امرا، تعریف سخن یا تعریف خامہ، سبب تالیف، اصل قصہ، اختتام، پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اپنی کتاب ”اردو مثنوی کا دکنی دور“ میں دکنی مثنویوں کو 6 حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ 1- رزم نامے 2- عشقیہ داستانیں 3- سچی کہانیاں 4- عشقیہ آپ بیتیاں 5- اخلاقی اور فلسفیانہ مثنویاں 6- صوفیانہ تمثیلی مثنویاں۔

فخر دین نظامی بیدری "کدم راؤ پدم راؤ" ملاو جہی "قطب مشتری"، میر حسن کی مثنوی "سحر البیان" پنڈت دیا شنکر نسیم "گلزارِ نسیم"، نواب مرزا شوق کی مثنوی "زہرِ عشق" اردو کی معروف مثنویاں ہیں۔

قصیدہ

قصیدہ عربی زبان کا لفظ ہے اور قصد سے مشتق ہے، جس کے معنی ارادے کے ہیں یعنی شاعر ارادہ کر کے کسی موضوع پر اظہار خیال کرتا ہے۔ قصیدہ کے دوسرے معنی مغز یعنی گاڑھے گودے کے ہیں یعنی قصیدہ اپنے موضوعات کے اعتبار سے وہی نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے جو انسانی جسم اور اعضا میں مغز کو حاصل ہے۔ قصیدہ اہل عرب کی ایجاد ہے۔ اردو ادب میں قصیدہ فارسی سے داخل ہوا۔ جس سے مراد ایسی نظم ہے جس میں کسی کی مدح یا مذمت یعنی تعریف یا برائی / ہجو کی گئی ہو۔ غزل کی طرح قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں باقی اشعار میں اس کی پابندی کی جاتی ہے۔ قصیدے میں کچھ چیزیں غزل سے مختلف ہوتی ہیں جیسے درمیان میں کئی مطلعے ہو سکتے ہیں اور ضروری نہیں کہ مقطع قصیدے کا آخری شعر ہی ہو۔ موضوع کے اعتبار سے قصیدے کی دو اقسام ہیں۔

1- مدحیہ اور

2- انجویہ

ہیئت کے اعتبار سے بھی قصیدے کی دو اقسام ہیں

- 1- خطابہ: اس میں شاعر براہ راست تمہید باندھے بغیر مدعا بیان کر دیتا ہے۔ یعنی اگر مدوح کی تعریف بیان کرنی ہے تو ڈاکٹر کٹ / براہ راست مدح سرائی شروع کریتا ہے۔ برائی مقصود ہو تو براہ راست ہجو اور مذمت بیان کرنا شروع کر دے۔
- 2- تمہیدیہ: اس میں قصیدہ نگار پہلے تمہید باندھتا ہے پھر مدعا بیان کرتا ہے۔

تمہیدیہ قصیدے عام طور پر پانچ اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں۔

- 1- تشبیب: بہار، خزاں، حسن و عشق، شراب و شباب، خود ستائی، پند و نصائح، دنیا کی بے ثباتی غرض کہ اس کے موضوعات مختلف اور جدا ہو سکتے ہیں۔ انہیں موضوعات کی رعایت بنا پر قصیدے کو بہاریہ، عشقیہ اور واعظیہ کہا جاتا ہے۔ قصیدے کے حوالے سے غالب اپنی تشبیب کے لیے جاتے ہیں اور انہیں اس پر ناز بھی تھا۔ غالب نے اپنے قصائد میں تشبیب پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔
- 2- گریز: شاعر مدح کی طرف براہ راست نہیں بڑھتا ہے بلکہ پہلے بات سے بات پیدا کرتا ہے۔ اسی انداز کو گریز کہتے ہیں۔ گریز کی حیثیت تشبیب اور مدح کے بیچ ایک پل کے مماثل ہے۔

- 3- مدح: یہاں پر شاعر اپنے مدوح کی تعریف کرتا ہے اور اس میں خوب مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے۔ یہی قصیدے کی جان اور اس کی خوبی ہے جہاں پر شاعر پر شکوہ اور بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ اس شوکت لفظی سے قصیدے میں زور پیدا ہوتا ہے۔

- 4- مدعا: یہاں پر شاعر اپنا مطلب اور سبب بیان کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آخر شاعر نے کس لیے قصیدہ کہا اسے حسن طلب بھی کہتے ہیں۔ عزیز طلبہ یاد رہے کہ یہ قصیدے کا لازمی جز نہیں ہے یعنی ضروری نہیں کہ ہر قصیدے میں مدعا پایا جائے یا شاعر مدعا بیان کرے۔

5- دعا: یہ قصیدے کا آخری جز ہے۔ اس میں شاعر اپنے مدوح کی لمبی عمر، بلندی اقبال کی دعائیں دیتا ہے۔ دعا کے ساتھ ہی قصیدہ اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔

نصرتی، سودا، مصحفی، ذوق اردو کے ممتاز قصیدہ گو شعرا ہیں، محسن کا کوروی نعتیہ قصائد کے لیے مشہور ہیں۔ انشا، مومن، غالب، امیر مینائی، عزیز لکھنوی وغیرہ نے بھی قصیدے کہے۔ عزیز طلبہ قصیدے کا دور ختم ہو چکا ہے لیکن یہ اردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔ شاعری میں زور بیان، شوکت الفاظ، قادر الکلامی، مضمون آفرینی کی ترقی میں قصیدے نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مرثیہ

عربی زبان کے لفظ "رثا" سے مشتق ہے۔ مرثیہ کے معنی رونے اور ماتم کرنے کے ہیں۔ مرثیہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی مرنے والے کے اوصاف بیان کیے جائیں اور اس کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا جائے۔ اردو میں مرثیہ اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہدائے کربلا کی شہادت کا ذکر کیا جائے۔ جب کہ اردو میں بہت سے دوسرے لوگوں کی موت پر بھی مرثیے کہے گئے جو شخصی مرثیہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مثلاً حالی کا مرثیہ غالب، اقبال کا مرثیہ داغ وغیرہ۔ مرثیہ کا آغاز کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا۔ عربی سے مرثیہ نگاری فارسی میں پہنچی اور پھر وہاں سے اردو میں آئی۔ اردو میں مرثیہ کی ابتداء کن سے ہوئی۔ اشرف بیابانی کی 'نوسرہار' (1503) کو مرثیہ کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ لکھنؤ میں اس صنف کو مزید ترقی ملی اور میر انیس اور مرزا دبیر جیسے شعرا نے مرثیہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ مرثیہ کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

(1) چہرہ (2) سراپا (3) رخصت (4) آمد (5) جز (6) جنگ (7) شہادت (8) بین

رباعی

رباعی عربی کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ 'ر ب ع' ہے۔ اس کے لغوی معنی چار چار کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں رباعی اس صنف کو کہا جاتا ہے جس میں مخصوص وزن کے چار مصرعوں میں کسی خیال یا مضمون کو بیان کیا جائے۔ اردو شاعری میں رباعی اس صنف کا نام ہے جس میں چار مصرعوں میں ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے۔ ان چار مصرعوں میں پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی کے آخری دو مصرعوں خاص کر چوتھے مصرعے پر ساری رباعی کا حسن و اثر اور زور کا انحصار ہے۔ رباعی میں کسی بھی موضوع کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ مصرعہ بہ مصرعہ خیال کا تسلسل وار تقابلاً پایا جاتا ہے اور چوتھے مصرعے میں خیال اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ گویا چوتھا مصرعہ رباعی کا خلاصہ ہوتا ہے۔ رباعی کے 24 اوزان مقرر ہیں۔ کسی رباعی کے تمام مصرعے ان 24 میں سے کسی ایک وزن میں ہو سکتے ہیں اور ہر مصرعہ مختلف وزن میں بھی ہو سکتا ہے۔ رباعی کو دو بیتی اور چہار مصرعی سے بھی جانا جاتا ہے۔

رباعی اور قطعہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ رباعی کی مخصوص بحر اور اوزان ہیں، جب کہ قطعہ میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ اگر رباعی کے وزن سے الگ چار مصرعے کہے گئے تو وہ قطعہ ہوگا، رباعی نہیں۔ ایک فرق یہ بھی ہے کہ قطعہ میں غزل کی طرح پہلے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہونے ضروری ہیں۔ یعنی ان مصرعوں میں قافیہ بھی ہو اور ردیف بھی، لیکن رباعی میں یہ ضروری نہیں ہے۔ رباعی بلا قافیہ

صرف ردیف پر مبنی بھی ہو سکتی ہے اور صرف قافیہ پر مشتمل بھی۔ رباعی کا موجد فارسی شاعر "رودکی" کو مانا جاتا ہے۔ اسماعیل میرٹھی، امیر مینائی، نظم طباطبائی، امجد حیدر آبادی، حافظ کرناٹکی وغیرہ رباعی کے لیے مشہور تھے۔

آزاد نظم

آزاد نظم کی ابتدا فرانس سے ہوئی پھر انگریزی میں اس کا آغاز ہوا۔ انگریزی کے فری ورس کو اردو میں آزاد نظم کہا گیا۔ یہ قافیہ و ردیف سے آزاد ہوتی ہے لیکن اس میں وزن اور بحر کی پابندی کی جاتی ہے۔ میراں جی، ن م راشد، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، اختر الایمان اور مخدوم محی الدین کے نام بہت اہم ہیں۔ مخدوم کی نظم 'چاند تاروں کا بن' آزاد نظم کی بہترین مثال ہے۔

معری نظم

نظم معری کو غیر مقفی نظم، بلا قافیہ نظم یا بلینک ورس بھی کہا جاتا ہے۔ یورپ اور انگریزی ادب سے یہ اردو میں پہنچی۔ شروع میں اردو والوں نے اسے غلط سمجھا پھر اس کا چلن عام ہو گیا۔ اس میں قافیہ کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ قافیہ سے عاری ہونے کی وجہ سے اسے معری کے نام سے جانا جاتا ہے لیکن اس میں بحر ہوتی ہے اور اس کا عنوان بھی ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ پابند نظم کے مشابہ ہوتی ہے۔ تصدق حسین خالد، میراجی، ن م راشد، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، اختر الایمان اور مخدوم محی الدین وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

نظم اور غزل کے درمیان فرق

آل احمد سرور کے مطابق۔

"وہ شاعری نظم ہے جس میں مربوط اور مسلسل اظہار ہے، وہ شاعری غزل ہے جس میں ہر شعر منفرد ہوتا ہے

مگر دوسرے اشعار سے قافیے اور اکثر ردیف کے ذریعہ سے منسلک ہوتا ہے۔"

- غزل کا ہر شعر ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے اور اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ جب کہ نظم کے تمام اشعار آپس میں مربوط ہوتے ہیں۔

- غزل کا کوئی عنوان نہیں ہوتا جبکہ موضوع کے اعتبار سے نظم کا عنوان ہوتا ہے۔
- نظم میں بنیادی خیال کو مرکزیت حاصل ہوتی ہے جب کہ غزل کا ہر شعر مختلف خیال کا حامل ہوتا ہے۔
- غزل میں کسی قسم کا سقم نہیں پایا جاتا ہے۔ مصرعہ قواعد کے مطابق اور چست ہونا چاہیے جبکہ نظم کہیں مدہم پڑ جاتی ہے کہیں اس میں تیزی آ جاتی ہے اور اس میں کوئی سقم آجائے تو دوسرے اشعار یا مصرعے اس کمی کو پوری کر دیتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ نظم اور غزل کے درمیان فرق کو بتائے۔

آزاد نظم اور معری نظم کے درمیان فرق کو لکھیں۔

3.6 خلاصہ

عزیز طلبہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان یعنی روزمرہ کی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی، آسان زبان میں نکھار اور سنوار کر لکھے جاتے ہیں۔ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں کیوں کہ ایک رائٹر جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے وہ سب کچھ بڑے سلیقے سے قلم بند کر دیتا ہے اگر زندگی نہ ہو یا دنیا میں موجود اتنی ساری چیزیں نہ ہوں تو پھر ادب کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اردو ادب کی دو (2) اصناف ہیں نثر اور نظم کچھ لوگ اسے اقسام بھی بولتے ہیں۔

نثر اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں وزن نہ ہو۔ نثر کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں کسی بھی بات کو صاف طور سے واضح انداز میں بیان کر دیا جائے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ افسانوی نثر، اور

2۔ غیر افسانوی نثر

افسانوی نثر: افسانوی نثر میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔ غیر افسانوی نثر: غیر افسانوی نثر میں انشائیہ، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانح، رپورتاژ، تذکرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب / خط وغیرہ شامل ہیں۔ جب شاعر / تخلیق کار اپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ شعری اصناف میں حمد، نعت، مناجات، سلام، منقبت، قصیدہ، غزل، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، شہر آشوب، واسوخت، پیر وڈی، سہرا وغیرہ شامل ہیں۔

3.7 اکتسابی نتائج

- اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ
- ادب اور اس کے معنی و مفہوم کو بیان کر پائیں گے۔
- ادب اور زندگی کے رشتے کو اپنے الفاظ میں لکھ سکیں گے۔
- نثر و نظم کے درمیان فرق کر پائیں گے۔
- اردو ادب کی مختلف اصناف کو مثالوں کے ساتھ سمجھا پائیں گے۔

3.8 فرہنگ

مداد	علاج، معالجہ، درماں، اصلاح کرنے یا ٹھیک کرنے کی تدبیر، چارہ
وقوع پذیر	واقع ہونا، عمل میں آنا، ظہور میں آنا
کاملیت	تکمیل، مکمل ہونا، پرفیکشن

رفتہ رفتہ	دھیرے دھیرے، آہستہ آہستہ
قالب	شکل و صورت، ہیئت، ڈھانچہ، ساںچہ، وہ آلہ جس میں کوئی چیز ڈھالی جائے
موجد	ایجاد کرنے والا، بنانے والا، پہلی بار پیدا کرنے والا، بانی، کسی شے یا امر کی ابتدا کرنے والا، نمونے کے بغیر اپنی طبیعت سے کوئی چیز بنانے والا، اختراع کرنے والا
روشناس	جان پہچان والا، واقف، شناسا
رقص	ڈانس، ناچ، اصول نغمی یا فطری امنگ اور جوش مسرت میں تھرکنے اور ناچنے کا عمل یا کیفیت
لائٹانی	بے مثل، بے نظیر، یگانہ، کیتا، فرد، لا جواب
شاہ کار	عظیم تخلیقی کارنامہ، بہترین کام، استادانہ کام، عظیم، سب سے زیادہ اہم، قابل قدر، بلند رتبہ، کسی فنکار کا سب سے عظیم کارنامہ، سب سے بہتر کارنامہ
تلخ	کڑوا، ناگوار، ناپسند، بے لطف، بے مزہ، بے کیف، ناگوار، وہ امر جو موافق طبیعت نہ ہو،
سیرت	عادت، خصلت، خو، کردار کی پاکیزگی، حالتِ باطنی، ذاتی وصف خوبی،
سیرت زندگی	سوانح عمری، زندگی کے حالات و واقعات کا تذکرہ
مہد سے لحد تک	پیدائش سے لے کر موت تک، پوری زندگی
شوکت الفاظ	الفاظ کا دبدبہ، رعب، بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال کر کے گفتگو کی اہمیت بڑھانا یا کسی کی عظمت بیان کرنا
قادر الکلامی	زبان و بیان پر عبور یا مہارت یا دسترس، جس طرح سے چاہے الفاظ کا استعمال کر لے
پر شکوہ	عظیم الشان، شان و شوکت والا، مرعوب

3.9 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- ادب کے حوالے سے کون سا بیان درست نہیں ہے۔

(الف) ادب زندگی کا ترجمان ہوتا ہے

(ب) ادب سماج کا عکاس ہوتا ہے

(ج) ادب زندگی کا آئینہ ہوتا ہے

(د) ادب کا سماج سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے

2- ادب کی یہ تعریف "وہ تمام علم جو کتب کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے وہ ادب کہلاتا ہے" کس نے کی؟

- الف) میتھو آر نلڈ (ب) پریم چند (ج) نار من جودک (د) ارسطو
- 3- درج ذیل میں سے کون قصیدے کے اجزائے ترکیبی میں شامل نہیں ہے؟
- الف) تشبیب (ب) گریز (ج) بحر جز (د) مدح
- 4- درج ذیل میں سے کون افسانے کے اجزاء ترکیبی میں شامل نہیں ہے؟
- الف) پلاٹ (ب) کردار (ج) قصہ (د) اسٹیج
- 5- "یہ تاریخ سے جدا صنف ہے۔ یہ آرٹ ہے سائنس نہیں" اس تعریف کا تعلق کس صنف سے ہے؟
- الف) داستان (ب) سوانح (ج) مثنوی (د) خطوط
- 6- آزاد نظم کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟
- الف) فرانس (ب) روس (ج) چین (د) امریکہ
- 7- نظم معری کو غیر مقفی نظم، بلا قافیہ نظم یا----- بھی کہا جاتا ہے۔
- الف) غزل (ب) مرچہ (ج) بلینک ورس (د) سانیٹ
- 8- رباعی کی مخصوص بحر اور----- ہیں
- الف) مصرع (ب) گردان (ج) شعر (د) اوزان
- 9- ذیل میں مرثیہ کے اجزائے ترکیبی میں سے کون نہیں ہے؟
- الف) چہرہ (ب) سراپا (ج) رخصت (د) مربوط پلاٹ
- 10- رباعی----- کا لفظ ہے۔
- الف) عربی (ب) فارسی (ج) ترکی (د) ایرانی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- داستان کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- 2- مثنوی کی تعریف بیان کیجیے۔
- 3- ناول کے اجزائے ترکیبی تحریر کیجیے۔
- 4- مرثیہ کی اقسام بیان کیجیے۔
- 5- نجی خطوط پر روشنی ڈالیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- ادب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تحریر کیجیے۔
- 2- ادب اور زندگی کے تعلق پر روشنی ڈالیے۔
- 3- نثر و نظم کے فرق کو واضح کیجیے۔
- 4- شعری اور نثری اصناف کی درجہ بندی کیجیے۔
- 5- قصیدے کے خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

معروضی سوالات کے جوابات

(i) د	(ii) الف	(iii) ج	(iv) د	(v) ب
(vi) الف	(vii) ج	(viii) د	(ix) د	(x) الف

3.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

شاعری اور نثر کا فرق	آل احمد سرور
ادب کی غرض و غایت	پریم چند
اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے	ڈاکٹر ریاض احمد
اردو زبان کی تدریس و فہم	ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی، ڈاکٹر آفاق ندیم خان
تدریسیات اردو	نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو
اصناف ادب	رفیع الدین ہاشمی

<https://www.youtube.com/watch?app=desktop&v=U0SLETKa74A>

اکائی 4۔ اردو کی ابتدا کے تعلق سے مختلف نظریات*

اکائی کے اجزا

- 4.0 تعارف
- 4.1 مقاصد
- 4.2 اردو زبان کے آغاز اور تقا کے سلسلے میں مختلف نظریات: محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین قادری زور، محمود شیرانی
- 4.3 ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ
- 4.4 خلاصہ
- 4.5 اکتسابی نتائج
- 4.6 فرہنگ
- 4.7 نمونہ امتحانی سوالات
- 4.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تعارف

اردو زبان ایک خوبصورت اور پیاری زبان ہے جو ترکی، عربی، فارسی اور ہندی کے اجزاء کو ملا کر بنی ہوئی ہے۔ اردو کا آغاز ہندی اور فارسی کے الفاظ کو ملا کر ہوا، جو کہ مغربی ایشیا کے مسلم سلطنتوں کی فارسی زبانی تربیت کا نتیجہ تھا۔ اردو زبان میں فارسی، عربی اور ہندی کے الفاظ شامل ہیں۔ اردو ادب کی تاریخی میراث بہت روشن ہے، جس میں شعری اور نثری اصناف جن میں غزل، مثنوی قصیدہ، داستان ناول، اور ڈرامہ شامل ہیں۔ میر تقی میر، غالب، اقبال، فیض احمد فیض، سر سید، حالی، شبلی، آزاد، پریم چند، مولوی محمد باقر، مولانا آزاد، مخدوم محی الدین ابن صفی، خواجہ احمد عباس اسرار الحق مجاز، کلیم عاجز، مشتاق احمد یوسفی، ضیا محی الدین اور بہت سی دیگر ادبی شخصیات نے اردو ادب کو بہترین شکل دی ہے۔ اردو زبان کا اہم ترین اور بنیادی ذریعہ ارتباط نظم و ضبط ہے، جس کا استعمال روزمرہ کی زندگی میں بھی کیا جاتا ہے۔ اس زبان سے محبت کرنے والے لوگ دنیا بھر میں ہیں اور اس کا مواد انتہائی وسیع ہے جس میں شاعری، افسانہ، ناول اور مقالات شامل ہیں۔ عزیز طلبہ آپ سب جانتے ہیں کہ اردو زبان کے آغاز اور تقا کے سلسلے میں مختلف نظریات ہیں۔ مختلف ماہرین نے مختلف تناظر اور شواہد کی بنیاد پر اپنے اپنے نظریہ کے تعلق سے شواہد اور آراء پر بحث کی اور اپنے نظریہ کے لیے دلائل پیش کیے۔ معروف محقق ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے اس ضمن میں کہا ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں نہ آتے تو جدید ہند آریائی زبانوں کے ادبی ارتقاء میں دو ایک صدی ضرور تاخیر ہو جاتی۔ اس طرح ہمیشہ سے

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

اردو کو مسلمانوں کی آمد سے جوڑا گیا ہے۔ اسی لیے سید سلیمان ندوی سندھ کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیتے ہیں کہ مسلمان سب سے پہلے یہیں آئے۔ خیر اس تعلق سے مختلف نظریات ہیں جس میں محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین قادری زور، محمود شیرانی وغیرہ کا نظریہ بہت ہی اہم اور قابل ذکر ہے۔ ان تمام نظریات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ اردو زبان ایک ملی جلی یعنی مخلوط زبان ہے۔ جو دہلی اور نواح دہلی میں پیدا ہوئی۔ اردو زبان کھڑی بولی، برج بھاشا، عربی، فارسی، اور کئی مقامی بولیوں کے ملنے کی وجہ سے وجود میں آئی اور اب مختلف ادوار میں کئی مدارج و منازل طے کرتے ہوئے، ایک ترقی یافتہ زبان بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات طے ہے اور اس پر تمام محققین و ماہرین کا اتفاق ہے کہ اردو ہندوستان میں پیدا ہوئی۔

ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام بہت اہم اور ممتاز ہے۔ اردو زبان نے ہندوستانی فرہنگ اور ادب کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو کو بھارت اور پاکستان کی مشترکہ زبان کے طور پر قبول کیا جاتا ہے، اور یہ دونوں ملکوں کی رسمی زبان بھی ہے۔ اردو زبان کا استعمال ہندوستان کے مختلف شعبوں میں ہوتا ہے، جیسے کہ ادب، فنون، فلمی دنیا، موسیقی، مذاق و مزاح، اور روزمرہ کی زندگی میں بھی۔ اردو زبان کے کئی مشہور شاعر، ناول نگار اور ادبی فنکار ہندوستان میں بہت بڑے مقام پر فائز تھے اور ہیں۔ ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام اس لئے بھی خاص ہے کہ یہ زبان عام لوگوں تک بھی پہنچ کر مقبول ہو چکی ہے۔ اس کی سادگی اور مواد کی روزانہ کی زندگی سے متعلق ہونے کی بنا پر، اردو زبان نے ہندوستانی آئین کے اہم حصوں میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ مجموعی طور پر، جب کہ ہندی کو صوبائی سطح پر سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، اردو، کئی دیگر زبانوں کے ساتھ، آئینی طور پر تسلیم شدہ اور محفوظ ہے، خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں یہ وسیع پیمانے پر بولی جاتی ہے یا اس کی تاریخی اہمیت ہے۔ نیز وہاں پر اردو زبان کو صوبائی سطح پر سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔

4.1 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ

- اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات سے واقف ہو جائیں گے۔
- اردو زبان کے مختلف نظریات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو جان سکیں گے۔

4.2 اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات: محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین

قادری زور، محمود شیرانی کے نظریے

اردو زبان کا آغاز و ارتقا

عزیز طلبہ آپ سب جانتے ہیں کہ اردو کے آغاز و ارتقا کے تعلق سے مختلف نظریات ہیں۔ کسی نے کہا کہ اردو دکن میں پیدا ہوئی، تو کسی نے سندھ کو اردو کا گہوارہ بتایا۔ اسی طرح سے دلی نواح دلی کو اردو کی جائے پیدائش بتایا گیا۔ محمود شیرانی نے کہا کہ اردو پنجاب میں

پیدا ہوئی۔ اس طرح سے اردو کی پیدائش کے متعلق مختلف نظریات ہیں۔ اردو زبان کے محققین و ماہرین اگرچہ اس بات پر متفق ہیں کہ اردو کی ابتدا مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوئی لیکن مقام اور نوعیت کے تعین اور نتائج کے استخراج میں ان سب کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ عزیز طلبہ زبان کے آغاز کی کہانی اقوام کی تہذیب و تمدن اور ثقافت وغیرہ سے وابستہ ہوتی ہے۔ نیز زبانوں کو اپنی حتمی شکل اختیار کرنے میں بہت وقت لگتا ہے اور یہی اردو زبان کے ساتھ بھی ہوا۔ اس ضمن میں مشہور تاریخ داں ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی کتاب تاریخ ادب اردو میں رقمطراز ہیں کہ "مختلف تہذیبی عوامل، رنگارنگ قدرتی عناصر، مسلسل میل جول اور رسوم معاشرت گھل مل کر رفتہ رفتہ صدیوں میں جا کر کسی زبان کے خدو خال اجاگر کرتے ہیں۔ بولی صدیوں میں جا کر زبان بنتی، اپنی شکل بناتی اور اپنا خدو خال اجاگر کرتی ہے۔" اس عبارت سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کی تاریخ ایک طرح سے ہندوستان کی ہزار سالہ تاریخ کو محیط ہے اور اس دوران مختلف دوسری زبانیں بھی وجود میں آئیں۔ کسی پر اردو نے اپنے اثرات تو کسی نے اردو پر اپنے اثرات چھوڑے۔ اردو کب؟ کہاں؟ کیسے؟ پیدا ہوئی کچھ ایسے سوالات ہیں جن کے ماہرین لسانیات کے پاس کوئی حتمی جوابات نہیں۔ اسی وجہ سے مختلف ماہرین کے الگ الگ نظریات ہیں۔

محمد حسین آزاد کا نظریہ

"اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری زبان اردو برج بھاشا سے نکلی ہے اور برج بھاشا خاص ہندوستانی زبان

ہے۔ لیکن وہ ایسی زبان نہیں کہ دنیا کے پردے پر ہندوستان کے ساتھ آئی ہو۔ اس کی عمر آٹھ سو برس سے

زیادہ نہیں ہے اور برج کا سبزہ زار اس کا وطن ہے" (آب حیات)

محمد حسین آزاد کی تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ برج بھاشا کو اردو کا ماخذ تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح سے رفتہ رفتہ مسلم فاتحین اور پھر ایک مخلوط ثقافت وجود میں آئی تو اس کی وجہ سے ایک نئی زبان بھی وجود میں آئی جو کہ اردو کہلائی۔ اردو کے تعلق سے برج بھاشا کا یہ نظریہ سب سے پہلے ماہر لسانیات روڈولف ہورنلے نے پیش کیا تھا پھر میرامن، سرسید، امام بخش صہبائی، آزاد، شمس اللہ قادری وغیرہ نے بھی اردو کو برج بھاشا سے منسوب کیا۔

عزیز طلبہ! حافظ شیرانی، پروفیسر مسعود حسین خان اور ڈاکٹر شوکت سبزواری وغیرہ نے اس نظریہ کی پر زور اور مدلل تردید کی ہے۔ چونکہ محمد حسین آزاد بنیادی طور پر ماہر لسانیات نہیں تھے اور مسعود حسین خاں کے مطابق آزاد محض روایتا اردو کو برج کا ماخذ بتایا ہے۔ اسی کے ساتھ ہی اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور از سر نو غور و فکر کا سلسلہ شروع ہوا اور مختلف نظریات سامنے آئے، جن میں اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں اور مختلف زبانوں سے دریافتیں اور حقائق کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں سندھ، پنجاب، دکن، گجرات، اورنگ آباد اور بہار کے علاقوں کو اردو کا منبع بتایا گیا۔

ان تمام تردید و تائید کے باوجود محمد حسین آزاد کے نظریہ "اردو برج بھاشا سے نکلی ہے" کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی اردو زبان کے آغاز و ارتقا کی بات آتی ہے تو محمد حسین آزاد کے نظریہ کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔

مسعود حسین خاں کا نظریہ

ممتاز محقق، نامور نقاد اور مشہور ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں نے اردو زبان و ادب کی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ شعر و ادب کی دنیا میں آپ کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں۔ مسعود حسین خاں، وطن قائم گنج (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے بعد یورپ گئے اور پیرس یونیورسٹی سے لسانیات میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف ملازمت کے بعد آپ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ لسانیات میں پہلے پروفیسر و صدر کا عہدہ سنبھالا۔ 1973ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ علمی ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ 1984ء سے نوازا گیا۔ ”مقدمہ تاریخ زبان اردو“ ان کا سب سے اہم کارنامہ ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اردو زبان دہلی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں پیدا ہوئی۔ تاہم اس کتاب میں انہوں نے اردو کے آغاز و ارتقا کے مسئلے پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے حوالے سے ڈاکٹر مسعود حسین خاں کہتے ہیں کہ یہ اردو ہریانوی، کھڑی بولی، برج بھاشا اور میواتی کا مرکب ہے۔ ان کے مطابق جب مسلمان دہلی آئے تو اس وقت دہلی اور نواح دہلی یعنی اس کے آس پاس کے علاقوں میں مختلف بولیاں رائج تھیں۔ ان میں ہریانوی، کھڑی بولی، برج بھاشا اور میواتی خاص اہمیت کی حامل تھیں۔ نیز جب مسلمان عربی فارسی بولتے ہوئے دہلی میں وارد ہوئے تو ان کے تعلق سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جس کی تعمیر و ترقی میں کھڑی بولی اور ہریانوی کا ہاتھ زیادہ تھا۔ عزیز طلبہ پروفیسر مسعود حسین خاں کا ماننا ہے کہ مختلف زمانے میں مختلف زبانوں کے اثرات اردو زبان پر پڑتے رہے جس کے نتیجے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دہلی اور نواح دہلی کی بولیاں اردو کا اصل منبع اور سرچشمہ ہیں۔ زیادہ تر ماہرین لسانیات نے مسعود حسین خاں کے اس نظریہ کی تائید کی ہے اور یہی نظریہ زیادہ مستند تسلیم کیا جاتا ہے۔

محی الدین قادری زور کا نظریہ

ڈاکٹر محی الدین قادری زور 1904ء میں حیدر آباد کے ایک محلہ شاہ گنج میں پیدا ہوئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر کے فرائض انجام دیے۔ نیز اپنے ساتھیوں کے تعاون سے ”ادارہ ادبیات اردو“ قائم کیا۔ 1962ء کو اس ادارہ فانی سے کوچ کر گئے۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور اردو کے اہم محققین میں سے ایک ہیں۔ وہ کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے۔ ادیب، نقاد، محقق، ماہر دکنیات، ماہر لسانیات ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مدون، مدیر، شاعر اور افسانہ نگار بھی تھے۔ اردو کے حوالے سے ان کے نظریہ کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

”اردو پنجاب میں پیدا ہوئی“ اس نظریہ کے حامی ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ہیں۔ انہوں نے اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں اپنا نظریہ اپنی تصنیف ”ہندوستانی لسانیات“ میں پیش کیا ہے۔ زور کے مطابق اردو اس زبان سے ترقی پا کر بنی ہے جو پنجاب میں بارہویں صدی عیسوی میں بولی جاتی تھی۔ زور کا یہ بھی ماننا ہے کہ گیارہویں، بارہویں صدی میں موجودہ شمال مغربی سرحدی صوبے سے الہ باد تک ایک ہی زبان رائج تھی۔ مرزا خلیل احمد بیگ کہتے ہیں کہ اردو پنجاب میں پیدا ہوئی سے یہ نتیجہ بالکل بھی اخذ نہ کیا جائے کہ اردو پنجابی سے پیدا ہوئی،

یا نکلی، یا ماخوذ ہے کیوں کہ اس وقت پنجابی زبان کا وجود ہی نہیں تھا۔ اس طرح سے مختلف حوالوں اور زور کی کتابوں اور مضامین کے مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ وہ

"اردو پنجاب میں پیدا ہوئی، نظریہ کے حامی تھے۔ لیکن بعد میں ان کے اس نظریہ میں کچھ تبدیلی آئی، داستان زبان اردو میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "نئی تحقیقات کے مطابق سنسکرت، پالی، شوری، مہاراشٹری، مغربی اپ بھرنش، ایک زبان کے متعدد ادبی روپ ہیں یہ زبان مدھیہ دیش کے (وسط ملک) بالائی دو آبے میں بولی جاتی تھی جس سے نکھر کر یہ زبانیں بنیں۔ اردو یا ہندوستانی، اپ بھرنش کے اس روپ سے ماخوذ ہے جو گیارہویں صدی کے آغاز میں مدھیہ دیس میں رائج تھی"۔ ص 111

"اردو پنجابی سے مشتق ہے نہ کھڑی بولی سے بلکہ اس زبان سے جو ان دونوں کا مشترک سرچشمہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ وہ بعض باتوں میں پنجابی سے بھی مشابہ ہے اور بعض میں کھڑی بولی سے لیکن مسلمانوں کا صدر مقام صدیوں تک دہلی اور آگرہ رہا ہے اس لیے اردو زیادہ تر کھڑی بولی سے متاثر ہے"۔ ص 94-95

محمود شیرانی کا نظریہ

حافظ محمود شیرانی کا شمار اردو کے نامور محققین میں ہوتا ہے۔ تحقیق سے آپ کی طبیعت کو فطری مناسبت تھی۔ آپ کا وطن پنجاب تھا۔ شیرانی عربی، فارسی کے بڑے عالم تھے اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اردو کی پیدائش کے بارے میں یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ اردو پنجاب سے نکلی۔ اپنی کتاب ”پنجاب میں اردو“ میں آپ نے اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں مدلل گفتگو کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ زبان جسے اردو کہا جاتا ہے وہ پنجاب میں پیدا ہوئی اور غزنویوں کی حکومت کے بعد مسلمان جب پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی گئے تو وہ اسی زبان کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔ شیرانی نے پنجابی، اردو اور قدیم دکنی اردو کی لسانی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اردو پنجاب میں پیدا ہوئی۔ گراہم بیل جو کہ ماہر لسانیات تھے اور جارج گریرسن نے بھی شیرانی کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ شیرانی نے خود اپنے نظریہ کی تائید میں تاریخی شواہد اور پنجابی اور قدیم اردو کے مابین مشترک لسانی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ان کی تذکیر و تائید اور جمع اور افعال کے تصرف کا اتحاد اسی ایک نتیجے کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی ہے اور جب سیانی ہو گئی ہیں تب ان میں جدائی واقع ہوئی ہے"۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ اردو زبان کے آغاز و ارتقاء کو بیان کریں۔

2۔ مسعود حسین خاں کے نظریات کو لکھیں۔

4.3 ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ

ہندوستان کا آئین ملک کا سپریم قانون ہے اس کو پارلیمنٹ پر فوقیت حاصل ہے یعنی پارلیمنٹ اسے معطل نہیں کر سکتی ہے۔ مجلس دستور ساز نے آئین ہند کو 26/ نومبر 1949 کو تسلیم کیا اور اس کا نفاذ 26 جنوری 1950 کو عمل میں آیا۔ یہ دنیا کا سب سے طویل تحریری آئین ہے۔ ڈرافٹنگ کمیٹی، جس کی صدارت ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے کی اور اس دستاویز کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ہندوستانی آئین کی منفرد خصوصیات میں سے ایک اس کا کثیر لسانی کردار ہے۔ یہ یونین کی سطح پر ہندی اور انگریزی کو سرکاری زبانوں کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ آئین کے آٹھویں شیڈول میں درج 22 علاقائی زبانوں کو بھی تسلیم کرتا ہے، جن میں مندرجہ ذیل زبانیں شامل ہیں:

- | | |
|-------------|------------|
| 1. آسامی | 2. بنگالی |
| 3. گجراتی | 4. ہندی |
| 5. کنڑ | 6. کشمیری |
| 7. کونکنی | 8. ملیالم |
| 9. منی پوری | 10. مراٹھی |
| 11. نیپالی | 12. اوریا |
| 13. پنجابی | 14. سنسکرت |
| 15. سندھی | 16. تامل |
| 17. تیلگو | 18. اردو |
| 19. بوڈو | 20. سنہالی |
| 21. میتھلی | 22. ڈوگری |

ان زبانوں کو ایک خصوصی حیثیت اور تحفظ فراہم کیا گیا ہے، اور حکومت کو ان کی ترقی اور تحفظ کے لیے اقدامات کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ انہیں زبانوں میں اردو زبان بھی شامل ہے اور وہ سب مراعات و تحفظات اردو زبان کو بھی حاصل ہے۔ مزید برآں، ہندوستانی آئین زبان اور ثقافت سے متعلق کچھ حقوق بھی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، آرٹیکل 29 اقلیتوں کو اپنی الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت کے تحفظ کی اجازت دے کر ان کے مفادات کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ آرٹیکل 350A حکومتوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ لسانی اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کی سہولیات فراہم کرے۔

دستور ہند کی دفعہ 21 اور 21A

دفعہ 21 کے تحت ہندوستان کے ہر شہری کو اپنی زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ دفعہ 21A شہریوں کو یہ بنیادی حق دیتا ہے کہ ریاست 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے، جس کے لیے ریاست قانون بنا سکتی ہے۔ قومی

تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت عمر میں 4 سال کا اضافہ کر 14 سال کی جگہ 18 سال کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق 6 سال سے 18 سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم دی جائے گی۔ 2009 میں قانون حق تعلیم (آر ٹی ای) ایکٹ منظور ہوا، جس کا مقصد ہر بچے کی مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بنانا ہے۔ ان دفعات کی رو سے کوئی بھی شخص اپنے بنیادی حقوق کا استعمال کرتے ہوئے اپنی زبان کی ترویج و اشاعت اور ترقی کے لیے اقدامات کرنے کے لیے آزاد ہے اور اگر کہیں اس کی پامالی ہو رہی ہو تو اس کے تدارک کے لیے قانون کا سہارا لے سکتا ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 29 اور 30

دفعہ 29 اور 30 دونوں اقلیتوں کو کچھ مخصوص حقوق کی ضمانت دیتی ہیں۔ دفعہ 29 اقلیتوں کے مفاد کا تحفظ اس طرح کرتی ہے کہ کوئی بھی الگ زبان، رسم الخط اور ثقافت رکھنے والے شہری اور قوم کو اپنے ان امور کے تحفظ کا مکمل حق حاصل ہے۔ ان دفعات کے تحت کسی کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، زبان وغیرہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جاسکتا۔ دفعہ 30 اقلیتوں کو مذہب اور زبان کی بنیاد پر اپنے تعلیمی ادارے کے قیام اور انتظام و انصرام کا ایسا حق دیتا ہے جس میں حکومت اقلیتوں کے اداروں میں مداخلت نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کے ساتھ امتیازی سلوک کی بنا پر امداد روک سکتی ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن کا قیام اسی کی ایک کڑی ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 350، 350A اور 350B

دفعہ 350 شہریوں کو اپنی شکایات کے ازالے کے لیے یونین اور صوبے کے افسران و ذمہ داران کے پاس اس ملک میں استعمال ہونے والی کسی بھی زبان میں اپنی نمائندگی درج کرانے کا حق دیتی ہے۔ 350 'اے' کے تحت اس ملک کی ہر ریاست اور مقامی اتھارٹی کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ لسانی اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے بنیادی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کے لیے مناسب سہولیات مہیا کریں۔ صدر جمہوریہ کسی بھی ریاست کو بوقت ضرورت اس طرح کی ضروری ہدایات جاری کر سکتے ہیں۔ 350 'بی' کے تحت لسانی اقلیتوں کے لیے ایک خصوصی افسر کی تقرری صدر جمہوریہ کے ذریعے کی جائے گی۔ یہ افسر آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کو حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے متعلق تمام معاملات کی تحقیقات کر کے صدر جمہوریہ کو رپورٹ کرے گا، جو کہ ہر سال ایوان کے سامنے رکھی جائیں گی اور متعلقہ ریاستوں کی حکومتوں کو بھی ارسال کی جائیں گی۔ ان دفعات کے پیش نظر کوئی بھی اپنی زبان میں اپنے بچوں کی بنیادی تعلیم کے لیے حکومتوں کی توجہ مبذول کر سکتا ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 345 اور 347

دفعہ 345 ملک کی ہر ریاست کو حق دیتی ہے کہ وہ اپنی قانون ساز اسمبلی/مقننہ کے ذریعے ریاست میں بولی جانے والی زبانوں میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ زبان کو سرکاری زبان کے طور پر اپنائیں۔ دفعہ 347 کے تحت ریاستیں اپنی عوام کے کسی مخصوص طبقے کی ڈیمانڈ پر ان کے ذریعے بولی جانے والی زبان کو حکومتی زبان کے طور پر تسلیم کر سکتی ہیں مزید برآں انہیں مخصوص انتظامات بھی فراہم کر سکتی ہیں۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 اور ہندوستانی زبانیں

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت جتنا زور قومی تعلیمی پالیسی 2020 پر دیا جا رہا ہے اور جس طرح سے تمام متعلقہ افراد کو اس کے نفاذ اور عمل آوری کے تعلق سے ہدایات دی جا رہی ہیں، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ عزیز طلبہ اس پالیسی کو 29 جولائی 2020 کو منظوری ملی۔ اس پالیسی میں بہت سے تشنہ گوشوں کو سیراب کیا گیا ہے، بہت سے اچھوتے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، نئے اور تنقیدی زوایے فکر اور تصورات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ہولسٹک ڈیولپمنٹ اور تکنیکی تعلیم پر از سر نو غور کر کے سب کی شمولیت اور صحیح معنوں میں تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ طلبہ کی ضروریات وغیرہ کے پیش نظر اس پالیسی میں تمام ہندوستانی زبانوں میں تعلیم اس علاقے کی تہذیب و ثقافت کو ملحوظ خاطر رکھ کر فراہم کرنے کی بات پر زور دیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر زبان ہندوستانی آئین کا ایک اہم پہلو ہے، جو ملک کے لسانی تنوع اور لسانی مساوات اور ثقافتی تحفظ کے اصولوں کی عکاسی کرتی ہے۔ عزیز طلبہ اس طرح سے اردو زبان بھی ہمارے وطن عزیز کی ایک اہم اور پیاری زبان ہے اس لیے یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنی زبان کے تعلق سے قانونی امور و دفعات کو اچھے سے جانیں اور دوسروں کو بھی بتانے کے ساتھ اس کی ترقی، ترویج و اشاعت اور تحفظ کے لیے مناسب و موزوں اقدامات کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو متعین کریں۔

4.4 خلاصہ

عزیز طلبہ ماہرین نے اردو زبان کے سلسلے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں جیسے

"اردو برج بھاشا سے پیدا ہوئی" محمد حسین آزاد

"اردو ہریانی، کھڑی بولی، برج بھاشا، میواتی کا مرکب ہے" پروفیسر مسعود حسین خاں

"اردو پنجاب میں پیدا ہوئی" حافظ محمود شیرانی

ان کے علاوہ بہت سے محققین جیسے سید سلیمان ندوی، نصیر الدین ہاشمی، مولوی عبدالحق، سہیل بخاری، جمیل جالبی، شوکت سبزواری، ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی، پروفیسر گیان چند جین وغیرہ نے الگ الگ یا اس سے ملتے جلتے نظریات پیش کیے ہیں۔ تمام نظریات کے جائزے سے ان سب میں دو اہم باتیں مشترک نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کی آمد سے ایک نئی زبان وجود میں آئی۔ دوسری یہ کہ اس زبان نے مختلف عہد میں یہاں کی دوسری بولیوں سے استفادہ کیا اور ان کے اثرات قبول کیے۔ عزیز طلبہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام ماہرین و محققین کے نظریات اپنے وقت اور حالات کی مناسبت سے درست ہیں جب جس وقت جس طرح کے وسائل اور علوم و کتب اور

دستاویز ان کے پاس تھے ان کی روشنی میں انہوں نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے۔ لہذا کسی ایک نظریہ کو دوسرے پر فوقیت دینا یا سب کو باطل قرار دے کر کسی ایک کو صحیح ٹھہرانا درست نہیں۔

دستور ہند کے مختلف اقدامات کی روشنی میں، زبان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ دفعہ 21 اور '21 اے' عوام کو زندگی اور ذاتی آزادی کا حق دیتی ہے۔ دفعہ '21 اے' مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بناتی ہے۔ جس کے تحت 6 سے 18 سال کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ قانون حق تعلیم (آر ٹی ای) ایکٹ کے تحت، ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم کا حق فراہم کیا گیا ہے اور کوئی بھی شخص یا ادارہ ان کا یہ حق نہیں چھین سکتا ہے۔ دفعہ 29 اور 30 اقلیتوں کو مخصوص حقوق فراہم کرتی ہے، جن میں اپنی زبان، رسم الخط، اور ثقافت کے تحفظ کا حق شامل ہے۔ ان دفعات کے تحت کسی بھی شخص کو اپنی زبان کی ترویج اور اشاعت کے لیے اقدامات کرنے کا حق حاصل ہے۔ دفعہ 350، 350 اے، اور 350 بی مختلف زبانوں کی تعلیمی فراہمی اور زبانی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے اہم ہیں۔ دفعہ 345 اور 347 ملکی ریاستوں کو اپنی مقامی زبان کو سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 زبانی تنوع کی ترویج اور زبانی اقلیتوں کی تعلیمی فراہمی پر زور دیتی ہے۔ یہ پالیسی ہندوستان کی تمام زبانوں میں تعلیم فراہم کرنے پر توجہ دیتی ہے۔

4.5 اکتسابی نتائج

- اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ
- اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات کو سمجھ گئے۔
- مختلف نظریات کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔
- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو جان گئے۔

4.6 فرہنگ

ارتقا	درجہ بہ درجہ ترقی، وقت کے ساتھ کسی شے میں ترقی و تبدیلی
شواہد	دلائل، ثبوت، شہادت۔ کسی چیز کے لیے ثبوت فراہم کرنا
ماخذ	اصل، مرکز، ذریعہ، وہ جگہ جہاں سے کوئی چیز اخذ کی جائے
فائز	منصب پر فائز ہونا/ کام یا ذمہ داری پر مامور کرنا
اردو کا منبج	اردو کا سرچشمہ، پھیلنے کی جگہ
تائید	حمایت یا طر فدا ر ی کرنا

استخراج	چند معلوم باتوں سے نامعلوم بات کی دریافت، نتیجے کا اخذ و استنباط، اجمال سے تفصیل پیدا کرنا، (حالات و آثار کی رو سے) عقل کا فیصلہ
رقطر از	لکھنا، کوئی بات، کسی خیال کو الفاظ کی شکل دے کر تحریر کرنا
رسوم و معاشرت	زندگی جینے کا طور طریقہ
کثیر الجہات	مختلف جہات والا، مختلف علوم و فنون پر دسترس رکھنے والا
صدی	سوبرس، سوسال، بہت لمبہ عرصہ، طویل مدت
مدلل	دلیل کے ساتھ، اپنی بات کو دلیل کے ساتھ پیش کرنا
ولادت گاہ	پیدا ہونے کی جگہ، جائے پیدائش
ملفوظ خاطر	کسی کی بات کا لحاظ کرنا، کسی بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی بات رکھنا، کسی خیال کی روشنی میں اپنے خیال کو پیش کرنا
ترویج و اشاعت	کسی بات کو فروغ دینا یا پھیلانا، جیسے علم یا معلوم کو خوب پھیلانا
مشترک	ایک جیسی، مشابہ شی، یکسانیت
تنوع	قسم قسم کا ہونا، رنگ برنگ کا ہونا، نیاپن، جدت
مفصل	واضح، غیر مبہم، تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہوا، کھول کر بیان کیا گیا

4.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1- یہ کس کا نظریہ ہے؟ "اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری زبان اردو برج بھاشا سے نکلی ہے"
- 2- کتاب "مقدمہ تاریخ زبان اردو" کے مصنف ہیں۔
- 3- ہندوستانی آئین کا نفاذ کس سن میں عمل میں آیا؟
- 4- آئین ہند کی ڈرافٹنگ کمیٹی کے صدر کون تھے؟

الف) محمود شیرانی ب) محمد حسین آزاد ج) مسعود حسین خان د) نصیر الدین ہاشمی

الف) ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی ب) ڈاکٹر گیان چند جین ج) ڈاکٹر مسعود حسین خان د) سید سلیمان ندوی

الف) 1949 ب) 1950 ج) 1951 د) 1952

5- 22 زبانیں دستور ہند کے کس شیڈول میں درج ہیں؟
 (الف) ڈاکٹر بی آر امبیڈکر (ب) ڈاکٹر راجندر پرساد (ج) مولانا ابوالکلام آزاد (د) ڈاکٹر ذاکر حسین

6- ذیل میں کون سی دفعہ کے تحت مفت اور لازمی تعلیم کو بنیادی حق بناتی ہے؟
 (الف) چوتھے شیڈول (ب) چھٹویں شیڈول (ج) آٹھویں شیڈول (د) دسویں شیڈول

7- "اردو زبان پنجاب میں پیدا ہوئی"۔ کس کا نظریہ ہے؟
 (الف) 21 اے (ب) 20 (ج) 29 (د) 45

8- اردو اکھڑی بولی سے نکلی ہے۔ کس نے کہا؟
 (الف) محمد حسین آزاد (ب) حافظ محمود شیرانی (ج) حالی (د) مسعود حسین خاں

9- اقلیتوں کو مذہب اور زبان کی بنیاد پر اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق آئین کا کون سا دفعہ دیتا ہے؟
 (الف) مسعود حسین خاں (ب) سر سید (ج) ولی دکنی (د) امیر خسرو

10- آئین میں اردو زبان کا ذکر ہے؟
 (الف) 14 (ب) 15 (ج) 21 (د) 30

(الف) آٹھویں شیڈول (ب) دسویں شیڈول (ج) چھٹویں شیڈول (د) چوتھے شیڈول

معروضی سوالات کے جوابات:

(i) ب	(ii) ج	(iii) ب	(iv) الف	(v) ج
(vi) الف	(vii) ب	(viii) الف	(ix) د	(x) الف

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- اردو کے آغاز کے سلسلے میں مختلف نظریات میں کنہیں دو مشترکہ باتوں کی نشاندہی کیجیے۔
- 2- اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں مسعود حسین خاں کا نظریہ بتائیے۔
- 3- اردو کی ابتدا کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔
- 4- دستور ہند کی دفعہ 21 اور 21 اے کس بارے میں ہے؟ تحریر کیجیے۔
- 5- آئین ہند نے کل کتنی زبانوں کو تسلیم کیا ہے، ان کی تعداد بتانے کے ساتھ کنہیں چار زبانوں کے نام بتائیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- اردو زبان پر مختلف بولیوں اور زبانوں کے اثرات شامل ہیں۔ واضح کیجیے۔
- 2- زبان کے فروغ کے متعلق قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے کردار کی وضاحت کیجیے۔
- 3- دستور کی دفعہ 29، 30 اور 350 پر روشنی ڈالیے۔
- 4- آغاز زبان کے سلسلے میں آپ کے نزدیک کون سا نظریہ سب سے درست ہے اور کیوں؟ مدلل لکھیے۔
- 5- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ۔ مفصل لکھیے۔

4.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

مقدمہ تاریخ زبان اردو	مسعود حسین خان
اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ	مسعود حسین خان
ہندوستانی لسانیات کا خاکہ	سید احتشام حسین
ہندوستانی لسانیات	سید محی الدین قادری زور
پنجاب میں اردو	حافظ محمود خان شیرانی
تاریخ ادب اردو	ڈاکٹر جمیل جالبی
اردو زبان و ادب کی مختصر تاریخ	ڈاکٹر محمد کمران
اردو زبان کی تدریس فہم	ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی/ڈاکٹر آفاق ندیم
اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے	ڈاکٹر ریاض احمد
ہند آریائی اور ہندی	سنیتی کمار چٹرجی
اردو زبان و ادب کی تاریخ، ایم اے اردو	نظامت فاصلاتی تعلیم مانو
تدریس اردو	ڈاکٹر نجم السحر/ڈاکٹر صابرہ سعید
اردو زبان کا آغاز و ارتقا	ڈاکٹر ابو عمیر (عمیر منظر)
اردو ایس ایل ایم	اگنو

مانو	بی اے اردو، ایس ایل ایم
منجیت سنگھ	'ہندوستان میں اردو زبان کا مقام'
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان	دستور ہند
آفتاب عالم	ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام (اردو دنیا۔ جون، 2022)
امتیاز احمد	اردو زبان کا آغاز: مختلف نظریات (اردو دنیا۔ فروری، 2024)
اردو کاتاریجی پس منظر National Council for Promotion of Urdu Language (urducouncil.nic.in)	اردو کاتاریجی پس منظر

اکائی 5- تدریس *

اکائی کے اجزا

- 5.0 تمہید
- 5.1 مقاصد
- 5.2 تدریس
 - 5.2.1 تدریس کے معنی و مفہوم
 - 5.2.2 ماہرین تعلیم کی نظر میں تدریس کی تعریف
 - 5.2.3 تدریس کی خصوصیات
 - 5.2.4 تعلیم و تدریس میں فرق
 - 5.2.5 تدریس کے مراحل
 - 5.2.6 تدریس کی اقسام
- 5.3 تدریس کی اہمیت
- 5.4 معیاری تدریس کی خصوصیات
- 5.5 خلاصہ
- 5.6 اکتسابی نتائج
- 5.7 فرہنگ
- 5.8 نمونہ امتحانی سوالات
- 5.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید

تعلیم کی طرح تدریس کی بھی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ کچھ لوگ تدریس کو استاد کا واضح بیان (سے کیا سیکھنا چاہیے) سمجھتے ہیں، اور ایک گروہ تدریس کو استاد، طالب علم اور نفس مضمون کے درمیان باہمی تعامل کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ ماہرین تعلیم کی ایک بڑی تعداد کے

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

نزدیک تدریس اس عمل کو کہا جاتا ہے جو طلبا کو سیکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ ماہرین تعلیم کی پیش کردہ تعریفوں کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تدریس ایک ایسی سرگرمی ہے جو شعوری طور پر اور ایک خاص مقصد کے تحت انجام دی جاتی ہے جو طالب علموں کی علمی حیثیت کو فروغ دینے کا سبب بنتی ہے۔

اس اکائی میں تدریس کے معانی و مفہیم کو بیان کیا جائے گا اور تدریس کے حوالے سے مختلف ماہرین تعلیم کے نظریات، تدریس کی اہمیت و افادیت اور معیاری تدریس کی کیا خصوصیات ہیں، ان سب کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔

5.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- تدریس کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- تدریس کے بارے میں مختلف ماہرین تعلیم کے نظریات کی وضاحت کر سکیں۔
- تدریس کے اقسام اور نوعیت کو بیان کر سکیں۔
- تدریس کی اہمیت و افادیت کو بیان کر سکیں۔
- معیاری تدریس کی خصوصیات کا احاطہ کر سکیں۔

5.2 تدریس

5.2.1 تدریس کے معنی و مفہوم

تدریس کے معنی سکھانا، پڑھانا، درس دینا، سبق پڑھانا ہیں۔ تدریس ایک ایسی منصوبہ بند سرگرمی ہے جو طلبا تک علم کی منتقلی کا سبب بنتی ہے۔

تدریس ایک سماجی عمل ہے۔ یہ دو طرفہ سرگرمی ہے جس میں عمل اور رد عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس کا بنیادی کام علم کی منتقلی ہے، اس لیے استاد اور شاگرد کو ایک دوسرے کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھنا چاہیے۔ تدریس نفس مضمون کو معیاری اور نفسیاتی انداز میں پیش کرتی ہے۔ معلم جب کسی شے کا علم حاصل کرتا ہے تو جہاں وہ اس معلومات کو یاد رکھتا ہے وہیں طلبا کے تقاضوں اور نفسیاتی عوامل سے بھی باخبر رہتا ہے۔

تدریس کا عمل باقاعدہ، منظم، با مقصد اور پہلے سے منصوبہ بند سرگرمیوں کا ایک سلسلہ ہے جو طلبا میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ تدریس کا مقصد طالب علم میں ایک تحرک پیدا کرنا اور سبق سیکھنے کے لیے مناسب ماحول فراہم کرنا ہے۔

تدریس ایک مخصوص مقصد پر مبنی ایک شعوری عمل ہے جس کے طریقہ کار میں معلم اور طلباء کے درمیان تعامل پیدا کرنا، مخصوص اور پہلے سے طے شدہ اہداف پر مبنی سرگرمیاں انجام دینا، ضرورت کے مطابق تدریسی طریقوں کا باقاعدہ ڈیزائن اور تدریس کو آسان بنانے کے لیے صحیح مواقع اور حالات فراہم کرنا شامل ہے۔

5.2.2 ماہرین تعلیم کی نظر میں تدریس کی تعریف

تدریس بھی تربیت کا ایک جز ہے۔ ماہرین تعلیم نے تدریس کی جو تعریف بیان کی ہیں ان کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے تاکہ اس لفظ کی اہمیت واضح ہو جائے۔

رینڈی گنج جو ایک نقاد، مصنف اور مقرر ہے وہ کہتا ہے کہ
 ”کسی شخص کی طرف سے کوئی بھی سرگرمی، جو کسی دوسرے شخص کے سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے کی جاتی ہے وہ تدریس کہلاتی ہے۔“
 برطانوی مصنف براؤن کے نزدیک:

”تدریس، جو کچھ بھی ہے، ایک کثیرالہستی کوشش ہے جس میں اطلاع دینا، سوال کرنا اور جواب دینا، سمجھانا، سننا، حوصلہ افزائی کرنا، تعریف کرنا، اور بہت سی دیگر ضروری سرگرمیاں شامل ہیں۔ جو چیز تدریسی پیشے کو دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سننے والے کو وہ معلومات ملتی ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔“

سمسن نے ان لفظوں میں تدریس کی تعریف کی ہے:

”تدریس وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ سماج کے نوجوان تربیت حاصل کرتے ہیں۔“

سینٹ تھامس کہتا ہے:

”کسی بھی طرح سے کسی کو معلومات اور علم دینا تدریس ہے۔“

این ایل گیز کے مطابق:

”تدریس ایک قسم کا باہمی اثر ہے۔ جس کا مقصد دوسرے انسان کے برتاؤ میں تبدیلی لانا ہے۔“

ریانس کے نزدیک تدریس کی بہتر تعریف یہ ہے:

”دوسروں کو سیکھنے کے لیے صحیح ہدایت دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کے عمل کو تدریس کہا جاتا ہے۔“

بی۔ او۔ اسمتھ اس طرح تدریس کا مفہوم واضح کرتا ہے:

”تدریس ہدایتی عمل کا ایک مقصد ہے۔“

کلاک کے نزدیک:

”تدریس کی تشکیل و تنظیم طلبہ کے عادات و اطوار میں تبدیلی کے لیے کی جاتی ہے۔“

ایچ۔ سی۔ مورسین کے مطابق:

”تدریس وہ عمل ہے جو زیادہ باوقار شخصیت اور کم پختہ شخصیت کے درمیان آتا ہے اور وہ کم پختہ شخصیت کی

آئندہ تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔“

تدریس کی تعریف اور ماہرین تعلیم کے افکار کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ تدریسی عمل میں اہم چیز یہ ہے کہ استاد اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کیا سیکھنا چاہیے تاکہ اس کی بنیاد پر طلبہ کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کی جائیں۔ درحقیقت تدریس کے دوران درج ذیل تین باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔

1- تدریس کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔

2- تدریس میں جو کچھ سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔

3- تصورات کو اس طریقے سے پیش کیا جانا چاہیے یا طلبہ میں تبدیلی لانے کے لیے اس طریقے سے فراہم کیا جانا چاہیے جو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق ہو۔

5.2.3 تدریس کی خصوصیات

تدریس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- تدریس استاد اور طلباء کے درمیان ایک مؤثر تعامل ہے۔

2- تدریس ایک فن ہے جس کا سیکھنا معلم کے لیے ضروری ہے کیونکہ وہ ایک رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

3- تدریس فن کے ساتھ ساتھ سائنس بھی ہے۔

4- تدریس میں ابلاغ کی مہارت کا غلبہ ہے۔

5- تدریس ایک سہ رخی عمل ہے۔ (i) تعلیمی مقاصد (ii) سیکھنے کے تجربات (iii) رویے میں تبدیلی

6- تدریس کی منصوبہ بندی اچھی طرح سے ہونی چاہیے، اور استاد کو مقاصد، تدریس کے طریقے اور تشخیصی تکنیک کا انتخاب کرنا چاہیے۔

7- تدریس کا کام تجویز کرنا ہے نہ کہ حکم دینا۔

8- اچھی تدریس جمہوری قسم کی ہوتی ہے جس میں استاد طلباء کا احترام کرتا ہے، انہیں سوال پوچھنے، سوالات کے جواب دینے اور موضوعات پر بحث کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

9- تدریس کے ذریعے طلباء کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

10- تدریس تعاون پر مبنی سرگرمی ہے لہذا استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء کو کمرہ جماعت کی مختلف سرگرمیوں میں شامل کریں، جیسے کہ تنظیم، انتظام، مباحثہ، متن خوانی اور نتائج کی تشخیص۔

- 11- تدریس علاج کا درجہ رکھتی ہے اس لیے استاد کو طلباء کے اکتسابی مسائل کو حل کرنا چاہیے۔
- 12- تدریس بچوں کو زندگی میں ایڈجسٹمنٹ (Adjustment) کرنے میں مدد دیتی ہے۔
- 13- تدریس ترقی پسند ہوتی ہے۔ تدریس کا مقصد بچوں کو زندگی کے ساتھ ہم آہنگ بنانا ہے۔
- 14- تدریس طلباء کی سوچنے کی طاقت کو متحرک کرتی ہے اور انہیں خود سے سیکھنے کی جانب راغب کرتی ہے۔

5.2.4 تعلیم و تدریس میں فرق

علم و فن کی نشر و اشاعت میں تعلیم و تدریس کا اہم کردار رہا ہے لیکن تعلیم و تدریس میں ایک بنیادی فرق ہے۔ تعلیم فلم، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے استاد کی موجودگی میں یا اس کے بغیر بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن تدریس میں استاد کا موجود ہونا لازمی ہے۔ تدریس سے مراد تعلیمی سرگرمی کا وہ حصہ ہے جو کلاس میں استاد کی موجودگی میں انجام پاتا ہے۔ تدریس بھی تعلیم کا ایک حصہ ہے لیکن تربیت (Training) کی طرح، اس میں باقاعدہ سرگرمیوں کا ایک سلسلہ شامل ہے۔ اس میں پہلے سے مرتب کردہ ہدف بھی شامل ہے اور اس کا مقصد استاد کے ذریعے سیکھنے کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا ہے۔

تعلیمی سرگرمیوں کا وہ حصہ جو میڈیا کے ذریعے استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کے بغیر ہوتا ہے کسی بھی طرح تدریس نہیں کہلاتا۔ البتہ اسے تعلیم کہہ سکتے ہیں۔ لہذا، تعلیم تدریس سے زیادہ عام معنی رکھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر تدریس تعلیم ہے، لیکن ہر تعلیم تدریس نہیں ہے۔ تدریس وہ شعوری اور سماجی عمل ہے جو نوعمروں کو سماجی، ثقافتی، تمدنی، اخلاقی اور معاشی زندگی کا اہل بنانے کے لیے منصوبہ بند طریقے سے انجام دیا جائے۔

تعلیم کے ذریعے انسان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ یہ ایک فرد کی تخلیقی صلاحیت کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم اسکول یا کالج میں منظم ہدایات حاصل کرنے یا اس پر عمل کرنے کا نام ہے۔ جب کہ تدریس مناسب ہدایات کے ذریعے کسی شخص کے خیالات اور سرگرمی کو تشکیل دینے یا نئے طرز عمل اور صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے رہنمائی کرنے کا نام ہے۔ تعلیم اور تدریس کے درمیان موجود فرق درج ذیل ہیں۔

1. اہم بنیادی فرق:

- تعلیم: ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے مختلف وسائل ہو سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اسکول، کالج یا یونیورسٹی سے کوئی سبق سیکھ کر خود کو تعلیم یافتہ بنائیں۔ آپ کوئی اہم دستاویزی فلم، ڈرامہ یا معلوماتی چیزیں دیکھ کر اپنے آپ کو تعلیم دے سکتے ہیں جس میں افراد کے سماجی بہبود کے لیے اہم پیغام ہو۔ اسی طرح، کوئی بھی اخبارات یا میگزین پڑھ کر دنیا کے معاملات یا کسی اور موضوع کے بارے میں اپنے علم کو تقویت بخش سکتا ہے۔

- تدریس بہتر طور پر سکھانے کے لیے مناسب رہنمائی کرنے کا جامع عمل ہے۔ ایک جاہل شخص اچھا استاد نہیں بن سکتا۔ تدریس طلباء تک معلومات کو منتقل کرتی ہے۔ تدریس کے طریقوں کو خود سے نہیں سیکھ سکتے بلکہ اس کے لیے خاص اسکول یا معلم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام کوئی ماہر استاد ہی کر سکتا ہے۔

2- تقسیم کے لحاظ سے فرق:

تعلیم کا لفظ جب ہم سنتے ہیں تو ہمارا ذہن ان منظم کوششوں کی طرف جاتا ہے جو اسکول یا مدارس میں انجام دی جاتی ہیں۔ یقیناً یہ رسمی تعلیم (Formal Education) ہے اور اس کے مثبت اور دور رس نتیجے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تعلیم کا ایک محدود مفہوم ہے۔ کیونکہ اسکول وغیرہ میں بچے محدود وقت میں محدود معلومات و تجربات سیکھتے ہیں۔ جب کہ انسانی زندگی میں پیدائش سے لے کر موت تک سیکھنے کا عمل برابر جاری رہتا ہے۔ جسے ہم نیم رسمی اور غیر رسمی تعلیم (Informal Education) اور (Non Formal Education) کے نام سے جانتے ہیں۔

(Informal Education) سے مراد تعلیم کی وہ قسم ہے جس میں والدین بچے کو ایسی چیزیں سکھا رہے ہیں جو تعلیم سے بالاتر ہیں جیسے کھانا تیار کرنا یا سائیکل چلانا۔ بعض لوگ کتابوں یا تعلیمی ویب سائٹس کے ذریعے بھی غیر رسمی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی تعلیم اسکولوں میں ایک منظم طریقہ سے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ یہ نہ پہلے سے منصوبہ بند ہے اور نہ ہی ارادی طور پر۔ بلکہ یہ ایک تجربہ ہے کہ ایک فرد باقاعدہ مشق سے گزر کر اور دوسروں کو دیکھ کر حاصل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی بچے کو خصوصیت کے ساتھ کچھ سکھانا جیسے مادری زبان، کچھ غیر نصابی سرگرمیاں انجام دینا وغیرہ ہو سکتی ہیں۔

(Non Formal Education) نیم رسمی تعلیم: یہ سیکھنے کا ایک طویل عمل ہے جو گھر سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ایک شخص ماحول سے علم حاصل کرتا ہے جہاں آپ کسی کے کام یا مہارت کا تجربہ کر کے علم حاصل کرتے ہیں۔ اس میں بالغوں کے لیے بنیادی تعلیم، بالغ خواندگی تعلیم بھی شامل ہے۔

اس تعلیم سے مراد بالغوں کی بنیادی تعلیم، بالغ خواندگی کی تعلیم، یا مہارت کی ترقی ہے۔ یہ سیکھنے کی مختلف شکلیں لے سکتا ہے، جو کسی فرد میں کسی خاص مہارت یا صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے مستقل اور منظم طریقے سے فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ انتہائی قسم کی لچکدار تعلیم ہے جس میں سرگرمیوں کی بہت سی قسمیں شامل ہیں۔ جیسے صحت سے متعلق پروگرام، تعلیم بالغاں کے کورس وغیرہ۔ اسی طرح تدریس کو بھی ہم دو قسموں میں بانٹ سکتے ہیں ایک رسمی تدریس دوسری غیر رسمی تدریس۔ اسی طرح تعلیم و تدریس کے دائرہ کار بھی مختلف ہیں۔

رسمی تدریس (Formal Teaching) کلاس روم پر مبنی تدریس ہے جو تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے۔ جس کا اپنا ایک مخصوص نصاب، کلاس کی منصوبہ بندی اور منظم قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ جب کہ غیر رسمی تدریس (Non Formal Teaching) کلاس سے باہر، عجائب گھروں، لائبریریوں یا گھر میں بھی دی جاسکتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ سیکھنا ایک عمل ہے اور سکھانا دوسرا عمل۔ دونوں عمل جب انجام پاتے ہیں تو اسے تدریس کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات تعلیم میں بالکل بھی کوئی ردِ عمل نظر نہیں آتا، جیسا کہ کتاب پڑھنا۔ اور اس کے لیے منصوبہ بندی اور ترتیب کی بھی ضرورت نہیں، مثال کے طور پر انسان درخت یا فطرت سے سبق سیکھ سکتا ہے، اور اسے تدریس نہیں سمجھا جاسکتا۔ لیکن تدریس میں عمل اور ردِ عمل دونوں شامل ہیں۔

تعلیم اور تدریس کا آپس میں گہرا تعلق بھی ہے۔ تدریس دوسروں کو علم، ہنر یا معلومات فراہم کرنے کا عمل ہے۔ اس میں کسی استاد یا معلم کی طرف سے طلباء کو مخصوص مواد یا ہدایات کی فراہمی شامل ہے۔ دوسری طرف، تعلیم کا ایک وسیع تصور ہے جس میں علم، اقدار، عقائد اور عادات و اطوار سیکھنے کا مکمل عمل شامل ہے۔ تعلیم میں نہ صرف تدریس کا عمل شامل ہے، بلکہ مجموعی ماحول، وسائل، نصاب، اور تجربات بھی شامل ہیں جو کسی شخص کی فکری، سماجی اور جذباتی نشوونما میں موثر ثابت ہوتے ہیں۔

تدریسی طریقہ کار میں نہ صرف تعلیم کا حصہ شامل ہوتا ہے بلکہ اس میں مختلف اخلاقی اقدار جیسے آداب، ہنر، طرزِ عمل، روایات اور کہانیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ تدریس ایک ایسا عمل ہے جو ہم سب اپنی روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو صحیح طریقے سے کھانا سکھاتے ہیں۔ داد ادا دی اپنے پوتے پوتیوں کو پرانی کہانیاں سنا کر سکھاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم سب دوسروں کو کچھ نہ کچھ سکھاتے ہیں۔

5.2.5 تدریس کے مراحل

تدریس میں عمل کو بہت اہمیت حاصل ہے طلبہ جس کام کو آپسی مشوروں سے کرتے ہیں یا خود کرتے ہیں اسے بہت جلدی سیکھ لیتے ہیں۔ سیکھنا ایک فطری چیز ہے۔ تدریس کے مختلف مراحل میں یہ عمل الگ الگ ہوتا ہے۔ تدریس کے مختلف مراحل کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

1- تدریس سے قبل کا مرحلہ (Pre Teaching Stage)

2- تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (Interaction Stage of Teaching)

3- تدریس کے بعد کا مرحلہ (Response Stage of Teaching)

1- تدریس سے قبل کا مرحلہ (Pre Teaching Stage): اس مرحلے میں معلم موضوع کے متعلق منصوبہ بناتا ہے اس میں وہ تمام معاملات آجاتے ہیں جنہیں معلم کلاس روم میں داخل ہونے سے پہلے تیار کرتا ہے اس مرحلے کے تحت معلم درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھتا ہے۔

- تدریسی اور علمی مقاصد کو متعین کرنا
- موضوع کے متعلق فیصلہ لینا
- پیش کش کے لیے ربط و تسلسل کو ملحوظ رکھنا
- موثر تدریسی طریقہ کار کا استعمال کرنا

2- تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (Interaction Stage of Teaching): اس مرحلے میں ایسی تمام سرگرمیاں شامل ہیں جنہیں معلم کلاس روم یا کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے لے کر موضوع کو پیش کرنے تک انجام دیتا ہے اس مرحلے میں معلم کلاس روم یا کمرہ جماعت میں طلباء کی مختلف طریقے سے حوصلہ افزائی کرتا ہے ساتھ ہی موضوع کے متعلق تفہیمی سوالات کرتا ہے جیسے سوال پوچھنا، سننا، دہرانا، تشریح و توضیح کرنا، اصلاح کرنا، ہدایت دینا وغیرہ تاکہ تدریس اور آموزش کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس مرحلے میں تدریس کا عمل حسب ذیل نکات کے تحت پورا کیا جاتا ہے۔

- کلاس روم یا کمرہ جماعت کا دائرہ
- طلباء کی تشخیص / معالجاتی تدریس
- عمل اور رد عمل

3- تدریس کے بعد کا مرحلہ (Response Stage of Teaching): اس مرحلے میں معلم تدریسی امور کے اختتام پر طلباء کے رویے میں ہونے والی تبدیلی کی جانچ کرنے کے لیے ان سے زبانی یا تحریری سوالات پوچھتا ہے تاکہ طلبہ کی تفہیم کی جانچ کی جاسکے۔ انداز قدر میں ان تمام سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے جو سوالات پوچھنے سے متعلق ہیں۔

- تدریس کے ذریعے طلبہ کے رویے میں رونما ہونے والی تبدیلی
- مناسب تشخیصی رجحانات کا انتخاب
- تشخیص کے ذریعے طلباء کے نتائج اور تدریسی مقاصد کا حصول

5.2.6 تدریس کی اقسام

تدریس کی اقسام کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

1- مقاصد کی بنیاد پر تدریس: مقاصد کی بنیاد پر تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) علمی تدریس :- اس تعلیم کا بنیادی مقصد علمی پہلو یا رویے (علم، تفہیم، تجربہ، تجزیہ، ترکیب اور تشخیص وغیرہ) کو فروغ دینا اور تقویت دینا ہے۔

(ii) متاثر کن تدریس :- اس میں اثر انگیز پہلو کے فروغ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ جذبات اور جذباتی قوتوں اور طرز عمل کا ارتقا، تطہیر وغیرہ تدریس کے عمل کا ایک بڑا حصہ بنتے ہیں۔

(iii) ایکشن لرننگ (Action Learning): اس قسم کی تدریس میں رویے کی تبدیلی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس میں کسی ہنر یا کسی کام کو کرنے کا ایک مخصوص طریقہ سکھانے پر زور دیا جاتا ہے۔

2- تدریس کے نقطہ نظر سے: تدریس ایک متحرک تصور اور عمل ہے اور اس میں کئی طرح کی سرگرمیاں شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں کی بنیاد پر تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

- (i) معلومات فراہم کرنا:- اس قسم کی تدریس میں کسی بھی تصور، اصول، موضوع یا چیز وغیرہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنا شامل ہے۔
- (ii) مظاہرہ:- کسی کام، عمل یا مہارت کا مظاہرہ نمائشی تدریس کے تحت آتا ہے۔
- (iii) عمل کرنا:- تدریس کی اس شکل میں، مہارت کی نشوونما اور فعال پہلو کو اہمیت دی جاتی ہے۔
- 3- تدریس کی سطحوں کے لحاظ سے: تدریس ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ عمل انسان کی مختلف ذہنی سطحوں پر ایک جیسا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، پڑھانے کا عمل بے فکری کی کچلی سطح سے سوچ سمجھ کر استدلال کی سطح تک جاسکتا ہے۔ اس بنیاد پر تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔
- (i) یادداشت کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں صرف دی گئی معلومات کو اچھی طرح یاد رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- (ii) تفہیم کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ نہ صرف کسی حقیقت کو یاد رکھا جائے بلکہ اسے سمجھا جائے، یعنی تصورات کا فہم، ان میں موجود نظریات، ان کی فطرت وغیرہ۔
- (iii) سوچ کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں اسے صرف حفظ یا فہم تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ تجسس، دلچسپی، تحقیق وغیرہ کو سائنسی طور پر سمجھا جائے اور منطقی طور پر حل کیا جاسکے۔
- 4- نظم و نسق کے مطابق: ملک کا نظام حکومت یا تعلیمی نظام تدریس کی نوعیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ جس قسم کے انتظامی نظام میں تعلیم دی جاتی ہے، وہی شکل اختیار کرتا ہے۔ نظم و نسق کی بنیاد پر تدریس عام طور پر تین طرح کی ہو سکتی ہے۔
- (i) ایک مطلق العنان تدریس:- اس طریقہ تدریس میں استاد مرکزی نقطہ ہے اور استاد کا مقام اول سمجھا جاتا ہے اور طالب علم کا مقام ثانوی ہے۔ اس میں طالب علم کی تمام سرگرمیوں کو استاد کی طرف سے رہنمائی اور ہدایت دی جاتی ہے۔
- (ii) جمہوری تدریس:- اس طریقہ تدریس کو طلبہ کے تعاون پر مبنی نظام تعلیم کہا جاتا ہے۔ اس میں طالب علم اور استاد دونوں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں بچہ مواد کے سلسلے میں بات کر سکتا ہے اور غیر زبانی حرکتیں کر سکتا ہے۔ اس تدریس میں استاد کے مقام کو رہنما کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور طالب علم اور استاد دونوں ایک دوسرے کے خیالات کا احترام کرتے ہیں۔
- (iii) آزاد تدریس کا طریقہ: آزاد تدریسی طریقہ کو کھلاتدریسی طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس جدید تدریس پر مبنی ہے۔ اس میں بچہ دباؤ اور رکاوٹ سے آزاد ہو کر سیکھتا ہے۔ اس میں استاد طالب علم کی تخلیقی فطرت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس قسم کی تدریس کے دوران، استاد طالب علم کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتا ہے۔
- 5- نظام تعلیم کے نقطہ نظر سے: تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔
- (i) رسمی تدریس (Formal Teaching):- یہ بامقصد تدریس ہے۔ عمر، وقت اور جگہ کے مطابق ایک مقررہ نصاب کی بنیاد پر تدریس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔
- (ii) نیم رسمی تدریس (Informal Teaching):- اس قسم کی تدریس کی نوعیت رسمی تدریس سے مختلف ہے۔ نصاب وقت، جگہ اور عمر کی پابندی نہیں ہے۔ تعلیم کے پیچھے کوئی ارادہ یا منصوبہ نہیں ہے۔ سیکھنے والا خود بخود غیر متوقع طریقے سے علم، خیالات یا کچھ یقین حاصل کر لیتا ہے۔

(iii) غیر رسمی تعلیم (Non formal Teaching): اس میں تعلیم کا اہتمام مخصوص مقاصد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے لیکن اس میں کسی کورس، وقت، جگہ اور آنے جانے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1- تدریس کے معنی و مفہوم بیان کیجیے۔
2- تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔
3- تدریس کی چند اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

5.3 تدریس کی اہمیت

وہ سرگرمی جو طلباء میں تبدیلی لانے، تجربے کو آسان بنانے اور نفس مضمون سے واقفیت کرانے میں مدد کرتی ہے اسے تدریس کہتے ہیں۔ تدریس کا عمل باقاعدہ، منظم، با مقصد اور پہلے سے منصوبہ بند سرگرمیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ ایک ایسی سرگرمی جس کا مقصد سیکھنے کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا ہے اور جو استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل اور باہمی رویے کی صورت میں ہوتی ہے۔ تدریس معلم، طلباء اور مضمون کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے۔ ایک استاد جب کوئی علم حاصل کرتا ہے تو جہاں وہ اس کے نکات اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے وہیں وہ طلباء کی ضروریات اور نفسیاتی عوامل کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے۔ تدریس جہاں ہمیں استاد اور طالب علم کے درمیان باہمی تعلق کا احساس دلاتی ہے وہیں استاد کی سرگرمیوں میں مقصدیت کو بھی اجاگر کیے رہتی ہے۔ اسی وجہ سے اگر کلاس میں استاد کی سرگرمی کسی خاص مقصد کی بنیاد پر نہیں ہوتی ہے تو ایسے عمل کو تدریس نہیں کہیں گے جو طلباء میں کسی قسم کی تبدیلی کا باعث نہ بنے۔

تدریسی عمل میں استاد کو مواد کے متعلق بتادینا چاہیے کہ طلباء کو کیا سیکھنا ضروری ہے تاکہ اس کی بنیاد پر طلبہ کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کی جائیں۔ کیونکہ دور حاضر میں معلم سے زیادہ متعلم کو اہمیت حاصل ہے۔ پورا تعلیمی نظام بچوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ آج کے زمانے میں کتنا سیکھا یہ اہمیت نہیں رکھتا بلکہ کیا سیکھا یہ اہم ہے۔ تدریس اسی وقت کامیاب مانی جاتی ہے کہ اس سے طلباء کس قدر متاثر ہوئے۔ ذیل میں چند نکات کو بیان کیا جا رہا ہے جس سے تدریس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مواصلات کی مہارت کو بہتر بناتی ہے:- تدریس زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی ایک منظم تکنیک ہے۔ اس طرح تدریس کے پیشے میں رہنے سے مواصلات کی مہارت میں بہتری آئے گی، جس کے نتیجے میں استاد طلباء سے زیادہ اعتماد کے ساتھ بات چیت کر سکتا ہے۔ علم و ہنر میں اضافہ کرتی ہے:- کامیاب اساتذہ صرف وہی ہیں جو اپنے علم اور ہنر کو نوجوان نسل تک پہنچاتے ہیں۔ اس پیشے کے ذریعے، اساتذہ طلبہ کو اپنی فطری صلاحیتوں پر توجہ مرکوز کرنے اور ترقی دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

سیکھنے کا جذبہ برقرار رکھتی ہے:- انسانی زندگی میں سیکھنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ سیکھنے سے کوئی کبھی نہیں روک سکتا۔ تدریسی عمل میں بھی استاد کسی بھی مرحلے اور عمر میں سیکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا تھا:

"ایک چراغ کبھی بھی دوسرا چراغ نہیں جلا سکتا مگر یہ کہ وہ خود جلتا رہے، اسی طرح ایک استاد کبھی نہیں سکتا جب تک کہ وہ سیکھنے والا نہ ہو۔"

خوشگوار ماحول میں سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے: بہترین تدریس کے لیے مزاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو یقیناً بہت اہم ہے۔ استاد تدریس کے دوران کبھی کبھی لطیفے، کہانیاں سناتا ہے جس سے پرسکون ماحول پیدا ہوتا ہے۔ لیکن لطیفے اور کہانیاں ایسے نہ ہوں جو کسی کو ناگوار گزریں۔ بہترین تنظیمی ہنر تدریس کے ذریعہ طلباء بہترین طریقے سے کسی بھی کام کو ترتیب و تنظیم کرنے کا ہنر سیکھتے ہیں۔ منظم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بہتر تخلیقی کام کے وقت اور وسائل کا مؤثر طریقے سے استعمال کر سکتا ہے۔

ہمہ جہت ترقی: تدریس انفرادی اور معاشرتی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تنقیدی سوچ کو فروغ دیتی ہے۔ تخلیقی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اخلاقی اقدار کو جنم دیتی ہے۔

دوسروں کے لیے نمونہ عمل بناتی ہے: استاد بننا زیادہ مشکل امر نہیں ہے لیکن سب کا پسندیدہ استاد ہونا اہم ہے۔ استاد تدریس کے ذریعہ طلباء کی چھٹی صلاحیتوں کو تلاش کرنے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ تدریس ایک متاثر نمونہ عمل پیش کر کے ان کی صلاحیتوں کو متحرک اور ان کی نشوونما کرتی ہے۔

مستقبل کے لیے رہنما بناتی ہے: تدریس کے ذریعہ طلباء کے کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ ان میں ذمہ داری کا احساس، خودداری، عزت نفس، خود اعتمادی کے اوصاف پیدا کرتی ہے اور مستقبل کا بہترین رہنما بننے کی ترغیب دیتی ہے۔

علوم کے ترسیل کا سبب بنتی ہے: استاد تدریس کے ذریعہ سابق میں حاصل شدہ علوم کی ترسیل نوجوان نسلوں میں کرتا ہے جس سے ان کے اندر ذاتی مطالعہ کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ فطری رجحانات کا فروغ ہوتا ہے۔

مسائل کا حل فراہم کرتی ہے: تدریس سے طلباء میں سماج کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غور و فکر کا عادی بناتی ہے جس سے تنقیدی انداز میں مسائل کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کا ہنر پیدا ہوتا ہے۔

جذبائی تعلق برقرار کرتی ہے: اگر طلباء میں جذبائی تعلق برقرار نہ ہو تو تدریس بیکار ہے۔ تدریس حوصلہ افزائی کی طاقت دیتی ہے کیونکہ ہمارا طرز عمل ہماری حوصلہ افزائی کے تابع ہے۔

منصوبہ سازی: اس میں عمل و تجربات کا ارتقا ہوتا ہے۔ اس سے طلباء کی ذہنی، جسمانی، جذبائی و معاشرتی نشوونما ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1- تدریس کی اہمیت کیا ہے؟ تدریس کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

2- تدریس سیکھنے کے جذبہ کو برقرار رکھتی ہے، توضیح کیجیے۔

5.4 معیاری تدریس کی خصوصیات

معیاری تدریس سے نہ صرف سائنسی معلومات کی منتقلی ہوتی ہے بلکہ اس سے حاصل کردہ نتائج کو وسعت بھی دی جاتی ہے۔ معیاری اور بہتر تدریس کے مقصد کے حصول کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے طلبہ سے محبت سے پیش آئیں اور طلباء میں سیکھنے اور دلچسپی کا ماحول پیدا کریں۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ تدریس کا معیار اسی وقت بلند ہوگا جب استاد نیک نیتی سے بچوں کو علم سکھائیں۔ اساتذہ بااخلاق ہونے کے ساتھ سائنسی اصولوں اور طریقوں سے واقف ہوں اور بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھائیں۔ کیونکہ تدریس کا مقصد طلباء کو علمی اور سائنسی تصورات اور مواد کی تفہیم میں سہولت فراہم کرنا ہے۔

معیاری تدریس کے حصول میں سے ایک اہم عنصر یہ ہے کہ استاد سیکھنے کا ماحول فراہم کرے۔ بہتر ماحول بہتر سیکھنے کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ معیاری اور اچھی تدریس میں استاد اور سیکھنے والے دونوں کا عمل شامل ہوتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ تعلیمی مواد پیش کرنے کے لیے جدید ترین اور بہترین طریقوں کا انتخاب کرے تاکہ طالب علم (سیکھنے والے) کے ذہن اور تخلیقی صلاحیتوں کو تحریک ملے اور وہ مواد کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان پر تبصرہ بھی کر سکے یا ان پر تنقید بھی کر سکے۔ اور اس صورت میں تعلیمی ماحول بہتر ہوگا۔

تدریس تعلیمی سرگرمیوں کا وہ عمل ہے جو کلاس میں استاد کی موجودگی میں انجام پاتا ہے۔ جس میں پہلے سے منصوبہ بند اور منظم معلومات طلباء کے تعامل سے مختلف طریقہ تدریس کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے۔ تدریس کو بہتر اور معیاری بنانے کے لیے اساتذہ ان خصوصی طریقوں کا استعمال کرتے ہیں اور سبق کے مضامین کے مطابق ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جن سے طلباء کو سیکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

کامیاب اساتذہ وہی ہیں جو اپنے طالب علموں کو علمی اور سماجی مواد اچھی طرح فراہم کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کا مؤثر طریقہ سے استعمال کیسے کرنا ہے۔ وہ جسمانی، ذہنی اور سائنسی تیاری کے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے ہیں اور تدریسی مواد کو پڑھانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ تدریسی واکتسابی عمل میں طلباء سے مدد حاصل کرتے ہیں اور کلاس کی مسلسل نگرانی کرتے ہیں۔ تدریسی مواد میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہر طالب علم پر انفرادی طور پر توجہ دیتے ہیں۔ ان کا احترام کرتے ہیں اور ان کے متعلق جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کی بہتری کا دار و مدار اساتذہ کی تدریس کے معیار پر ہوتا ہے اور کلاس میں تعلیم کے منتظم کی حیثیت سے استاد کا کردار اہم مانا جاتا ہے۔ اس لیے مختلف تعلیمی پروگراموں میں معیاری تدریس کے لیے قابل اور پیشہ ور اساتذہ کا ہونا ضروری ہے۔ ذیل میں ان اصول و طریقے کو بیان کیا گیا ہے جو ایک معیاری اور اچھی تدریس کے لیے ضروری ہیں اور جو بچوں کی ذہنی نشوونما اور علمی معیارات کو بلند کرنے میں اہم تصور کی جاتی ہیں۔

- 1۔ مکمل تیاری: ایک اچھی اور معیاری تدریس کے لیے ایک طرف تو استاد کو جسمانی، ذہنی اور سائنسی طور پر تیار ہونا چاہیے اور دوسری طرف تدریس کے اوقات سے بہتر طور پر استفادہ کرنے کے لیے طلباء کو سیکھنے پر آمادہ کرنا اور کمرہ جماعت کو منظم کرنا چاہیے تاکہ درس و تدریس کا کام اچھے طریقے سے انجام پائے۔

2- مطلوبہ اطلاع دینا: تدریس کی اہم خصوصیت میں سے بچوں کی ضروریات، دلچسپیوں، ان کی تعلیمی سطح اور ان کی نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے ایسی معلومات بہم پہنچانا ہے جو ان کے لیے ضروری ہیں۔ عمر کے لحاظ سے بچوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں اس لیے بچوں کے اس امتیاز کو مد نظر رکھتے ہوئے افعال تدریس کو انجام دیا جانا چاہیے۔

3- مناسب تدریسی طریقوں کا استعمال: سب سے زیادہ کارآمد اساتذہ وہ ہوتے ہیں جو اپنے تدریسی طریقوں میں تبدیلی لاتے رہتے ہیں۔ ان کے پڑھانے کے طریقے اتنے یکساں ہوتے ہیں کہ وہ آسانی سے مختلف کامیابیوں سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔ سبق میں ضروری نہیں کہ ایک ہی تدریسی طریقہ استعمال کیا جائے بلکہ مطلوبہ مضمون کو پڑھانے کے لیے کئی طریقے استعمال کیے جائیں۔ اس لیے استاد کو مختلف تدریسی طریقوں میں مہارت حاصل کرنی چاہیے اور کلاس روم کی صورت حال اور ضروریات کے مطابق خصوصی طریقہ استعمال کرنا چاہیے۔

4- رہنمائی کرنا: معیاری تدریس کی خصوصیات میں بچوں کو سیکھنے میں صحیح رہنمائی کرنا بھی شامل ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی دلچسپیوں، صلاحیتوں، لیاقتوں اور ضرورتوں کے حساب سے ان کی رہنمائی کرے۔ کنڈرگارٹن، ڈالٹن، مانیسیری طریقہ تدریس اسی اصول پر بنائے گئے تھے۔

5- سیکھنے کے عمل میں طالب علم کی شرکت: استاد کو لازمی طور پر تمام طلباء کو تدریس کے تمام مراحل بشمول تدریس کا آغاز، وضاحت و تفہیم اور سبق کا خلاصہ کرنا وغیرہ میں شامل کرنا چاہیے، تاکہ کلاس کا نظم و نسق بہتر طریقے سے انجام پائے، اس طرح طلباء مطلوبہ مواد کو اچھی طرح سیکھتے ہیں کیونکہ یہ طلباء ہی ہیں جو سیکھنے کو عملی شکل دیتے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو سائنسی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کریں جیسے کہ تجربہ، مشاہدہ، انھیں کلاس کے مباحثوں اور دیگر اجتماعی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب اور از خود اکتساب کی اجازت دینا چاہیے۔

6- کلاس کی نگرانی: استاد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ تمام طالب علموں کے ساتھ یکساں سلوک کرے اور ان کے درمیان کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ کرے اور کوئی بھی کام منصفانہ طور پر تقسیم کرے۔ کیونکہ طلباء درسی مواد کا کچھ حصہ اپنے استاد کے جمہوری و منصفانہ رویے سے سیکھتے ہیں۔ حقیقت میں عمدہ تدریس وہی ہے جو بچوں میں انصاف، جمہوری رجحان، آزادی، مساوات اور بھائی چارہ اور اخوت پیدا کرے۔

7- تدریسی مواد میں مہارت: استاد کو تدریسی مواد میں مہارت ہونی چاہیے۔ اگر استاد کو مضامین کی مکمل سمجھ ہوگی اور وہ طلبہ کے سامنے سائنسی نقطہ نظر سے تدریس کرے گا تو طلبہ اس کی باتوں پر خصوصی توجہ دیں گے۔ اسی طرح استاد کی مضامین پر مہارت طلباء کے سوالات کے جواب دینے میں موثر کردار ادا کرے گی۔

8- وقت کا بہترین استعمال: تدریس کے معیار کو بلند کرنے میں وقت کا صحیح استعمال بہت ضروری ہے۔ استاد کو چاہیے کہ کلاس کے وقت کو اس طرح ترتیب دیں کہ اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ اس کے لیے بہتر ہے کہ غیر ضروری مواد سے گریز کرے اور تیار کردہ باب کی بنیاد پر متعین کردہ وقت کے مطابق پڑھائے۔

9۔ تدریسی امدادی ذرائع کا استعمال: تدریسی امدادی ذرائع کا استعمال بھی معیاری تدریس کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔ بہتر تدریس کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ موزوں ذرائع ابلاغ و تعلیمی امدادی ذرائع کا انتخاب کریں۔ کیونکہ تعلیمی مواد، آلات اور وسائل، طریقوں اور تکنیکوں میں تنوع تدریس کو پرکشش بناتے ہیں۔

10۔ طلباء کو راغب کرنے کی صلاحیت: موثر تدریس کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ طلباء کو اسباق کی طرف راغب کرتی ہے اور اکتسابی سرگرمیوں میں ان کی شرکت کو فعال بناتی ہے۔ ماہر اساتذہ جانتے ہیں کہ ہر طالب علم کے لیے سبق کہاں سے شروع کرنا ہے اور جب ضرورت محسوس ہو تب انفرادی تدریس کو اختیار کرتے ہیں اور طلباء کی ذہنی ترقی کے مطابق تدریس کی رفتار کو بڑھاتے ہیں۔

11۔ فکری صلاحیتوں کو فروغ دینا: بہترین تدریس اساتذہ تعلیمی سرگرمیوں کو با معنی بنا سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ایک موثر استاد نئے طلباء کی نئی تعلیم کی رہنمائی اس طرح کرتا ہے کہ وہ ان کے سابقہ علم سے میل کھاتا ہو تاکہ طلباء نئے علم کو منطقی انداز میں اپنی یادداشت میں محفوظ کر سکیں۔

12۔ باہمی تعاون: بدلتے ہوئے تعلیمی ماحول میں، موثر تدریسی طریقہ کار اساتذہ کو ان کے تدریسی انداز کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ ان تدریسی طریقوں کو استعمال کرنے سے وہ اپنی تدریسی حکمت عملیوں کو طلباء اور اکتسابی مواد کے مطابق ڈھال سکتے ہیں، اور یہ شناخت کر سکتے ہیں کہ ہر طالب علم نہ صرف کبھی کبھی، بلکہ ہر روز ہر کلاس اور اسکول میں کیسے سیکھتے ہیں۔ موثر تدریس کا علمی، جسمانی، سماجی طرز عمل کی صحت پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔ موثر تدریس اس وقت ہوتی ہے جب تعلیمی نظام میں والدین، پالیسی ساز، کمیونٹی کے اراکین، اور اساتذہ، مسلسل بہتری اور طالب علم کی ترقی کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔

13۔ استاد کا کردار: ایک تدریس کو معیاری بنانے میں استاد کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل مانا جاتا ہے۔ ایک بہترین استاد کو ایک ایسے شخص کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو غیر معمولی توانائی، طلباء میں گہری دلچسپی اور غیر معمولی طاقت فراہم کر کے سیکھنے کے ماحول میں مثبت کردار ادا کرتا ہے۔

14۔ بہترین استاد: موضوع کے بارے میں مکمل علم رکھتے ہیں اور اس کے لیے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نصابی کتابوں کے علاوہ دیگر معیاری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جو طالب علموں کو علمی اور سماجی مواد فراہم کرتے ہیں اور انہیں سکھاتے ہیں کہ انہیں کیسے موثر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور سائنسی تیاری کے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے ہیں۔ تدریسی عمل کو انجام دینے کے لیے وہ سبق کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور تدریس و اکتسابی عمل میں طلباء کو شامل کرتے ہیں۔ کلاس کی مسلسل نگرانی کرتے ہیں اور تدریسی مواد میں مہارت رکھتے ہیں۔ طلباء کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ موثر اور معیاری تدریس کا ایک نکتہ یہ ہے کہ موثر اساتذہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے کہیں زیادہ افعال انجام دیتے ہیں لیکن ان کی بنیادی فکر اکتساب کو فروغ دینا اور طلباء میں منطقی اور تنقیدی سوچ کو فروغ دینا ہے۔

15۔ معیاری تدریس کے لیے آسان زبان کا ہونا: وہ طریقہ تدریس یا اساتذہ جو پیچیدہ مسائل کو آسان طریقوں سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے طلباء کو زیادہ موثر طریقے سے سیکھنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ وہ کورس کے مواد کو طلباء میں منتقل کرنے کے لیے مختلف ذرائع ابلاغ کا استعمال

کرتے ہیں بشمول خاکے، سلائیڈ شو، تجرباتی مواد، یا ویڈیو وغیرہ۔ جب وہ منصوبہ بندی کرتے ہیں تو وہ کسی بھی ممکنہ خدشات کو دور کرنے کے لیے مخصوص اقدامات کرتے ہیں۔ کلاس میں نئے تصورات آسان زبان میں متعارف کراتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک قسم کی مہارت ہے اور موثر تدریس کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

16۔ تدریس کے تمام طریقوں پر عبور: ایک استاد کے لیے بہتر ہے کہ وہ پڑھاتے وقت صرف لیکچر کا طریقہ استعمال نہ کرے بلکہ سوال و جواب کے طریقے، مسئلہ حل کرنے، مشقوں اور کانفرنسوں کی پیشکش وغیرہ کا استعمال کرے۔ پڑھانے سے قبل اور پیش نہ کیے گئے مواد سے کئی سوالات پوچھنا، تعلیمی ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنا اور سیکھنے کے لیے موزوں ماحول بنانا، تدریس کو معیاری اور کامیاب بنانا ہے۔ ابتدائے تدریس اور مابعد تدریس چند سوالات پوچھنا طلباء کو آغاز تدریس اور دوران تدریس نفس مضمون کو توجہ سے سننے اور سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

17۔ طلباء کا متصرہ کرنا: طلباء استاد کی اخلاقیات، رویے، کلاس روم کے انتظام اور تدریس کے طریقوں کا تجزیہ کرنے کے لیے بہترین ماہر نفسیات ہوتے ہیں۔ استاد کے لیے بہتر ہے کہ وہ تعلیمی سال کے دوران ایک یا دو بار ان سے پوچھیں کہ وہ ان کے نام کے بغیر کسی کاغذ پر تدریس کے طریقہ کار کے بارے میں اپنی رائے اور تجاویز لکھیں۔ اس طریقہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ استاد اور طلبہ کے درمیان افہام و تفہیم کی راہ میں کیا مسائل ہیں۔ یہ طریقہ تدریس کو معیاری بنانے میں کارآمد ہو سکتا ہے۔

18۔ بتدریج سوالات کرنا: استاد کو ہر کلاس میں تمام طلبہ سے سوالات پوچھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے صرف ایک سوال ہی کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر، چار نمبروں کے پانچ سوالات تیار کر لیں اور پانچ کلاس کے دوران تمام طلباء سے پوچھیں۔ اس طریقہ کار کو نافذ کرنے میں، استاد طلباء سے ایک دوسرے سے سوالات پوچھنے کے لیے کہہ سکتا ہے یا مطالعاتی گروپوں کو پوچھنے اور جواب دینے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ سوالات تمام پڑھائے گئے مواد سے ہونے چاہئیں۔ اس حکمت عملی کے درست نفاذ کی صورت میں غیر منظم اور لا پرواہ طلباء کی تعداد میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔

19۔ بولتے وقت توازن برقرار رکھنا: معیاری تدریس کی ایک خصوصیت درس کے دوران آواز میں توازن برقرار رکھنا ہے۔ طلباء پر اچانک سخت آواز کے ساتھ چڑھائی نہ کر دی جائے۔ تدریس کے دوران مواد مضمون اور کمرہ جماعت کے ماحول کے مطابق اپنی آواز کا لہجہ تبدیل کرتے رہنا چاہیے۔ طلبہ کی توجہ کے لیے کبھی آہستہ اور کبھی اونچی آواز میں بولنا چاہیے۔

20۔ کلاس میں نظم قائم کرنا: استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی موجودگی اور غیر حاضری پر خصوصی توجہ دیں اور پچھلے کلاس سے غیر حاضر رہنے والے طلبہ سے ہوم ورک اور اسباق طلب کریں۔ تاکہ ان کو سمجھ آ جائے کہ غیر حاضری کی صورت میں ان کا فرض اور ذمہ داری دوگنی ہو جائے گی۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ کلاس میں ان کی غیر موجودگی کہیں نقصان کا سبب نہ بن جائے۔ اس معاملے میں طلبہ کو بھی کوشش کرنا چاہیے کہ حاضر رہیں اور غیر حاضری کی صورت میں اپنے دوستوں سے سابقہ کلاس کے متعلق دریافت کر لیں۔ اس سلسلے میں بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر کلاس کے آغاز میں پچھلی کلاس میں بیان کردہ تفویضی کام کو جانچا جائے۔

21۔ گروہ بندی: تدریس میں بہتری کے لیے طلباء کو گروہ میں تقسیم کرنا چاہیے اور ان کا ایک نمائندہ مقرر کرنا چاہیے۔ نمائندوں کو ان کے فرائض سمجھائے جائیں۔ ان میں تعاون اور دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ مضبوط ہونا چاہیے، اور گروہ کے نمائندوں پر لازم ہے کہ وہ ایک خاکہ تیار کریں اور گروہ کی سرگرمیوں کی ماہانہ رپورٹ استاد کو دیں۔ طلباء پر زور دیا جائے کہ وہ اسکول اور کلاس کے ماحول میں اور خالی اوقات میں ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کا کام زیادہ کریں۔

22۔ علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کرتی ہے: کوئی بھی علم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک طالب علم خود ان معلومات کے حصول کے لیے تیار نہ ہوں۔ اس کے لیے طالب علم میں علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنا چاہیے۔ استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ طلباء کی صلاحیتوں ضروریات، دلچسپیوں اور رویوں کا نہ صرف اندازہ لگائے بلکہ ان کے مطابق اپنی تدریس کی منصوبہ بندی کرے تاکہ طلباء علم حاصل کرنے کی طرف مائل ہو سکیں۔ تدریس کو فطری طرز پر انجام دینا چاہیے۔ فطری طریقہ کار سے طلبہ کے دل میں علم حاصل کرنے کا شوق اور حوصلہ پیدا ہوگا۔

23۔ تدریس رد عمل ظاہر کرنے میں مدد کرتی ہے: معلومات فراہم کر دینا علم نہیں ہے بلکہ اس علم کے نتیجے میں طلباء جو رد عمل ظاہر کرتے ہیں درحقیقت وہی صحیح علم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طلبہ کسی مضمون کے بارے میں رد عمل ظاہر کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں یا غلط رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ اگر طلبہ کا مقصد صرف ان الفاظ کو بغیر سوچے سمجھے یاد کرنا ہو تو تدریس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس کے برعکس وہ علم کسی دوسرے طالب علم کے لیے اہم ہو جاتا ہے جو کوئی نہ کوئی رد عمل ظاہر کرتا ہے۔

24۔ بہترین تدریس قابل عمل اور منتخب معلومات فراہم کرتی ہیں: جب سے انسان پیدا ہوا ہے وہ مستقل جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں معلومات کا ذخیرہ جمع ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ معلومات کا ذخیرہ دور حاضر کے طلباء کو اتنے قلیل مدت میں مکمل طور پر نہیں منتقل کیا جاسکتا ہے اس لیے بہترین تدریس وہ ہے جس میں منتخب وفائد مند مواد کو پڑھایا جائے جو کہ اسے زندگی گزارنے میں بھرپور مدد کر سکے۔

25۔ معیاری تدریس فکر انگیز ہونی چاہیے۔ جو طلباء میں فکری قوتوں کو پیدا کرے جس کے نتیجے میں معاملات پر غور کرنے اور ان کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

26۔ اچھی تدریس مستقبل کی اجتماعی زندگی کو بلند مقام تک لے جاتی ہے۔ کامیاب تدریس کے لیے ایک طرف اپنی صلاحیتوں سے آگاہ رہیں اور دوسری طرف تدریسی عمل میں چھپے عملی عمل سے بھی آگاہ رہیں۔

27۔ معیاری تدریس اسی وقت انجام پاتی ہے جب طلبہ کو ذمہ داریاں سونپیں، طلبہ کی آراء کو قبول کریں، اچھے سامع بنیں اور ان پر اعتماد کریں۔

28۔ ہر طالب علم کو جاننے کی کوشش کریں۔ ہر طالب علم پر انفرادی طور پر توجہ دیں۔ اپنے وقت میں سے کچھ وقت ہر طالب علم پر صرف کریں۔ طلباء کے ساتھ نرم اور مثبت کاروبار اختیار کریں۔ کلاس میں بہتر کارکردگی اور نئی معلومات کے حصول کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

29۔ سال کے آغاز میں طلباء کی مدد سے اصول و ضوابط مرتب کریں اور طلبہ کے ساتھ مثبت انداز میں پیش آئیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
<p>1۔ معیاری تدریس سے کیا مراد ہے؟</p> <p>2۔ معیاری تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔</p>

5.5 خلاصہ

تدریس سے طلباء میں سماج کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غور و فکر کا عادی بناتی ہے جس سے تنقیدی انداز میں مسائل کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کا ہنر پیدا ہوتا ہے۔ معیاری تدریس اسی وقت انجام دی جاسکتی ہے جب موزوں و مناسب اکتسابی ماحول ہو۔ تدریس کا معیار اسی وقت بلند ہوگا جب تعلیمی مواد کو پیش کرنے کے لیے تدریس کے جدید اور بہتر طریقوں کا انتخاب کیا جائے۔ اسے قابل اور ماہر اساتذہ تدریس کو معیاری بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ معیاری تدریس فکر انگیز ہوتی ہے جو طلباء میں فکری قوتوں کو پروان چڑھاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں معاملات پر غور کرنے اور ان کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

5.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:
- تدریس کے لغوی معنی سکھانا، پڑھانا، درس دینا، سبق پڑھانا وغیرہ ہیں۔ اور اصطلاح میں تدریس ایک ایسی منصوبہ بند سرگرمی ہے جو طلباء تک علم کی منتقلی کا سبب بنتی ہے۔
- تدریس ایک سماجی عمل ہے۔ یہ دوطرفہ سرگرمی ہے جس میں عمل اور رد عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس کا بنیادی کام علم کی منتقلی ہے۔
- تدریس نفس مضمون، معلم اور طلباء کے درمیان ارتباط پیدا کرتی ہے۔
- ریٹری گنج تدریس کی تعریف یوں بیان کرتا ہے: "کسی شخص کی طرف سے کوئی بھی سرگرمی، جو کسی دوسرے شخص کے سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے کی جاتی ہے وہ تدریس کہلاتی ہے۔"
- برطانوی مصنف براؤن کے نزدیک: "تدریس، جو کچھ بھی ہے، ایک کثیر الجہتی کوشش ہے جس میں اطلاع دینا، سوال کرنا اور جواب دینا، سمجھانا، سننا، حوصلہ افزائی کرنا، تعریف کرنا، اور بہت سی دیگر ضروری سرگرمیاں شامل ہیں۔ جو چیز تدریسی پیشے کو دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سننے والے کو وہ معلومات ملتی ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔"

- سینٹ تھامس کہتا ہے: "کسی طرح سے کسی کو معلومات اور علم دینا تدریس ہے۔"
 - این ایل گیز کے مطابق: "تدریس ایک قسم کا باہمی اثر ہے۔ جس کا مقصد دوسرے انسان کے برتاؤ میں تبدیلی لانا ہے۔"
 - ریانس کے نزدیک تدریس کی بہتر تعریف یہ ہے کہ: "دوسروں کو سیکھنے کے لیے صحیح ہدایت دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کے عمل کو تدریس کہا جاتا ہے۔"
 - بی۔ او۔ اسمتھ اس طرح تدریس کا مفہوم واضح کرتا ہے: "تدریس ہدایتی عمل کا ایک مقصد ہے"
 - ایک رہنما کی حیثیت سے تدریسی طریقوں کو سیکھنا ایک استاد کے لیے ضروری ہے۔ کیونکہ تدریس ایک فن ہے۔
 - تدریس فن کے ساتھ سائنس بھی ہے۔
 - تدریس ایک سہ رخی عمل ہے۔ (i) تعلیمی مقاصد (ii) اکتسابی تجربات (iii) رویے میں تبدیلی
 - تدریس ایک جمہوری عمل ہے جس میں سیکھنے والوں کو پوری آزادی حاصل ہے۔
 - تدریس طلباء میں غور و فکر، از خود اکتساب کی طرف راغب کرتی ہے۔
 - تدریس میں استاد کا موجود ہونا لازمی ہے جب کہ تعلیم فلم، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔
- 1۔ تدریس کے تین مرحلے ہیں (i) تدریس سے قبل کا مرحلہ (Pre Teaching stage) (ii) تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (Interaction Stage of Teaching) (iii) تدریس کے بعد کا مرحلہ (Response Stage of Teaching)
- تدریس مواصلات کی مہارت کو بہتر بناتی ہے۔
 - تدریس کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ وہ علم و ہنر میں اضافہ کرتی ہے۔
 - تدریس طلباء میں سیکھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔
 - تدریس بہترین تنظیمی ہنر سکھاتی ہے۔

5.7 فرہنگ

تدریس اور تدریسی عمل کی منصوبہ بندی پر مبنی وہ تمام سرگرمیاں جو ایک استاد کلاس میں جانے سے پہلے انجام دیتا ہے۔	Pre Teaching Stage
کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے لے کر تدریسی مقاصد کے حصول تک کی سرگرمیاں کو کہا جاتا ہے۔	Interaction Stage of Teaching
تدریس کے بعد کا مرحلہ جس میں طلباء میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔	Response Stage of Teaching

Formal Education	باقاعدہ تعلیمی نظام میں تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعہ کلاس میں منصوبہ بند، منظم طریقے سے دی جانے والی تعلیم
Informal Education	غیر منصوبہ بند اور غیر ارادی طور پر دی جانے والی تعلیم
Nonformal Education	اس تعلیم سے مراد بالغوں کی بنیادی تعلیم، صحت سے متعلق وغیرہ شامل ہیں
مطلق العنان	آزاد، خود مختار، صاحب اختیار
مواصلات	رابطے کے ذرائع، ذرائع آمد و رفت
منصوبہ سازی	کسی چیز کا ارادہ بنانا
معانی	معنی کی جمع، مقصد، مطلب، ارادہ، مراد
مفہم	مفہوم کی جمع، منشا، منصوبہ، رائے
بالواسطہ	بغیر کسی وسیلے اور ذریعے کے / راست طور پر
بلاواسطہ	وسیلے اور ذریعہ کے ہمراہ

5.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ تعلیم کو کتنے اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؟

Informal Education (b)

Formal Education (a)

(d) ان میں سے سبھی

Non Formal Education (c)

2۔ رسمی تعلیم کی خوبی ہے؟

(b) باقاعدہ تعلیم

(a) مدارس یا اسکولوں میں دی جانے والی تعلیم

(d) ان میں سے سبھی

(c) مقاصد کا حصول اور اس کے مطابق نصاب کی تیاری

3۔ تدریس کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟ "تدریس وہ عمل ہے جو زیادہ باوقار شخصیت اور کم پختہ شخصیت کے درمیان آتا ہے اور وہ کم پختہ شخصیت کی تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔"

(b) ایچ۔ سی مورین

(a) بی۔ او۔ اسمتھ

(d) سمن

(c) این۔ ایل گیز

- 4- تدریس کیا ہے؟
 (a) سماجی عمل (b) ذاتی عمل (c) نصابی عمل (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 5- تدریس ایک ----- عمل ہے۔
 (a) دو قطبی (b) سہ قطبی (c) چہار قطبی (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 6- تدریس کی خوبی ہے؟
 (a) تدریس میں استاد کا لازمی عنصر (b) تدریس شعوری اور سماجی عمل
 (c) تدریس منظم اور منصوبہ بند طریقے سے انجام پذیر ہوتی ہے۔ (d) ان میں سے سبھی
- 7- اچھی تدریس کی خوبی نہیں ہے۔
 (a) اچھی تدریس جمہوری قسم کی ہوتی ہے۔ (b) اچھی تدریس طلباء کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتی ہے۔
 (c) اچھی تدریس طلباء کی زندگی میں Adjustment کرنے (d) اچھی تدریس طلباء کو اور ان کی طور پر متحرک کرتی ہے۔
 سے قاصر ہے۔
- 8- تدریس ان کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے؟
 (a) معلم اور طلباء (b) طلباء اور مضمون (c) مضمون اور معلم (d) معلم، طلباء اور مضمون
- 9- تدریس کیوں ضروری ہے؟
 (a) علم و ہنر میں اضافہ (b) طلباء کی ہمہ جہت ترقی (c) مسائل کا حل پیدا (d) ان میں سے سبھی
- 10- ایک معلم میں یہ خوبیاں ہونی چاہیے؟
 (a) رہنما (b) وقت کا موثر استعمال کرنے والا
 (c) تدریس کے تمام طریقوں پر عبور (d) ان میں سے سبھی

معروضی سوالوں کے جوابات:

B (v)	A (iv)	B (iii)	D (ii)	D (i)
D (x)	D (ix)	D (viii)	C (vii)	D (vi)

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- تدریس کی چند خصوصیات تحریر کیجیے۔
 2- تعلیم و تدریس کے فرق کو واضح کیجیے۔

- 3- تدریس کے مراحل کو بیان کیجیے۔
- 4- رسمی و غیر رسمی تدریس سے کیا مراد ہے، مختصر نوٹ لکھیے۔
- 5- تدریس کی اہمیت پر اظہار خیال کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- ماہرین تعلیم نے تدریس کی جو تعریف پیش کی ہیں، بیان کیجیے۔
- 2- معیاری تدریس کی خصوصیات مفصل طور پر تحریر کیجیے۔
- 3- تدریس کی مختلف اقسام پر روشنی ڈالیے۔

5.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- | | |
|--|-------------------------------------|
| محمد قاسم صدیقی | 1- اصول تدریس (تکنیک اور طریقے) |
| افضل حسین | 2- فن تعلیم و تربیت |
| سید ضیاء الدین علوی | 3- اصول تعلیم |
| پروفیسر فضل محمد | 4- اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس |
| معین الدین احمد | 5- اردو زبان کی تدریس |
| ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید | 6- نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی |
| محمد قمر سلیم | 7- اردو زبان: فن تدریس |
| محی الدین قادری زور | 8- تدریس اردو |
| ڈاکٹر تلخیص فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان | 9- اردو زبان کی تدریس و فہم |
| محی الدین بچھ | 10- جدید تدریس اردو |
| معین الدین | 11- ہم اردو کیسے پڑھائیں |
| ڈاکٹر ریاض احمد | 12- اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے |
| ڈاکٹر نجم السحر / ڈاکٹر صابری سعید | 13- تدریس اردو |
| محی الدین بچھ | 14- طریقہ تعلیم اردو |

اکائی 6- تدریس کے اصول*

اکائی کے اجزا

- 6.0 تمہید
- 6.1 مقاصد
- 6.2 تدریس کے عام اصول
 - 6.2.1 آمادگی کا اصول
 - 6.2.2 انتخاب کا اصول
 - 6.2.3 زندگی سے مربوط کرنے کا اصول
 - 6.2.4 خود سے کر کے سیکھنے کا اصول
 - 6.2.5 تقسیم کا اصول
 - 6.2.6 اعادہ کا اصول
- 6.3 تدریس کے اقدامی اصول
 - 6.3.1 آسان سے مشکل کی طرف
 - 6.3.2 معلوم سے نامعلوم کی طرف
 - 6.3.3 مادی سے غیر مادی تک
 - 6.3.4 کل سے جز کی طرف
 - 6.3.5 خاص سے عام کی طرف
 - 6.3.6 براہ راست سے بالواسطہ تک
 - 6.3.7 تجزیہ سے ترکیب تک
 - 6.3.8 یقینی سے غیر یقینی تک
 - 6.3.9 نفسیاتی سے منطقی تک
 - 6.3.10 فطرت کی پیروی

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

6.3.11 تجرباتی سے عقلی تک

6.3.12 مثال سے حقیقت تک

6.4 خلاصہ

6.5 اکتسابی نتائج

6.6 فرہنگ

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید

معلم کو اپنی بات طلباء تک پہنچانے کے لیے کسی نہ کسی اصول و طریقے کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ذریعہ معلم اپنے طریقہ تدریس کو منظم اور قابل عمل بناتا ہے۔ اسی طرح تدریس کے کچھ اصول ہیں جن کی مدد سے معلم اپنی تدریس کو مفید اور موثر بنا سکتا ہے۔ ایک اچھی اور موثر تدریس کا انحصار اس کے اصولوں پر عمل کرنے پر ہے۔ اگر استاد اصول و ضوابط کی روشنی میں تدریس کرے گا تو اس کے دیر پا اثرات ظاہر ہوں گے۔ ماہرین تعلیم نے تدریس کے اصول کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک تدریس کے عام اصول دوسرے تدریس کے اقدامی اصول۔ اس اکائی میں انہیں اصولوں کی تعریف، ان کے اقسام، اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

6.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- تدریس کے اصول کا اپنی تدریس میں اطلاق کر سکیں۔
 - تدریس کے عام اصول کی اہمیت و افادیت کو بیان کر سکیں۔
 - آمادگی کے اصول سے کیا مراد ہے، اس کا جائزہ لے سکیں۔
 - انتخاب کا اصول اور زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے کے کی وضاحت کر سکیں۔
 - خود سے کر کے سیکھنے کے اصول سے طلباء کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس پر تبصرہ کر سکیں۔
 - تدریس کے اقدامی اصول کی غرض و غایت کو بیان کر سکیں۔

6.2 تدریس کے عام اصول

تدریس کو موثر بنانے کے لیے معلم کچھ خاص اصولوں کا خیال رکھتا ہے جن میں کچھ عام اصول اور کچھ اقداری اصول شامل ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند عام اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

6.2.1 آمادگی کا اصول

آمادگی کے اصول سے مراد صرف طلباء کو آمادہ نہیں کرنا ہے بلکہ استاد اور طلباء دونوں کو تدریسی و اکتسابی عمل کے لیے آمادہ کرنا شامل ہے۔ لہذا اصول آمادگی کے اطلاق میں استاد اور طالب علم کی آمادگی شامل ہے۔

استاد کی آمادگی:- کسی بھی کام کو کرنے کے لیے آمادگی ضروری ہے۔ درس و تدریس کا عمل اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ استاد کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ وہ کلاس روم یا کمرہ جماعت میں کون سی سرگرمی کرنا چاہتا ہے اور وہ تدریس کا آغاز کیسے کرنا چاہتا ہے؟ وہ کیسے طلباء میں محرکہ (Motivation) پیدا کر سکتا ہے اور اختتام تک طلباء کی دلچسپی کو کیسے برقرار رکھ سکتا ہے۔ اور آخر میں وہ اپنی تدریس کا اختتام کیسے کرنا چاہتا ہے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلباء کو بخوبی آمادہ کر کے سبق کا آغاز کرے تاکہ طالب علم اس تدریس سے مستفید ہو سکے۔

طالب علم کی آمادگی:- اگر کوئی طالب علم استاد کے سبق پر توجہ نہیں دیتا ہے اور تعلیمی سرگرمیوں کے نفاذ میں اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتا ہے تو تدریس اپنے حقیقی معنی میں نہیں ہوگی۔ طلباء کی توجہ اور ان کے تعاون کے لیے آمادگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سابقہ تجربات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کلاس میں داخل ہونے تک، زیادہ تر طلباء اب بھی ان مسائل میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں جو کلاس میں آنے سے پہلے ان کے خیالات پر قابض تھے۔ کلاس کے آغاز میں، استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سنجیدگی سے طلباء کی توجہ اور خیالات کو سبق اور مطلوبہ سرگرمیوں کی طرف مبذول کرے۔ تجربہ کار اساتذہ اس موقع پر مختلف طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔

- مختصر تمہیدی گفتگو یا موزوں و مناسب سوالات کر کے بچوں میں سبق کے تئیں تجسس پیدا کر دیا جائے۔
- اخلاقی و ادبی کہانیوں کو تدریسی مواد کی شکل میں پیش کیا جائے۔
- دوران گفتگو تعلیم کے مقاصد کو بیان کیا جائے تاکہ طلباء میں سیکھنے کا شوق پیدا ہو۔
- بچوں میں کھیل کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے لہذا کھیل کھیل کے ذریعہ کچھ تیار کرنے یا عملی کام کا موقع دیا جائے اس سے ان کے ہنر و مہارت میں اضافہ ہوگا۔

- سبق کو آگے بڑھانے میں طلباء کی رائے اور مشوروں کو اہمیت دی جائے۔
- کمرہ جماعت میں تجربہ اور مشق کے لیے درکار وسائل فراہم کرنا چاہیے۔
- طلباء کی توجہ مبذول کرنے کے بعد استاد سبق کا عنوان اور اس کے اہداف کا تعارف پیش کرے۔ سبق اور اس کے مقاصد کا تعارف طلبہ کی علمی سطح کے مطابق ہونا چاہیے۔ کیونکہ سبق اور اس کے اہداف کا تعارف طلباء کو اکتسابی تجربات کے بارے میں جاننے اور

انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ استاد کو طالب علموں سے اپنی توقعات کا اظہار بہت آسان، صاف اور واضح طور پر کرنا چاہیے۔

- سبق کا تعارف کم وقت میں ہونا چاہیے۔ اس میں کلاس کا 3 سے 5 منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں لگنا چاہیے۔
- سبق کی پیشکش کے مرحلے میں، پڑھائے جانے والے مواد کی قطعی وضاحت ہونی چاہیے۔ اسی طرح طریقہ تدریس جیسے لیکچر، بحث و مباحثہ، سوال و جواب وغیرہ میں سے کون سا طریقہ ہر حصے کو پڑھانے کے لیے ضروری ہے، اس کو اختیار کیا جائے۔
- استاد کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ مواد کے مختلف حصوں کو منطقی ترتیب میں پیش کیا جائے اور پیش کردہ مواد میں کوئی ناقابل فہم نکات نہیں ہوں۔ ہر حصے کے لیے درکار وقت کا مناسب تعین کیا جانا چاہیے۔ مواد کو پیش کرنا دراصل تدریسی کام کا بنیادی حصہ ہے۔
- تمام اسباق کے مواد کی تنظیم اور ان کی ترتیب کا جائزہ لینا چاہیے۔
- مختلف حصوں کو پڑھانے کا طریقہ متعین کیا جانا چاہیے۔

6.2.2 انتخاب کا اصول

انتخاب کا اصول تدریس کے اہم اصولوں میں سے ایک ہے۔ جس پر استاد کو توجہ دینی چاہیے۔ آپ اگر کسی ایسے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں جو بہت زیادہ مخاطبین کو متوجہ کرے تو آپ بلاشبہ ایک کامیاب استاد تسلیم کیے جائیں گے لیکن ایسے موضوع کا انتخاب کریں جو طلباء کے لیے نہایت ضروری، مفید، مناسب اور ان کی فطرت و صلاحیت اور مقصد کے عین مطابق ہو اور جسے معلم اپنے محدود وسائل و ذرائع سے بخوبی انجام دے سکتا ہو۔

تدریس میں انتخاب کے اصول کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک اچھے استاد کے لیے ضروری ہے کہ تدریس کے عمل سے قبل مناسب موضوع کا انتخاب کرے۔ ایک ایسا موضوع جسے پڑھانے سے آپ خود لطف اندوز ہوں گے اور یہ طلباء کے لیے بھی بہت مفید ہوگا۔ جس سے ان کا وقت بھی اور فضول کی باتوں سے بچ جائے گا۔ مضمون اور طریقہ تدریس کا انتخاب نہایت احتیاط سے کریں۔ اگر ایک معلم سبق کو دلچسپ اور موثر بنانا چاہتا ہے تو اسے موضوع کا انتخاب کرتے وقت درج ذیل نکات پر توجہ دینی ہوگی۔

1. اپنے اندر شوق پیدا کرنا: سب سے اہم سوال یہ ہے کہ معلم کو خود درس و تدریس کے موضوعات میں سے کس چیز کا شوق ہے؟ اس سوال کا جواب ایمانداری سے ضرور دیں۔ کیونکہ بہترین استاد بننے کے لیے، آپ کو پہلے اپنے مقصد کو اچھی طرح جاننا ہوگا۔ اگر آپ کی اس پیشہ میں دلچسپی ہوگی تو آپ اپنی قیمتی معلومات طلباء تک منتقل کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کے حالات زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں اور انہیں اس مقام تک پہنچا سکتے ہیں جس کی وہ توقع کرتے ہیں۔

2. موضوع کے متعلق خود سے سوالات کریں: جب آپ کو اپنے شوق کی وجہ معلوم ہے، اس سے متاثر ہو کر ایک موضوع کا انتخاب کریں اور اسی ضمن میں اپنے آپ سے سوالات کریں۔ مثال کے طور پر، اگر آپ دوسروں کو اپنا علم منتقل کرنا پسند کرتے ہیں، تو اپنے آپ سے پوچھیں کہ آپ کے پاس کس شعبے میں اتنی مہارت اور معلومات ہیں جو آپ دوسروں کو پہنچا سکتے ہیں۔ اپنی خصوصیات اور مہارتوں کو نظر

میں رکھیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ منتخب کردہ مضمون آپ کی ڈگری سے متعلق ہے یا نہیں، صرف ایسا مضمون منتخب کریں جس میں آپ مہارت رکھتے ہوں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

3. تدریس کی سطح کا انتخاب: یہ نکتہ بھی بہت اہم ہے کہ آپ کن سطحوں پر پڑھانا اور کام کرنا چاہیں گے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کنڈرگارٹن میں کام کرنا پسند کرتے ہیں، تو بنیادی طبیعیات کا مضمون بلاشبہ پڑھانے کے لیے موزوں نہیں ہوگا۔ اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ کہاں اور کس عمر کے طلباء کے درمیان آپ کو تدریس کرنا ہے۔ اسی مناسبت سے موضوع کا انتخاب کریں۔ ایسی صورت میں آپ کا انتخاب بہترین انتخاب ہوگا۔

4. مستقبل کے مقاصد کا اندازہ لگانا: آپ کے پاس بچوں کے مستقبل کے لیے اہداف اور مقاصد ہونے چاہیے۔ جن پر آپ کو توجہ دینی چاہیے۔ مثال کے طور پر، آپ کا مقصد تدریس سے یہ ہونا چاہیے کہ طلباء کو مستقبل میں اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ طلباء کو اس طریقہ تدریس کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ اسکولی زندگی سے عملی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر وہ ان اساتذہ کی تعریف کرتے ہیں جن کے طریقہ تدریس نے انہیں متاثر کیا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ مقصد کو نگاہ میں رکھ کر موضوع کا انتخاب کریں اور اگر ضروری ہو تو جس شعبے میں آپ بہتر طریقے سے تدریس کرنا چاہتے ہیں اس میں مزید تربیت حاصل کریں۔ آپ اپنے اہداف کے لیے جتنا زیادہ کام کریں گے، اتنی ہی زیادہ توانائی اور حوصلہ افزائی آپ کو بیشتر کرنے کے لیے ملے گی۔

5. موضوع سے متعلق تحقیق کرنا: انتخاب کرتے وقت تحقیق کریں کہ آج کے طلباء کن مضامین کو سیکھنا چاہتے ہیں یا کن کن شعبوں میں وہ اپنے آپ کو کمزور محسوس کرتے ہیں، یا تحقیق کریں کہ کون سی مہارتیں سیکھنے سے طلباء کو ان کی مستقبل کی راہ بہتر اور آسان بنانے میں مدد ملے گی۔

6. موضوع کی اہمیت کا اندازہ لگانا: بہت سے استاد پڑھانے کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں جن کی طلب بالکل نہیں ہوتی۔ کسی بھی موضوع کا انتخاب کرتے وقت آپ احتیاط سے تحقیق کریں کہ جو علم آپ دے رہے ہیں اس کا طلباء کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس طرح آپ مستقبل میں زیادہ سے زیادہ طلباء کو حصول کامیابی کے مواقع دے سکتے ہیں اور اس طرح زیادہ طلباء کو آپ اپنے درس کی طرف راغب کر سکیں گے۔ بہترین موضوع کا انتخاب کرنے کے لیے، آپ کو 3 بنیادی نکات پر توجہ دینی چاہیے:

- کسی ایسے مضمون کا انتخاب کریں جس میں آپ کی دلچسپی ہو اور اسے جوش و خروش سے پڑھائیں۔
- آپ کا منتخب کردہ موضوع آپ کے سامعین (طلباء) کے لیے بھی دلچسپی کا حامل ہونا چاہیے تاکہ وہ زیادہ توجہ سے سنیں اور زیادہ طلباء آپ کی کلاس میں شریک رہیں۔
- جس عنوان یا موضوع کو آپ پڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس سے متعلق آپ کے پاس کافی معلومات ہونی چاہئیں تاکہ آپ دوران تدریس روانی سے کام لیں اور اپنے سامعین (طلباء) کے سوالات سے پریشان نہ ہوں۔

6.2.3 زندگی سے مربوط کرنے کا اصول

تعلیم و تدریس کا انسان کی انفرادی اور معاشرتی زندگی کی ترقی، سر بلندی اور انسان کے اندر تبدیلی لانے میں ایک ناقابل تلافی مقام ہے اور یہ پوری انسانی زندگی کا محرک ہو سکتی ہے۔ انسانی وجود میں قدرت کی طرف سے جو صلاحیتیں پوشیدہ ہیں اسے آشکار ہونا چاہیے تاکہ اس کے وجود کی حقیقت اور چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ظاہر کیا جاسکے۔

تعلیم و تدریس پیدائش سے لے کر موت تک انسانی زندگی سے رسمی، غیر رسمی طور پر جڑی ہوئی ہے۔ معاشرے کے تمام طبقوں کو ترقی اور برتری حاصل کرنے کے لیے تعلیم کی ضرورت ہے۔ چونکہ تعلیمی عمل میں، پہلا مرحلہ تعلیمی ضروریات کا تعین کرنا ہوتا ہے، تاکہ تعلیمی پروگراموں کو تعلیمی اہداف کے مطابق چلایا جائے اور انسانی اور مالی وسائل ضائع نہ ہوں۔

کامیاب معلم وہ ہوتا ہے جو درس و تدریس کے نئے علوم و تجربات کو طلباء کی سابقہ معلومات، روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو ان کے تجربات و مشاہدات اور سماجی و فطری معلومات سے مربوط کر کے پیش کرے۔ اس طرح طلباء کو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی اور ذہنوں میں محفوظ ہو جائے گی۔ تعلیم ایک ایسا تجربہ ہے جس کی بنیاد سیکھنے پر ہے اور اس کے لیے انسان میں بتدریج اور نسبتاً مستقل تبدیلیاں ہوتی ہیں تاکہ وہ اپنے کام کرنے کی صلاحیت کو بہتر بنا سکے۔ یہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ تعلیم و تدریس مہارت، علم، رویوں اور سماجی اور تنظیمی رویے کو تبدیل کر سکتی ہے۔ اور جس موضوع کا انسانی زندگی سے کوئی ربط نہ ہو یا اس کی ضرورت محسوس نہ ہو تو اس کے سیکھنے پر طبیعت جلدی آمادہ نہیں ہوتی اور نہ وہ ذہنوں میں محفوظ رہتی ہے۔

زندگی سے مربوط سیکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ طالب علم جو کچھ سیکھتا ہے وہ اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اگر اس سے چھین لیا جائے تو اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ تدریس کے نتیجے میں انسان کی عقل و ہنر اور اس کی عظمت اور انسانی وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کو زندگی کے ہر مرحلے میں تعلیم و تدریس کی ضرورت ہوتی ہے۔

تدریس انسان کی انفرادی اور معاشرتی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے اور انفرادی ترقی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی فراہم کرتی ہے اسی وجہ سے ماہرین تعلیم نے تعلیم و تدریس کو زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔

6.2.4 خود سے کر کے سیکھنے کا اصول

خود سے کر کے سیکھنا بھی ایک تدریسی اصول ہے جس کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ اگر آپ خود سے کچھ کرتے ہیں تو آپ کچھ بہتر اور جلدی سیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ نام (Learning by Doing) سے بھی پتہ چلتا ہے۔ یہ امریکی فلسفی، ماہر نفسیات، اور ماہر تعلیم جان ڈیوی (John Dewey) کا نظریہ ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ قدیم زمانے سے رائج تھا۔ اس اصول کے ذریعے طلباء کو اپنی تعلیم کے دوران سائنسی تجربات اور سماجی سرگرمیوں میں مشغول ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔

خود سے کر کے سیکھنے کے اصول میں استاد کو کلاس میں اپنی فعالیت کو کم کر کے طلباء کو زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کرنا چاہیے۔ جس سے

ان کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ کلاس میں درس دیتے ہوئے بعض اسباق ایسے ہوتے ہیں جس میں طلبا کو خود سے کر کے سیکھنے کا موقع کم ملتا ہے لیکن استاد کو چاہیے کہ ان اسباق میں طلبا کے خود سے سیکھنے کا پہلو نکالیں۔ اس سبق سے متعلق تحریری کام دیں یا اس سبق میں اگر مناظر فطرت کا ذکر ہے تو بچوں سے اس سے متعلق منظر نگاری کرنے کو کہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس سے طلبا موثر طور پر سیکھتے ہیں کیونکہ اس اصول کا ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ ہم اس وقت موثر طور پر سیکھتے ہیں جب ہم حقیقت میں سرگرمی انجام دیتے ہیں۔

بچے پڑھنے سے زیادہ عملی کام کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس میں انہیں لطف بھی آتا ہے اور اسی طرح وہ بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں۔ تجربات حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے اگر دوران تدریس بچوں کو کر کے سیکھنے کا موقع دیا جائے تو ان کے لیے تعلیم زیادہ آسان، موثر اور دلچسپ ہو جاتی ہے۔ جو کام خود سے کر کے سیکھا جاتا ہے وہ دیر پا ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے۔

اس اصول اکتساب میں بہت زیادہ کسی سابقہ علم یا سمجھ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں عملی طور پر فعال شرکت یا تجربہ کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ جب کسی بھی نئی سرگرمی سے اپنے آپ کو متعارف کرانے کی بات آتی ہے تو یہ ایسا کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے کیونکہ آپ صرف یہ نہیں پڑھتے کہ کوئی چیز کیسے کام کرتی ہے بلکہ آپ کو حقیقت میں اس کے اطلاق کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ خود سے کر کے سیکھنے سے مہارت اور اعتماد پیدا کرنے کے ساتھ جب ہم تجربے کے ذریعے نئی معلومات کے حصول پر توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس سے تخلیقی صلاحیتوں اور تنقیدی سوچ کو فروغ دینے میں مدد مل سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں یہ بچوں میں مسئلہ حل کرنے کی مہارت بھی پیدا کرتا ہے جو مستقبل میں بچوں کے لیے آسانیاں فراہم کرتی ہے۔

اس تدریسی اصول کو فروغ دینے سے چند ایسے فائدے حاصل ہوتے ہیں جو بچوں کی ذہنی نشوونما، فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

- سیکھنے اور یاد رکھنے میں آسانی ہوتی ہے: خود سے کر کے سیکھنا ایک عملی سرگرمی ہے۔ کسی موضوع کے بارے میں آپ نے پڑھا نہ بھی ہو تو اگر اس کو عملی طور پر انجام دیتے ہیں تو اسے یاد رکھنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایک کرسی سے لے لیجیے آپ نے کرسی بنانے کا طریقہ کتابوں میں پڑھا نہیں ہے لیکن جب آپ عملی طور پر بنانا شروع کرتے ہیں تو ممکن ہے ایک دو بار غلطی کریں، کچھ وقت بھی لگ سکتا ہے مگر جب اس کا طریقہ سیکھ جائیں گے تو وہ ہمیشہ آپ کو یاد رہے گا۔
- کامیابی کے لیے ہنر پیدا کرتا ہے: خود سے کر کے سیکھنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ کامیابی کے لیے آپ کی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے کیونکہ یہ آپ کو روایتی تدریسی طریقے سے باہر نکلنے، نئی چیزوں کو دریافت کرنے اور پہلی بار آزمانے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک یادو بار غلطی ہو سکتی ہے، لیکن خود سے کر کے سیکھنے سے آپ کو اپنی غلطی پر پچھتاوا نہیں ہوگا بلکہ نیا حوصلہ اور عزم ملے گا۔ نتیجے کے طور پر، کر کے سیکھنے سے آپ نئے کاموں کے لیے پہل کر سکتے ہیں۔
- مہارت پیدا کرتا ہے: جب آپ اپنے علم کا استعمال عملی طور پر کرنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ یہ طریقہ آپ کی کامیابی کے لیے درکار صلاحیتوں کو نکھارتا ہے۔ یہ آپ کو زیادہ پر اعتماد اور خود مختار بننے میں مدد دیتا ہے۔

- مختلف عمر کے طلباء/افراد کے لیے نئی چیزیں سیکھنے کا ایک بہترین طریقہ: بچوں کے لیے یہ طریقہ اسکولوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ اس طریقہ سے کچھ ایسے تصورات کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں جو انہیں کتابوں کو پڑھنے سے سمجھ میں نہیں آتے۔ اس کے علاوہ، بالغوں کے لیے، یہ ایک بہترین طریقہ ہے جس پر عمل کر کے وہ مہارت اور ہنر سیکھ سکتے ہیں۔

6.2.5 تقسیم کا اصول

ماہرین تعلیم تقسیم کے اصول کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں بچوں کو جو کچھ پڑھایا جائے اسے مناسب اجزائیں تقسیم کر کے پڑھایا جائے کیونکہ کوئی بھی سبق ایک دن میں مکمل نہیں ہوتا، لہذا بچوں کی آسانی کے لحاظ سے اسے کئی حصوں میں بانٹ دیا جائے مگر خیال رکھا جائے کہ ہر حصے کی وضاحت ضروری ہے۔ سبق کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر جز اپنے پہلے اور بعد کے جز سے مربوط بھی رہے اور منفرد بھی۔ اس طرح بچوں کو سمجھانے میں آسانی بھی ہوگی اور ان کے ذہنوں میں سبق محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اگر تقسیم کے اصول کا لحاظ نہیں کیا گیا تو صحیح طریقے سے معلومات بچوں تک منتقل نہیں ہو پائے گی۔ اگر ہر جز کا الگ عنوان دے دیا جائے تو سیکھنے میں اور آسانی ہوگی اور کسی طرح کا ابہام نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر کلاس میں بچوں کو ہندوستان کے بارے میں بتانا ہے تو ظاہر سی بات ہے یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ لہذا اس عنوان کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جائے پھر ہر جز کا ایک عنوان دے دیا جائے تو بہت ہی آسانی ہوگی۔

ہندوستان کے بارے میں سبق پڑھانا شروع کریں تو پہلے حصے میں ہندوستان کی جغرافیائی تاریخ کو بتائیں۔ ہندوستان کے محل وقوع، آب و ہوا، موسم، سطح سمندر سے اس کی اونچائی، یہاں کی پیداوار اور مختلف فصلیں اور کون سا نانج زیادہ پیدا ہوتا ہے وغیرہ۔ اور آبادی ان سب پر مفصل روشنی ڈالی جائے۔

دوسرے حصے کا عنوان رکھیں ہندوستان کی تاریخ: اس عنوان کے ذیل میں اس سر زمین کی تاریخ کتنی قدیم اور کتنے ہزار سال پر محیط ہے۔ کون کون سی قومیں یہاں آباد تھیں۔ ان کے رسم و رواج کیا تھے وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان کی تاریخ کی قوم و مذہب کے لحاظ سے بھی درج ذیل تقسیم کر سکتے ہیں:

1- ویدک دور: اس کے ضمن میں زمانہ شجاعت اور رزمیہ نظموں کے بارے میں بچوں کو بتائیں۔ اس زمانے میں جو ذات پات کا مسئلہ تھا اس پر روشنی ڈالیں۔ بدھ مذہب اور جین مذہب کی تاریخ اور نظریات کو بتائیں۔ چندر گپت مور یہ اور اس کے عہد میں کیا تر قیاں ہوئیں۔ مہاراجہ اشوک کے کارنامے، گپت خاندان اور راجپوتوں کی تاریخ سے بچوں کو واقف کرائیں۔

2- مسلم حکمرانوں کا دور: اس حصے میں مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد اور فتح سندھ کا واقعہ سنائیں۔ سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان پر حملہ، شہاب الدین محمد غوری کی سلطنت کو بیان کرتے ہوئے خاندان غلاماں، خاندان تغلق و خلجی، خاندان سید و لودھی کے کارنامے اور طرز حکومت کا سبق پڑھائیں۔ مغلوں کی حکومت کا عروج و زوال، سکھوں اور مرہٹوں کی جنگ وغیرہ کا تذکرہ مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پڑھائیں۔

3- انگریزوں کا دور حکومت: انگریزوں کا ہندوستان میں آنے کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے سب سے پہلے کہاں قیام کیا؟ کون کون سی قومیں آئیں؟ انگریزوں نے کس طرح سے یہاں کے راجاؤں، نوابوں کو شکست دی اور ایک عظیم حکومت قائم کی۔ ہندوستانی قوموں پر ان کے ظلم

وستم کو بیان کریں۔ ہندوستانیوں کی طرف سے جنگ آزادی کی جدوجہد، اس میں ناکامی کے اسباب وغیرہ کا ذکر کریں۔ آخر میں آزاد ہندوستان کی تاریخ طلبا کو بتائیں۔

مذکورہ بالا مثال پر جب غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ہندوستانی تاریخ کو ایک تسلسل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے مگر ہر جز دوسرے سے مربوط ہے اور ترتیب بہ ترتیب تاریخ آگے بھی بڑھ رہی ہے۔ اس طریقہ سے بچوں کو سیکھنے میں آسانی ہوگی اور وہ الجھن کا شکار نہیں ہوں گے۔ اس طرح ہندوستان کی تاریخ ترتیب وار ان کے ذہنوں میں محفوظ رہے گی۔

6.2.6 اعادہ کے اصول

اعادہ کے اصول کا مطلب یہ ہے جو کچھ بچوں کو پڑھا یا گیا ہے وہ کتنا طلبا کو ذہن نشین ہوا ہے یا طلبہ نے کتنا سمجھا ہے۔ اسی لیے اس اصول کو بنایا گیا ہے۔ اعادہ کے اصول سے غفلت برتنے کے نتیجے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اساتذہ بہت زیادہ معلومات تو طلبا کے گوش گزار کر دیتے ہیں مگر ان سے اس سبق کے متعلق سوال و جواب نہیں کرتے جس کی وجہ سے تدریس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بچے پچھلا سبق بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے اگلا بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سبق کی کامیابی کا انحصار اعادہ پر ہی ہوتا ہے۔ ذیل میں اعادہ کے اصول کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چند مشقیں (Exercises) بیان کی جا رہی ہیں تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ ایک بچے کی زندگی میں اعادہ کے اصول سے کیا تبدیلی ہو سکتی ہے۔

• تفہیمی سوالات:

سبق کے اختتام پر معلم کو چاہیے کہ اس سبق سے متعلق بچوں سے سوالات کرے کیونکہ سبق کی تدریس کے بعد تفہیمی سوالات کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ سبق کے فوراً بعد مؤثر سوالات کے ذریعے سبق کا اعادہ کرنے سے سبق کے اہم نکات ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور سوالات اسی وقت اچھے اور مؤثر ہو سکتے ہیں جب معلم پہلے خود سبق کا اچھی طرح مطالعہ کر کے سبق سے متعلق سوالات تیار کریں گے۔ مثال کے طور پر چند سوالات درج ذیل ہیں۔

1- دنیا کے نقشے میں ہندوستان کہاں واقع ہے؟

2- ہندوستان کی خاص پیداوار کیا ہے؟

3- آریائی قوم ہندوستان میں کب آئی؟

4- مسلمانوں نے ہندوستان میں کتنے سال حکومت کی؟

ایسے چند سوالات کے ذریعے سبق کا اعادہ (revision) ہو جائے گا اور معلم کو یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ بچوں نے ان کے درس کو کس قدر سمجھا ہے اور معلم طلباء تک اپنی بات پہنچانے میں کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ اگر تدریس میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا کوئی نکتہ وضاحت طلب ہے تو وہ تفہیمی سوالات کے ذریعے سامنے آجائے گا اور معلم فوری طور پر اس کی یا کمزوری کو پورا کر لیں گے۔ ضرورت کے مطابق ایک یا دو تفہیمی سوالات کا پی یا نوٹ بک میں تحریر بھی کرائے جاسکتے ہیں اور ان کو ٹیسٹ یا امتحان میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

• **بلند خوانی (Loud Reading):** سبق کے بعد طلبہ سے کسی متن کو پڑھوایا جائے۔ اس سے طلباء کا تلفظ اور ادائیگی کا طریقہ درست ہو جائے گا۔ اور سبق بھی یاد ہو جائے گا اور اس دوران معلم طلباء کی کمزوریوں کی نشاندہی بھی کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ ان کو الفاظ کا درست تلفظ اور ادائیگی کا طریقہ بھی سمجھاتے رہیں گے۔

بلند خوانی میں کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو موقع دیا جائے اس لیے چند جملوں سے زیادہ کسی کو پڑھنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ جو بچے پڑھنے سے کترارہے ہوں ان کو موقع فراہم کیا جائے تاکہ ان کی جھجک دور ہو اور ان کے اعتماد میں اضافہ ہو۔ بلند خوانی کے دوران معلم ہر پیرا گراف کے بعد طلباء کو اہم نکات سمجھاتے بھی رہیں اور ضرورت کے مطابق ان سے سوالات بھی پوچھتے رہیں تاکہ طلبہ اکتاہٹ نہ محسوس کریں اور وہ سبق پر بھرپور توجہ رکھیں۔

• **نئے الفاظ کے معنی:** تفہیمی سوالات یا بلند خوانی کے بعد ایسے الفاظ جو کہ طلباء کے لیے نئے ہوں ان کے معنی تختہ سیاہ/سفید (Black/White Board) پر تحریر کرائے جائیں تاکہ اس کے ذریعے طلباء کے ذخیرہ الفاظ (Vocabulary) میں اضافہ ہو۔ الفاظ کے معنی لکھوانے کے ساتھ ہی طلباء کو لغت (Dictionary) کے استعمال کی ترغیب بھی دی جائے اور اس کے لئے طلباء کو یہ ہدف (Task) دیا جاسکتا ہے کہ وہ ان کے علاوہ سبق کے سات یا آٹھ نئے الفاظ کے معنی لکھ کر لائیں۔

• **سرگرمیاں (Activities):** سبق کی تدریس کے بعد مختلف سرگرمیوں کے ذریعے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھارا جاسکتا ہے اور طلبہ کھیل کھیل میں سبق کے اہم نکات کو ذہن نشین کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سبق کے اعادے کا ایک طریقہ ہے۔ سرگرمیاں مختلف قسم کی ہو سکتی ہیں مثلاً طلباء سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ انسانی جسم میں پانی کے کیا فوائد ہیں کا ایک چارٹ بنائیں وغیرہ۔

• **سبق کا خلاصہ:** اگر ثانوی جماعتوں کے طلباء ہوں تو ان سے اس سبق کا خلاصہ لکھنے کو کہا جائے۔ ضرورت پڑنے پر معلم ان کی رہنمائی کرے۔ خلاصہ لکھنے کا طریقہ سمجھائے۔ اس میں کون کون سے نکات ضروری ہوتے ہیں اس کی وضاحت کرے۔

تفویض (Home work): طلباء کو گھر پر کرنے کے لیے جو کام دیا جاتا ہے اسے تفویض کار کہتے ہیں۔ تفویض طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہو۔ جو کام دیا جائے وہ اسی دن کے سبق سے متعلق ہو تاکہ اعادے کے اصول کا مقصد پورا ہو سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ تدریس کے عام اصول کون کون سے ہیں۔
2۔ آمادگی کا اصول سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔
3۔ خود سے کر کے سیکھنے کا اصول پر روشنی ڈالے۔

6.3 تدریس کے اقدامی اصول

ایک معلم کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ طلبہ کو ان کی دلچسپی، تجسس اور ان کی نفسیات کے عین مطابق علم دے ساتھ ہی جو علم دیا جا رہا ہے اسے واضح طور پر سمجھانا اور کلاس روم کا ماحول اس طرح تیار کرنا کہ طلبہ زیادہ سے زیادہ تجربات حاصل کر سکیں۔ تدریسی اصول طلبہ کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں اور اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ اصول جو تدریسی عمل میں مقاصد کے حصول کو یقینی بنائے اسے اصول کو تدریسی اصول کہتے ہیں۔

درس و تدریس میں حسب ذیل تدریسی اصولوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان اصولوں کو آفاقی طور پر قبول کیا گیا ہے یہ اصول معتبر ہوتے

ہیں۔

- | | |
|------------------------|-------------------------------|
| 1- آسان سے مشکل کی طرف | 2- معلوم سے نامعلوم کی طرف |
| 3- مادی سے غیر مادی تک | 4- کل سے جز کی طرف |
| 5- خاص سے عام کی طرف | 6- براہ راست سے بالواسطہ |
| 7- تجزیہ سے ترکیب تک | 8- یقینی سے غیر یقینی تک |
| 9- نفسیاتی سے منطقی تک | 10- فطرت کی پیروی |
| 11- تجرباتی سے عقلی تک | 12- مثال سے حقیقت یا نتیجے تک |

6.3.1 آسان سے مشکل کی طرف (From Simple to Complex)

اس اصول کے مطابق بچوں کو پہلے آسان اور پھر مشکل باتوں کا علم دیا جاتا ہے۔ یہ فطری رجحان ہے کہ ہم پہلے آسان چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں پھر مشکل چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس ترتیب سے ذہنی نشو و نما ہوتی ہے اسی ترتیب سے بچوں کو آسان سے مشکل مضامین کا علم دینا چاہیے مثلاً پڑھنا شروع کرانے کا سب سے موثر طریقہ حروف یا لفظوں سے کرنا نہیں ہے۔ سب سے موثر اور کارآمد طریقہ جملوں سے شروع کرنا ہے۔ جملوں میں بھی آسان جملوں کا علم پہلے اور پیچیدہ جملوں کو بعد میں پڑھایا جانا چاہیے۔ معلم کو اس اصول کا استعمال ضرور کرنا چاہیے اس سے طلبہ کی موضوع میں دلچسپی بنی رہتی ہے اور ان میں آگے کی بات سیکھنے کے لیے خود اعتمادی آجاتی ہے۔ ان پر تدریس کا اثر بھی دائمی اور مستحکم ہوتا ہے۔

6.3.2 معلوم سے نامعلوم کی طرف (From Known to Unknown)

سیکھنے کے عمل میں بچے اپنے پہلے سے حاصل کردہ علم اور تجربات کو نئے علم اور تجربہ سے جوڑتے ہیں۔ بچوں کو کسی بھی نئے مضمون کا علم صرف ان کے سابقہ علم کی بنیاد پر دیا جائے۔ تدریس کے عمل میں استاد کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ وہ بچے کے پچھلے علم کی بنیاد پر نیا علم فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لیے وہ معلوم سے نامعلوم تک تدریسی اصول استعمال کرتا ہے مثال کے طور پر اگر بچوں کو مختلف پھولوں اور

پتوں کے بارے میں سکھانا ہے تو سب سے پہلے انہیں ان کی شکلوں اور رنگوں کے بارے میں بتانا ہوگا اس کے بعد انہیں ان کی مختلف خصوصیات اور استعمال کے بارے میں بتانا ہوگا۔

اسی طرح زر خیز اور ہموار علاقوں کے بچوں کو ریگستانی علاقے کے بارے میں پڑھانا ہے تو معلم ان کے سابقہ علم کی بنیاد پر کچھ سوالات پوچھیں گے۔ جیسے آپ کے یہاں کی زمین کیسی ہے؟ اس میں کیا کیا پیداوار ہوتی ہے؟ اچھی کاشت کے لیے ضروری عناصر کیا ہیں؟ اگر کھیتوں میں پانی نہ دیا جائے تو کیا ہوگا؟

اسی سابقہ علم کی بنیاد پر نئے سوال پوچھنے ہوں گے جیسے جہاں کم پانی برستا ہے وہاں کیسی پیداوار ہوتی ہوگی؟ اس طرح کے سوال پوچھنے کے بعد معلم طلبہ کو بتا سکتے ہیں کہ صحرائی/ریگستانی علاقوں میں پیداوار کیسی ہوتی ہیں؟ ریگستان میں پیڑ کنٹیلے کیوں ہوتے ہیں؟ اس طرح معلوم سے نامعلوم کا علم بچوں کو آسانی سے دیا جاسکتا ہے۔

6.3.3 مادی سے غیر مادی تک (From Concrete to Abstract)

شروعات میں بچے جو علم حاصل کرتے ہیں وہ ان کے حواسِ خمسہ کے تجربات پر مشتمل ہوتا ہے۔ بچوں کے سیکھنے کے عمل میں ٹھوس چیزیں پہلے آتی ہیں جیسے جیسے ان کے تجربے کا میدان وسیع ہوتا ہے وہ غیر مادی خیالات کو قبول کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ شروع میں ان کا علم ایک یاد و جانوروں کو دیکھنے تک محدود ہے لیکن بعد میں وہ جانوروں کے بارے میں تجریدی خیالات پیدا کرتے ہیں۔ زبان کو سیکھنے میں ان کی نگاہ پہلے ان الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جو ان کے سامنے ٹھوس یا مجموعی شکل میں موجود ہوتے ہیں لیکن بعد میں ایک موقع آتا ہے جس میں وہ ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو غیر مادی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ سیکھنے کا عمل فطری ہے۔ تدریس میں استاد کو پہلے مادی خیالات پیش کرنے چاہیے اور پھر غیر مادی خیالات کی طرف بڑھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر دو اور تین مل کر پانچ ہوتے ہیں یہ خیال غیر مادی ہے۔ شروع میں بچے دو اور تین کے خیال کو نہیں سمجھ سکتے لیکن اگر انہیں دو گولیاں اور پھر تین گولیاں دے دیں تو وہ اپنے پاس گولیوں کو ٹھوس روپ میں دیکھیں گے۔ مختلف اشیاء کے بارے میں اس طرح کی مشق سے وہ دو تین کے تصور کو سمجھ جائیں گے۔

اس طرح شروع میں بچے پھولوں کا علم حاصل کرتے ہیں لیکن وہ رنگ کے بارے میں علم نہیں رکھتے۔ نیلے رنگ کو پیلا اور پیلے کو نیلا کہہ دیتے ہیں لیکن رنگ برنگی اشیاء کو دیکھتے دیکھتے انہیں رنگوں کا علم ہو جاتا ہے اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں کے تجربات میں پہلے پہل ٹھوس چیزیں آتی ہیں اس کے بعد اشیاء کو دیکھنے اور استعمال کرنے سے غیر مادی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

6.3.4 کل سے جز تک (From Whole to Part)

کسی بھی مضمون یا تصور کے بارے میں معلومات فراہم کرتے وقت طلبہ کو پہلے اس مضمون یا تصور کو مکمل اور پھر جزو سے واقف کروایا جائے کیونکہ بچے پہلے مکمل طور پر علم حاصل کرتے ہیں نہ کہ اس کے مختلف حصوں کا۔ یہ نفسیات کا ایک اصول ہے جسے (Gestalt Theory) کہتے ہیں۔ پیڑ کہنے پر بچے فوراً پیڑ سمجھ جاتے ہیں کیونکہ ان کے ذہن میں پیڑ کی تصویر شکل موجود ہوتی ہے۔ اور وہ پورے پیڑ کے

بارے میں سوچنے لگتے ہیں۔ پیڑ کے مختلف حصوں جیسے شاخیں، پتے، کلیاں، پھول اور پھل کی طرف ان کا دھیان نہیں جاتا۔ اس فارمولے میں بچے کسی بھی چیز کو ایک اکائی مان کر علم حاصل کرتے ہیں۔ معلم طلبہ کو اس پورے پیڑ کے علم کی بنیاد پر پیڑ کے دوسرے حصوں کا علم دیتا ہے۔ اسی فارمولے کے مطابق سب سے پہلے جملوں کا علم دیا جاتا ہے اس کے بعد لفظوں کا۔

اسی اصول کے برعکس ایک اور اصول ہے۔ جز سے کل تک۔ یہ ایسا اصول ہے جس کے ذریعے طلبہ مختلف عنصر کی بنا پر مکمل شکل یا مجموعی شے کا علم حاصل کرتے ہیں مثال کے طور پر طلبہ کو گھر اور اسکول کے گرد و پیش کے قدرتی ماحول سے شناسائی ہونے پر جغرافیہ کی تعلیم دی جاتی ہے جغرافیہ پڑھانے کے لیے معلم کو زمین/دنیا سے نہیں شروع کرنا چاہیے بلکہ طلبہ کے گرد و پیش میں موجود ان اشیاء اور ان باتوں سے کرنا چاہیے جن سے طلبہ اچھی طرح واقف ہیں اور یہی واقف اشیاء ان کے لیے جز ہے۔

6.3.5 خاص سے عام تک (From Particular to General)

اس اصول کے مطابق بچوں کو ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اسے استقرائی طریقہ تدریس (Induction Method) کہا جاتا ہے۔ یہ بچے کے سیکھنے کے عمل میں بہت اہم ہیں۔ اس میں پہلے استاد طلبہ کے سامنے مختلف قسم کی مثالیں پیش کرتا ہے پھر ان مثالوں کی بنیاد پر ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مثال کے طور پر طلبہ کو "صفت" کے بارے میں بتانے کے لیے سب سے پہلے طلبہ کے سامنے کچھ مثالی جملے پیش کیے جائیں، جن میں "صفت" استعمال کی گئی ہو اور پھر ان جملوں کی مدد سے "صفت" کو واضح طور پر سمجھایا جائے۔ اس فارمولے کے مطابق حاصل کردہ علم دائمی اور مستحکم ہوتا ہے اور ان میں ذہنی بالیدگی فروغ پاتی ہے۔

6.3.6 براہ راست سے بالواسطہ تک (From Seen to Unseen)

وہ چیزیں اور وہ واقعات جو بچے کے تجربے کے میدان میں براہ راست موجود ہوتے ہیں انہیں بچے آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں۔ جو چیزیں اور واقعات ان کے سامنے موجود نہیں ہیں وہ ان کے لیے بالواسطہ ہیں اس لیے انہیں بچے کے علم میں شامل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ اپنے مضمون سے متعلق علم کو پہلے براہ راست اور بعد میں بالواسطہ انداز میں پیش کرے۔ اس وقت جب چیزیں واقعات، تجربات طلبہ کے سامنے نہیں ہیں۔ اس وقت ان باتوں کو پہلے ان کے تجربات میں شامل کرنا چاہیے یا انہیں ان باتوں سے واقف کرانا چاہیے تب ماضی اور مستقبل کا علم دینا چاہیے طلبہ کے سامنے براہ راست مثالوں کو ہی پیش کرنا چاہیے تبھی وہ بالواسطہ طور پر سیکھ سکیں گے۔

مان لیجیے ہمیں شیر شاہ کا انتظام حکومت پڑھانا ہے۔ طلبہ شیر شاہ کے انتظام حکومت کو تبھی سمجھ سکیں گے جب وہ براہ راست انتظامی طریقہ سے واقف ہوں یا اس کے تجربات ہوں۔

اگر طلبہ جانتے ہیں کہ حکومت عدل و انصاف پر کیا کیا کام کر رہی ہے تبھی اس بات کی بنیاد پر وہ شیر شاہ کی حکومت کی انتظامیہ کو سمجھ پائیں گے۔

6.3.7 تجزیہ سے ترکیب تک (From Analysis to Synthesis)

کسی کل کے اجزاء کو الگ الگ کر دینا تجزیہ کہلاتا ہے اور ترکیب کی تعریف اس کے برعکس ہے۔ اس اصول میں پہلے کسی سبق کو جز میں تقسیم کر کے سمجھا دیا جاتا ہے تاکہ کوئی بات مبہم نہ رہے۔ اس کے بعد کل کے بارے میں بتایا جاتا ہے مثال کے طور پر اگر ہمیں دنیا کے بارے میں بتانا ہے تو پہلے دنیا کے نقشے میں اس کے براعظموں کے بارے میں الگ الگ بتائیں پھر مکمل طور پر دنیا کا تعارف پیش کریں۔

6.3.8 یقینی سے غیر یقینی تک (From Indefinite to definite)

شروع میں بچوں کو کسی بھی موضوع کے بارے میں علم غیر یقینی رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ جیسے جیسے وہ نشوونما پاتا ہے غیر یقینی علم یقین میں بدل جاتا ہے جیسے شروع میں بچے ہر قسم کے پرندے کو ایک ہی نام سے پکارتے ہیں۔ وہ پرندوں کی مختلف اقسام کے درمیان فرق نہیں سمجھتے ہیں بلکہ وہ تمام پرندوں کو کبوتر ہی کہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ پرندوں کے درمیان فرق کو سمجھنے لگتے ہیں۔ کبوتر، طوطا گوریا، باز وغیرہ۔ اس طرح ان کا غیر یقینی علم یقینی ہو جاتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء کو واضح اور یقینی معلومات فراہم کرائے۔ غلط اور غیر واضح اصولوں کو صحیح طور پر پیش کرے اور طلباء کے غیر یقینی خیالات کو یقینی بنائے۔

6.3.9 نفسیاتی سے منطقی ترتیب تک (From Psychological to Logical)

نفسیاتی اور منطقی دونوں احکامات تدریس میں مربوط ہیں۔ نفسیاتی ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ کسی موضوع کی پیشکش بچوں کی دلچسپی، تجسس، جوش، عمر، قوت ادراک وغیرہ کے مطابق ہو۔ منطقی ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ مضمون کو منطقی انداز میں کئی حصوں میں تقسیم کیا جائے اور استاد ان حصوں کو منظم انداز میں طلبہ کے سامنے پیش کرے۔ تدریس کو موثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ منطقی اور نفسیاتی ترتیب دونوں کو مربوط کیا جائے۔ اس کے تحت بچے کی دلچسپیوں، منصوبوں اور ضروریات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

6.3.10 فطرت کی پیروی (Follow Nature)

تدریس کا یہ اصول روسو کے تعلیمی اصولوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق استاد فطرت کی پیروی کرے اور بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے اصولوں کے مطابق تعلیم کے ذرائع تیار کرے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بچے کی فطری نشوونما میں دشواری ہوتی ہے اور اس کی شخصیت مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے۔ تدریس کا یہ فارمولا ہر مضمون کی تعلیم کا بنیادی عنصر ہے۔

6.3.11 تجرباتی سے عقلی تک (From Empirical to Rational)

تجرباتی علم قابل تصدیق ہے جبکہ عقلی علم منطق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو پہلے تجرباتی نظریات سے متعارف کرائیں اور پھر عقلی تصورات کی طرف بڑھیں۔ تجرباتی علم تجربہ اور مشاہدے کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ پختگی کی نچی سطحوں سے اعلیٰ سطحوں تک کا سفر ہے۔

6.3.12 مثال سے حقیقت یا نتیجہ تک (From Induction to Deduction)

اس اصول میں استاد متعدد مثالیں دیتا ہے اور پھر ان مثالوں سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مثالوں کے دیے گئے بیانات کے مجموعے کو دیکھ کر کسی نتیجے پر پہنچنا، اور (Deduction) تمام امکانات کا جائزہ لینے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچنے کا عمل ہے۔ مثال کے طور پر، حامد کو صندوق سے ایک کھلونا ملا، زید کو بھی صندوق سے ایک کھلونا ملا۔ لہذا جب صندوق کی جانچ کی گئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ صندوق کھلونوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی کو استنباطی استدلال بھی کہا جاتا ہے۔

تدریسی اصول کا استعمال

معلم دوران تدریس اپنی بات کو موثر انداز میں طلباء تک پہنچانے کے لیے مختلف وسائل اور ذرائع کا استعمال کرتا ہے اسے تدریسی زبان میں اصول کہا جاتا ہے۔ ان کے استعمال سے درج ذیل امور میں آسانی ہوتی ہے:

- تعلیمی نصاب کو تیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- کلاس میں سبق شروع کرنے سے پہلے معلوم سے نامعلوم کی طرف بڑھنے میں اصول معاون ہوتے ہیں۔
- تدریس کے ذریعے سیکھنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔
- تدریس کے ذرائع کے استعمال سے مقاصد حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔
- سیکھنے کی تمام سطحوں میں یادداشت، فہم اور سوچ کی سطح میں فروغ ہوتا ہے۔
- پرائمری سطح سے یونیورسٹی کی سطح تک تمام مضامین کے پڑھانے میں یہ اصول کام آتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
<p>1- تدریس کے کوئی دو اقدامی اصول تحریر کریں۔</p> <p>2- کل سے جز تک کے اصول کی توضیح کیجیے۔</p> <p>3- تجزیہ سے ترکیب تک کے اصول کو مثالوں سے واضح کیجیے۔</p>

6.4 خلاصہ کلام

تدریس کو بہتر اور معیاری بنانے میں تدریسی اصولوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے نفسیاتی ترتیب کے ساتھ بچوں میں سیکھنے کے تئیں دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور ان میں تھکن کا احساس نہیں ہوتا۔ تدریسی اصولوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا تدریس کے عام اصول اور دوسرا تدریس کے اقدامی اصول۔ درس و تدریس کے عمل میں دونوں تدریسی اصولوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ ان تدریسی اصولوں کے ذریعے ہم تدریسی عمل کو بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں۔

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- طلباء تک اپنی بات پہنچانے کے لیے معلم تدریس کے دو اصولوں کا سہارا لیتا ہے۔ (1) تدریس کے عام اصول (2) تدریس کے اقدامی اصول
- تدریس کے عام اصول میں (1) آمادگی کا اصول (2) انتخاب کا اصول (3) زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے کا اصول (4) خود سے کر کے سیکھنے کا اصول (5) تقسیم کا اصول (6) اعادہ کا اصول وغیرہ شامل ہیں۔
- آمادگی کے اصول سے مراد یہ ہے کہ سبق شروع کرنے سے پہلے طلباء میں آمادگی پیدا کی جائے اور ان کے شوق اور تجسس کو ابھارا جائے ورنہ وہ تدریس کا اثر قبول نہیں کریں گے۔
- موضوع کا انتخاب طلباء کے نفسیاتی تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے کیا جائے۔ اگر ان کی دلچسپیوں اور خواہشات کا خیال نہیں کیا گیا تو وہ تدریس موثر ثابت نہیں ہوگی۔
- جو کچھ بھی پڑھایا جائے وہ طلباء کی سابقہ معلومات، روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو ان کے تجربات و مشاہدات اور سماجی و فطری معلومات سے مربوط کر کے پیش کرے۔ اس طرح طلباء کو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی اور ذہنوں میں محفوظ ہو جائے گی۔
- طلباء کو خود کر کے سیکھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے۔ اس سے ان کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔
- سبق کے اختتام پر اعادہ کے اصول یعنی سوال و جواب، الفاظ کے معنی، سبق کا خلاصہ وغیرہ طلباء سے کرایا جائے تاکہ سبق ان کے ذہن نشین ہو جائے۔
- اصول تدریس کا دوسرا طریقہ استقرائی اصولوں پر مبنی ہے۔ جس میں آسان پہلوؤں کو پہلے بیان کیا جاتا ہے تاکہ طلباء کا ذہن اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔
- جو چیزیں طلباء کو معلوم ہوتی ہیں اس سے نامعلوم کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- کل بیان کر کے جز سے مربوط کیا جاتا ہے۔
- خاص سے عام کی طرف کے اصول میں ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے
- حال کی مثالوں سے ماضی یا مستقبل کے بارے میں جاننا براہ راست سے بالواسطہ کا اصول کہا جاتا ہے۔
- فطرت کی پیروی کا اصول روسو کے بنائے ہوئے اصولوں سے لیا گیا ہے جس میں بچوں کی جسمانی نشوونما کے مطابق تعلیمی نصاب تیار کیا جاتا ہے۔
- تجرباتی علم قابل تصدیق ہے جبکہ عقلی علم منطق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ اس اصول میں استاد طلبہ کو تجرباتی علم پہلے سکھاتا ہے پھر عقلی تصورات کی جانب بڑھتا ہے۔

6.6 فرہنگ

آمادگی	تیاری، مستعدی۔ تعلیم و تربیت میں آمادگی کے اصول سے مراد کلاس میں استاد و شاگرد کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ رہنا چاہیے تاکہ کلاس کو منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے چلایا جاسکے
Learning by Doing	اس کے معنی خود سے کر کے سیکھنے کے ہیں۔ اس نظریہ کو امریکی فلسفی جان ڈیوی نے پیش کیا تھا۔ یہ متعلم مرکز طریقہ تدریس ہے جس میں طلباء خود کر کے سیکھتے ہیں۔
زرخیز	سرسبز، شاداب، اپجاء، پیداواری صلاحیت رکھنے والا
بلند خوانی	کسی بھی چیز یا متن کو بلند یا تیز آواز سے پڑھنا (Loud reading)
تفیدی سوچ	Critical Thinking
فعال	Active، بہت زیادہ کام کرنے والا
گوش گزار کرنا	(محاوہ) سنانا، بتانا، مطلع کرنا، شناسا کرنا، آگاہ کرنا
انحصار	Depend، منحصر ہونا

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- تفہیمی سوالات کیوں پوچھے جاتے ہیں؟

(a) سبق کا اعادہ کرانے کے لیے (b) سبق کے اہم نکات کو ذہن نشین کرانے کے لیے

(c) یہ اندازہ لگانے کے لیے کہ طلباء نے سبق کو کس حد تک سمجھا ہے (d) ان میں سے سبھی

2- بلند خوانی کی کیا اہمیت ہے؟

(a) اس سے طلباء کا تلفظ درست ہوتا ہے۔ (b) جو طلباء پڑھنے سے کتراتے ہیں ان کی جھجک دور ہوتی ہے۔

(c) طلباء میں توجہ کے ساتھ سننے کی عادت کا فروغ ہوتا ہے (d) ان میں سے سبھی

3- خود کر کے سیکھنے کے اصول کا بانی ہے؟

(a) ماریہ مونٹیسری (b) فریڈریک فروبیل (c) جان ڈیوی (d) تھارنڈائلک

4- طلباء کو سابقہ علم کی بنیاد پر نئے علم سے جوڑنا یا واقف کرانا کس اصول کے تحت آتا ہے؟

(a) آسان سے مشکل کی طرف (b) معلوم سے نامعلوم کی طرف (c) کل سے جز کی طرف (d) خاص سے عام کی طرف

5- کس اصول کے مطابق بچوں کو ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے؟

(a) استخراجی طریقہ تدریس (b) استقرائی طریقہ تدریس

(c) گیسٹالٹ تھیوری (d) ان میں سے کوئی نہیں

6۔ کس اصول تدریس کے تحت پہلے ٹھوس خیالات کو پیش کیا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ لطیف خیالات کی طرف بڑھا جاتا ہے؟

(a) براہ راست سے بالواسطہ (b) تجزیہ سے ترکیب (c) نفسیاتی سے منطقی (d) مادی سے غیر مادی

7۔ تدریسی اصول کا استعمال کیا جاتا ہے؟

(a) تدریس کے ذریعے سیکھنے کے حالات پیدا کرنے کے لیے (b) تدریسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے

(c) سیکھنے کی تمام سطحوں میں، یادداشت، فہم اور سوچ کی سطح (d) ان میں سے سبھی

8۔ تدریس کا عام اصول ہے؟

(a) زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے کا اصول (b) خود کر کے سیکھنے کا اصول

(c) (a) اور (b) (d) کوئی نہیں

9۔ موضوع کو پیش کرتے وقت خیال رکھا جاتا ہے؟

(a) طلباء کی عمر کا (b) طلباء کی دلچسپی کا (c) طلباء کی قوت ادراک کا (d) تمام

10۔ خود کر کے سیکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

(a) اس طریقے میں استاد زیادہ متحرک ہوتا ہے۔ (b) اس میں طلباء کو سیکھنے کا موقع کم ملتا ہے۔

(c) اس طریقے سے سیکھنا طلباء کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ (d) جب خود کر کے سیکھتے ہیں تو کبھی بھولتے نہیں اور ذہنوں

میں ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔

معروضی سوالوں کے جوابات:

B (v) B (iv) C (iii) D (ii) D (i)

D (x) D (ix) C (viii) D (vii) D (vi)

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ آمادگی کے اصول پر مختصر نوٹ لکھیے۔

2۔ انتخاب کے اصول سے کی وضاحت کیجیے۔

3۔ خود کر کے سیکھنے کا اصول "کے کیا فائدے ہیں، بیان کیجیے۔

4۔ "آسان سے مشکل کی طرف" کے اصول کو مثال کے ذریعہ واضح کیجیے۔

5- "کل سے جز" اور "خاص سے عام" کے اصول پر اظہار خیال کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- اعادہ کے اصول پر مفصل نوٹ لکھیے۔
- 2- تقسیم کے اصول سے آپ کیا سمجھتے ہیں، بیان کیجیے۔
- 3- تدریس کے اقدامی اصول پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

محمد قاسم صدیقی	(1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقے)
افضل حسین	(2) فن تعلیم و تربیت
سید ضیاء الدین علوی	(3) اصول تعلیم
پروفیسر فضل محمد	(4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس
معین الدین احمد	(5) اردو زبان کی تدریس
ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید	(6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی
محمد قمر سلیم	(7) اردو زبان: فن تدریس
محی الدین قادری زور	(8) تدریس اردو
ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان	(9) اردو زبان کی تدریس و فہم
معین الدین	(10) ہم اردو کیسے پڑھائیں
ڈاکٹر ریاض احمد	(11) اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے
ڈاکٹر نجم السحر / ڈاکٹر صابری سعید	(12) تدریس اردو
محی الدین بچھ	(13) طریقہ تعلیم اردو

اکائی 7- تدریس کے طریقہ کار-1*

اکائی کے اجزا

- 7.0 تمہید
- 7.1 مقاصد
- 7.2 تدریس کے طریقہ کار
 - 7.2.1 کھیل کھیل کا طریقہ
 - 7.2.2 کہانی کا طریقہ
 - 7.2.3 اداکاری یا ڈرامائی طریقہ
 - 7.2.4 سوال و جواب کا طریقہ
 - 7.2.5 مونٹیسری طریقہ
 - 7.2.6 ڈالٹن طریقہ
 - 7.2.7 مسئلہ حل کرنے کا طریقہ
- 7.3 خلاصہ
- 7.4 اکتسابی نتائج
- 7.5 فرہنگ
- 7.6 نمونہ امتحانی سوالات
- 7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید

ایک اچھے استاد کو تعلیمی سرگرمیوں کے عمل میں اپنے طالب علموں کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ طالب علم کی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور خواہشات کو جاننا ایک استاد کے لیے اپنی تدریس کو مؤثر بنانے کے لیے زیادہ کارآمد ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے طلباء کے رجحانات اور پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے افکار و نظریات کو زیادہ مؤثر طریقے سے پہنچا سکتا ہے۔ جب استاد تعلیمی و تدریسی امور میں بنیادی

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

چیزوں کا لحاظ رکھے گا تو طالب علم کو نئی معلومات اور علمی آداب سے مزین کرے گا، تعلیمی مراحل کی تسہیل کرے گا، اور معاشرتی زندگی میں تعلیمی و تربیتی مراحل کو عام کرے گا تو یقیناً یہ استاذ ایک حقیقی مربی اور مخلص معلم ہوگا۔ کیونکہ تعلیم اور علم کی تعمیر میں تبدیلی کے لیے ضروری بنیاد فراہم کرنا اور سیکھنے والوں کی دلچسپی اور حوصلہ افزائی ایک سازگار تعلق قائم کیے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس اکائی میں تدریس کے طریقہ کار اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کے مطالعہ سے طلباء تدریسی امور سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

7.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعے کے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- تدریس کے مختلف طریقہ کار اپنے کمرہ جماعت میں اطلاق کر سکیں۔
- کھیل کھیل کے طریقہ تدریس کو بیان کر سکیں۔
- تدریس کے مختلف طریقہ کار جیسے کہانی کے ذریعہ تدریس کی اہمیت کو بیان کر سکیں۔
- سوال و جواب طریقہ کار کی وضاحت کر سکیں۔
- مونٹیسری و ڈالٹن طریقہ تدریس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کر سکیں۔
- طریقہ تدریس میں مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی اہمیت و افادیت کو بیان کر سکیں۔

7.2 تدریس کے طریقہ کار

تدریسی طریقہ کار میں سب سے اہم چیز معلم کے لیے یہ ہے کہ موضوع اور طریقہ تدریس کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کرے تاکہ سکھانے کا مقصد واضح ہو۔ درحقیقت تدریس کے دوران درج ذیل تین باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔

- 1۔ پڑھانے کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔
 - 2۔ تدریس کا طریقہ مقصد کے مطابق ہونا چاہیے یعنی جو سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔
 - 3۔ تصورات کو اس طریقہ سے پیش کیا جانا چاہیے جو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق ہو۔ لہذا، استاد کو یاد رکھنا چاہیے کہ بچوں کو کیا پڑھایا جائے اور تدریس سے متعلق کون سا طریقہ ہدف اور مقصد کی بنیاد پر اختیار کیا جائے ورنہ اس کے بغیر تدریس نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔
- طریقہ تدریس تعلیمی سرگرمیوں کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو طلباء کو سیکھنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ مفاہیم کو سمجھانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کلاس روم میں ایک استاد مختلف موضوعات کو پڑھانے اور سکھانے کے لیے مختلف طریقے

استعمال کر سکتا ہے۔ طریقہ تدریس کا انتخاب موضوع، دستیاب سہولیات اور طلبہ کی سطح سمجھ کے مطابق کیا جانا چاہیے۔ اساتذہ کی ایک اہم مہارت ہر کلاس میں پڑھانے کے لیے صحیح طریقہ کا انتخاب کرنا ہے۔ ایک بہترین اور موثر طریقہ تدریس میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1- تعامل برقرار کرنا: پہلی خصوصیت کلاس میں استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کا پایا جانا ہے۔ دوران تعلیم آپ کا سابقہ ایسے اساتذہ سے بھی ہوا ہو گا جہاں استاد صرف گفتگو کرتے تھے، طلباء کو خاموش بیٹھ کر صرف ان کی باتیں سننی اور کتابیں پڑھنی پڑتی تھیں۔ استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کا فقدان علم کا قاتل ہے۔ تحقیق کے مطابق، طالب علم کسی بھی عمر کا ہو اسے اپنے استاد کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے اس کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

2- کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا: دوسری بہت اہم چیز کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا ہے۔ مثال کے طور پر، کلاس میں داخل ہونے سے پہلے، ایک استاد کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس موضوع پر بات کرے گا۔ بد قسمتی سے، بعض صورتوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ استاد بغیر کسی مقصد کے کلاس میں داخل ہوتا ہے اور کتاب کا ایک حصہ پڑھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے طلباء الجھ جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں استاد کے پاس خود تدریس کے لیے کوئی واضح اور مکمل منصوبہ نہیں ہو گا۔ لہذا، ایک اچھے طریقہ تدریس میں، پہلے سے متعین اہداف ہونے چاہئیں۔

3- سیکھنے کے لیے کافی وقت اور مواقع پیدا کرنا: تیسری اور آخری چیز سیکھنے کے لیے کافی وقت اور مواقع پیدا کرنا ہے۔ سیکھنے کے لیے طلباء کے ذہنوں کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس تجزیے کے لیے کافی وقت نہیں ہے تو یقیناً سیکھنے میں بڑی رکاوٹیں آئیں گی۔ ایک پیشہ ور استاد موضوعات کو پڑھانے میں جلدی نہیں کرتا اور طالب علم کو مطلوبہ مواد کا تجزیہ کرنے دیتا ہے۔ سبق کے بارے میں اہم اور کئی سوالات تیار کرنا سبق کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں اہم چیزوں میں سے ایک ہے۔ سیکھنے کے لیے کافی وقت کا ہونا ضروری ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے تربیت اچھی طرح سے نہیں ہو پاتی۔ ذیل میں تدریس کے مختلف طریقہ کار کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

7.2.1 کھیل کھیل کا طریقہ

چھوٹے بچوں کو کھیل کے ذریعہ تعلیم دینے کا طریقہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس طریقہ کو Kindergarten کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس کا موجد Froebel تھا، جو 1783ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس طریقہ تدریس میں کھیل کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اور تعلیم کا مقصد ثانوی ہوتا ہے۔ چونکہ بچپن میں باقاعدہ رسمی تعلیم کا بوجھ اٹھانا بچوں کے لیے بھاری ہوتا ہے لہذا کھیل کھیل میں بچوں کو سکھانے کے ساتھ ہی صحت کا ضامن، نشوونما میں معاون اور تدریس کا بہتر موقع فراہم کرتا ہے۔ کھیل سے بچوں کو خوشی کے ساتھ جسمانی و ذہنی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

بچوں کو درس و تدریس کی طرف راغب کرنے میں کھیل کھیل کا طریقہ تدریس بہت اہم ہے۔ کھیل جہاں تفریح کا ذریعہ ہے وہیں اس کا ایک تعلیمی اور تعمیری پہلو بھی ہے اور بعض صورتوں میں اس کھیل میں بچوں کی شمولیت کتاب پڑھنے سے زیادہ ہوتی ہے۔ تعلیمی کھیلوں سے بچوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ نئے ذہنی تصورات اور زیادہ سے زیادہ بہتر مہارتوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ وہ کھیل کی مدد سے مفید تجربات

حاصل کرتے ہیں۔ کھیل کے دوران، سیکھنے کا مواد بغیر دباؤ اور اپنی مرضی سے سیکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تعلیم و تربیت سے وابستہ بعض ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ بچے کو کوئی بھی مضمون کھیل کھیل کے ذریعہ ہی پڑھایا جانا چاہیے اور بنیادی طور پر پرائمری اسکول کے درسی اوقات کو تخلیقی اور معلوماتی کھیلوں کے اوقات میں بدل دینا ہی بہتر ہے۔

اسکول کا ماحول ایسا ہونا چاہیے کہ بچے خود کو آزاد محسوس کریں اور بغیر کسی دباؤ کے اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں۔ کھیل کے ذریعہ بچوں میں تجسس اور کھوج کا مادہ پیدا ہوتا ہے جس سے تدریس کو موثر اور لطف اندوز بنایا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں بچوں کے لیے کوئی باقاعدہ نصاب نہیں ہوتا لیکن مختلف قسم کے کھلونوں کے ذریعہ بچوں کی ذہنی تربیت میں مدد دیتے ہیں۔ ان وسائل سے بچوں کو عملی میدان میں خاموشی سے سننے کے بجائے سیکھنے کے عمل میں حصہ دار بنایا جاتا ہے۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کے اصول:

• Play way کا طریقہ Activity Based Learning پر مبنی ہے۔ یہ تخلیقی مہارت اور اظہار خودی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

- یہ نظام زندگی پر مبنی ہے۔ اسکول بچوں کے لیے دوسرے گھر کے طور پر کام کرتا ہے۔
- تعلیم کا طریقہ غیر رسمی، فطری اور بچوں کی ضروریات اور دلچسپیوں کے مطابق ہوتا ہے۔
- سیکھنے کے تمام تجربات بغیر کسی پابندی کے کھلے اور آزاد ماحول میں انجام پاتے ہیں۔
- یہ بچوں اور اساتذہ کے درمیان فاصلے کو کم کرتا ہے۔
- سیکھنے کا موزوں و مناسب ماحول پیدا کرتا ہے۔
- یادداشت کی مہارت کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔
- تمام بچوں کو حصہ لینے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

لہذا، استاد کو ابتدائی مرحلے میں ہی ہر بچے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہوگی اور کلاس روم میں اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کے عملی طریقہ کار:

ذیل میں ان چند کھیلوں اور آلات کو بیان کیا جا رہا ہے جو بچوں کے اظہار خیال، زبانی ذہانت اور بات چیت کی مہارت میں مدد کر سکتے

ہیں:

1. اندازہ گیری و گمان کا کھیل:- یہ کھیل بچوں کا اپنی صلاحیت کی مدد سے اشیا کو چھو کر اس کے بارے میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس کھیل کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو ایک ڈبہ تیار کرنا ہوتا ہے اور اس کے دونوں طرف اپنے ہاتھ کے سائز کے سوراخ کرنے ہوتے ہیں۔ باکس میں ایک چیز ڈالیں (اس طرح کہ بچہ اسے دیکھ نہیں سکتا اور صرف محسوس کر سکتا ہے) اس کے بعد بچوں کو باری باری اس چیز کو چھونے اور محسوس کرنے کے بعد

اس کے بارے میں اپنے احساس و گمان کو بیان کرنے کو کہیں۔ یہ کھیل زبانی ذہانت اور طلبہ کی اظہار کی تکنیک کو مضبوط بنانے میں بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

2. متعلق الفاظ بتانے کا کھیل:- اس کھیل میں، مثال کے طور پر، ہم تین الفاظ لکھ سکتے ہیں اور بچوں سے چوتھے لفظ کا اندازہ لگانے کو کہہ سکتے ہیں اور وہ چوتھا لفظ پچھلے الفاظ سے متعلق ہو۔ مثال کے طور پر ہم "باغ، مٹی، پھل، اور چوتھا لفظ اسی سے متعلق بچوں سے بتانے کو کہیں۔ اسی طرح یہ الفاظ: گلاس، برتن، گھر، وغیرہ۔ یہ کھیل بچوں کی اصلاحی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

3. الفاظ کے ذریعہ کہانی سننے کا کھیل:- اس کھیل میں استاد بچے کو تین سے چار الفاظ دیتے ہیں اور اسے استعمال کرتے ہوئے کہانی بنانے کو کہتے ہیں۔ جیسے گھر، مدرسہ، کتاب۔ بچوں کی عمر کے حساب سے مشکل الفاظ کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

4. اجتماعی کہانی بنانے کا کھیل:- یہ کھیل بچوں کے گروہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور بڑوں کے لیے بھی پرکشش ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پانچ افراد کے گروپ میں پہلا شخص کوئی لفظ یا چھوٹا جملہ کہتا ہے، دوسرا شخص اس میں دوسرا جملہ جوڑتا ہے۔ تیسرا فرد دوسرے فرد کے جملے میں چوتھے اور پانچویں شخص تک ایک اور جملہ جوڑتا ہے اور پہلے شخص کو دو گنا کرتا ہے؛ یہ کہانی اس وقت تک جاری رہ سکتی ہے جب تک کہ کوئی ایک کھلاڑی کہانی کو الجھانہ دے اور جملے کو صحیح طریقے سے یاد نہ کر سکے۔

5. نظم بنانے کا کھیل:- یہ طریقہ بچے کی زبانی ذہانت کو بھی کافی حد تک فروغ دیتا ہے۔ اس کھیل میں بچے سے اس کے سننے ہوئے چند الفاظ سے ایک سر اور تال پر مبنی نظم بنانے کو کہیں۔ اس سے بچے کو شاعری اور اس کے وزن کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

6. ڈرامائی کردار ادا کرنے کا کھیل:- اس کھیل میں کئی بچوں سے مختلف کردار ادا کرنے کے لیے کہیں اور ان کو چند منٹ کا وقت دیں، مثال کے طور پر، آپ بچوں میں سے ایک کو استاد، دوسرے کو طالب علم، مینیجر وغیرہ کا کردار ادا کرنے کے لیے کہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے کو کہیں۔ یہ کھیل انہیں مختلف کرداروں اور حالات کی بہتر تفہیم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

8. الفاظ کو درست کرنے کا کھیل:- الفاظ کو درست کرنے اور لفظ میں اضافی حروف کی پہچان کرنے کے لیے ایک بہت ہی دلچسپ کھیل ہے۔ "بلیک بورڈ پر چند الفاظ لکھیں اور ان کی جے (Spelling) میں کمی یا زیادتی کر دیں اس کے بعد بچوں سے باری باری صحیح لفظ بتانے کو کہیں۔

9. تصویروں کے ساتھ کہانی سننے کا کھیل:- بچوں کو کچھ تصاویر دیں اور ان سے ان تصویروں کو آپس میں جوڑ کر کہانی بنانے کو کہیں۔ یہ کھیل اصلاح اور موضوعات کو جوڑنے کی طاقت میں بہت مدد کرتا ہے۔

10. جملے بنانا: استاد کی طرف سے دیے گئے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے جملوں کو ترتیب دینا زبان کا ایک اچھا کھیل ہے۔ جملے بنانے کے کھیل کا طریقہ یہ ہے کہ استاد بورڈ پر کئی الفاظ لکھے۔ اس کے بعد طلبہ سے کہے کہ وہ صرف انہیں الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جملے بنائیں لیکن انہیں جتنی بار چاہیں استعمال کریں۔

11. وضاحتی ڈرائنگ کھیل:- یہ کھیل بچوں کی سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں بہت مدد کرتا ہے اور اسے دو افراد کھیلتے ہیں۔ اس کھیل میں دو بچے ایک دوسرے کے برعکس بیٹھتے ہیں اور ان میں سے ایک کے پاس قلم اور کاغذ ہوتا ہے۔ استاد ایک بچے کو کسی چیز کی تصویر

بنانے کو کہتا ہے لیکن وہ سمجھ نہیں پاتا پھر وہ دوسرے بچے کو سمجھاتا ہے اور کہتا ہے اس چیز کا نام لیے بغیر پہلے طالب علم کی مدد کرے تاکہ وہ اس کی تصویر بنا سکے۔

12. **بحث کا کھیل:** اس کھیل میں آپ سب سے پہلے بچوں کے لیے ایک بحث چھیڑتے ہیں اور پھر ان میں سے حامیوں اور مخالفوں کا ایک گروہ بناتے ہیں۔ پھر آپ مخالفین اور حامیوں سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے اپنی وجوہات بیان کریں اور ایک دوسرے سے بحث کریں۔ یہ کھیل زبانی ذہانت اور زبانی مہارت کو بہتر بنا سکتا ہے۔ اس سے بچوں پر اچھا اثر ہوتا ہے۔

13. **کھوئے ہوئے الفاظ کا کھیل:** اس کھیل میں آپ کو بچوں کو ایک جملہ دینا ہے اور جملے میں سے ایک لفظ نکال دینا ہے اور بچوں سے گمشدہ لفظ تلاش کرنے کو کہنا ہے۔

14. **متبادل لفظ کا کھیل:** اس کھیل میں آپ بچے کو ایک لفظ دیتے ہیں اور اسے اس سے ملتے جلتے الفاظ تلاش کرنے اور ایک ہی معنی رکھنے اور ان کی جگہ لینے کو کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، لفظ "اہم" کے بجائے کون سا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

15. **لفظ بنانے والا کھیل:** اس کھیل میں بچوں کو کچھ مختلف حروف دیے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ ان کو با معنی الفاظ بنانے کے لیے استعمال کریں، مثال کے طور پر، ہم بچے کو حروف: A, B, D, G, T, M, وغیرہ دیتے ہیں اور وہ ایسے الفاظ بنا سکتا ہے جیسے: Bag, Tab, Mat, Bad, Tag وغیرہ۔

16. **تیز بات کرنے والا کھیل:** اس کھیل میں بچوں سے کہیں کہ وہ اپنے ارد گرد کسی چیز کا انتخاب کریں اور اس کے بارے میں ایک منٹ میں تیز رفتاری سے بات کریں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ مکمل طور پر درست ہوں، اہم بات یہ ہے کہ وہ الفاظ کو تیزی سے جوڑتے ہوئے استعمال کریں۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- کھیلتا بچوں کے لیے ایک فطری عمل ہے۔ کھیل میں بچہ فعال طور پر شامل ہوتا ہے۔ جس سے اس کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

- نہ صرف بچوں کی علمی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے بلکہ ان کی علمی سطح کو پروان چڑھاتا ہے۔

- بچوں کے اندر نظم و ضبط کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔

- بچے کو اپنے اساتذہ سے زیادہ مؤثر طریقے سے رابطہ قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

- بچوں کی (علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذباتی اور جمالیاتی) مجموعی ترقی کو بڑھاتا ہے۔

- بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ ابتدائی سے اپنی مدد آپ کرنا سیکھتے ہیں۔

- بچے بغیر کسی طرح کا بار محسوس کیے ہوئے کھیل کھیل میں پوری دلچسپی اور انہماک سے متعدد باتیں سیکھ لیتے ہیں۔

کھیل کھیل کے طریقے کے نقصانات:

- اس طریقہ تدریس میں جہاں بہت سی خوبیاں اور فوائد پائے جاتے ہیں وہیں چند نقصانات بھی ہیں جیسے۔۔۔
- یہ طریقہ صرف پری پرائمری اور پرائمری سطح کے طلباء کے لیے زیادہ موزوں ہے۔
- اس طریقے میں تمام مضامین کے مواد اور تصورات کو متعارف نہیں کرایا جاسکتا۔
- بہت کم بچے play way method کے ذریعے سیکھنے کے بجائے game کھیلنے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔
- تعلیم کے مصارف بہت بڑھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے صرف امیروں کے بچے اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- اجتماعیت پر بہت زیادہ زور دینے کی وجہ سے بچوں کی انفرادیت مجروح ہونے لگتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں	
1-	کھیل کھیل طریقہ سے کیا مراد ہے۔
2-	کھیل کھیل طریقہ کی خوبیوں و خامیوں کی بیان کیجیے۔

7.2.2 کہانی کا طریقہ

قصہ گوئی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہیں جتنی انسانی تاریخ۔ کہانی پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا موثر طریقہ ہے۔ کہانی سنانا ماضی بعید سے پڑھانے اور سیکھنے کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ قصہ گوئی یا کہانی سنانا ایک ایسا فن ہے جس میں الفاظ، تصویر اور آواز کے ذریعے ایک حقیقی یا افسانوی واقعہ کی تصویر کشی یا عکاسی کی جاتی ہے۔ کچھ کہانیاں صرف تفریحی مقاصد کے لیے ہوتی ہیں جبکہ اکثر کہانیاں سبق آموز ہوتی ہیں اور اخلاقی قدریں بیان کرتی ہیں۔

تدریس کے طریقوں میں سے ایک اہم اور موثر طریقہ تدریس کہانی سنانا تدریس کرنا ہے۔ جس کا خاص مقصد یہ ہے کہ کہانی کے ذریعہ طلباء کے سامنے تعلیمی نظریات پیش کیے جائیں۔ بروس کارموڈی، کینیڈا کے ایک مشہور قصہ گو اور ریٹائرڈ ماہر تعلیم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دوسرے فوائد کے علاوہ قصہ گوئی بچوں میں تنقیدی سوچ اور تخیل (Imagine) کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ بچہ جب کہانی سنتا ہے تو اسے پڑھنے میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور اس کا تخیل اس کی مدد کرتا ہے۔ جب ہم کلاس میں کہانی سنانے کا طریقہ استعمال کرتے ہیں تو اس کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ جب ہم بچوں کو کہانی کی صورت میں سبق سناتے ہیں تو بچوں کی پڑھائی میں اضافہ ہوتا ہے اور سبق میں ان کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ کہانی سنانے سے کلاس کا ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔ کہانیاں سنانے کے درمیان، ہم بچوں کے ساتھ بات چیت کر سکتے ہیں، جب ہم سبق کے وسط میں پہنچیں تو بچوں سے کہانی کے اختتام کا اندازہ لگانے کو کہیں اور کہانی کے آخر میں ان سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کو کہیں۔ اس طریقہ تدریس کے درج ذیل فوائد ہیں:

1۔ الفاظ، اصطلاحات سے واقفیت

- 2- تجسس کی منتقلی
- 3- تصورات کی منتقلی
- 4- تخلیقی صلاحیتوں اور تخیل کی نشوونما
- 5- طرز عمل میں تبدیلی
- 6- سماجی عنصر

اگر بچے کہانی کے دوران اور یقینی طور پر کہانی سنانے سے پہلے متحرک ہوں تو اگر ہم ان سے کہانی کے بعد سوالات و جوابات میں حصہ لینے اور کہانی اور کہانی سنانے والے کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے کہیں، تو ان کی توجہ اور سننے کی صلاحیت کو تقویت ملے گی۔ اس کے علاوہ، ان کے لیے ایک میدان فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے اور اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے طریقوں پر عمل کریں۔ یہ طریقہ خاص طور پر شرمیلے اور الگ تھلگ رہنے والے بچوں کے لیے بہت کارآمد ہے۔

کہانی سنانے کے طریقہ کار کے مراحل: (1) اہداف معین کرنا (2) کہانی کی قسم کا انتخاب (3) کہانی بنانا (4) طریقہ کار کو نافذ کرنا (5) اختتام مندرجہ بالا طریقہ کار سے آپ طلباء کی توجہ بہتر طور پر اپنی طرف مبذول کر سکتے ہیں۔ طلباء مواد سے زیادہ دلچسپی لیں گے۔ ان کے جذبات کو متحرک کرنے میں مدد ملے گی۔ تدریسی مواد زیادہ مطلوبہ اور پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ طلباء کے ساتھ مخلصانہ تعلق قائم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں آپ کا پیغام زیادہ واضح طور پر سنا جائے گا۔ اس طریقہ تدریس سے جو اخلاقی و علمی پیغام یاد کریں گے وہ ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

کہانی کے طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- یہ کلاس میں خاموشی کو ختم کر کے خوشگوار ماحول پیدا کرتا ہے۔ یہ طریقہ تعلیمی سال کے آغاز یا کسی تدریسی سیشن کے آغاز کے لیے بہت موزوں ہے۔
- یہ دوسرے تدریسی طریقوں سے آسان اور زیادہ موثر ہے۔
- اس سے استاد و شاگرد کے درمیان قربت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ طالب علم نے عموماً اپنے قریبی لوگوں سے کہانی سنی ہے۔
- طلباء کو مطالعہ کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔
- طالب علم کہانیوں سے سیکھتا ہے کہ حقیقی زندگی میں اگر اس طرح کا واقعہ پیش آجائے تو کس طرح مناسب رویہ اور رد عمل ظاہر کرے۔
- کہانی سننے، دہرانے اور یہاں تک کہ سوچنے کے نتیجے میں، طالب علم پیغامات اور اقدار کو جذب کر سکتا ہے اور خاندانی، سماجی اور انسانی اقدار کو سیکھ سکتا ہے۔
- بہت سے اسباق کہانیوں سے سمجھائے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ سائنسی اور بظاہر مشکل مسائل۔ مثال کے طور پر خون کی گردش کی کہانی یا عینک میں روشنی کے انعطاف کی کہانی۔

- کہانی سننے سے بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت ہوتی ہے۔
- مشکل اور خشک موضوعات کہانیوں کے سہارے آسان، دلچسپ اور قابل فہم بن جاتے ہیں۔
- سخی، بہادر اور سچے کردار والے اشخاص کے بارے میں کہانی سننے سے بچوں میں یہ صفت پروان چڑھتی ہے۔

کہانی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- ہر استاد کہانی سننے کے فن میں ماہر نہیں ہوتا۔
- کہانی سننے کے لیے ایک صحیح وقت اور جگہ کا ہونا ضروری ہے۔
- ہر استاد کو مؤثر کہانی سننے کی مہارت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے طلبہ بور ہونے لگتے ہیں۔
- کہانی کی بے عملی طلباء کو غیر فعال سامعین بناتی ہے۔
- اسے اعلیٰ سطح پر استعمال کرنا قدرے مشکل ہے۔
- عام طور سے کہانیاں تخیل سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور اس سے بچوں میں ناقابل اعتباری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1- کہانی کا طریقہ تدریس کے کیا فوائد ہیں؟ مختصر طور پر بیان کیجیے۔
2- کہانی طریقہ تدریس کی خوبیوں پر روشنی ڈالیے۔

7.2.3 اداکاری یا ڈرامائی طریقہ

اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس سے مراد وہ خاص ہنر اور مہارت نہیں ہے جس کے لیے سینما ہال یا تھیٹر کی ضرورت ہو بلکہ مضامین اور اسباق کو بہتر طریقے سے سمجھانے کے لیے اس طریقہ تدریس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں طلبہ میں سے کوئی ایک طالب علم یا گروہ کسی موضوع کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے ہیں جو ڈرامے کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں طالب علموں کو اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو بیان کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ مبصرین (طلبہ) کارکردگی اور کردار ادا کرنے والوں کے ساتھ ایک جذباتی تعلق قائم کرتے ہیں اور وہ پرفارمنس کے مراحل کو جوش و خروش سے دیکھتے ہیں اور اسٹیج پر خود کو محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ اس طریقہ کار میں توجہ کا ارتکاز اور جذباتی تعلق زیادہ ہے اس لیے سیکھنا بہتر اور مؤثر طریقے سے انجام پاتا ہے۔ درج ذیل افراد اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس میں حصہ لیتے ہیں۔

- 1- استاد یا پرفارمنس مینیجر:- منصوبہ بندی، ڈرامے کے اجراء کے لیے وسائل فراہم کرنا اور انتظامی امور کی نگرانی کرنا استاد کی ذمہ داری ہے۔ استاد درحقیقت پروگرام کا ڈائریکٹر ہوتا ہے۔

2- اداکار:- اداکار وہ طالب علم ہوتے ہیں جو رضا کارانہ یا منتخب طور پر پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو ڈرامے کے میدان میں تجربہ اور فنی ذوق رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

3- مبصرین:- دوسرے طلباء کو مبصر سمجھا جاتا ہے۔ پروگرام کے دوران یا اختتام پر یہ طلباء ڈرامے کے متعلق تبصرہ، سوال یا گفتگو کر سکتے ہیں۔ کارکردگی کی عمومی تکنیک: اس طریقہ کار میں جو طلباء کلاس میں یا تھیٹر میں اداکاری کرتے ہیں وہ عام طور پر ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں اور ان ہی کے درمیان بات چیت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ڈرامے کے سین کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ تمام طلبہ ایکشن دیکھ سکیں اور اداکار اونچی آواز میں بولیں تاکہ تمام ناظرین ان کی گفتگو سن سکیں۔

اداکاری طریقہ کار کے مراحل: کردار ادا کرنے کے طریقہ کار کے نفاذ میں، عام طور پر درج ذیل اقدامات پر عمل کیا جانا چاہیے:

- 1- موضوع کا تعین کرنا اور اسے ڈرامے کے طور پر لکھنا
- 2- پروگرام کی کارکردگی کے لیے ضروری ساز و سامان فراہم کرنا
- 3- ادا کیے جانے والے کرداروں کا تعین کرنا
- 4- طلباء کو کردار ادا کرنے کے لیے تیار کرنا، جیسے کہ میک اپ کرنا اور مشق کرانا
- 5- طلباء کو پروگرام کے موضوع اور مقصد کے بارے میں ایک مختصر وضاحت دینا
- 6- ڈرامے کا اجرا
- 7- مشمولات اور ڈرامے کو انجام دینے کے طریقے اور اس کے نتائج کا جائزہ لینا

اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- اداکاری کا طریقہ طلباء کی حوصلہ افزائی اور جوش و خروش کے ساتھ کارکردگی کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔
- دیگر طلباء جو مبصر ہیں اداکاروں کے جذبات میں شریک ہوتے ہیں اور خود کو منظر میں محسوس کرتے ہیں۔ اس جذباتی تعلق کا سیکھنے اور جذبات پیدا کرنے پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔
- اس طریقہ کار سے گروہی بحث و مباحثہ کے لیے بنیاد فراہم کرنا ممکن ہے۔
- شرمیلے طلباء کی شرم و حیا کو دور کرنے کا ایک مفید طریقہ ہے۔ استاد کو ایسے طالب علموں کو کارکردگی میں حصہ لینے اور کردار ادا کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ ایسے طلباء کو پہلے سادہ کردار تفویض کیا جانا چاہیے اس لیے کہ اگر انہیں کسی مسئلے کی ذمہ داری سونپی جائے اور وہ اسے اچھی طرح نبھانہ سکیں تو خود کو اور کمزور محسوس کریں گے۔
- یہ طریقہ تدریس تاریخ اور سماجی علوم جیسے مضامین کے لیے موزوں ہے۔

اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- پیچیدہ تعلیمی اہداف کے حصول کے لیے اداکاری کا طریقہ موزوں نہیں ہے۔ کیونکہ مشکل مسائل سے نمٹنے کے لیے بہت زیادہ

تیار یوں اور فنکارانہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے یہ طریقہ آسان اور عمومی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

- یہ طریقہ ایک سنجیدہ تعلیمی طریقہ نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں سینمائی اور فنکارانہ پہلو ہے۔
- اداکاری کے طریقہ کے میں کافی وقت اور سامان کی ضرورت ہوتی ہے جس کا نفاذ وقت طلب ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
<p>1۔ اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی اہمیت بیان کیجیے۔</p> <p>2۔ اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی افادیت بیان کریں۔</p>

7.2.4 سوال و جواب کا طریقہ

اس طریقہ تدریس میں معلم طلبا کو مطالب کو بیان کرنے یا نئے مفہیم کو سمجھنے کے لیے غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ معلم اپنے افکار و نظریات طلبا پر زبردستی نہیں تھوپتا، چونکہ وہ طلبا کے احساسات و تفکرات کو مثل آئینہ کے پروان چڑھاتا ہے لہذا منطقی طریقوں سے طلبا کی فعالیت و ادراک کو ایک جہت عطا کرتا ہے۔ اگر طلبا کسی چیز کا جواب دینے یا تدریسی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو استاد صرف مسائل کی توضیح و تشریح کر کے طلبا کی پریشانی کو دور نہیں کرتا بلکہ وہ طلبا کی ہر ممکنہ مدد کرتا ہے تاکہ وہ خود سے اس مسئلہ کو حل کریں۔ استاد کی حیثیت سے وہ علمی و اخلاقی طور پر فوراً فیصلہ کرنے سے پرہیز کرتا ہے اور طلبا کو اپنے نظریات بیان کرنے کی پوری آزادی دیتا ہے۔ معلم اپنی رائے دینے کے بجائے طلبا کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اپنی فکر و احساس کو تقویت بخشیں۔ اس طریقہ تدریس سے طالب علم کوشش کرتا ہے کہ اپنی ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے معلوم سے نامعلوم کو جاننے کی طرف قدم بڑھائے۔

تدریس کے تمام مراحل میں استاد کی حیثیت ایک رہنما کے جیسی ہوتی ہے وہ براہ راست طلبا کی سرگرمیوں میں دخل اندازی نہیں کرتا۔ وہ طلبا کے مسائل کو حل کرنے میں اپنے حق کا استعمال نہیں کرتا بلکہ وہ طالب علموں کو موقع دیتا ہے کہ وہ آسانی سے اپنے نظریات کو بیان کریں اور ذمہ داری کو قبول کریں۔ تدریسی طریقہ کا خود سے انتخاب کریں اور سیکھیں۔ یہ طریقہ تدریس Carl Rogers کے نظریہ سے ماخوذ ہے اور بعض لوگ اس طریقہ تدریس کو "سقراطی طریقہ تدریس" بھی کہتے ہیں۔ سقراط کا کہنا تھا کہ علم و دانش انسان کی فطرت میں موجود رہتی ہے استاد کا کام بس اتنا ہے کہ وہ ایسے مواقع فراہم کرے کہ اس کی صلاحیت باہر آسکے۔ سقراط کبھی بھی براہ راست کسی بھی ملاقات یا کلاس میں معلومات بیان نہیں کرتا تھا بلکہ پے درپے سوالوں کے ذریعے افراد کو غور و فکر کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ قدم قدم پر رہنمائی کرتا تھا تاکہ خود سے صحیح جواب کو کشف کریں۔

سوال و جواب طریقہ تدریس میں معلم کبھی بھی درسی مطالب و مواد کو براہ راست بیان نہیں کرتا ہے بلکہ منصوبہ بند سوالات قائم کر کے طلبا کی سرگرمی کو نئے مواد اور مفہیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاکہ خود سے نئے مفہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ طریقہ تدریس

بہت ہی موثر ہے لیکن سوالات ایسے ہوں جس سے طالب علم کی توجہ مبذول ہو اور ان کا ذہن حرکت میں آجائے۔ سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔

- 1- سوالات ایسے ہوں کہ جس سے طلباء میں تجسس پیدا ہو اور انہیں ذہنی سرگرمی کرنے پر مجبور کریں۔
 - 2- ذہنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لگاتار سوالات کرتے رہنا۔
 - 3- مسائل کو دریافت کرنے کے لیے رہنمائی کرتے رہنا تاکہ اس کے نتیجے میں تخلیقی صلاحیت اور علم حاصل ہو۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس کا مقصد سوچ، صلاحیتوں اور دلچسپیوں کی شناخت اور حوصلہ افزائی کرنا، استدلال، تشخیص اور فیصلے کی طاقت کو مضبوط کرنا، ماضی کے تجربات اور علم کو استعمال کرنا اور طالب علم میں خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔

سوال و جواب طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- یہ طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔
- یہ طلباء میں دلچسپی پیدا کرنے اور تخلیقی سوچ کو مضبوط کرنے کا باعث بنتا ہے۔
- یہ طلباء کے استدلال اور اظہار کی طاقت کو تقویت دیتا ہے۔
- یہ طالب علموں کو مباحثوں اور تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے۔
- اس سے طلباء میں مطالعہ اور تحقیق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سوال و جواب طریقہ تدریس کی خامیاں:

- یہ طریقہ پر ہجوم کلاسوں کے لیے مناسب و سازگار نہیں ہے۔
- اس طریقہ میں مخصوص اہداف اور بہت زیادہ وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔
- استاد میں مہارت کی کمی کی صورت میں انتشار اور انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔
- یہ تمام کورسز میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1- سوال و جواب طریقہ تدریس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2- سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار کن چیزوں پر ہے؟

7.2.5 مونٹیسری طریقہ تدریس

ماریہ مونٹیسری 1870 عیسوی میں اٹلی کے ایک خوشحال اور پڑھے لکھے خاندان میں پیدا ہوئی۔ انہوں نے منظم طریقے سے تعلیم

حاصل کر 24 سال کی عمر میں روم یونیورسٹی سے میڈیسن ایم۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد انہیں اسی یونیورسٹی میں ذہنی معذور بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس کام کی تکمیل کے دوران ان کی تدریس کے طریقہ کار میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ذہنی معذور بچوں کی پسماندگی کی وجہ ان کے حواس کی کمزوری ہے۔ مونٹیسری نے محسوس کیا کہ اس وقت تعلیم نظام کی ایک بڑی خامی ایک ہی طریقے کے ذریعے تمام طلبہ کو یکساں تعلیم فراہم کرنا تھی۔ ایسی صورت حال میں ذہنی معذور بچوں کا پیچھے رہ جانا فطری امر ہے۔ ایسے طلبہ کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ماریہ مونٹیسری نے ان کی تعلیم کے لیے بہت سے تجربات کیے ان کا تیار کردہ تعلیم و تربیت کا طریقہ مونٹیسری طریقہ کہلاتا ہے۔

مونٹیسری طریقہ استعمال کرتے ہوئے پس ماندہ بچوں نے حیرت انگیز ترقی کی۔ ذہنی معذور بچوں کے معاملے میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مونٹیسری نے عام بچوں کی تعلیم کے لیے بھی یہی طریقہ استعمال کیا۔

مونٹیسری طریقہ کا نفاذ:

ماریہ مونٹیسری نے بچوں کو تین طریقوں سے تربیت دینے کا مشورہ دیا۔

- 1- عملی زندگی کے کاموں کی مشق (ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناخن صاف کرنا، کپڑے پہننا اور بدلنا، بال بنانا)
- 2- حسی تربیتی کام۔ لکڑی کے ٹکڑوں میں چوڑائی اونچائی یا دونوں میں فرق کرنا، بلاکس، مختلف سائز کی سلاخیں، مختلف اشکال میں کھینچی جانے والی شکلیں۔

لمس (Touch) کی سمجھ کے لیے ایک انتہائی ہموار سطح اور دوسری کھردری سطح۔

قوت سماعت کے لیے مختلف اشیاء کے ساتھ ساؤنڈ بک (Sound Book) دیے جاسکتے ہیں۔

رنگوں کے علم کے لیے مختلف رنگوں میں رنگا ہوا لون دیا جائے۔

- 3- تعلیم سے متعلق کام: مونٹیسری طریقے میں پہلے لکھنا اور پڑھنا بعد میں سکھایا جاتا ہے۔ ان کے مطابق پڑھنے کا تعلق ذہنی نشوونما سے ہے جب کہ لکھنے کے لیے صرف نقل کی ضرورت ہوتی ہے جو بچوں کے لیے آسان ہے۔

(i) قلم پکڑنے کی مشق کرنا

(ii) حروف کی شکل کو سمجھنا

(iii) حروف کے درمیان فرق کرنے کے قابل ہونا

ماریہ مونٹیسری طریقہ کی خصوصیات:

- 1- مونٹیسری کی تعلیم کا طریقہ سائنسی طریقے پر مبنی ہیں۔ مونٹیسری نے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر یہ طریقہ اختیار کیا۔
- 2- روسو، Pestology اور Frobel کی طرح مونٹیسری بھی طلبہ کی مکمل آزادی کی حمایت کرتی ہیں۔ ان کے مطابق ایک صحت مند شخصیت آزاد ماحول میں ہی پروان چڑھ سکتی ہے۔ مونٹیسری کا طریقہ انفرادی ہے۔

- 3- مونٹیسری کی تجویز کردہ حواس کی تعلیم نفسیاتی اصول سے ہم آہنگ ہے۔
- 4- مونٹیسری کے لکھنے اور پڑھنے کے طریقے بالکل نئے ہیں۔ پہلی بار ایک ماہر تعلیم نے تحریری تدریس کے عمل میں پٹھوں کے توازن پر زور دیا۔
- 5- بچوں کو مکمل آزادی ہے اور استاد ان کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا اس لیے نظم و ضبط کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
- 6- اس نظام میں ذہنی نشوونما کے ساتھ جسمانی نشوونما کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

مونٹیسری طریقے کی خوبیاں:

- یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے بہت موزوں ہے۔
- بچے اشیاء کے استعمال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔
- اس طریقہ کار میں شخصیت کی مکمل نشوونما پر توجہ دی جاتی ہے۔
- مونٹیسری کا طریقہ سائنسی ہے یہ تجربے اور مشاہدے پر زور دیتا ہے۔
- اس طریقے میں حواس کی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ دماغ کی نشوونما حواس سے ہوتی ہے۔
- مونٹیسری طریقہ فرد کی عظمت پر یقین رکھتا ہے۔
- اس کا لکھنے کا طریقہ سیکھنے والے کی ترقی کے انداز کے مطابق ہے۔
- طلباء کھیل کو بہت پسند کرتے ہیں مونٹیسری طریقہ میں کھیل کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے۔
- نظم و ضبط کے بارے میں اس کا خیال بہترین ہے۔ ان کے مطابق نظم و ضبط باہر سے نہیں لایا جاتا بلکہ اندر سے پیدا کیا جاتا ہے۔
- آلات کے ذریعے تعلیم دینے کا خیال قابل تعریف ہے۔

مونٹیسری طریقے کی خامیاں:

- اس طریقے میں آزادی ہے لیکن ایک وقت میں ایک آلہ دے کر سیکھنے والے کی آزادی کو محدود کر دیا جاتا ہے۔
- یہ طریقہ زیادہ مہنگا ہے اس لیے غریب معاشرے میں اسے نافذ کرنا مشکل ہے۔
- اس طریقہ کار میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔
- اس طریقے سے سیکھنے والے کو کچھ ایسے کام کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں جو اس کی حالت کے لیے موزوں نہیں کہا جاسکتا۔
- بچوں کے اپنے طور پر سیکھنے کا مونٹیسری کا نظریہ بہترین ہے لیکن اس کا اطلاق تمام مضامین پر نہیں ہو سکتا نیز اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔
- اس نظام میں تخیلاتی کھیلوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کھیل صرف کھیل کے لیے ہو گا تو کھیلا جائے گا ورنہ کام ہو جائے گا۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1- مونٹیسری طریقہ تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، بیان کیجیے۔

2- مونٹیسری طریقہ کے خوبیوں کی نشاندہی کیجیے۔

7.2.6 ڈالٹن طریقہ تدریس

ڈالٹن طریقہ تعلیم کے جدید طریقوں میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ تعلیم کے اس نئے طریقے کو امریکہ کی مس ہیلن پارک ہرسٹ (Helen Parkhurst) نے جنم دیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے پہلے امریکہ کے شہر ڈالٹن میں استعمال کیا گیا تھا۔ اس لیے اس طریقے کو ڈالٹن طریقہ کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کا پہلا اسکول 1920 میں قائم کیا گیا تھا۔ ڈالٹن اور مونٹیسری کے طریقوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے کیونکہ مونٹیسری طریقہ کی طرح ڈالٹن کا طریقہ بھی بچوں میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات پر مخصوص زور دیتا ہے۔ ڈالٹن طریقہ 11، 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے بہت مفید اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔

اس طریقے کو لیبارٹری طریقہ بھی کہا جاتا ہے اس طریقے سے تعلیم دینے والے اسکولوں میں ہر مضمون کے لیے لیبارٹریز ہیں۔ ان میں مختلف مضامین کے اساتذہ ہیں اور بچوں کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بچوں کی دلچسپیوں اور خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کو ایک ہفتہ یا ایک ماہ کا کام دیا جاتا ہے۔ جب بچہ اپنا کام مکمل کر لیتا ہے تو اسے مزید کام دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس نظام میں فن کی تعلیم اور انفرادی تدریس کا انتظام ہے اور بچے کی آزادی کا بھی پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

اس طرح ڈالٹن کا مطلب ہے وہ طریقہ جس میں بچوں کو مناسب لیبارٹریز میں مقررہ وقت میں اپنی دلچسپیوں اور خواہشات کے مطابق کام مکمل کر کے ذمہ دارانہ اور مناسب طریقے سے اپنی شخصیت کی نشوونما کا موقع ملتا ہے۔

ڈالٹن طریقہ تعلیم کا مقصد

اس طریقے کا مقصد بچوں کو عام کلاس میں پائے جانے والے حالات سے بالکل مختلف حالتوں میں رکھ کر ایک نئی قسم کی تعلیمی معاشرے کو جنم دینا ہے اور معاشرے میں بہتری لانا ہے۔

ڈالٹن کے طریقہ کار کے اصول

- (1) بچوں پر مرکوز تعلیم
- (2) خود تعلیم کا اصول
- (3) مکمل آزادی
- (4) بڑے بیٹے پر تعلیم
- (5) استاد بطور رہنما/سہولت کار
- (6) انفرادی اختلافات پر توجہ

ڈالٹن طریقہ تعلیم کی خوبیاں:

- ڈالٹن طریقہ تعلیم میں طلبہ کی صلاحیت کے مطابق ترقی کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

- اس میں طلبہ کے کام کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔
- اس طریقہ کار میں طلبہ کو مضامین کے انتخاب کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔
- اس طریقے میں اسباق کو مکمل کرنے کی ذمہ داری خود بچے پر ہوتی ہے وہ اپنی تفویضات کو مکمل کرنے اور اپنی صلاحیت کے مطابق آگے بڑھنے، مختلف مضامین اور ان کے ذیلی حصوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں بچہ جانتا ہے کہ اس کو کس وقت کیا کام کرنا ہے۔
- اس طرح ان میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- اس نظام میں Home Work کو لازمی نہیں سمجھا جاتا ہے۔
- اس طریقے میں بچوں کو مکمل آزاد ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے ٹائم ٹیبل (Time Table) اور کلاس کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بچہ جس کلاس میں چاہے داخل ہو سکتا ہے۔
- یہ طریقہ کلاس روم کی تدریس کے نقائص سے پاک ہے کیونکہ اس میں بچے کے انفرادی اختلافات پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔
- اس نظام میں بچے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے مسائل حل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو مناسب تجاویز دیتے ہیں۔ اس طرح اس طریقے میں بچوں کو باہمی مدد فراہم کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- اس طریقے میں بچے خود مطالعہ کرتے ہیں اور اپنے مسائل خود حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے بچوں میں تفتیشی قوت پیدا ہوتی ہے۔
- اس نظام کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر بچے کو اپنی صلاحیت، دلچسپی اور توانائی کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی آزادی ہے۔
- اس طریقے میں اساتذہ اور طالب علم کا باہمی رشتہ بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ اس میں اساتذہ طلبہ کو اپنے دوست اور رہنما کے طور پر ضروری تعاون فراہم کرتے ہیں۔

ڈالٹن طریقے تعلیم کی خامیاں:

- اس طریقے تعلیم میں تحریری کام پر زیادہ اور زبانی ماخذ پر کم زور دیا جاتا ہے۔
- ڈالٹن کے طریقہ کار کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ لیبارٹریز، موزوں نصابی کتابیں، حوالہ جاتی کتابیں اور مختلف قسم کے تدریسی آلات ہوں۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں کے لیے رقم درکار ہے۔ اس لیے یہ طریقہ صرف خوشحال اور امیر ممالک ہی استعمال کر سکتے ہیں۔
- مختلف مضامین جیسے جسمانی تربیت، شاعری اور زبان وغیرہ لیبارٹری میں تو ڈالٹن طریقے سے نہیں پڑھائے جاسکتے۔
- ڈالٹن کا طریقہ ذہین بچوں کے لیے فائدہ مند ہے لیکن اوسط و کمزور بچوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ہوشیار بچے اپنے کام کو مکمل کرنے میں استاد کا زیادہ وقت لیتے ہیں جس کی وجہ سے اوسط اور کمزور بچے استاد کی رہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔
- اس طریقہ کار میں موزوں تعلیم دینے کے لیے مناسب تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی ہے۔ اس طرح تعلیم کا کام خوش اسلوبی سے انجام

نہیں دیا جاسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1۔ ڈالٹن طریقہ تدریس کا تعارف پیش کیجیے۔

2۔ ڈالٹن طریقہ تدریس کی خامیوں کو بیان کیجیے۔

7.2.7 مسئلہ حل کرنے کا طریقہ

زندگی مسائل سے بھری پڑی ہے اور انسان ان کو کامیابی سے اسی صورت میں حل کر سکتا ہے جب اس کے پاس صحیح تجربہ اور مشکلات پر قابو پانے کا فن ہو۔ یہ عادت تعلیم کے ابتدائی مراحل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے وہ مسائل سے نمٹنے کے نئے طریقے سیکھتا ہے۔ کوششیں کرنے اور مختلف مسائل کو آزادانہ طور پر حل کرنے کی یہ عادت مختلف نصابی شعبوں سے متعلق مختلف حقائق کو سیکھنے میں کارآمد ثابت ہوتی ہے اور بعد کے مرحلے میں زندگی کے حقیقی مسائل کو حل کرنے میں بھی بچے کی مدد کرتی ہے۔ اگر ہم کسی مسئلے کو منطق سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یقیناً ہم کسی نہ کسی مقصد تک پہنچ جاتے ہیں اور مسئلہ حل کر لیتے ہیں۔ مسئلے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو منطقی انداز میں حل کرنا اور کسی مقصد کو حاصل کرنا مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار میں آتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقے کی تعریف:

(i) اسکنر کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا ایک مقصد کے حصول میں رکاوٹ بننے والی مشکلات پر قابو پانے کا عمل ہے۔"
(ii) جان ڈیوی کے مطابق، "مسائل کا حل منطقی سوچ کے تانے بانے میں بننا جاتا ہے۔ مسئلہ مقصد کا تعین کرتا ہے اور مقصد سوچ کے عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔"

(iii) رسک کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا ایک منصوبہ بند عمل ہے جس کا مقصد کسی مشکل یا پیچیدگی کا تسلی بخش حل تلاش کرنا ہے۔ اس میں محض حقائق کو جمع کرنا یا کسی عالم کے خیالات کو غیر معقول قبول کرنا شامل نہیں ہے، بلکہ یہ سوچا سمجھا عمل ہے۔
مندرجہ بالا تعریفوں سے واضح ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص علمی حقائق کی بنیاد پر مقاصد سے انحراف کرتا ہے تو اس کے اندر تناؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور یہ تناؤ اسی وقت کم ہوتا ہے جب اس کا انجام اس مسئلے کے حل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کو مسئلہ حل کا طریقہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ کے انتخاب کے لیے معیار:

- مسئلہ بچوں کے لیے فکری طور پر چیلنج ہونا چاہیے۔
- یہ مسئلہ سیکھنے والوں کے لیے مکمل طور پر ناواقف نہیں ہونا چاہیے اس کا تعلق ان کے پچھلے تجربات سے ہونا چاہیے۔
- مسئلہ کا تعلق بنیادی انسانی سرگرمی سے ہونا چاہیے۔

- مسئلہ کی عملی مطابقت ہونی چاہیے۔
- مسئلہ میں یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ خاص مسئلہ میں خاص طور پر اور عام طور پر مسئلہ حل کرنے میں دلچسپی پیدا کرے۔

مسائل کے حل میں اقدامات

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار میں درج ذیل مراحل ہیں:

- 1- فکر:- مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار کا پہلا مرحلہ فکر ہے۔ اس مرحلے میں طالب علموں کے سامنے ایک صورت حال اس طرح پیش کی جاتی ہے کہ وہ اس پر مشکل اور پریشانی محسوس کرتے ہیں اور انہیں یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ وہ اس مشکل کو کسی پہلے سے طے شدہ طریقے سے حل نہیں کر پائیں گے۔ ایسی صورت حال میں وہ اس مسئلے یا صورت حال کو مشکل طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ غور و فکر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔
- 2- تعریف:- مسئلہ حل کرنے کے اس دوسرے مرحلے میں، مسئلہ سے متعلق مشکل کی وضاحت کی گئی ہے اور اسے واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہر مسئلے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مسائل بھی جڑے ہوتے ہیں۔ یہ مسائل بھی طلبہ کو تفصیل سے بتائے جاتے ہیں اور پھر ان کے حل کا طریقہ بھی تجویز کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار کا دوسرا مرحلہ ختم کرتا ہے۔
- 3- حل کی کوششیں:- مسئلہ حل کرنے کا تیسرا مرحلہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوششوں کا مرحلہ ہے۔ اس میں مسئلہ سے متعلق حقائق کا مطالعہ، تجربہ اور بحث کی جاتی ہے۔ ان کی درجہ بندی اور تجزیہ کر کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے سے طے شدہ اصولوں کا بھی دوبارہ جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس دوران مختلف طریقے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اگر مسئلہ بڑا ہے تو اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- 4- قیاس یا مفروضہ:- تیسرے مرحلے میں مسئلے کے حل سے متعلق حقائق کو جمع کیا جاتا ہے اس مرحلے میں ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس سرگرمی میں کلاس کے تمام طلباء اپنا تعاون دیتے ہیں۔ مسئلے کو حل کرنے کے بارے میں ایک مفروضہ وضع کیا جاتا ہے اور اس مفروضے کو جمع کرنے والے زیادہ تر سوالات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسے حتمی منظوری دی جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے ہی مسئلہ کا حل ممکن ہے۔ اسے مفروضہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس مفروضے کے ذریعے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- 5- تشخیص:- مسئلہ حل کرنے کے اس آخری مرحلے میں، تخلیق کردہ مفروضے کو دوبارہ استعمال کر کے اس کی سچائی کو دوبارہ جانچا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے، مفروضے سے جو کچھ سیکھا گیا ہے اس کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے اور اس کی سچائی کو سابقہ تجربات کی بنیاد پر پرکھا اور جانچا جاتا ہے۔ اس کے بعد فیصلے کا مرحلہ آتا ہے اور مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی خوبیاں:

- یہ مستقبل کی زندگی کے لیے تیار کرتا ہے۔
- یہ تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے۔

- یہ شاگرد کو علم کا فعال وصول کنندہ بناتا ہے۔
- یہ رواداری اور کھلے ذہن کی اقدار کو فروغ دیتا ہے۔
- یہ علم کی آسانی سے انضمام میں مدد کرتا ہے۔
- یہ استاد اور شاگردوں کے درمیان ہم آہنگی اور تعلقات قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی خامیاں:

- اگر کثرت سے استعمال کیا جائے تو یہ طریقہ غیر دلچسپ ہو جائے گا۔
- مسئلہ حل کرنے کا طریقہ آسان، معمولی اور بے وقت موضوعات کے انتخاب کا باعث بن سکتا ہے۔
- یہ علمی قابلیت کو فروغ دینے کے لیے موزوں ہے لیکن متاثر کن تبدیلیاں لانے کے لیے نہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ مسئلہ حل کرنے کا طریقہ تدریس کی خوبیاں بیان کیجیے۔
2۔ مسئلہ حل کرنے کا طریقہ تدریس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

7.3 خلاصہ

انسانی زندگی مسائل سے دوچار ہے اور درس و تدریس میں اس کو حل کرنے کے لیے جو طریقہ استعمال کیا جاتا ہے اسے "مسئلہ حل کرنے کا طریقہ" کہا جاتا ہے۔ مسئلہ حل کرنا ایک مقصد کے حصول میں رکاوٹ بننے والی مشکلات پر قابو پانے کا عمل ہے۔ رسک کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا ایک منصوبہ بند عمل ہے جس کا مقصد کسی مشکل یا پیچیدگی کا تسلی بخش حل تلاش کرنا ہے۔ اس میں محض حقائق کو جمع کرنا یا کسی عالم کے خیالات کو غیر معقول قبول کرنا شامل نہیں ہے، بلکہ یہ سوچا سمجھا عمل ہے۔ تدریسی عمل کے درمیان طلباء کو مختلف موضوع کو سمجھانے کے لئے معلم مختلف طریقے کا طریقہ تدریس استعمال کرتا ہے جن میں کھیل کھیل کا طریقہ، کہانی کا طریقہ، اداکاری یا ڈرامائی طریقہ اور سوال و جواب کا طریقہ بہت ہی اہم طریقے کار ہیں۔

7.4 اکتسابی نتائج

- اس اکائی کے مطالعے کے آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:
- تدریس کے دوران تین باتوں (1) پڑھانے کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔ (2) جو کچھ سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔ (3) تصورات کو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق بیان کرنا چاہیے۔

- کھیل کھیل طریقہ تدریس بچوں کو فعال بناتا ہے۔ بچوں کی علمی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے۔ بچوں کے اندر نظم و ضبط کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ بچوں کی (علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذباتی اور جمالیاتی) مجموعی ترقی کو بڑھاتا ہے۔ بچے بغیر کسی قید و بند کے کھیل کھیل میں پوری دلچسپی اور انہماک سے متعدد باتیں سیکھ لیتے ہیں۔
- کہانی کا طریقہ تدریس کے موثر طریقوں میں سے ایک ہے۔ کہانی کی صورت میں بچے تعلیمی و اخلاقی نظریات کو آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔ کہانی سننے سے بچوں میں پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ سوال و جواب کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ کہانی سننے، دہرانے کے نتیجے میں بچہ غور و فکر کرتا ہے جس سے وہ انسانی اقدار کو سیکھتا ہے۔
- ادکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس سے مراد یہ ہے کہ طلباء کلاس میں کسی موضوع کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ تمام طلباء ناظرین کی حیثیت سے اس ڈرامے کو دیکھتے ہیں اور تبصرہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں طلباء کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ سیکھنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس تاریخ اور سماجی علوم جیسے مضامین کے لیے موزوں ہے۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس میں معلم طلباء کو مطالب کو بیان کرنے یا نئے مفہیم کو سمجھنے کے لیے غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ (1) سوالات ایسے ہوں کہ جس سے طلباء میں تجسس پیدا ہو اور انہیں ذہنی سرگرمی کرنے پر مجبور کرے۔ (2) ذہنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لگاتار سوالات کرتے رہنا۔ (3) مسائل کو دریافت کرنے کے لیے رہنمائی کرتے رہنا تاکہ اس کے نتیجے میں تخلیقی صلاحیت اور علم حاصل ہو۔
- مونٹیسری طریقہ تدریس کی موجودہ مار یہ مونٹیسری ہے جو 1870ء میں اٹلی میں پیدا ہوئی۔ ذہنی طور پر معذور اور پس ماندہ بچوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔ جس سے پس ماندہ بچوں میں کافی ترقی دیکھی گئی۔ اس کامیابی کے بعد عام بچوں کے لیے بھی اس طریقہ کو اپنایا گیا۔
- مونٹیسری طریقہ سائنسی طریقے پر مبنی ہے۔ مونٹیسری نے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر یہ طریقہ اختیار کیا۔ یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے بہت موزوں ہے۔ لیکن اس طریقے میں کافی وقت خرچ ہوتا ہے۔
- جدید طریقہ تدریس میں ایک طریقہ ڈالٹن کا طریقہ ہے جسے ہیلن پارک ہرسٹ (Helen Parkhurst) نے ایجاد کیا۔ چونکہ یہ طریقہ سب سے پہلے امریکہ کے شہر ڈالٹن میں استعمال کیا گیا اسی وجہ سے اسے ڈالٹن طریقہ کہا جانے لگا۔ اس کا پہلا اسکول 1920ء میں قائم کیا گیا تھا۔
- ڈالٹن اور مونٹیسری کے طریقوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے کیونکہ مونٹیسری طریقہ کی طرح ڈالٹن کا طریقہ بھی بچوں میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات پر مخصوص زور دیتا ہے۔ ڈالٹن طریقہ 11، 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے بہت مفید اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔

7.5 فرہنگ

Kindergarten	بچوں کا باغیچہ، اس طریقہ تدریس کا موجد Froebale تھا، جو 1783ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس طریقہ تدریس میں کھیل کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اور تعلیم کا مقصد ثانوی ہوتا ہے۔
تعال	اثر ڈالنا، متاثر کرنا، اثر قبول کرنا، متاثر ہونا
Active Based Learning	کسی بھی چیز کو فعال طریقے سے سیکھنے کو کہتے ہیں
تجسس	جستجو، تلاش، تحقیق، کھوج
استدلال	دلیل پیش کرنا، سند لانا، ثبوت، بحث، اپنی بات صحیح ثابت کرنے کے لیے جو سند یا دلیل دی جائے
اہداف	ہدف کی جمع، مقصد، غرض
مفروضہ	فرض کیا ہوا، تسلیم کیا ہوا، وہ بات جو استدلال کی بنیاد پر مان لی جائے
اصطلاح	کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی متعین کر لینے کو اصطلاح کہتے ہیں۔ اصطلاح کے لغوی معنی باہمی مصلحت کر کے معنی مقرر کر لینے کے ہیں

7.6 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- ایک بہترین اور موثر تدریس کی خصوصیت ہوتی ہے؟

(a) استاد اور طلباء کے مابین تعامل برقرار رکھنا

(b) کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا

(c) سیکھنے کے لیے وقت اور مواقع فراہم کرنا

(d) ان میں سے سبھی

2- چھوٹے بچوں کو کھیل کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ کس ماہر تعلیم نے پیش کیا؟

(a) ماریہ مونٹیسری

(b) فروبل

(c) بی۔ او۔ اسمتھ

(d) جان ڈیوی

3- کھیل کھیل طریقہ تدریس کی خوبی ہے؟

(a) اس طریقے میں تمام مضامین اور تصورات کو متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

(b) یہ طریقہ صرف پرائمری اور پری پرائمری طلباء کے لیے موزوں ہے۔

(c) اجتماعیت پر زور دینے کی وجہ سے انفرادیت مجروح ہو جاتی ہے۔

(d) بچوں کی علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذباتی اور جمالیاتی ترقی کو بڑھاتا ہے۔

4۔ کہانی طریقہ تدریس کے فوائد ہیں۔

(a) اس سے کمرہ جماعت کا ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔

(b) تخلیقی صلاحیتوں اور تخیل کی نشوونما ہوتی ہے۔

(c) یہ طریقہ شرمیلے اور الگ تھلگ رہنے والے بچوں کے لیے کارآمد ہے۔

(d) ان میں سبھی شامل ہیں۔

5۔ کہانی کے ذریعے طلباء میں فروغ دیا جاسکتا ہے۔

(a) تخیل (b) تجسس

(c) غور و فکر (d) ان میں سبھی

6۔ سوال و جواب طریقہ تدریس کا مقصد نہیں ہے۔

(a) طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا

(b) طلباء کی حوصلہ افزائی کرنا

(c) طلباء کی شخصیت کی تکمیل کرنا

(d) طلباء کے ماضی کے تجربات اور علم کا استعمال کرنا

7۔ Montessori طریقہ کی خوبی ہے۔

(a) یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے موزوں نہیں ہے۔

(b) اس طریقے میں حواس کی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔

(c) اس طریقے میں کافی وقت ضائع ہوتا ہے۔

(d) اس طریقے میں فرد کی عظمت پر توجہ نہیں دی جاتی۔

8۔ Montessori طریقے کی خصوصیت ہے۔

(a) مکمل آزادی

(b) ذہنی و جسمانی نشوونما

(c) (1) اور (2)

(d) زیادہ مہنگا طریقہ

9۔ ڈالٹن کے طریقہ تعلیم کا اصول ہے۔

(a) بچوں پر مرکوز تعلیم

(b) انفرادی اختلافات پر توجہ

(c) استاد بطور رہنما

(d) ان میں سبھی

10۔ اداکاری طریقہ تدریس کی خوبی ہے

(a) شرمیلے طلباء کی جھجک کو دور کرنے کا مفید طریقہ ہے۔

(b) طلباء میں مکالموں کو ادا کرنے کی صلاحیت کو فروغ ہوتا ہے۔

(c) یہ طریقہ تاریخ اور سماجی علوم کو درس کے لیے موزوں ہے۔

(d) ان میں سبھی

معروضی سوالوں کے جوابات:

D (v)	D (iv)	D (iii)	B (ii)	D (i)
D (x)	D (ix)	C (viii)	B (vii)	D (vi)

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

- 1- تدریس کے طریقہ کار سے آپ کیا سمجھتے ہیں، بیان کیجیے۔
- 2- کھیل کھیل کے طریقے کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیے۔
- 3- اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس میں کون کون سے افراد حصہ لے سکتے ہیں وضاحت کیجیے۔
- 4- مونٹیسری طریقہ تدریس کو بیان کرتے ہوئے اس کی خوبیوں کی نشاندہی کیجیے۔
- 5- ڈالٹن طریقہ تعلیم کی خوبیوں و خامیوں کو بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

- 1- کہانی کے ذریعہ تدریس ایک اہم و موثر طریقہ ہے، اس پر اظہار خیال کیجیے۔
- 2- تدریس میں سوال و جواب طریقے کی کیا اہمیت ہے، بیان کیجیے۔
- 3- مسئلہ حل کرنے کے طریقے کے بارے میں مفصل قلم بند کیجیے۔

7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- | | |
|--|--------------------------------------|
| محمد قاسم صدیقی | (1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقے) |
| افضل حسین | (2) فن تعلیم و تربیت |
| سید ضیاء الدین علوی | (3) اصول تعلیم |
| پروفیسر فضل محمد | (4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس |
| معین الدین احمد | (5) اردو زبان کی تدریس |
| ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید | (6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی |
| محمد قمر سلیم | (7) اردو زبان: فن تدریس |
| محی الدین قادری زور | (8) تدریس اردو |
| ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان | (9) اردو زبان کی تدریس و فہم |
| محی الدین بچھ | (10) جدید تدریس اردو |
| معین الدین | (11) ہم اردو کیسے پڑھائیں |
| ڈاکٹر ریاض احمد | (12) اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے |
| ڈاکٹر نجم السحر / ڈاکٹر صابری سعید | (13) تدریس اردو |
| محی الدین بچھ | (14) طریقہ تعلیم اردو |

اکائی 8- تدریس کے طریقہ کار-2*

اکائی کے اجزا

- 8.0 تمہید
- 8.1 مقاصد
- 8.2 تدریس کے طریقہ کار
 - 8.2.1 لیکچر یا تقریری طریقہ
 - 8.2.2 بحث و مباحثہ کا طریقہ
 - 8.2.3 استخراجی طریقہ
 - 8.2.4 استقرائی طریقہ
 - 8.2.5 گروہی تدریس کا طریقہ
- 8.3 خلاصہ
- 8.4 اکتسابی نتائج
- 8.5 فرہنگ
- 8.6 نمونہ امتحانی سوالات
- 8.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید

تعلیم میں تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ آپ تعلیم میں جتنے بھی اعلیٰ مقاصد متعین کر لیں اس کے لیے چاہے کتنا بھی اچھا نصاب تیار کر لیں لیکن اگر طریقہ تدریس کا صحیح استعمال نہیں کیا گیا تو مقاصد اور نصاب بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ کوئی ایک بھی طریقہ تدریس ایسا نہیں ہے جو تمام اساتذہ، طلباء اور تمام موضوع کے لیے مناسب ہوں۔ لہذا اساتذہ کو مختلف طریقہ تدریس سے واقفیت رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ موضوع، طلباء کی ذہانت، معیار اور اپنی خوبیوں و خامیوں کو دیکھ کر طے کریں کہ، کب کس وقت کس طریقہ تدریس کو استعمال کیا جائے۔

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

اس اکائی میں طریقہ تدریس کے ضمن میں تدریس کے مختلف طریقہ کار جیسے لکچر یا بیانیہ طریقہ، بحث و مباحثہ طریقہ، استخراجی و استقرائی طریقہ کار اور گروہی تدریسی طریقہ کار کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کے اغراض و مقاصد، خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح ان طریقہ کار کے ذریعے تدریس سے طلباء کے تعلیم پر کیا اثرات مرتب ہوئے ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

8.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- تدریس کے تقریری طریقہ کی تعریف، اس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کر سکیں۔
- بحث و مباحثہ طریقہ کے مقاصد اور اس کے مراحل کو جان سکیں۔
- استخراجی و استقرائی طریقہ کار کے فرق کو بیان کر سکیں۔
- گروہی تدریس کے مقاصد اور اس کی خوبیوں کو سمجھ سکیں۔

8.2 تدریس کے طریقہ کار

8.2.1 لکچر یا تقریری طریقہ

تدریسی طریقہ کار میں تقریری طریقہ کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ استاد مضمون کے مواد کو زبانی طور پر پیش کرتا ہے اور طالب علم غور سے سن کر یاد کرتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں۔ یہی اس طریقہ کار کی بنیاد ہے۔ اس طریقہ کار میں استاد اور طالب علم کے درمیان تدریس کی منتقلی اور ذہنی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ استاد فعال اور بات چیت کرنے والا ہوتا ہے اور طالب علم قبول کرنے والا اور غیر فعال ہوتا ہے۔ اس تدریسی عمل کا اختیار استاد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ اس موضوع کے بارے میں اپنی پسند کے مطابق بات کر سکتا ہے اور جب بھی ضروری سمجھے اسے ختم کر سکتا ہے۔ اس طریقہ میں استاد کو مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔

تقریری طریقہ کے نفاذ کے مراحل

قدیم زمانے سے لے کر آج تک تقریری لکچر طریقہ تدریس تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ آج بھی رائج ہے۔ پوری دنیا کے استاد اس طریقہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ تقریری طریقہ چاہے مختصر ہو یا مفصل اس کو بیان کرنے کے لیے درج ذیل مرحلے پائے جاتے ہیں۔

1- تقریر یا لکچر کے لیے تیاری کرنا: لکچر کی تیاری میں تین چیزوں کا خیال رکھا جائے تو تدریس موثر ثابت ہوگی۔

(الف) فلموں، ٹیلی ویژن، سلائیڈ اور مواد کی مدد سے لکچر تیار کرنا۔

(ب) وقت کا خیال کرتے ہوئے لکچر کا تیار کرنا۔

(ج) آرام و سکون سے لکچر دینا۔ بہت سے لوگوں کو تقریر کرتے وقت ایک قسم کا خوف محسوس ہوتا ہے۔ یہ خوف تقریر کرتے وقت بات چیت کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیتا ہے۔ لہذا ایک استاد کو لکچر دیتے وقت آرام و سکون کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

لکچر کا مقدمہ: ایک بہترین مقدمہ استاد اور طالب علم کے درمیان تعلق پیدا کرنے، طلباء کی توجہ مبذول کرنے، بنیادی مواد اور موضوعات کو سمجھنے اور طلباء کی معلومات اور تجربات کو فعال سے فعال تر بنانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مقدمہ میں ان نکات کو بھی بیان کر دیا جائے جو لکچر میں پیش کیے گئے ہیں۔ اسی طرح استاد کے تمام اہداف کو واضح جملوں میں بیان کرنا چاہیے یا انہیں چاک بورڈ پر لکھنا چاہیے۔

تقریر کا متن اور مواد: لکچر کا متن اس کا بنیادی اور بہت اہم حصہ ہے۔ اس مرحلے پر استاد کو موثر لکچر دینے کے لیے کچھ نکات پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ وہ نکات یہ ہیں:

- مواد کی پیشکش کے دوران طلباء کی توجہ کا تسلسل
- جامع مواد
- مواد کی منطقی تنظیم
- مواد کی جامعیت

خلاصہ اور نتیجہ: خلاصہ اور نتیجہ استاد کے طریقہ کار کا آخری مرحلہ ہے۔ جب لکچر ختم ہو جائے تو استاد یہ کر سکتا ہے:

- طلباء سے سبق کے کچھ اہم نکات یاد رکھنے یا ان کے بارے میں اپنی رائے دینے کو کہیں۔
- طلباء سے سوالات کے جوابات دینے کے لیے کہیں۔
- سبق کے اہم اور بنیادی نکات کو یاد دلائیں اور ان کا جائزہ لیں۔
- لکچر کے دوران جو شکوک پیدا ہوئے ہیں ان کی وضاحت کریں۔
- لکچر کے اختتام پر اگلے لکچر کے بارے میں طلباء کو بتانا نہ بھولیں۔ مثال کے طور پر، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عزیز طلباء جیسا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ آج کا ہمارا یہ لکچر اردو ادب کی تاریخ اور اس کے آغاز و ارتقاء کے بارے میں تھا۔ جس میں ہم نے اردو ادب کے بارے میں مختلف نظریات کو بیان کیا۔ اگلے لکچر میں ہم مختلف دبستانوں اور شعر و ادب پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے، کو بیان کریں گے۔ اس طرح کی بین نصابی تنظیم طلباء کی رہنمائی کرے گی اور ان کے ذہنوں میں لکچر کے تعلق سے دلچسپی پیدا ہوگی۔

تقریری طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- لکچر کا طریقہ بڑی کلاسوں کے لیے مخصوص ہے۔
- پیچیدہ مواد، خاص طور پر نئے نظریات جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے ہیں، بیانیہ تدریس کے ذریعے موثر طریقے سے پیش کیے جاسکتے ہیں۔
- ایسے طلباء جو پڑھ کر موثر طریقے سے نہیں سیکھتے یہ طریقہ انہیں اصل موضوع سے متعارف کرا سکتا ہے۔

- معلم اگر ضروری ہو تو، مواد کو مختلف الفاظ کے ساتھ دہرا سکتا ہے، جبکہ کتابیں عام طور پر الفاظ کی ایک شکل فراہم کرتی ہیں۔
- بیانیہ کتابوں سے زیادہ دلچسپی اور جوش پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے آپ کوئی ڈرامہ دیکھتے یا سنتے ہیں جو اسے پڑھنے سے بہتر ہوتا ہے۔
- تقریری یا بیانیہ طریقہ بہت سستا ہے کیونکہ اساتذہ اور طلبہ کی تعداد کا تناسب بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ لیکچر کے طریقہ کار کو استاد کے پروگرام کے ساتھ کافی حد تک ڈھال لیا جاسکتا ہے، جبکہ پرنٹ شدہ اور پروگرام شدہ مواد میں ایسا امکان نہیں ہے۔
- کوئی تدریسی طریقہ نہیں ہے جس کا موازنہ لیکچر کے طریقہ کی طرح دوسرے طریقوں سے کیا جاسکے جو صرف مخصوص گروپوں اور مضامین کے ساتھ ایک مخصوص وقت میں ممکن ہے۔
- وقت، جگہ اور حالات کے مطابق لیکچر کا طریقہ بہت پگھلا رہا ہے۔
- طلباء کو جب اس بات کا یقین رہتا ہے کہ درس میں ان کی توجہ اور موجودگی مناسب اور موثر ہے تو انہیں ایک قسم کا تحفظ اور تربیت ملتی ہے۔

تقریری طریقہ تدریس کی خامیاں:

- لیکچر یا بیانیہ طریقہ کار کے نقصانات پر بحث کرتے ہوئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ طریقہ اس وقت کارآمد تھا جب کوئی مطبوعہ مواد نہیں تھا، اور اب جب کہ بہت ساری کتابیں موجود ہیں اور ہر کوئی پڑھ سکتا ہے، اس لیے لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- ان لوگوں کی رائے میں، اگر طالب علم توجہ کی کمی کی وجہ سے لیکچر کے دوران لیکچر کے مواد کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو وہ تقریباً تمام لیکچر کے مواد سے محروم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ واپس نہیں جاسکتا، جبکہ یہ مطبوعہ تعلیمی مواد سے ممکن ہے۔
- میک لیش کا خیال ہے کہ پرنٹنگ کی ایجاد کے بعد سے بولنے کے طریقے پر تنقید کی جاسکتی ہے۔ اس معنی میں کہ یہ سننے والے کو غیر فعال کرنے کا سبب بنتا ہے اور طالب علم کو اپنے ماحول کے ساتھ زیادہ فعال ہونے پر مجبور کرنے کے بجائے، اسے نوٹس لینے تک محدود کرتا ہے۔
- لیکچر کے طریقہ کار میں استاد کا ایک زبان ہونے کی وجہ سے طلبہ زیادہ متحرک نہیں ہوتے، صرف سننے کی حس استعمال ہوتی ہے، طلبہ کی بولنے کی طاقت زیادہ مضبوط نہیں ہوتی۔
- اس میں انفرادی اختلافات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا، اور یہ کچھ طریقوں سے کم قابل اعتماد ہے؛ لیکن بولنے کے طریقہ کار کی حد زیادہ تر اس کے درست اطلاق کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تقریر کا طریقہ اکثر غلط استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ضرورت سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔
- زیادہ تر لیکچر طویل اور تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، وہ اہداف جو دوسرے تدریسی طریقوں سے بہتر طریقے سے پورے ہوتے ہیں وہ لیکچر کے طریقے سے پڑھائے جاتے ہیں۔

- لیکچر کا طریقہ طلباء کو غیر فعال بنا سکتا ہے۔ استاد کی ذاتی رائے اور ذاتی رجحانات کے اظہار کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ ان کلاسوں میں جہاں ہنر اور فکری صلاحیتیں مختلف ہوں، لیکچر کا طریقہ صرف چند لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو سکتا ہے اور اس میں بہت سے لوگ شامل نہیں ہو سکتے ہیں جو اس حد سے اوپر یا نیچے ہیں۔
- لیکچر کا طریقہ ہر استاد کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اس طریقہ کار کے لیے کچھ خصوصیات کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ آواز، بولنے کا انداز، روانی، سکون اور ترتیب، جو تمام اساتذہ میں ایک ہی تناسب سے نہیں پائی جاتی ہیں۔

8.2.2 بحث و مباحثہ کا طریقہ (Discussion Method)

لفظ "Discuss" لاطینی زبان میں (Discutere) سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہلانا ہے یا ہڑتال کرنا ہے۔ اس طرح 'بحث' سے مراد موضوع کو اچھی طرح ہلا دینا ہے، یعنی کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے اس کا اچھی طرح جائزہ لینا۔ انگریزی زبان میں، discussion اور discourse مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی لغات میں، ان الفاظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: باقاعدہ زبانی تبادلہ میں مشغول ہونا اور خاص موضوعات پر تبصرہ کرنا۔

اساتذہ (مغربی معاشروں میں خاص طور پر انگریزی بولنے والے) لفظ discussion کا استعمال کرتے ہیں، لیکن ماہرین علوم تربیتی اور محققین لفظ ڈسکورس Discourse کے استعمال کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ اردو زبان میں بحث، حجت، کہنا، سننا، مباحثہ، مذاکرہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ بحث ایک مخصوص موضوع پر بیٹھ کر بات کرنے کی سرگرمی ہے۔

بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو یونانی فلسفی سقراط کی نسبت کی وجہ سے سقراطی طریقہ بھی کہتے ہیں۔ سقراط گفتگو اور بحث کو علمی طریقہ مانتا تھا اور طلبہ کو اسی طریقہ کو اپنانے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ایک طالب علم تب تک صحیح طریقہ سے اپنے علم پر مہارت حاصل نہیں کر سکتا تھا جب تک وہ اس پر بحث و مباحثہ نہ کر لے۔ اس کا خیال تھا کہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے طالب علم کا فہم اور خود سے سیکھنے کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے اور وہ تخلیقی کام انجام دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس کی تنقیدی سوچ کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ ماہرین تعلیم بھی بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو مفید اور موثر طریقہ سمجھتے ہیں۔ جس کے ذریعہ معلم بہتر طور پر اپنے طالب علموں کے اندر تخلیقی و علمی صلاحیتوں، عملی رویوں اور مہارتوں کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس سے طلباء کو معلومات حاصل کرنے کے بجائے اس پر کارروائی کرنے میں مدد ملتی ہے۔ استاد کا کام طلباء کی رہنمائی کرنا اور ان کی سرگرمیوں کو مربوط کرنا ہے۔ لہذا، طلباء کے ذہنوں میں اپنے علم کو ذخیرہ کرنے کے بجائے، یہ انہیں تنقیدی سوچ میں مشغول کرنے اور ان کے علم اور آگہی کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

بحث و مباحثہ کے طریقہ کار میں طلباء سیکھنے میں سرگرم ہو کر حصہ لیتے ہیں اور ایک دوسرے سے مطلوبہ تصور سیکھتے ہیں۔ اس طرح استاد کو ایک محرک، بحث کا آغاز کرنے والا اور رہنما سمجھا جاسکتا ہے۔ استاد سوال یا مسئلہ کو اس طرح اٹھاتا ہے کہ طالب علموں کو جواب دینے یا مسئلہ حل کرنے کی ترغیب دی جائے۔ یہ طریقہ خاص طور پر درج ذیل دو صورتوں میں مفید ہے۔

1- جب استاد طلباء کو ایک نیا تصور سکھانا چاہتا ہے اور یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ سب اس تصور کو ایک ہی طریقے سے سمجھیں گے، اس صورت میں استاد بحث کو اس سمت میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

2- استاد کا مقصد طالب علم کے ذہن کو کوشش اور تلاش کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس صورت میں استاد طالب علموں کے لیے اس کا حل تجویز کرنے کے لیے ایک مسئلہ بیان کرتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ اس مسئلے کا حل جو اس کے ذہن میں ہے کلاس پر مسلط نہ کرے۔
بحث و مباحثہ طریقہ کی قسمیں:- (1) رسمی (2) غیر رسمی

(1) رسمی بحث و مباحثہ: اسے منصوبہ بند بحث کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس میں مقاصد پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں۔ اس طریقہ گفتگو میں پینل ڈسکشن (Pannel Discussion) اور ڈیبیٹ (Debate) وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں استاد نتیجہ اخذ کرنے میں طلباء کی مدد کرتا ہے۔ رسمی بحث و مباحثہ میں تمام طلبہ یا ان کے چھوٹے چھوٹے گروپ دیے گئے عنوانات پر بحث کرتے ہیں اور اپنے اپنے خیالات کا زبانی اظہار کرتے ہیں اور استاد ایک رہنما کے طور پر بحث میں حصہ لیتا ہے۔

(2) غیر رسمی بحث و مباحثہ: جسے غیر منصوبہ بند بحث کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس بحث کے مقاصد پہلے سے طے شدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں کلاس روم کی بحث بھی شامل ہے۔ یہ اس وقت انجام پذیر ہوتا ہے جب طلباء استاد سے کلاس میں جاری موضوع کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ غیر رسمی طریقہ میں لیکچر کے بعد طلبہ کی اپنے طور پر کی جانے والی بحث، گروپ / بیٹھک گفتگو وغیرہ شامل ہیں۔

بحث و مباحثہ طریقہ کار کے اجزاء:

1. رہنما: بحث کے انعقاد کے لیے اصول و ضوابط وضع کرتا ہے۔ اور وہ طلباء کو بحث میں حصہ لینے کے مساوی مواقع فراہم کرتا ہے۔
2. طلباء کا گروپ: بحث کے طریقہ کار کا ایک اور اہم جزو طلباء کا گروپ ہے۔ کلاس روم میں تمام طلباء کو بحث میں حصہ لینا چاہیے، کیونکہ اس سے ان کا اعتماد بڑھے گا۔

3. زیر بحث موضوع: استاد یا رہنما طلباء کے تعاون سے ایک موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔ جس پر کلاس میں بحث کی جائے گی۔ طلباء پر موضوع زبردستی تھوپا نہ جائے۔ مواد میں تصاویر، چارٹ، نقشے اور دیگر سمعی و بصری امداد شامل ہونی چاہیے۔

4. تشخیص: بحث کے اختتام پر، استاد کو ہر شرکاء کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ طالب علموں کے رویے میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا نہیں۔ اچھی بحث سے طلبہ کے رویے میں تبدیلی لانی چاہیے۔

بحث و مباحثہ کے طریقہ کار کا استعمال:

یہ طریقہ تدریس ان طلباء کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے جن طلباء کے پاس پہلے سے اس موضوع کے بارے میں کچھ جانکاری یا معلومات ہو۔ پہلے استاد اس موضوع کے انتخاب کے بارے میں توضیح دے تاکہ طلباء کا ذہن اس کو قبول کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔ اور ان کو رغبت دلائے تاکہ وہ دلائل کے بارے میں پہلے سے غور و فکر کر لیں اور اپنے ساتھ کے طلباء کے سوالات کا جواب دینے اور ان سے متعلق بحث کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔

بحث و مباحثہ طریقہ کار کی خوبیاں:

- یہ آزادی، مساوات اور غیر جانبداری کے جمہوری اصولوں پر مبنی ہیں، جہاں تمام شرکاء کو موقع دیا جاتا ہے اور ہر شریک کے خیالات کا احترام کیا جاتا ہے۔
- سوچنے اور بات چیت کرنے کی صلاحیتیں فروغ پاتی ہیں۔
- قائدانہ معیار و نظریات کی متحمل سوچ پیدا ہوتی ہے۔
- دو طرفہ مواصلاتی نظام (Two way communication) پر مبنی ہے۔
- اس طریقہ کار میں، طلبہ دوسرے طلبہ کے خیالات اور خیالات کو قبول کرنا اور برداشت کرنا سیکھتے ہیں، چاہے ان کے خیالات متضاد ہوں۔
- اظہار رائے کی صلاحیت پر واں چڑھتی ہے۔
- بامقصد مطالعہ کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔
- استاد طالب علموں کی مہارتوں اور صلاحیتوں جیسے کہ بولنے، سننے اور بات چیت کی مہارتوں کے بارے میں معلومات کا مشاہدہ اور اس کو جمع کر سکتا ہے۔
- یہ طریقہ نفسیاتی نوعیت کا ہے کیونکہ یہ طلباء کی دلچسپیوں، ضروریات اور صلاحیتوں کو برداشت کرنے کے جذبے کے مطابق بنایا گیا ہے۔
- مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت، حوصلہ افزائی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے۔
- تخلیقی صلاحیت نمو پاتی ہے۔

بحث و مباحثہ طریقہ کار کی خامیاں:

- اس طریقہ کار کو اختیار کرنے میں درج ذیل باتوں کا امکان ہو سکتا ہے۔
- اس بات کا امکان ہے کہ کچھ طلباء بحث پر حاوی ہو جائیں اور دوسرے طلباء اس میں حصہ لینے میں ناکام رہیں۔
- ممکن ہے کہ اس مسئلے کے دیگر پہلوؤں پر بحث شروع ہو جائے جن سے کلاس کے چند ممتاز طلباء مستفید ہوں۔
- وقت طلب سرگرمی ہے۔
- طلباء اکثر بحث کرنے سے ہچکچاتے ہیں جس سے طلبہ کی پوری طرح سے شرکت ممکن نہیں ہو پاتی۔
- یہ طریقہ ثانوی جماعتوں کے لیے موزوں نہیں ہے، لیکن اعلیٰ جماعتوں کے لیے موزوں ہے۔
- اگر بات چیت قواعد کے مطابق نہیں کی جاتی ہے، تو یہ بے مقصد گفتگو کا باعث بن سکتی ہے، اور اس بات کے امکانات ہیں کہ بات چیت راستے سے ہٹ جائے۔

- یہ طریقہ تمام مضامین جیسے ریاضی وغیرہ کے لیے مفید نہیں ہے۔
- کلاس کا نظم برقرار نہ رہنے کا خدشہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ بحث و مباحثہ طریقہ کار کی تعریف بیان کیجیے۔
2۔ بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کی چند خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالیے۔

8.2.3 استخراجی طریقہ تدریس

تدریس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ ہر معلم دوسرے معلم سے جدا ہوتا ہے اور اس کا طریقہ تدریس بھی جدا ہوتا ہے۔ بعض معلم کہانیوں کے ذریعہ، بعض کھیل کود کے ذریعہ، بعض اداکاریوں کے ذریعہ تو بعض سیر و تفریح کے ذریعے تدریس کا کام انجام دیتے ہیں۔ استخراجی طریقہ تدریس قواعد کی تدریس کا روایتی اور قدیم طریقہ ہے۔ اس میں طلبا کو تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔ ایک استاد جو اسباق کے مواد پر دسترس رکھتا ہے وہ اس کے تمام یا کچھ حصے کی وضاحت کرتا ہے اور پھر طلباء سے توقع کرتا ہے کہ وہ اسی مواد کو مشق اور تکرار کے ذریعے یاد رکھیں۔ طلبا بغیر منہوم کو سمجھے اصول و قواعد کو یاد کرتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے نفس مضمون کے متعلق ان کی دلچسپی کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بے دلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر طلبا قواعد کے نام سے بھاگنے لگتے ہیں اور یہ عمل انتہائی بوجھل ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں نامعلوم سے معلوم اور اصول سے مثال کا قاعدہ اپنایا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں طلبا اسم، ضمیر، صفت، موصوف، فعل وغیرہ کی تعریفیں یاد کر لیتے ہیں۔ استاد مزید مثالوں کے ذریعہ وضاحت کر دیتا ہے۔ پھر طلبہ کو ایک پیرا گراف دے کر کہا جاتا ہے کہ وہ اس پیرا گراف میں سے اسم، فعل، صفت، موصوف، فعل، فاعل کی نشاندہی کریں۔ اگر طالب علم صحیح نشاندہی کر لیتا ہے تو سبق کامیاب مانا جاتا ہے۔

اس طریقہ کار میں طلبا کی حیثیت محض ایک سامع کی رہتی ہے۔ وہ استاد کی باتوں پر یقین رکھتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ یہ طریقہ معلم مرکوز طریقہ ہے جس میں استاد کا کردار اہم ہوتا ہے۔ اس میں مطالب کو زبانی یا تحریری طور پر پیش کیا جاتا ہے جسے طلبا دہراتے ہیں اور اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ خاص طور پر زبان، تاریخ اور ادب جیسے موضوعات کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں نظم و ضبط بہت سخت اور آمرانہ ہے۔ استاد اور طالب علم کے درمیان تعلق رسمی، احترام اور خوف پر مبنی ہے۔ اس طریقہ کار کا بنیادی مقصد واحد ذہنی قوتوں کو پروان چڑھانا اور اصول و قواعد یاد کر دینا ہے۔ اس طریقہ کار میں حفظ کیے گئے تصورات کا سرگرمی کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ سیکھنا زیادہ تر مشق اور تکرار پر مبنی ہے۔

اس طریقہ تدریس میں سب سے پہلے ایک قاعدہ یا اصول بیان کیا جاتا ہے پھر طالب علم اسے یاد کرتا ہے اور مشق کرتا ہے۔ آخر میں

استاد طالب علموں سے ان قواعد کی روشنی میں مثالیں بنانے کو کہتا ہے۔ مثال کے طور پر استاد کلاس میں "حال استمراری" کا قاعدہ لکھتا ہے پھر مثالیں بیان کرتا ہے جس میں اس قاعدہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

حال استمراری کی مثال: "میں ابھی کتاب پڑھ رہا ہوں"، "وہ ٹی وی دیکھ رہا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ طالب علم اس قاعدے کو یاد کرتے ہیں اور اس کی مدد سے مشق کو حل کرتے ہیں۔

استخراجی طریقہ کی خوبیاں:

- یہ طریقہ تدریس ثانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے طلباء کے لیے زیادہ موثر ہے۔
- یہ طریقہ مختلف علوم کے اصولوں، قواعد اور قوانین کو حفظ کرنے کے لیے ایک موزوں طریقہ ہے۔
- اس طریقے سے تعلیم دینے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلے سے طے شدہ اور واضح اصولوں کے استعمال سے مسئلہ کو حل کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔
- کسی قوم کے عقائد، تاریخ، ثقافت اور ادب کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ اجتماعی تعلیم کے لیے مفید ہے۔
- فرمانبرداری، ماضی کا احترام، اور بزرگوں کا احترام جیسی خصوصیات کو تقویت دینے اور پروان چڑھانے کا یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔
- مشق اور دہرانے کی وجہ سے طلباء سوالوں کو حل کرنے میں ماہر ہو جاتے ہیں۔
- یہ سب سے سستا تعلیمی طریقہ ہے۔ کیونکہ اس طریقہ کار میں تعلیمی سہولیات اور آلات کی ضرورت نہیں ہے۔
- معلم کی ذمہ داری بہت کم ہو جاتی ہے وہ ایک قاعدہ یا اصول طلباء کو بتا دیتا ہے اور اس کے سہارے متعدد مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔
- اس طریقہ تدریس کے ذریعہ طلباء کے علم حاصل کرنے کی رفتار تیز ہوتی ہے کیونکہ طلباء پہلے سے وضع اصولوں کا استعمال کرتے ہیں۔

استخراجی طریقہ کی خامیاں:

- اس طریقہ کار میں استاد اور طالب علم کے درمیان باہمی رابطہ اور تعاون نہیں ہوتا۔
- یہ طریقہ طلباء میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینے سے قاصر ہے۔
- طلباء کا ٹھوس مثالوں سے واقف نہ ہونے کی صورت میں کسی غیر مرئی اصول کو سمجھنے میں دقت آسکتی ہے۔
- اس طریقہ میں طلباء کی حیثیت ایک مجہول سامع کی ہوتی ہے اس لیے وہ سبق میں عملی دلچسپی نہیں لیتے۔
- خشک نظم و ضبط کی وجہ سے، یہ طریقہ استاد اور طالب علم کے درمیان نامناسب تعلقات پیدا کرتا ہے۔
- طلباء کے تجسس کو ابھارنے کے لیے یہ ایک مناسب ذریعہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے طلباء اکثر اسکول کے ماحول کو ناپسند کرتے ہیں۔
- یہ طریقہ مفکرین، تجزیہ نگاروں اور نقادوں کی صلاحیتوں کو پروان نہیں چڑھاتا ہے۔

- اس طریقہ کار میں، سرگرمی یکساں ہے اور انفرادی اختلافات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔
- تعلیمی سرگرمیوں میں طلبہ کی دلچسپی، خواہش اور ہنر کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔
- حاصل کردہ معلومات کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
- یہ طریقہ معاشی اور سماجی زندگی کے لیے فعال اور قابل لوگوں کی تربیت نہیں کرتا۔
- طلباء میں خود اعتمادی کا فروغ نہیں ہو پاتا۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ استخراجی طریقہ تدریس کی خوبیوں اور خامیوں پر اظہار خیال کیجیے۔

8.2.4 استقرائی طریقہ

جب انسان کوئی کام کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کام کو کامیاب بنانے کے لیے مختلف طریقوں کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے اور سوچتا سمجھتا ہے۔ اگر بغیر سوچے ہی کام شروع کر دیا جائے تو بحسن و خوبی کا میابی ملنا ناممکن ہے۔ بالکل اسی طرح ایک معلم درس و تدریس کرنے سے پہلے یہ متعین کرتا ہے کہ مختلف موضوع کو کس طریقہ سے پڑھائے۔ حالانکہ اس کے لیے کوئی ایک مقرر اصول متعین نہیں ہے بلکہ موضوع اور معلم کا موضوع پر کتنی دسترس ہے، پر منحصر ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس، تدریس کا ایک سائنسی طریقہ ہے جس میں مخصوص تجربات اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ اس میں طلباء متحرک ہو کر تعلیمی تصورات (Concept) کی مدد سے نئے علم کو حاصل کرتے ہیں اور مثالوں کے ذریعے اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔

تدریس کا عمل آسان بنانے کے لیے ماہرین تعلیم کے ذریعہ تعلیم کے میدان میں وقتاً فوقتاً درس و تدریس کے مختلف طریقوں کو بروئے کار لایا گیا۔ انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ "استقرائی طریقہ" ہے جو ایک نفسیاتی اور سائنسی طریقہ ہے اس طریقہ میں پہلے مثالیں دی جاتی ہیں پھر ان مثالوں کا تجزیہ کر کے عام اصول کی کھوج کی جاتی ہے۔ یعنی اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ عام زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ استقرائی طریقہ تدریس وہ طریقہ ہے جس میں طلباء کے سامنے سب سے پہلے مثالیں پیش کی جاتی ہیں پھر طلباء مثالوں کی مدد سے اصولوں کی کھوج کرتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جب ہم طلباء کے سامنے کئی طرح کی مثالیں، مفروضے یا کوئی سامان رکھتے ہیں تو طلباء ان کی جانچ، تحقیق و تلاش میں لگ جاتے ہیں اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کو استقرائی طریقہ تدریس کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم نے طلباء کے سامنے "چوراہے" کی مثال دی۔ جسے طلبہ سمجھتے ہیں اور تجزیہ کرتے ہیں پھر اصول بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ "چوراہا" یعنی چار راستوں کا مجموعہ۔ اس میں دو زمرے ہیں۔ پہلا زمرہ گنتی کی طرف اشارہ ہے یعنی چار، اور دوسرے زمرے میں خاصیت بتائی جا رہی ہے یعنی راستہ۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مثالوں سے اصول کی طرف جاننا ہی استقرائی طریقہ ہے۔ اس طریقہ کا موجد یونان کا مشہور فلسفی ارسطو ہے۔ یہ تدریس کا

قدیم اور روایتی طریقہ ہے۔

استقرائی طریقے کے مرحلے:

استقرائی طریقہ تدریس کے چار مرحلے ہوتے ہیں۔

- 1- مثالوں کو پیش کرنا: استقرائی طریقہ کا یہ پہلا مرحلہ ہے جس میں طلباء کے سامنے بہت ساری مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔
- 2- معائنہ کرنا: یہ دوسرا مرحلہ ہے جس میں طلباء کے سامنے جو مثالیں پیش کی گئی ہیں طلباء کا ان کا معائنہ کرتے ہیں، معلم طلباء سے کئی طرح کے تفہیمی سوالات پوچھتے ہیں اور طلباء کو جانچ اور کھوج کی طرف راغب کرتے ہیں۔
- 3- تعمیم (Generalization): اس میں طلباء دی گئی مثالوں کا تجزیہ کرنے کے بعد عام اصول وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- 4- جانچنا: جانچنا استقرائی طریقے کا چوتھا اور آخری مرحلہ ہے جس میں طلباء مثالوں کا تجزیہ کر کے جو اصول وضع کرتے ہیں، ان کی جانچ دوسری مختلف مثالوں سے کی جاتی ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- استقرائی طریقہ تدریس کا نفسیاتی اور سائنسی طریقہ ہے جو طلباء میں نئی نئی چیزوں کو جاننے، سوچنے اور غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔
- اس طریقے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طلباء خود کوشش کر کے مثالوں کو بنیاد بنا کر نئے اصولوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح حاصل کردہ علم ان کے لیے دائمی اور مستحکم ہوتا ہے۔
- استقرائی طریقے سے طلباء کو مختلف طرح کی شناسا مثالوں کے ذریعہ غیر شناسا اصولوں کی تلاش کروائی جاتی ہیں جس سے طلباء میں خود اعتمادی، شوق اور تخلیقی کام کرنے کی خوبی پیدا ہوتی ہے۔
- اس طریقے کے ذریعہ طلباء معلوم سے نامعلوم کی طرف جاتے ہیں، تجزیہ کرتے ہیں خود اصول وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کا دماغ قوی ہوتا ہے اور ان کی ذہنی ترقی ہوتی ہے۔
- اس طریقہ تدریس کے ذریعے طلباء میں تحقیقی کاموں کو کرنے، سائنسی نقطہ نظر سے سوچنے اور منطقی نظریہ کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔
- استقرائی طریقہ میں خود کر کے سیکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ براہ راست علم حاصل کرنے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔
- اس طریقے کے ذریعہ ادب، تاریخ سائنس وغیرہ کی تعلیم بھی مؤثر طریقے سے دی جاسکتی ہے۔
- استقرائی طریقے میں طلباء فطری طریقے سے علم حاصل کرتے ہیں جو ان کی نفسیات کے عین مطابق ہے۔
- اس طریقے سے علم حاصل کرنا آسان اور دلچسپ ہوتا ہے۔ طلباء میں خود سے علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ کمرہ جماعت کا ماحول بھی خوشگوار رہتا ہے۔

- استقرائی طریقہ تدریس میں طلبا معلم کی بہ نسبت زیادہ متحرک رہتے ہیں۔ اس سے ان میں منطق، غور و فکر اور فیصلہ سازی کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- اس طریقہ تدریس میں زیادہ وقت اور محنت درکار ہوتی ہے اور علم حاصل کرنے کی رفتار بھی کم ہوتی ہے۔
- یہ طریقہ چھوٹے درجات کے لیے ہی فائدہ مند ہے۔
- اسے تجربہ کار اور باصلاحیت معلم ہی حسن و خوبی سے انجام دے سکتے ہیں۔
- یہ طریقہ زیادہ تر طلبہ پر منحصر ہوتا ہے اس لیے حاصل کردہ نتیجے پوری طرح صحیح نہیں ہوتے اور غلطی کی گنجائش رہتی ہے۔
- یہ طریقہ سبھی مضمون کی تعلیم کے لیے موزوں / موثر نہیں ہے۔
- یہ طریقہ اپنے آپ میں نامکمل ہے اس لیے اس کے ذریعہ حاصل کردہ علم یا اصول کی جانچ کرنے کے لیے استخراجی طریقے کی ضرورت پڑتی ہے۔
- استقرائی طریقے میں اگر طلبا سیکھتے ہوئے کسی غلط عام اصول کی جانب بھٹک جائیں تو انہیں صحیح اصول کی جانب واپس لانے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں فرق:

- 1- استقرائی طریقہ تدریس سائنسی طریقہ ہے جب کہ استخراجی طریقہ سائنسی طریقہ نہیں ہے۔
- 2- استقرائی طریقے سے تدریس کرنے میں وقت زیادہ لگتا ہے لیکن استخراجی طریقہ تدریس میں کم وقت لگتا ہے۔
- 3- استقرائی طریقے میں طلبا خود سے عمل کر کے سیکھتے ہیں اور اس کے نتیجے کو بنیاد بنا کر اصول وضع کرتے ہیں جب کہ استخراجی طریقے میں طلبا پہلے سے طے شدہ اصولوں پر چلتے ہیں۔
- 4- استقرائی طریقہ ابتدائی درجات اور چھوٹی عمر کے طلبا کے لیے سودمند ہے جب کہ استخراجی طریقہ ثانوی درجات اور بڑی عمر کے طلبا کے لیے فائدہ مند ہے۔
- 5- استقرائی طریقے میں طلبا زیادہ متحرک ہوتے ہیں کیونکہ ان کو خود سے سیکھنا ہوتا ہے لیکن استخراجی طریقے میں استاد زیادہ متحرک ہوتا ہے کیونکہ اس طریقے میں طلبا معلم کی باتوں پر اکتفا کرتا ہے اس طریقے میں طلبا کی حیثیت محض سامع کی ہوتی ہے۔
- 6- استقرائی طریقے میں طلبا کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے جب کہ استخراجی طریقے میں طلبا کی تخلیقی صلاحیت استقرائی طریقے کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔
- 7- استقرائی طریقے میں طلبا میں خود اعتمادی، غور و فکر اور منطقی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے لیکن استخراجی طریقے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

- 8- استقرائی طریقہ طلباء میں تحقیق اور جستجو پر زور دیتا ہے جب کہ استخراجی طریقہ رٹے اور نقل کرنے پر مبنی ہے۔
- 9- استقرائی طریقہ میں طلباء کو تلاش کرنے، جانچنے اور پرکھنے کے مواقع دستیاب ہوتے ہیں لیکن استخراجی طریقہ میں ایسے مواقع فراہم نہیں ہوتے۔
- 10- استقرائی طریقہ تدریس قواعد کا ایک دلچسپ طریقہ ہے اسے طلباء خوشی خوشی سیکھتے ہیں جب کہ استخراجی طریقہ میں طلباء اکتا جاتے ہیں اور بیزاری سے سیکھتے ہیں۔
- 11- استقرائی طریقہ میں عام طور پر طلباء سے اصول وضع کرائے جاتے ہیں جب کہ استخراجی طریقہ میں طلباء کو اصول بتائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر:
- پہلے طلباء کو الگ الگ طرح کے مثلث (Triangle) دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے مثلث کے سارے زاویوں کو جوڑنے کو کہا جاتا ہے۔ سارے زاویوں کو جمع کرنے کے بعد 180 زاویہ نکلتا ہے۔ اس طرح طلباء یہ بات سمجھ جاتے ہیں کہ مثلث چاہے جیسا بھی ہو اس کے تینوں زاویوں کو جمع کرنے پر 180 ہی ہوگا۔ اس طرح طلباء خود سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ یہ تدریس کا استقرائی طریقہ ہے۔
- استقرائی طریقہ میں طلباء کو خود سے کسی بھی کام کو کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ یہ طریقہ چھوٹے طلباء اور چھوٹے درجے کے لیے ہے کیونکہ اس میں اصول بنانے سے پہلے مثال دی جاتی ہے۔ اور طلباء مثالوں کے ذریعہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔
- اس کے برعکس معلم پہلے ہی طلباء کو یہ بتا دیتے ہیں کہ مثلث کے تینوں زاویوں کو جمع کرنے پر 180 ہوتا ہے۔ اس کے بعد طلباء کو الگ الگ مثلث دے دیے جاتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی بھی مثلث کے تینوں زاویوں کو اگر آپ جمع کریں گے تو ان کا کل جوڑ 180 ہی آئے گا۔ یہ تدریس کا استخراجی طریقہ ہے اس میں اصول سے مثال کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1- استقرائی طریقہ تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، توضیح دیجیے۔
2- استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں فرق واضح کیجیے۔

8.2.5 گروہی تدریس کا طریقہ

گروہی تدریس سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں متعدد اساتذہ مل کر اپنے انفرادی کام کو بہتر بنانے اور طلباء کی بڑی تعداد کو تربیت دینے کے لیے کام کرتے ہیں۔ وہ اجتماعی طور پر تدریس کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور پھر جائزہ لیتے ہیں۔

اصطلاح میں گروہ کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب دو یا دو سے زیادہ افراد کسی مخصوص مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ گروہی تدریس میں دو یا دو سے زیادہ اساتذہ باہمی تعاون سے ایک یا زیادہ گروہی کلاس کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ ایک مقررہ وقت میں ایک مناسب اور متفقہ تدریسی منصوبے کے تحت ان کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ٹیم کے اراکین کی مخصوص صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

اس طریقہ تدریس میں ایک ٹیم اساتذہ کے ایک گروپ پر مشتمل ہوتی ہے جو اپنے طلباء کی معلومات کا تجزیہ کرتے ہیں اور ان کے تعلیمی اہداف کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے ہر استاد یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنے دوستوں اور ان کی سہولیات کو بہتر طریقے سے استعمال کیا ہے اور اس کے پاس تیاری کے لیے زیادہ وقت ہے اور وہ وقت تمام طلبہ پر صرف کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تعریفوں سے، یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ گروہی تدریس میں اساتذہ کا ایک گروہ شامل ہوتا ہے جو ایک گروہ میں باہمی تعاون کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں تاکہ تدریس کا ایک پروگرام تیار کیا جاسکے اور آپس میں تدریس، تشخیص اور کورس کی بہتری میں اشتراک کیا جاسکے۔

گروہی تدریس کی خصوصیات:

- 1- اساتذہ کا گروہ: گروہی تدریس میں عموماً اساتذہ کا ایک گروہ شامل ہوتا ہے۔ جس میں اساتذہ کی تعداد، کورس کی نوعیت اور مقاصد، کلاس کے حساب و ضروریات پر منحصر ہوتی ہے۔
- 2- مشترکہ ذمہ داریاں: گروہی تدریس میں، اساتذہ مل کر کام کرتے ہیں اور نصاب کی تیاری میں مشترکہ طور پر ذمہ دار ہوتے ہیں۔
- 3- کوآپریٹو ٹیچنگ: گروہی تدریس (Cooperative Teaching) بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اساتذہ باہمی تعاون کے ساتھ ہدایات کی منصوبہ بندی، ترتیب، تدریس، تشخیص اور کورس کی بہتری میں حصہ لیتے ہیں۔
- 4- مخصوص قابلیت: گروہی تدریس میں، ہر ایک استاد کے پاس مخصوص قابلیت ہوتی ہے اور سب کا کام ان مخصوص صلاحیتوں کی بنیاد پر تفویض کیا جاتا ہے۔ گروہی تدریس میں ایک استاد کو ملٹی ٹاسکنگ (Multi-Tasking) کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اساتذہ جو منصوبہ بندی میں اچھے ہیں وہ طلباء کے لیے تدریسی مواد کی مخصوص صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے لیے مناسب تدریسی مواقع اور مناسب وقت فراہم کرتے ہیں۔
- 5- ضرورت پر مبنی: گروہی تدریس میں، اساتذہ ضروریات پر غور کرتے ہیں۔ طلباء کی دلچسپیوں اور تعلیمی سطح کو فروغ دینے اور دلچسپیوں کو پورا کرنے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے باہمی تعاون دیتے ہیں۔
- 6- اساتذہ کو خود مختاری: گروہی تدریس ہر ایک اساتذہ کو اپنی ضروریات، دلچسپی اور صلاحیتوں کے مطابق اپنی تدریس سے متعلق سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کا انتخاب کرنے کے لیے خود مختاری فراہم کرتی ہے۔
- 7- تدریس میں چلک: گروہی تدریس اساتذہ کو طلباء اور خود کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنی سرگرمیوں کو (Schedule) کرنے میں کافی چلک فراہم کرتی ہے۔
- 8- تدریسی عمل میں بہتری: گروہی تدریس کے اساتذہ اپنی مخصوص صلاحیتوں کے مشترکہ تعاون کے نتیجہ میں طلباء کے تدریسی عمل میں بہتری لانے میں مدد کرتے ہیں۔
- 9- وسائل کا جمع کرنا: گروہی تدریس میں، وسائل کو جمع کیا جاتا ہے تاکہ سیکھنے والوں کو بڑے پیمانے پر فائدہ ہو اور انفرادی طور پر اساتذہ کی مدد

کی جاسکے۔

گروہی تدریس کی خوبیاں:

- بہتر منصوبہ بندی: روایتی نظام میں اساتذہ الگ الگ کلاسوں یا ایک ہی کلاس کے لیے ایک ہی مواد کی مختلف طریقے سے منصوبہ بندی کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ گروہی تدریس میں دونوں اساتذہ طلباء کے فائدے کو دیکھتے ہوئے ایک ساتھ منصوبہ بندی اور مواد کی تیاری میں زیادہ وقت اور توانائی صرف کر سکتے ہیں۔
- تدریس میں بہتری: گروہی تدریس میں اساتذہ کو ایک دوسرے کے طریقہ تدریس کا مشاہدہ کرنے اور رائے دینے کا موقع ملتا ہے جس سے ان کی تدریسی مہارت کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔
- تخصص (Specialization) کا فائدہ: گروہی تدریس میں معلم کا انتخاب عام طور پر ان کی مہارت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، جس سے طلباء کو مواد کو گہرائی سے سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے جو تنہا معلم کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔
- ذہین طلباء کے لیے مفید: گروہی تدریس ذہین طلباء کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ موضوع کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرتے ہیں، جو کبھی کبھی ایک بچہ کے ذریعہ کلاس میں ممکن نہیں ہوتی ہے۔ انہیں اضافی کام دیا جاتا ہے اور وہ کلاس روم کی روایتی تدریس کے برخلاف دلچسپی نہیں کھوتے۔
- وسائل کا بہترین استعمال: گروہی تدریس انسانی وسائل کے بہترین استعمال کا موقع فراہم کرتی ہے۔ سیکھنے والے بہترین اساتذہ سے مستفید ہوتے ہیں۔
- بہتر تعامل: معلم اور طلباء دونوں کو کسی مضمون یا مخصوص شعبے کے ماہرین کے ساتھ بات چیت کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔ وہ انہیں تعلیم کے نئے اصولوں کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتے ہیں اور وہ طلباء میں سیکھنے کے لیے دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔
- لچک (Flexibility): یہ پڑھانے کا ایک انتہائی لچکدار طریقہ ہے جبکہ روایتی تدریس کے طریقے سخت ہیں۔

گروہی تدریس کے نقصانات:

- مہنگا طریقہ: گروہی تدریس روایتی طریقہ سے مہنگا ہے کیونکہ یہ خصوصی اساتذہ کی ٹیم کی خدمات حاصل کرتا ہے۔
- مواد کی سہولیات کی کمی: بڑے کمرے، فرنیچر، لیبارٹری، لائبریری، ورکشاپس، تدریسی سامان، مواد اور مواصلاتی آلات کی شکل میں ناکافی جگہ اور مادی سہولیات گروہی تدریس کی کامیابی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
- تعاون کی کمی: گروہی تدریس کی بنیاد تعاون پر مبنی ہے۔ لیکن بعض اوقات اساتذہ دوسرے اساتذہ کے ساتھ تعاون کرنے میں ہچکچاتے ہیں۔ اس لیے تمام اساتذہ سے تعاون کی توقع نہیں کی جاسکتی۔
- جوابدہی کی کمی: روایتی تدریس میں، ایک استاد کسی خاص کلاس کو ایک مضمون پڑھاتا ہے اور وہ اس مضمون میں سیکھنے والوں کے نتائج

اور پیشرفت کے لیے جوابدہ ہوتا ہے۔ گروہی تدریس میں ایک گروہ تعلیم دیتا ہے اس لیے جوابدہی ان کی مشترکہ ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ایک استاد جوابدہی کی ذمہ داری دوسرے استاد پر ڈال دیتا ہے۔

- ہم آہنگی (Understanding) برقرار رکھنے میں دشواری: گروہی تدریس کے لیے گروہ کے ارکان کے درمیان مناسب سمجھ بوجھ، تعاون اور ہم آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن گروہ کے ارکان کے درمیان مناسب ٹیم اسپرٹ (Teamspirit)، تفویض کردہ کام کے تئیں مثبت رویہ، مناسب ہم آہنگی برقرار رکھنے میں دشواری ہوتی ہے۔
- خصوصی اساتذہ کی کمی: گروہ کے تمام اساتذہ کو تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کلاس روم کے انتظام کو سنبھالنے کے لیے ضروری مہارتوں کے ساتھ مضمون کا مکمل علم ہونا چاہیے۔ اس قسم کے قابل اور خصوصی اساتذہ دستیاب نہیں ہیں جو گروہی تدریس کے بارے میں مکمل آمادگی اور مثبت رویہ رکھتے ہوں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1- گروہی تدریس سے کیا مراد ہے؟ مختصر بیان کیجیے۔
2- گروہی تدریس کی خوبیوں پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

8.3 خلاصہ کلام

اردو تدریس کے مختلف تدریسی طریقہ کار ہیں۔ ان میں لکچر یا تقریری طریقہ کار، بحث و مباحثہ کا طریقہ، گروہی تدریس، استقرائی و استخراجی تدریس طریقہ کار بہت ہی اہم ہیں۔ یہ سارے طریقہ تدریس ثانوی سطح کے درجہ میں درس و تدریس میں بہت ہی موثر ہوتی ہیں۔ معلم کو ان کی خوبیوں خامیوں کے دیکھتے ہوئے سبق کے مناسبت سے ان کا استعمال کرنا چاہیے۔ استقرائی و استخراجی تدریس طریقہ کار کا استعمال اردو قواعد کے تدریس میں بہت ہی موثر ہوتا ہے۔

8.4 اکتسابی نتائج

- لکچر یا تقریری طریقہ تدریس بہت ہی قدیم ہے۔ جس میں استاد سبق کو لکچر کی صورت میں پیش کرتا ہے اور طالب علم اس کو یاد کرتے ہیں۔ یہ معلم مرکوز طریقہ تدریس ہے جس میں استاد کی حیثیت مرکزی ہوتی ہے۔ اس میں مختلف ذرائع جیسے فلم، ٹیلی ویژن وغیرہ کی مدد سے لکچر کو موثر بنانے کے لیے مدد لی جاسکتی ہے۔ مواد جامع ہوتا ہے تاکہ طلبہ کا تسلسل برقرار رہے۔ ترتیب و تنظیم منطقی ہوتی ہے۔ لکچر کے آخر میں طلبہ سے سوالات کرنے اور اپنی رائے کے اظہار کو موقع دیا جاتا ہے۔ اہم نکات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بڑی کلاسوں کے لیے مخصوص اور بہت سستا طریقہ ہے۔
- بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو یونانی فلسفی سقراط کی نسبت کی وجہ سے سقراطی طریقہ بھی کہتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں رسمی

و غیر رسمی دونوں طرح سے تدریس کا عمل انجام پاتا ہے۔ رہنمائی کے لیے استاد موجود ہوتا ہے۔

- استخراجی طریقہ تدریس قواعد کی تدریس کا روایتی اور قدیم طریقہ ہے۔ اس میں طلباء کو تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں نامعلوم سے معلوم اور اصول سے مثال کا قاعدہ اپنایا جاتا ہے۔ کسی قوم کے عقائد، تاریخ، ثقافت اور ادب کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ اجتماعی تعلیم کے لیے مفید ہے۔
- استقرائی طریقہ تدریس استخراجی طریقہ کے برعکس ہے جس میں مخصوص تجربات اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ اس میں طلباء متحرک ہو کر تعلیمی تصورات (Concept) کی مدد سے نئے علم کو حاصل کرتے ہیں اور مثالوں کے ذریعے اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔ اس طریقہ کا موجد یونان کا مشہور فلسفی ارسطو ہے۔ اس طریقہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طلباء خود کوشش کر کے مثالوں کو بنیاد بنا کر نئے اصولوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- گروہی تدریس سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں متعدد اساتذہ مل کر اپنے انفرادی کام کو بہتر بنانے اور طلباء کی بڑی تعداد کو تربیت دینے کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں اساتذہ کا ایک گروہ طلباء کی ضروریات کے مطابق نصاب تیار کرتا ہے اور اپنی مخصوص صلاحیتوں کے مشترکہ تعاون کے نتیجہ میں طلباء کے تدریسی عمل میں بہتری لانے میں مدد کرتے ہیں۔ مگر گروہی تدریس کا طریقہ روایتی طریقہ سے مہنگا ہے کیونکہ یہ خصوصی اساتذہ کی ٹیم کی خدمات حاصل کرتا ہے۔ تعلیمی وسائل کی کمی سے یہ طریقہ متاثر ہوتا ہے۔

8.5 فرہنگ

Discourse	discussion اور discourse مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی لغات میں باقاعدہ زبانی تبادلہ میں مشغول ہونے اور خاص موضوعات پر تبصرہ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے
استخراجی طریقہ	(O) اس طریقہ میں پہلے اصول رٹوائے جاتے ہیں۔ پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔
استقرائی طریقہ تدریس	(Deductive Method of Teaching) اس طریقہ میں پہلے مثال بیان کی جاتی ہے پھر اس سے اصول بنائے جاتے ہیں۔
مطبوعہ مواد	Printed, Published شائع شدہ مواد جیسے کتابیں، رسائل
گروہی تدریس	ایسا طریقہ تعلیم جس میں دو یا دو سے زیادہ اساتذہ مل کر مقصد کو نظر میں رکھتے ہوئے منظم طور پر تدریس کرتے ہوں۔
Multi Tasking	مختلف ذمہ داریاں،
قائدانہ	قائد و رہنما کی طرح

8.6 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات:

- 1- لکچر یا تقریری طریقہ تدریس میں مرکزیت حاصل ہوتی ہے؟
 (a) طلبا کو (b) استاد کو (c) نصاب کو (d) ان میں سے کسی کو نہیں
- 2- استاد کو لکچر دینے کے لیے توجہ دینی چاہیے۔
 (a) مواد کی پیش کش (b) مواد کی منطقی تنظیم (c) مواد کی جامعیت (d) یہ سبھی
- 3- بحث و مباحثہ کا طریقہ مفید ہے۔
 (a) اس سے طلبا میں تنقیدی سوچ کا فروغ ہوتا ہے۔ (b) اس سے نئے تصورات کو سمجھنے اور سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔
 (c) اس سے طلبا کا ذہن کوشش اور تلاش کیلئے تیار رہتا ہے۔ (d) ان میں سے سبھی
- 4- کس طریقہ تدریس میں پہلے تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔
 (a) استخراجی طریقہ (b) استقرائی طریقہ (c) بحث و مباحثہ کا طریقہ (d) لکچر یا تقریری طریقہ
- 5- استخراجی طریقے کی خوبی نہیں ہے۔
 (a) یہ طریقہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے طلبا کے لیے بہت موثر ہے۔
 (b) یہ طریقہ طلبا میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینے سے قاصر ہے۔
 (c) اس طریقہ تعلیم سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔
 (d) مشق اور دہرانے کی وجہ سے طلبا سوالوں کو حل کرنے میں ماہر ہو جاتے ہیں۔
- 6- استقرائی طریقے کا موجد ہے۔
 (a) افلاطون (b) ارسطو (c) سقراط (d) فروبیل
- 7- وہ کون سا طریقہ ہے جس میں طلبا کے سامنے سب سے پہلے مثالیں پیش کی جاتی ہیں پھر طلبا ان کی مدد سے اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔
 (a) بحث کا طریقہ (b) استخراجی طریقہ (c) استقرائی طریقہ (d) کھیل کھیل کا طریقہ
- 8- گروہی تدریس کی خوبی ہے۔
 (a) باہمی تعاون حاصل ہوتا ہے۔ (b) پڑھانے کا انتہائی لچکدار طریقہ ہے۔
 (c) معلم اور طلبا کے درمیان بہتر تعامل (d) ان میں سبھی
- 9- استقرائی طریقے کی خصوصیت ہے۔
 (a) استقرائی طریقہ طلبا میں تحقیق اور جستجو کو فروغ دیتا ہے۔ (b) اس طریقے میں طلبا زیادہ متحرک ہوتے ہیں۔

(c) اس میں طلباء کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے۔

10-----اصول سے مثال کی طرف لے کر جایا جاتا ہے۔

(a) استخراجی طریقے میں (b) استقرائی طریقے میں (c) کھیل کھیل طریقے میں (d) بحث و مباحثہ کے طریقے

معروضی سوالوں کے جوابات:

C (v)	A (iv)	D (iii)	D (ii)	B (i)
A (x)	D (ix)	D (viii)	C (vii)	B (vi)

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1۔ لکچر یا تقریری طریقہ کے مراحل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

2۔ تدریس کو فعال بنانے میں لکچر طریقہ کی اہمیت کو واضح کیجیے۔

3۔ استخراجی طریقہ تدریس کی وضاحت کیجیے۔

4۔ تقریری طریقہ تدریس کی خوبیوں کو بیان کیجیے۔

5۔ استقرائی طریقے کی خوبیوں و خامیوں پر روشنی ڈالیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

1۔ بحث و مباحثہ کا طریقہ اور اسکی خصوصیات بیان کیجیے۔

2۔ گروہی تدریس سے کیا مراد ہے نیز اس کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

3۔ استخراجی و استقرائی طریقہ تدریس کے مابین فرق کو بیان کیجیے۔

8.7 تجویز کرده اکتسابی مواد

(1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقے)

(2) فن تعلیم و تربیت

(3) اصول تعلیم

(4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس

(5) اردو زبان کی تدریس

(6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی

(7) اردو زبان: فن تدریس

محمد قاسم صدیقی

افضل حسين

سید ضیاء الدین علوی

پروفیسر فضل محمد

معین الدین احمد

ملک محمد موسیٰ / شافعیہ رشید

محمد قمر سلیم

- (8) تدریس اردو محی الدین قادری زور
- (9) اردو زبان کی تدریس و فہم ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان
- (10) جدید تدریس اردو محی الدین بچھ
- (11) ہم اردو کیسے پڑھائیں معین الدین
- (12) اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے ڈاکٹر ریاض احمد
- (13) تدریس اردو ڈاکٹر نجم السحر / ڈاکٹر صابری سعید
- (14) طریقہ تعلیم اردو محی الدین بچھ

اکائی 9۔ سننے کی مہارت *

اکائی کے اجزا

- 9.0 تمہید
- 9.1 مقاصد
- 9.2 سننے کے معنی و مفہوم
- 9.3 سننا اور غور سے سننے میں فرق
- 9.4 سننے کا طریقہ کار
- 9.5 سننے والے کی خصوصیات
- 9.6 سننا اور اس کی اہمیت
- 9.7 سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کی حکمت عملیاں
- 9.8 خلاصہ
- 9.9 اکتسابی نتائج
- 9.10 فرہنگ
- 9.11 نمونہ امتحانی سوالات
- 9.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

9.0 تمہید

جب ہم تعلیم، درس و تدریس جیسے اہم موضوع پر بات کرتے ہیں تو تدریس اردو کے مقاصد کو متعین کرنا لازمی ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی فلسفہ کے تحت زندگی گزارتا ہے اور یہی نظریہ اُس شخص کے ظاہری و باطنی پہلو کو شکل دیتا ہے۔ اسی طرح ایک معلم کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ فرض شناس، باشعور اور احساس ذمہ دار بنے۔ جب معلم تدریس کے واضح و عملی تصور سے واقف ہو گا تب ہی وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دیتے ہوئے کامیابی کی جانب گامزن ہو سکتا ہے۔ تعلیمی مقاصد سے واقفیت نہ صرف تدریسی عمل کو کامیابی سے ہم کنار کرواتی ہے بلکہ

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

مناسب طریقہ تدریس، متعلقہ سرگرمیوں کو متعین کرتے ہوئے طلباء کی ہمہ جہت نشوونما میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیمی مقاصد طے ہو جانے پر تدریس کو ایک سمت ملتی ہے اور غیر ضروری وغیر مفید عناصر ختم ہو جاتے ہیں۔

H.G. Wyatt نے انگریزی پڑھانے کے چار بنیادی مقاصد متعین کئے ہیں۔

جس کا اطلاق عام طور پر ہم اردو زبان کی تدریس میں بھی کرتے ہیں۔ ان چار مہارتوں کے متعلق تفصیلی معلومات ہم اس بلاک کے چار اکائیوں میں حاصل کریں گے۔ پہلی اکائی میں ہم سننے کی مہارت صرف سننا اور غور سے سننے میں فرق، سننے والی کی خصوصیات اس کی اہمیت اور اس مہارت کی نشوونما کے لیے مناسب و کارگر سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

9.1 مقاصد

- اس کائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- سننے کی مہارت کے معنی و مفہوم بیان کر پائیں گے۔
- سننا اور غور سے سننے میں فرق واضح کر سکیں گے۔
- سننے کا طریقہ کار کی وضاحت کر سکیں گے۔
- سننے والے کی خصوصیات پر اظہار خیال کر پائیں گے۔
- سننے کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- سننے کے مختلف اقسام سے واقف ہوں گے۔
- طلباء میں سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر پیش کر پائیں گے۔

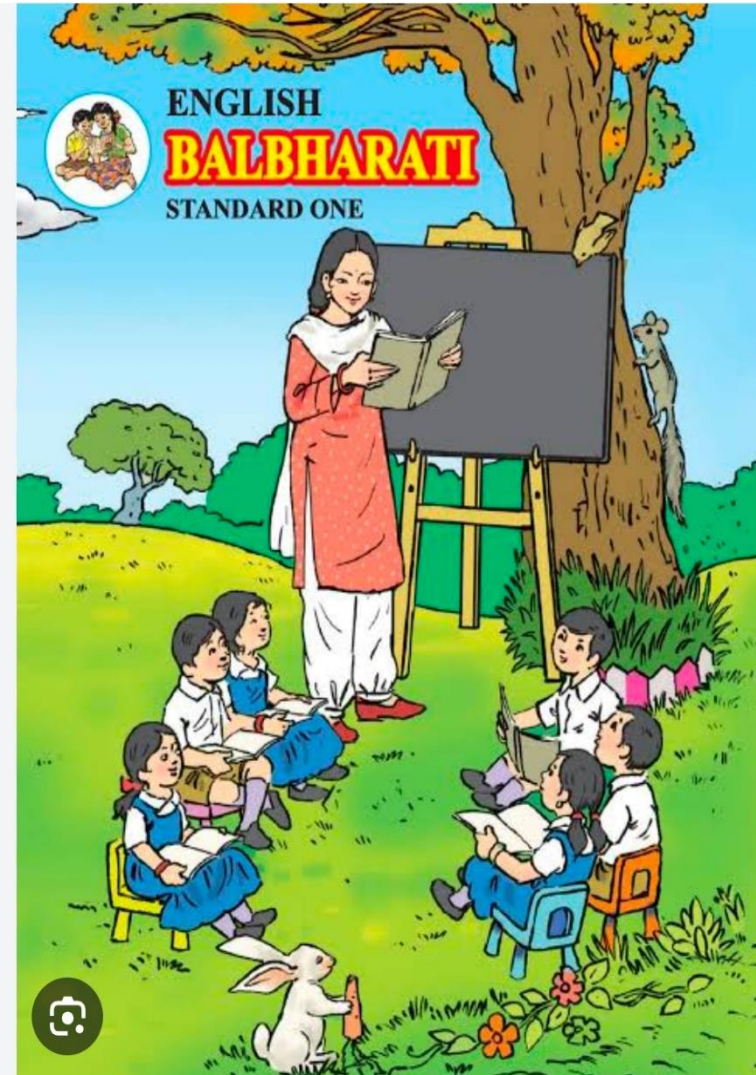
9.2 سننے کے معنی و مفہوم

کسی بھی زبان کے نشوونما اور ارتقا سننے کی مہارت سے ہوتی ہے سننے سے مراد سن کر بولی ہوئی بات کو سمجھنا ہے۔ عام طور پر ایسا سوچا جاتا ہے کہ سننے اور بولنے کی مہارت کے لیے کسی خاص تعلیم تربیت و مشق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بچہ خود بخود یہ سیکھ لیتا ہے لیکن یہ دونوں مہارتیں حاصل کرنے کے لیے تعلیم و تربیت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گھر ہو یا اسکول بچے ہر جگہ کچھ نہ کچھ سنتے ہی رہتے ہیں۔ کسی بھی زبان کی تعلیم کا انحصار زیادہ تر بچے کے ماحول پر ہوتا ہے۔ اردو زبان کی بنیاد سننے پر ہے۔ درستگی کے ساتھ بولنے کا دار و مدار درستگی کے ساتھ سننے پر ہے۔ اس لیے زبان کے معلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح زبان بولنے اور بچے صحیح الفاظ سنیں کیونکہ سننے کا بولنے اور سمجھنے سے گہرا تعلق ہے۔ اس لیے اردو زبان کی تعلیم میں اس مہارت کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لہذا اسکول کو اپنے منصوبہ میں اور استاد کو اپنے درس و تدریس کے عمل میں سننے کی مہارت کی باقاعدہ تربیت فراہم کرنے کے لیے خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

سننا ایک ایسا فعل ہے جس کے ذریعہ بولنے والے کے خیالات، جذبات احساسات اور رجحانات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ کسی خاص مقصد کے تحت مکمل توجہ کے ساتھ سننا فعال عمل ہوتا ہے۔ مثلاً۔ ٹیلی ویژن یا موبائل پر خبریں سننا یا ادبی، نانی سے کہانیاں سننا۔ بچوں میں وقفہ سماعت بہت کم ہوتا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک سننے پر توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتے۔ اس لیے معلم کا انداز گفتگو مناسب اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران یا بات چیت کرتے وقت استاد کو صاف اور موثر انداز میں بولنا چاہیے ٹھرا، لب و لہجہ اور تلفظ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ایسا کرنے پر طلباء سماعت کی جانب راغب ہوں گے اور سننے کی عادت پیدا ہوگی۔ یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ سننے والا متوجہ رہنا چاہیے اگر طلباء بغور نہیں سننے گے تو وہ مطلب سمجھنے سے خالص رہیں گے۔ معلومات اور ہدایات کہی ہوئی باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ سننے کے لیے خواہش کا ہونا لازمی ہے۔ جس مواد یا مضمون میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے اُسے بچے بغور سنتے ہیں کیونکہ وہ حاصل شدہ معلومات کا اطلاق کرنا چاہتے ہیں۔

ذیل میں دی گئی تصویر کا مشاہدہ کریں۔

اس تصویر پر آپ 6 سے 8 جملے تحریر کرنے کی کوشش کریں۔



9.3 سننے اور غور سے سننے میں فرق

صرف سننا:

سننا ایک قدرتی جسمانی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان آواز کو محسوس کرتا ہے۔ یہ ایک فطری، حیاتیاتی اور غیر ارادی عمل ہے جو خود بخود ہوتا ہے۔ جب آواز کی لہریں ہوا کے ذریعے کان میں داخل ہوتی ہیں اور دماغ تک پہنچتی ہیں تو دماغ ان آوازوں کی صورتوں کو پہچانتا ہے۔ اس عمل کے لیے کسی خاص توجہ یا شعوری کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ ہمارے حسی نظام کا ایک معمولی اور خود کار عمل ہے۔ سننے کا مقصد صرف ارد گرد موجود آوازوں سے آگاہی حاصل کرنا ہے، جیسے لوگوں کی باتیں، موسیقی، الارم، یا ٹریفک کی آواز۔ یہ عمل ہمیں اپنے ماحول سے خبردار رہنے اور بنیادی رد عمل دینے میں مدد کرتا ہے۔ سننا مواصلات کا پہلا مرحلہ ہے، مگر موثر سمجھ بوجھ اور رابطے کے لیے یہ کافی نہیں ہوتا۔

غور سے سننا:

غور سے سننا ایک شعوری، فعال اور ذہنی عمل ہے، جس میں صرف آواز سننا ہی نہیں بلکہ اسے سمجھنا، اسکی تشریح کرنا اور مناسب رد عمل دینا بھی شامل ہے۔ اس عمل میں ذہنی محنت توجہ اور ضروری درکار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں بولنے والے کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات، لہجے اور جسمانی حرکات کو بھی سمجھنا شامل ہوتا ہے۔ غور سے سننے کے عمل میں سامع آواز کو کان سے وصول کرتا ہے، اس پر توجہ دیتا ہے، اسکے معنی سمجھتا ہے، اس کا تجزیہ کرتا ہے، اور پھر جواب دیتا ہے۔ سننے کے برعکس، غور سے سننا خود بخود ہونے والا عمل نہیں ہے۔ اس کے لیے ذہنی یکسوئی اور دلچسپی ضروری ہے۔ غور سے سننے کا مقصد بولنے والے کی بات کو سمجھنا، نئی معلومات حاصل کرنا، تعلقات کو بہتر بنانا اور مثبت رابطہ قائم کرنا ہے۔ ایک اچھا سامع دوسروں کے جذبات کو سمجھتا ہے، غلط فہمیوں سے بچتا ہے اور بہتر تعلقات قائم کرتا ہے۔ اس طرح سننا صرف آواز سننے کا نہیں بلکہ سمجھنے اور محسوس کرنے کا عمل ہے جو تعلیمی، ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں کامیابی کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔

9.4 سننے کا طریقہ کار

سننا حقیقت میں ایک فعل طریقہ کار ہے۔ جس کے تین بنیادی مراحل ہیں۔

- 1- سننا: اس مرحلے میں بولنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ اتنا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کہا جا رہا ہے کہ کوئی دو افراد ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ اگر آپ اس حقیقت کو دہرتے ہیں اس کا مطلب آپ نے کبھی ہوئی بات کو سننا۔
- 2- تفہیم:- سننے کے طریقہ کار کے دوسرے مرحلے میں آپ نے جو سننا ہے اُسے اپنے انداز میں سمجھتے ہیں۔ چلے اب ہم اسے پہلے مرحلے میں دی گئی مثال کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔ جب آپ نے سننا کہ دو افراد ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں تو آپ نے سوچنا شروع کیا کہ، انسان عادات، اطوار، رنگ، جسمانی ساخت، ذہانت، نفسیات وغیرہ میں ایک دوسرے سے منفرد ہوتے ہیں۔

3۔ فیصلہ کرنا: اس بات کا یقین ہو جائے کہ آپ کبھی ہوئی بات کو سمجھ چکے ہیں تو پھر سوچیں، کیا مقرر کی بتائی ہوئی بات قابل قدر ہے؟ جو آپ نے سنا کیا آپ اُس بات پر یقین کرتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچیں، ہر فرد کس طرح ایک دوسرے سے منفرد ہو سکتا ہے لیکن پھر آپ اپنے اطراف اور سماج کے لوگوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر فرد شکل و صورت، ذہانت، عادات و اطوار، جسمانی ساخت، نفسیات وغیرہ میں ایک دوسرے سے منفرد ہوتے ہیں تو یہ بات قابل قدر ہے۔

9.5 سننے والے کی خصوصیات

ایک اچھا سننے والا وہ ہوتا ہے جو نہ صرف بولنے والے کے الفاظ سنتا ہے بلکہ ان کے معنی، احساسات اور ارادوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اچھا سننا مؤثر گفتگو کی ایک بنیادی صلاحیت ہے جو اعتماد، تفہیم، اور مضبوط تعلقات قائم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ذیل میں ایک اچھے سامع کی اہم خصوصیات بیان کی گئی ہے۔

1. توجہ اور ارتکاز:

ایک اچھا سامع بولنے والے پر مکمل توجہ دیتا ہے۔ وہ موبائل فون، دوسری باتوں یا غیر ضروری خیالات سے خود کو دور رکھتا ہے۔ وہ آنکھ سے رابطہ قائم کرتا ہے، سر ہلاتا ہے، اور اپنے جسمانی حرکات سے ظاہر کرتا ہے کہ وہ بات کو پوری دلچسپی سے سن رہا ہے۔ توجہ سے سننا بات کو بہتر طور پر سمجھنے اور جذبات کو محسوس کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

2. صبر اور سکون:

اچھے سامعین صبر سے کام لیتے ہیں۔ وہ بولنے والے کو بیچ میں نہیں ٹوکتے اور نہ ہی جلد بازی کرتے ہیں۔ وہ بولنے والے کو اپنی بات مکمل کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ صبر سے سننا احترام اور وقار کی علامت ہوتی ہے، جو بولنے والے کو اپنی بات کھل کر کرنے کی حوصلہ افزائی دیتی ہے۔

3. کھلے ذہن سے سننا:

ایک اچھا سننے والا ہمیشہ کھلے ذہن کے ساتھ سنتا ہے۔ وہ کسی کی بھی پوری بات سننے بغیر نہ ہی فیصلہ کرتا اور نہ ہی تنقید کرتا ہے۔ غیر جانبداری سے سننے پر نئے خیالات، تجربات، اور مختلف نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

4. ہمدردی:

ہمدردی ایک اچھے سامع کی نمایاں خوبی ہے۔ ایک ہمدرد سامع بولنے والے کے جذبات، احساسات، اور نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ دل سے سنتا ہے اور محبت و نرمی کے ساتھ رد عمل دیتا ہے۔ یہ طرز عمل بولنے اور سننے والے کے درمیان اعتماد پیدا کرتا ہے اور تعلقات کو مضبوط بناتا ہے۔

5. رد عمل دینا:

ایک اچھا سننے والا مناسب رد عمل دیتا ہے، جیسے کہ سر ہلانا، مسکرانا، یا جملے کہنا مثلاً "میں سمجھ رہا ہوں" یا "یہ دلچسپ ہے" وغیرہ۔ یہ اشارے بولنے والے کو پیغام دیتے ہیں کہ اس کی بات توجہ سے سنی جا رہی ہے۔

6. مداخلت سے گریز:

ایک اچھا سامع بولنے والے کی گفتگو کے دوران مداخلت نہیں کرتا۔ درمیان میں بولنا گفتگو کے بہاؤ کو توڑ دیتا ہے اور بے ادبی کے مترادف ہے۔ اچھا سامع بولنے والے کی بات مکمل ہونے کے بعد ہی اپنی رائے دیتا ہے۔

7. غیر زبانی اشاروں پر توجہ:

ایک اچھا سامع نہ صرف الفاظ بلکہ لہجے، چہرے کے تاثرات، اور جسمانی حرکات پر بھی دھیان دیتا ہے۔ غیر زبانی اشارے اکثر بولنے والے کے اصل جذبات اور ارادوں کو ظاہر کرتے ہیں، جس سے پیغام کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

8. وضاحت کے لیے سوال کرنا:

ایک اچھا سننے والا تجسس اور فہم کے ساتھ سنتا ہے۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو وہ مؤدبانہ انداز میں متعلقہ سوال کرتا ہے تاکہ بات کی وضاحت ہو سکے۔ یہ عمل دلچسپی اور فہم کی نشاندہی کرتا ہے۔

9. جذبات پر قابو رکھنا:

ایک اچھا سامع اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے۔ اگر گفتگو حساس یا جذباتی ہو تو وہ پرسکون رہتا ہے اور جلد بازی میں اپنا رد عمل ظاہر نہیں کرتا۔ غصہ، تعصب یا منفی سوچ سننے میں رکاوٹ بنتی ہے، اس لیے دوسروں کی بات سننے وقت جذباتی توازن رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

10. بات یاد رکھنا اور غور کرنا:

سننے والا گفتگو کے اہم نکات یاد رکھتا ہے اور ان پر بعد میں غور کرتا ہے۔ وہ بولنے والے کی بات کو مختصر آدھر کر تصدیق کرتا ہے کہ اس نے درست سمجھا ہے یا نہیں یہ عادت فہم اور مؤثر رد عمل کو سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔

11. احترام دکھانا:

احترام ایک اچھے سننے والے کی بنیاد صلاحیت ہے۔ وہ بولنے والے کے وقت اور خیالات کی قدر کرتا ہے۔ وہ بیچ میں بات نہیں کاٹتا، فیصلہ نہیں سناتا اور بولنے والے کی بات کو غیر ضروری نہیں سمجھتا۔ یہ رویہ باہمی احترام اور اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں
(1) سننے کے طریقہ کار کو مع مثال بیان کیجیے؟
(2) فعال سننے والا، غیر فعال سننے والے (سامع) سے بہتر و موثر کیوں مانا جاتا ہے؟

سننا اور اس کی اہمیت کو ہم ذیل میں دئے گئے نکات کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں:

- 1- گفتگو کی صلاحیت :- بغور سننے کی مہارت سے طلباء میں گفتگو کرنے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے طلباء اپنے ساتھی اساتذہ اور دیگر افراد سے بات چیت کرنے کے طریقے سے واقف ہوتے ہیں۔ اس طرح طلباء میں تعاون اور ٹیم ورک جیسی صلاحیت بھی پروان چڑھتی ہیں۔
- 2- سمجھنے کی صلاحیت :- گھر ہو یا اسکول ہر جگہ بچے کچھ نہ کچھ سنتے ہی رہتے ہیں۔ سننے کا عمل مسلسل طور پر جاری رہتا ہے۔ سننے کا بولنے اور سمجھنے سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے زبان کی تعلیم میں سننے کی باقاعدہ تربیت پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے۔ سننا ایک ایسا عمل ہے جس سے بولنے والے کے احساسات، جذبات، نظریات، افکار اور خیالات کی ترسیل ہونے میں مدد ملتی ہے۔
- 3- تنقیدی سوچ :- کمرہ جماعت اور دوسری جگہوں پر فعال طور پر سننا طلباء میں تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے۔ بچوں کے سامنے پیش کی جانی والی معلومات کا وہ تجزیہ اور جانچ کرتے ہیں اس طرح بچوں میں درست رائے پیدا ہوتی ہے اور صحیح فیصلے لینے کی صلاحیت بھی پروان چڑھتی ہے۔
- 4- تنازع حل ہونا :- سننے کے عمل سے طلباء میں دوسروں کی گفتگو کو اہمیت دینے اور ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی صلاحیت فروغ پاتی ہے۔ اگر طلباء کا آپس میں کوئی تنازع پیدا ہوتا بھی ہے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے مشترکہ رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ امن کے ساتھ تنازعات کو حل کرنے کے قابل بنتے ہیں۔
- 5- جذبہ ہمدردی اور فہم :- اپنے اساتذہ اور ہم جماعت ساتھیوں کی گفتگو کو بغور سننے سے طلباء میں فہم پیدا ہوتی ہے۔ دوسروں کی بات کو سن کر سمجھنے سے بچوں میں شفقت اور جذبہ ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے طلباء کے آپس میں تعلقات مضبوط ہوتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ان میں مثبت رویہ بھی قائم ہوتا ہے۔
- 6- جدید دور میں انھیں ملازمین کی قدر کی جارہی ہے جو سننے اور سمجھنے میں ماہر ہو :- جب اساتذہ طلباء کو سننے کی تربیت دیتے ہیں یعنی وہ اپنے طلباء کو مستقبل میں پیشہ وارانہ کارکردگی کو بہتر انداز میں انجام دینے کے لیے تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ مستقبل میں طلباء دوسروں کی ضروریات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاونی رشتہ قائم کر سکتے ہیں اور خاص طور پر ہدایات پر درست طریقے سے عمل کر سکتے ہیں۔
- 7- معلومات کو برقرار رکھنا :- کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران فعال طور پر سننے سے طلباء کو معلومات و ہدایات کو یاد اور برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ جب طلباء پڑھائی کرتے ہیں یا امتحان میں سوالیہ پرچہ حل کرتے ہیں تو کمرہ جماعت میں غور سے سن کر حاصل کردہ معلومات ان کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے۔
- 8- اعتماد میں اضافہ :- جب ہم دوسروں کی بات کو دھیان سے سنتے اور سمجھتے ہیں تو ساتھیوں اور سماج میں ہماری ایک الگ پہچان بنتی ہے۔ توجہ کے ساتھ سننے سے ہمیں معاشرے میں عزت بھی ملتی ہے اور دوسروں کے ساتھ ہمارے تعلقات لمبے عرصے تک قائم رہتے ہیں جس سے انسان میں عزت نفس اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

9- مضبوط رابطہ قائم کرنا اور مقاصد کی حصولیابی:- کسی بھی تنظیم یا ادارے میں غلط رابطے کی وجہ سے قیمتی وقت اور دستیاب وسائل کا نامناسب استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے غلط سماعت سے طے شدہ مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سننے کی صلاحیت سے ترسیل بہتر ہوتی ہے جس سے تنظیم کے مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

10- وقت کی بچت:- سننے کی صلاحیت وقت کی بربادی کو روکتا ہے۔ درست سماعت پہلی بار میں صحیح معلومات و پیغام کو منتقل کرتا ہے۔ ہدایات کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔

11- غلط فہمی کم کرنا:- سننے کی مہارت سے کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے دوران طلباء غلط فہمی کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ وہ زبانی ہدایات کو صحیح طریقے سے سنتے اور سمجھتے ہیں اس سے تفویضات اور پروجیکٹ مکمل کرنے میں غلطیوں کی گنجائش بہت کم ہو جاتی ہے۔

12- زبان کی ترقی:- سنا کسی بھی زبان کو سیکھنے کا بنیادی مرحلہ ہے۔ جب طلباء روزانہ کو فعال طور پر سننے ہیں تو وہ اپنے فہم، تلفظ و قواعد کو درست بنا سکتے ہیں۔

13- قائدانہ صلاحیت:- قابل و اہل رہنماؤں میں سننے کا شعور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی رائے کی قدر کرتے ہیں اور مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔ جو طلباء توجہ کے ساتھ سننے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ مستقبل میں قیادت کی کردار کو بخوبی سنبھال سکتے ہیں اور اپنے انداز گفتگو سے دوسروں کو محرک و متاثر کر سکتے ہیں۔

14- ڈیجیٹل خواندگی:- آج کے ڈیجیٹل دور میں طلباء کا روزانہ آن لائن لیکچر، ویڈیو اور ملٹی میڈیا پیش کش سے سامنا ہوتا رہتا ہے۔ موثر سننے کی صلاحیت سے طلباء ڈیجیٹل وسائل کے استعمال سے اپنے مضامین کے تعلق سے معلومات حاصل اور نوٹ کر سکتے ہیں۔

15- ذاتی ترقی:- سننے کی صلاحیت سے طلباء کے معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ وہ ہدایات بہتر انداز میں سمجھ پاتے ہیں۔ دوسروں کی گفتگو بغور سننے سے موثر انداز میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ اس سے طلباء کی ذاتی ترقی ممکن ہوتی ہے۔

دوسروں کی بات کو سمجھنے کے غرض سے بغور سننا ایک اہم فعل ہے جس سے بچوں کو بولے ہوئے الفاظ یا جملوں کے معنی اخذ کرنے اور پیغام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ بچوں کے سماعت سے متعلق ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ان کا وقفہ سماعت تھوڑا ہوتا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک دوسروں کی باتوں پر اپنی توجہ مرکوز نہیں رکھ پاتے ہیں۔ بچوں کے روبہ رو ہو کر بولتے وقت ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بچے کیا اور کس طرح سننا پسند کرتے ہیں؟ بچے اکثر ان باتوں کو سننا پسند کرتے ہیں جو ان کے ماحول، زندگی اور خیالات کے قریب تر ہوتی ہیں۔ بہتر انداز گفتگو کا نہ ہونا ہی سامنے والے کا توجہ کے ساتھ نہ سننے کی اہم وجہ ہوتی ہے۔ جب بچوں کو الفاظ کا درست تلفظ سننے ملے گا تب ہی وہ صحیح تلفظ ادا کر پائیں گے۔

9.7 سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کی حکمت عملیاں

زبان کی تدریس کا انحصار اساتذہ کی باتیں سن کر مفہوم سمجھنے پر ہوتا ہے۔ اساتذہ کے تاثرات کا تلفظ کی ادائیگی اور آواز میں اتار چڑھاؤ، تدریس کے عمل پر بہت زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔ بغور سننا ہی صحیح گفتگو کے لیے بنیاد ہے اور صحیح گفتگو پڑھنے اور صحیح لکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اردو زبان کے بنیادی مہارتوں کے سلسلے میں سننا سب سے پہلا مرحلہ ہے۔

گفتگو سیکھنے کا انحصار اس بات پر ہیکہ بچوں نے کس حد تک سننے کی تربیت حاصل کی ہے؟ اس طرح سننے اور بولنے کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے اور بچے اس دوران بہتر سن کر بہتر بولنے کی تربیت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

1- توجہ کے ساتھ سننے کی تربیت:- سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے توجہ مرکوز کرنا ایک لازمی جز ہے۔ اگر طلبا سننے پر توجہ مرکوز نہیں کر پاتے ہیں تو نہ ہی وہ مفہوم سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ بچے عموماً کہانیاں، گیت، نظمیں، تقریریں وغیرہ دھیان سے سنتے ہیں۔

2- پس منظر کو ذہن میں رکھ کر سننا:- طلبا کو ہدایات دیں کہ جب بھی وہ دوسروں کی گفتگو کو سننے تو بولنے والے کا مقصد ضرورت مقام، وقت، حالات وغیرہ کو ذہن میں رکھ کر سنیں۔

3- فعال سننے کی مشقیں:- طلبا کو ایسی سرگرمیوں میں شامل کریں جس میں وہ فعال رہیں۔ طلبا کی توجہ کے ساتھ سننے، جوابات دینے خلاصہ اور تشریح کرنے یا سوالات پوچھنے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

4- اہم نکات نوٹ کرنا:- طلبا کو اہم نکات نوٹ کرنے کی تکنیک سیکھائی جائے ایسا کرنے پر طلبا غور سے سماعت کریں گے اور حاصل کردہ معلومات کو یاد رکھ پائیں گے۔

5- مختلف امداد اشیا کا استعمال:- اگر اساتذہ تدریس کے دوران مختلف توضیحات جیسے چارٹ، تصاویر، نمونے، کارڈ، نقشہ وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں تو طلبا کے ایک سے زیادہ حصوں کا استعمال ہوتا ہے۔ ایسا کرنے پر وہ سننے میں دلچسپی لیتے ہیں اور کمرہ جماعت میں سرگرم رہتے ہیں۔

6- بحث و مباحثہ کو فروغ دینا:- طلبا کو ترغیب دیں کہ وہ کمرہ جماعت میں بحث و مباحثہ میں حصہ لیں۔ کسی موضوع پر تبادلہ خیال کریں اور اپنے ساتھیوں کے خیالات و گفتگو کو غور سے سنیں۔

7- حقیقی دنیا سے وابستگی:- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنی تدریس کے دوران طلبا کے حقیقی دنیا اور حالات سے مثالیں پیش کریں، حقیقی اشیا کا استعمال کریں ایسا کرنے سے سننے کی سرگرمیوں میں طلبا کی شمولیت کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

8- بازرسائی فراہم کرنا:- سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے طلبا کو بروقت بازرسائی فراہم کرنا چاہیے۔ سننے کی مہارت میں ترقی کے غرض سے طلبا کی خوبیوں کی ستائش کریں اور خامیوں کو دور کرنے کے لیے رہنمائی و حوصلہ افزائی کریں۔

9- ریڈیو کا استعمال:- مواد مضمون کے لحاظ سے کسی خاص مقصد کے تحت ریڈیو سے شائع کئے جانے والے تعلیمی پروگرامس اور کہانیاں بچوں کو سنائی جاسکتی۔ ریڈیو پر بولنے والے افراد کا انداز گفتگو پر کافی حد تک عبور ہوتا ہے۔ اس طرح کے مواقع فراہم کرنے سے بچے درست تلفظ

آواز کے اتار چڑھاؤ لب و لہجے سے واقف ہوتے ہیں اور ان میں بہتر سماعت کی عادت بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔

10۔ آواز کا تجزیہ کروانا:۔ آواز کا تجزیہ کے تحت طلباء کو ایسے الفاظ کے درمیانی فرق سے واقف کروانا چاہیے جن کے تلفظ تقریباً یکساں ہوں لیکن معنوی اعتبار سے الگ الگ ہوں۔ مثال کے طور پر لفظ 'واہ' کے تلفظ ہی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ حیرت اور تعریف دونوں کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔ الفاظ کے صحیح مطلب سمجھنے میں تلفظ اور لب و لہجہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

11۔ معنی و مطلب اخذ کرنا:۔ طلباء میں سننے کی مہارت پیدا کرنے کے لیے زبان اور اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے مطلب اخذ کرنے کی تربیت دی جاسکتی ہے۔ طلباء کو سیکھایا جاسکتا ہے کہ بولنے والے کے الفاظ کی ترتیب اور بولنے کے انداز سے کس طرح مطلب اخذ کیا جائے۔

12۔ سننے ہوئے رد عمل پیش کرنے کی مشق:۔ سننے والے کا مناسب رد عمل ظاہر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ سماعت کی مہارت پیدا کرنے کے لیے لازمی ہے کہ اساتذہ بچوں کو زیادہ سے زیادہ سننے کے مواقع فراہم کریں۔ اس کے لیے نظم خوانی، گیت گانا، کہانی وقصہ گوئی، زباندانی کے کھیل جیسے مختلف سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔

13۔ زبان کی غلطیوں کو سمجھنے کی مشق:۔ اگر کسی لفظ کے تلفظ میں تبدیلی کی جائے یا غلط تلفظ ادا کیا جائے اور طلباء اس غلطی کو سمجھ لیتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سننے کی مہارت کی ترقی ہوئی ہے۔ مثلاً مٹی کو مٹی، کچڑ کو کچڑ یا چیکڑ کہا جائے تو غلطی فوری سمجھ میں آجانی چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) سرگرمی: کمرہ جماعت میں استاد کے لیکچر کو بہ غور سنیں (بغیر نکات تحریر کیے) اور بعد میں لیکچر کو یاد کرتے ہوئے اپنے ذاتی نوٹس تیار کریں۔

i) اس سرگرمی سے آپ نے سننے کی اہمیت کے متعلق کیا نتیجہ اخذ کیا؟

ii) کمزور سماعت کی وجہ سے کیا نوٹس تیار کرنے میں کیا غلطیاں آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

2) سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے کوئی پانچ حکمت عملیاں پیش کیجیے؟

9.8 خلاصہ

جب ہم تعلیم جیسے اہم موضوع پر گفتگو کرتے ہیں تو اردو تدریس کے مقاصد کو متعین کرنا لازمی ہوتا ہے۔ H.G. Wyatt نے سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا یہ انگریزی پڑھانے کے بنیادی مقاصد متعین کئے ہیں جس کا اطلاق عام طور پر ہم اردو زبان کی تدریس میں کرتے ہیں۔ کسی بھی زبان کے نشوونما کا ارتقاء سننے کی مہارت سے ہوتا ہے۔ سننے سے مراد بولی ہوئی بات کو سمجھنا ہے۔ گھر ہو یا اسکول ہر جگہ بچے کچھ نہ کچھ

سُننے رہتے ہیں۔ درستگی کے ساتھ بولنے کا انحصار درستگی کے ساتھ سُننے پر ہوتا ہے۔ اردو معلم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ صحیح زبان بولے تاکہ طلباء صحیح الفاظ سن سکیں۔ اسکول کو اپنے منصوبہ میں اور اساتذہ کو اپنی درس و تدریس کے عمل میں طلباء کو سُننے کی مہارت کی باقاعدہ تربیت دینا چاہیے۔

9.9 اکتسابی نتائج

- کسی خاص مقصد کے تحت مکمل توجہ کے ساتھ سُننا ایک فعل عمل ہے۔ مثلاً ٹیلی ویژن یا موبائل پر خبریں سننا یا نانی دادی سے کہانیاں سُننا۔
- بچوں کا وقفہ سماعت بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے اساتذہ کا انداز گفتگو دلچسپ ہونا چاہیے۔ کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران یا بات چیت کے وقت وہ صاف و موثر انداز میں بولیں۔ ٹھراؤ، لب و لہجہ روانی اور تلفظ ایسا ہو کہ طلباء سماعت کی جانب راغب ہوں اور ان میں سُننے کی عادت پیدا ہو۔
- سُننے کے عمل میں خواہش کا ہونا لازمی ہے۔ جس مواد یا مضمون میں طلباء کو دلچسپی ہوتی ہے اُسے بچے بغور سُنتے ہیں کیونکہ وہ حاصل شدہ معلومات کا اطلاق کرنا چاہتے ہیں۔
- ایک اچھا سامع وہ ہے جو توجہ، صبر اور ہمدردی کے ساتھ سنتا ہے۔ وہ دل و دماغ سے بات کو سمجھتا ہے، مداخلت سے گریز کرتا ہے اور بولنے والے کا احترام کرتا ہے۔ ان خصوصیات کو اپنانے سے انسان ایک موثر سامع، بہتر گفتگو کرنے والا، اور مضبوط تعلقات قائم کرنے والا فرد بن سکتا ہے۔
- سُننے کی مہارت سے طلباء میں گفتگو کرنے، سمجھنے، تنقیدی سوچ پیدا کرنے، تنازع حل کرنے، جذبہ ہمدردی، فہم معلومات کو برقرار رکھنے، اعتماد پیدا کرنے، مضبوط رابطہ قائم کرنے، وقت کا مناسب استعمال، غلط فہمی کم کرنے، ذاتی زبان کی ترقی، قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے، ڈیجیٹل خواندگی، جیسی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہے۔
- اس مہارت میں سننا، تفہیم اور فیصلہ کرنا یہ تین بنیادی مراحل ہوتے ہیں۔
- سُننے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے توجہ کے ساتھ سُننے کی تربیت دینا، پس منظر کو ذہن میں رکھ کر سننا، فعال سُننے کی مشقیں کروانا، اہم نکات کو نوٹ کرنا، مختلف امدادی اشیاء کا استعمال، بحث و مباحثہ، بازرسائی، سرگرم مشاغل کی مشق، ریڈیو کا استعمال، آواز کا تجزیہ کروانا، معنی و مطلب اخذ کروانا۔ سُننے ہوئے ردِ عمل دینا اور زبان کی غلطیوں کو سمجھنے کی مشق کروانا جیسے تدابیر اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

9.10 فرہنگ

- غیر مبہم۔ واضح

- ہم کنار کرنا۔ کسی چیز سے واقف کروانا
- متعین کرنا۔ طے کرنا
- سامع۔ سننے والا
- اطلاق کرنا۔ ذاتی و حقیقی زندگی میں حاصل شدہ معلومات کا استعمال کرنا۔

9.11 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ سننا ایک _____ ہے؟
 (الف) فعل (ب) قواعد (ج) ادب (د) شعر
- 2۔ زبان کی مہارت میں بنیاد _____ ہے؟
 (الف) استاد (ب) دیکھنے (ج) سننے (د) اسکول
- 3۔ سننے کے عمل میں _____ کا ہونا لازمی ہے؟
 (الف) خواہش (ب) دیکھنے (ج) پڑھنے (د) استاد
- 4۔ ذیل میں سے سننے کا آلہ کونسا ہے؟
 (الف) نقشہ (ب) چارٹ (ج) تختہ سیاہ (د) ٹیلی ویژن
- 5۔ ذیل میں سے _____ صحیح لفظ کا چناؤ کریں؟
 (الف) مٹی (ب) میٹی (ج) مائی (د) ٹٹی
- 6۔ سننے کی مہارت کا فروغ _____ ہوتا ہے؟
 (الف) مضمون نگاری سے (ب) تصویر بنانے سے (ج) تقریر سننے سے (د) ڈوڑ سے
- 7۔ سننے کے مواقع میں _____ شامل ہے؟
 (الف) کہانی سننا (ب) گیت سننا (ج) فلم دیکھنا (د) سبھی
- 8۔ طلباء میں زبان کے نشوونما کا ارتقاء _____ کی مہارت سے ہوتا ہے؟
 (الف) سننے (ب) ادب (ج) مشاعرہ (د) ان میں سے کوئی نہیں
- 9۔ سننے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے کیا _____ ضروری ہے؟
 (الف) اسکول (ب) سماج (ج) توجہ (د) معلم
- 10۔ درستی کے ساتھ بولنے کا انحصار درستی کے ساتھ _____ پر ہے؟

الف) دیکھنے (ب) سُننے (ج) لکھنے (د) سبھی

معروضی سوالوں کے جوابات:

الف (1)	ج (2)	الف (3)	د (4)	الف (5)
ج (6)	د (7)	الف (8)	ج (9)	ب (10)

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

- 1- سننے کی مہارت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختصر بیان کریں۔
- 2- سننے کے طریقہ کار پر روشنی ڈالے۔
- 3- سننے کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
- 4- سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے تدابیر پیش کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

- 1- سننا اور اسکی اہمیت کو واضح کریں۔ سننے کے طریقہ کار پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے؟ مناسب مثالوں کے حوالے سے بحث کیجیے۔
- 2- سننے اور غور سے سننے میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ایک اچھے سننے والے کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کریں۔
- 3- بچوں میں وقفہ سماعت بہت کم ہوتا ہے۔ بحیثیت معلم اپنے طلباء میں سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے آپ کیا اقدامات لیں گے؟ تفصیل سے بیان کیجیے۔

9.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1- نئی دہلی۔ (NCPUL) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)۔
 - 2- ڈاکٹر مختار احمد کئی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤس، جھارکھنڈ۔
 - 3- شیروانی۔ تدریس زبان اردو
 - 4- Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
 - 5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- Websites:
- 6- <https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur-iii-reading/>
 - 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 10۔ بولنے کی مہارت *

اکائی کے اجزاء

تمہید	10.0
مقاصد	10.1
بولنے کے معنی و مفہم	10.2
موثر گفتگو کے اجزاء	10.3
بولنا اور اُسکی اہمیت	10.4
بولنے والے کی خصوصیات	10.5
بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں	10.6
خلاصہ	10.7
اکتسابی نتائج	10.8
فرہنگ	10.9
نمونہ امتحانی سوالات	10.10
تجویز کردہ اکتسابی مواد	10.11

10.0 تمہید

بولنے سے مراد گفتگو کرنا ہے۔ بولنے کے ذریعے انسان میں اپنے جذبات، احساسات، خیالات اور تجربات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اس صلاحیت میں دُرست تلفظ کے علاوہ روانی و سلاست کے ساتھ گفتگو کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس مہارت کی نشوونما سے بچے بہتر، موثر اور دلکش انداز میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ بولنے کی مدد سے ہی انسان اپنی سماجی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور تعلقات کو پیدا و قائم رکھتا ہے۔ بولتے وقت کن الفاظ کو کس طرح ادا کرنا چاہیئے اور جملے کو کس طرح ادا کرنا چاہیئے، اس سے واقفیت ہونی چاہیئے۔ گفتگو کو موثر اور قابل فہم بنانے کیلئے جسمانی حرکات، وسکنت و تاثرات پر توجہ دی جانی چاہیئے۔ صحیح اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا دار و مدار بڑی حد تک صحیح اردو بولنے پر ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ طلباء جس طرح سے الفاظ ادا کرتے ہیں اُسی طرح لکھتے ہیں۔ جن طلباء و طالبات میں بولنے کی

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

مہارت کی نشوونما نہیں ہو پاتی ہے انھیں اُردو پڑھنے اور لکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ جن طلباء کے بولنے میں درستگی اثر نمایاں ہوتا ہے کم و بیش وہی پڑھنے یا لکھنے میں بھی برقرار رہتا ہے۔

بولنے کی مہارت اور بات چیت کی تربیت بچوں کی سیرت و کردار کی تعمیر میں مدد کرتی ہے۔ ہماری زندگی میں بولنے کا عمل و دخل میں قدر ہے اتنا پڑھنے اور لکھنے کا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین تعلیم نے ابتدائی درجات میں زبانی یا بولنے کے فعل پر زیادہ زور دیا ہے۔

10.1 مقاصد

- اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- بولنے کی مہارت کے معنی مفہوم بیان کر پائیں گے۔
- موثر گفتگو کے اجزائے الفاظ میں بیان کر پائیں گے۔
- بولنے والے کی خصوصیات سے واقف ہوں گے۔
- بولنے کی اہمیت و ضرورت پر تبادلہ خیال کر پائیں گے۔
- بولنے کے مختلف اقسام سے واقف ہوں گے۔
- بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیوں پر پیش کر پائیں گے۔

10.2 بولنے کے معنی و مفہوم

بولنے کی مہارت سے مراد کسی فرد یا گروہ کے سامنے اپنے خیالات، تصورات، جذبات اور معلومات کو واضح اور موثر انداز میں زبانی طور پر پیش کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں صرف الفاظ کو زبانی طور پر ادا کرنا شامل نہیں ہوتا بلکہ واضح تلفظ، مناسب الفاظ کا انتخاب، درست قواعد اور بولنے میں روانی بھی ضروری ہوتی ہے جس سے سننے والوں تک پیغام صحیح طور پر پہنچتا ہے۔ بولنے کی مہارت میں کئی اجزاء شامل ہیں جیسے لسانی مہارت جس میں الفاظ کا درست استعمال جملوں کی صحیح تشکیل، درست تلفظ کی ادائیگی، روانی اور تسلسل شامل ہے۔ سننے والوں کے سماجی حالات کے مطابق زبان کا استعمال کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ موثر گفتگو کے لیے خود اعتمادی، وضاحت اور سامعین کے لحاظ سے بات کرنے کی صلاحیت بھی اہمیت رکھتی ہے۔ غیر زبانی عناصر مثلاً سننے والوں سے نظری رابطہ رکھنا چہرے کے تاثرات، جسمانی حرکات و سکنات، آواز میں اتار چڑھاؤ مناسب لب و لہجہ بھی گفتگو کو موثر بنانے میں اہم کردار کا کرتے ہیں۔

بولنا ایک باہمی عمل ہے جس میں سوال و جواب، رائے دینا، بات چیت کو جاری رکھنا اور مکالمے کی روانی کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو بولنے کی مہارت فرد کو اپنے خیالات کو با مقصد انداز میں پیش کرنے، ذاتی، سماجی، تعلیمی، اور پیشہ ورانہ شعبوں میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے۔

موثر گفتگو ایک ایسی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنے خیالات، نظریات اور جذبات کو اس انداز میں بیان کرتا ہے کہ سننے والا انہیں آسانی سے سمجھ سکے اور مثبت رد عمل دے سکے۔ موثر بولنا صرف الفاظ کا استعمال کرنا نہیں بلکہ بولنے کا انداز، لہجہ، جسمانی حرکات و سکنات، اور اعتماد کا مجموعہ ہے۔ ذیل میں موثر گفتگو کے بنیادی اجزاء تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

1- وضاحت: وضاحت سے مراد خیالات کو صاف، سادہ اور بامعنی انداز میں پیش کرنا ہے۔ ایک اچھا مقرر ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جو سننے والے کی سمجھ کے مطابق ہوں۔ مشکل الفاظ، غیر ضروری تفصیلات یا مبہم جملوں سے گریز بولنے میں وضاحت پیدا کرتا ہے۔ درست تلفظ اور جملوں کی ساخت بھی وضاحت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ استاد کسی مشکل موضوع کو آسان زبان میں سمجھاتا ہے تاکہ طلبہ تصورات بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

2- اعتماد: اعتماد موثر گفتگو کی بنیاد ہے۔ ایک پُر اعتماد مقرر قابل اعتبار محسوس ہوتا ہے۔ اعتماد کے ساتھ بات کرنے والا شخص سامعین کے سامنے پرسکون رہتا ہے، نظری رابطہ رکھتا ہے، اور بلا جھجک بات کرتا ہے۔ تاہم، اعتماد کو غرور میں تبدیل نہیں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر ایک طالب علم جو اچھی تیاری کے ساتھ پیش کش کرتا ہے، پُر اعتماد نظر آتا ہے۔

3- روانی: روانی کا مطلب غیر ضروری وقفوں کے بغیر، تسلسل اور فطری انداز میں بات کرنا ہے۔ رواں گفتگو سننے والے کو دلچسپی کے ساتھ بات سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔ غیر ضروری الفاظ جیسے "یعنی" یا "آہ"، "ام" کا بار بار استعمال گفتگو کی روانی کو متاثر کرتا ہے۔ روانی کے ساتھ بولنے کی بہترین مثال ایک نیوز اینکر ہے جو مسلسل اور واضح انداز میں خبریں پڑھتا ہے۔

4- آواز کا انداز: آواز میں اتار چڑھاؤ، مناسب لب و لہجہ اور رفتار میں تبدیلی گفتگو کو پراثر بناتی ہے۔ ایک ہی لہجے میں بات کرنے کا انداز بوریت پیدا کرتا ہے، جبکہ آواز میں تنوع دلچسپی کو بڑھاتا ہے۔ موضوع کے مطابق لہجہ بدلنا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے کہانی سننے والا مختلف کرداروں کے لیے الگ الگ لہجے کا استعمال کرتا ہے۔

5- ذخیرہ الفاظ: ایک موثر مقرر کے پاس الفاظ کا وسیع اور مناسب ذخیرہ ہوتا ہے۔ صحیح الفاظ کے انتخاب سے پیغام واضح اور موثر بنتا ہے۔ الفاظ کا انتخاب ہمیشہ سامعین کی سطح اور موقع کے مناسبت سے ہونا چاہیے۔ تقریر میں ہمیشہ مثبت اور متاثر کن الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے۔

6- ادائیگی اور تلفظ: درست تلفظ اور صاف ادائیگی موثر گفتگو کا لازمی جز ہوتا ہے۔ الفاظ کو غلط تلفظ کے ساتھ ادا کرنا سامعین کو الجھن میں ڈال سکتا ہے۔ واضح بولنا، الفاظ کو صاف ادا کرنا اور غیر واضح انداز سے گریز کرنے سے سننے والوں کے لیے پیغام سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ جیسے استاد کمرہ جماعت میں الفاظ کو درست تلفظ کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ جس سے طلباء کو مواد مضمون کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

7- حرکات و سکنات: غیر زبانی حرکات جیسے چہرے کے تاثرات، ہاتھوں کے اشارے، نظری رابطہ، اور جسمانی حرکات کا استعمال گفتگو کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ مثبت حرکات بولنے والے کے، اعتماد، دلچسپی اور سچائی کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے، مقرر کو پرسکون انداز میں مسکراتے ہوئے سامعین سے نظری رابطہ رکھنا چاہیے۔

8۔ سننا اور رد عمل دینا: مؤثر گفتگو ایک دو طرفہ عمل ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کی تاثرات اور رد عمل کو دیکھ کر اپنی گفتگو میں مطابقت پیدا کرتا ہے۔ ایسا کرنے پر بات چیت زیادہ پُر اثر اور دلچسپ بن جاتی ہے۔ جیسے استاد طلبہ کے چہروں کے تاثرات سے سمجھ جاتا ہے کہ کسی موضوع کی وضاحت درکار ہے یا نہیں۔

9۔ تنظیم اور ترتیب: ایک اثر دار تقریر میں واضح آغاز، وسط، اور اختتام یہ تینوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔ بات کو منطقی انداز میں پیش کرنا اور نکات کو منظم رکھنا سننے والے کے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں۔ بولنے میں بے ترتیبی انداز گفتگو کو کمزور و بے جان بناتی ہے۔ جیسے بہتر پیش کش تعارف، اہم نکات اور خلاصے پر مشتمل ہوتی ہے۔

10۔ سامعین سے آگاہی: ایک اچھا مقرر ہمیشہ سامعین کی عمر، پس منظر، دلچسپی اور علم کے لحاظ سے بات کرتا ہے۔ گفتگو کرنے والے کی زبان، مثالیں، اور لہجہ سامعین کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر استاد اسکول کے بچوں کو سادہ زبان میں پڑھاتا ہے، جبکہ کالج کے طلبہ کے لیے زیادہ تکنیکی الفاظ استعمال کا کرتا ہے۔

11۔ جذباتی تعلق: ایک اچھا مقرر سامعین سے جذباتی تعلق قائم کرتا ہے۔ بولتے وقت کہانیاں، مثالیں، یا ذاتی تجربات شامل کرنے پر اس کی باتیں سننے والے کے دل کو چھوتی ہیں اور پیغام کو یاد گار بنادیتی ہیں۔ جیسے میونسپل اسپیکر دورانے گفتگو اپنے ذاتی تجربات، مختصر، سبق آموز کہانیاں پیش کر کے دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔

12۔ وقت کی پابندی: اچھا مقرر وقت کی قدر کرتا ہے۔ وہ دیے گئے وقت میں مکمل پیغام پیش کرتا ہے اور غیر ضروری طوالت سے بچتا ہے۔ وقت کی پابندی پیشہ ورانہ صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر صدر جلسہ طے کردہ وقت میں تمام اہم نکات بیان کرتے ہوئے اپنی بات مکمل کرتا ہے۔

10.4 بولنے والے کی خصوصیات

بولنارابطے کی سب سے اہم صلاحیتوں میں سے ایک ہے۔ مناسب گفتگو کا مطلب ہے کہ اپنے خیالات، احساسات اور نظریات کو اس انداز میں بیان کرنا کہ سننے والا انہیں درست طور پر سمجھ سکے۔ ایک اچھا مقرر ہمیشہ گفتگو کے کچھ بنیادی اصولوں کی پابندی کرتا جس سے اس کا پیغام واضح، پُر اثر اور دلچسپ بن سکے۔

1۔ پیغام میں وضاحت: گفتگو کا سب سے پہلا اور اہم اصول وضاحت ہے۔ مقرر کو اس بات سے بخوبی واقفیت ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ بات کو صاف، سادہ اور با مقصد زبان میں بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مبہم جملے یا غیر واضح الفاظ کا استعمال بات کے اثر کو کم کر دیتے ہیں۔ واضح الفاظ ہی واضح خیالات پیدا کرتے ہیں۔ جیسے استاد کسی مشکل موضوع کو آسان زبان میں سمجھاتا ہے۔

2۔ اعتماد: اعتماد مؤثر گفتگو کی بنیاد ہے۔ ایک پُر اعتماد مقرر قابل اعتبار نظر ہے۔ اعتماد کے ساتھ بولنے والا شخص سامعین کے ساتھ نظری رابطہ رکھتا ہے اور گھبراہٹ سے بچتا ہے۔ تیاری اور موضوع سے متعلق صحیح علم اعتماد پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

- 3- درستی: ایک اچھا مقرر معلومات، زبان اور تلفظ کی درستگی کو یقینی بناتا ہے۔ غلط معلومات یا زبان کی کمزوری سامعین پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔ درست حقائق، تلفظ، اور قواعد کا صحیح استعمال گفتگو کو قابل اعتماد بناتے ہے۔ جیسے نیوز رپورٹر درست تلفظ کے ساتھ صبح خبریں سنا رہا ہے۔
- 4- اختصار: مؤثر گفتگو ہمیشہ مختصر، جامع اور مقصدی ہوتی ہے۔ غیر ضروری تفصیل یا بار بار کی تکرار سامعین کے لیے بوریٹ کا سبب بنتی ہے۔ گفتگو میں استعمال کے جانے والے الفاظ کا کچھ نہ کچھ مقصد ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر صدر جلسہ مختصر مگر پراثر تقریر کرتا ہے۔
- 5- شائستگی اور احترام: ایک اچھا مقرر ہمیشہ سامعین کے ساتھ احترام اور شائستگی سے پیش آتا ہے۔ نرم لہجہ، مؤدبانہ الفاظ، اور مثبت رویہ گفتگو کو خوشگوار بناتا ہے۔ مثال کے طور پر بحث و مباحثہ کے دوران طلباء استاد کی موجودگی میں مؤدبانہ انداز میں اپنے اختلافات پیش کرتے ہیں۔
- 6- روانی اور قدرتی انداز: گفتگو کا انداز قدرتی، رواں اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ مقرر کو محض یاد کردہ جملے دہرانے کے بجائے فطری انداز میں بات کرنی چاہیے۔ جب بولنے میں روانی ہوتی ہے تو بات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ جیسے کمرہ جماعت میں اساتذہ بغیر جھجک کے روانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔
- 7- موزونیت: گفتگو کا انداز، زبان اور لہجہ سامعین، موقع اور موضوع کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ مختلف حالات میں گفتگو کا انداز بھی مختلف ہونا چاہیے۔ جیسے استاد اسکول کے بچوں سے سادہ زبان میں بات کرتا ہے جبکہ کالج کے طلبہ سے زیادہ علمی انداز میں بات کرتا ہے۔
- 8- نظری رابطہ اور جسمانی حرکات: نظری رابطہ اور مثبت جسمانی حرکات گفتگو کو بہتر بناتے ہیں۔ مقرر کو سامعین کی جانب دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے، ہاتھوں کے اشارے اور چہرے کے مناسب تاثرات کا استعمال کرتے ہوئے بات کرنا چاہیے۔ مقرر کو سیدھا کھڑا ہو کر اعتماد کے ساتھ سامعین سے مخاطب ہونا چاہیے۔
- 9- آواز کا درست استعمال: آواز کے اتار چڑھاؤ اور لہجے میں تبدیلی سننے والوں میں دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ ایک ہی لہجے میں بات کرنا سننے والوں کے لیے بوریٹ پیدا کرتا ہے جبکہ آواز میں تنوع اثر بڑھاتا ہے۔ مثال کے طور پر مقرر اہم نکات پر آواز بلند کرتا ہے اور سنجیدہ حصوں پر اظہار خیال کرتے وقت میں نرم لہجہ اختیار کر لیتا ہے۔
- 10- باز رسی اور باہمی رابطہ: مؤثر گفتگو ہمیشہ دو طرفہ ہوتی ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کے تاثرات دیکھ کر اپنی گفتگو میں تبدیلی لاتا ہے۔ بولنے کے دوران سوالات اور تبصرے گفتگو کو مزید بہتر بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر کمرہ جماعت میں استاد طلبہ سے سوالات کے جوابات اخذ کر کے ان کی سمجھ و فہم کو جانچتا ہے۔
- 11- تیاری: کامیاب گفتگو کے لیے مواد مضمون کی اچھی تیاری ضروری ہوتی ہے۔ ایک تیار مقرر منظم خیالات، درست مواد اور اعتماد کے ساتھ بات کرتا ہے۔ موضوع کی تیاری بولتے وقت گھبراہٹ کو کم کرتی ہے۔ ایک ذمہ دار مقرر اپنی تقریر کی تیاری اور مشق پہلے سے ہی کرتا ہے۔
- 12- خلوص اور جوش: خلوص اور جوش سے کی گئی گفتگو دل پر اثر کرتی ہے۔ سننے والے ایسے مقرر سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں جو اپنے موضوع سے جذباتی تعلق رکھتا ہو۔ جب اساتذہ جوش و خروش سے ساتھ تدریس انجام دیتے ہیں تو طلباء مواد مضمون سے تعلق قائم کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1) اپنے بولنے کے انداز کو واضح، موثر اور رواں بنانے کے لیے آپ کیا کریں گے؟
- 2) دورانِ تدریس، اگر طلبہ کی توجہ منتشر ہو جائے تو آپ طلبہ کی توجہ مرکوز کرنے کے لیے بولنے کی کونسی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے انداز گفتگو میں تبدیلی لائیں گے۔

10.5 بولنا اور اس کی اہمیت

- 1- بولنا سیکھانے کا مقصد طلباء میں موجود بولنے کی خامیوں کو دور کرنا اور انھیں صحیح تلفظ، مناسب لب و لہجہ کے ساتھ بولنا سیکھانے کی تربیت دینا ہے۔ اس سے مراد بچے جو کچھ بولتے ہیں وہ ”ش“ ”ق“ ”ک“ ”ج“ ”خ“ ”گ“ کی درستگی کے ساتھ بولیں۔
- 2- حروف، الفاظ اور جملے آواز میں صحیح مخرج سے ادا کریں۔ بات و گفتگو کرتے وقت مناسب آواز کی بلندی اور رفتار کو مد نظر رکھیں۔
- 3- طلباء بولنے میں زیادہ وقت نہ لیں۔ بچے بے معنی و مبہم الفاظ نہ بولیں بلکہ واضح و بامعنی بولیں۔ فقرہ اور جملوں کی ساخت مناسبت ہو، آواز کی بلندی اتنی ہو کہ سُننے والے آسانی سے سُن و سمجھ سکیں۔
- 4- بچے بولنے میں خود اعتمادی، خوشی و طہانیت محسوس کریں۔ یہ چند معیارات ہیں جو بولنے کی تربیت کے دوران ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور ان معیارات کی حصولیابی درحقیقت بولنا سیکھانے کا اہم مقصد ہوتا ہے۔
- 5- روزہ مرہ کی زندگی میں جاندار و دلچسپ گفتگو کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ مادری زبان کو روانی، سلاست، صحیح تلفظ لب و لہجہ، درستگی، ہنر مند و بر جستگی کے ساتھ بولنے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے زندگی میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- 6- اساتذہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ طلباء کی تلفظی غلطیوں کو بولنے کی مشق کے ذریعہ دور کریں۔ ساتھ ہی مناسب لب و لہجہ، روانی، صفائی، ہم آہنگی کے ساتھ بولنے کی مہارت کو فروغ دیں۔
- 7- بولنا سیکھانے کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ زبانی عملی کام کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اظہار خیال کو امتحانات کا ایک لازمی حصہ بنایا گیا ہے۔ دورانِ تدریس، گفتگو، اظہار خیال، بات چیت کے زیادہ سے زیادہ مواقع دئے جائے۔ اس کیلئے مختلف طریقے تدریس کا انتخاب و استعمال کیا جاسکتا ہے۔

10.6 بولنا سیکھنا کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں

- 1) صحیح تلفظ کی مشق: صاف و واضح اور درست تلفظ کے ساتھ بولنا ایک فن ہے۔ غیر رسمی گفتگو میں باتیں سُننے کی قابل لگتی ہیں لیکن رسمی تقریر کے وقت تلفظ کی غلطیاں نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہیں جس کے کئی اسباب ہوتے ہیں مثلاً لاعلمی اور غلط نقل اکثر بچوں کے انداز گفتگو پر

ماحول کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ مثلاً 'س' کو 'ش'، 'ر' کو 'ج' کہنا۔

صحیح تلفظ کو کیلئے طلباء کو بار بار درست تلفظ سُننا چاہیئے ادا کروانا چاہیئے اور مختلف حروف کے تلفظی فرق کو واضح کریں۔ تلفظ کی خامیوں کو دور کرنے کیلئے اساتذہ کو زیادہ سے زیادہ مثالیں پیش کریں۔

(2) اساتذہ کا بولنے کا انداز: اساتذہ کا تلفظ صحیح ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اگر ان کے گفتگو میں غلطیاں پائی جاتی ہیں تو طلباء بھی انہیں غلطیوں کے ساتھ بولنا سیکھیں گے۔ اس لیے اساتذہ پہلے اپنی غلطیوں کو دور کریں تاکہ انکی نقل کے ذریعے طلباء میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ صاف اور صحیح انداز میں گفتگو کریں۔

(3) تدریس کے دوران اقدامات: کمرہ جماعت میں بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کیلئے اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ طلباء کو بولنے کے مواقع فراہم کریں اور بولنے کے لیے حوصلہ افزائی بھی کریں۔ طلباء کو نئے الفاظ 'فقرے اور جملے سیکھائیں۔ طلباء کے مختصر جوابات اور جملوں کو بھی قبول کریں۔ تدریس کے دوران طلباء کی فعال گفتگو کے ساتھ شمولیت کو یقینی بنائیں۔

(4) لسانی کھیل: مختلف لسانی کھیلوں کے ذریعے طلباء میں بولنے کی مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ زبانی کھیل سیکھنے کے عمل کو فعال اور دلچسپ بناتا ہے۔ اس نوعیت سے بولنے کی مشق کروانے سے طلباء میں اضطراب کو کم کیا جاسکتا ہے۔ کھیل کے ذریعے طلباء الفاظ اور جملوں کی ساخت سیکھتے ہیں جو حقیقی زندگی میں بات چیت کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ لسانی کھیل میں فوری باز لسانی فراہم کی جاتی ہے جس سے بچوں کی زبانی غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے زبان کے مختلف پہلوؤں جیسے الفاظ کا استعمال، قواعد و بات چیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

(5) بحث و مباحثہ: بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے کمرہ جماعت کے طلباء کو چھوٹے چھوٹے گروہ میں تقسیم کیا جائے تاکہ وہ کسی ایک موضوع پر بحث و مباحثہ کر سکیں اور اعتماد کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ طلباء کی شرکت کو یقینی بنا کر بولنے کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ بچوں کو سوچنے، سمجھنے اور بحث کرنے کیلئے وقت دیں۔ اس سے طلباء میں معلومات کو مربوط کرنے اور بولنے کی مہارت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں طلباء سرگرم رہتے ہیں، سوالات پوچھتے ہیں، جوابات دیتے ہیں اور دلائل پیش کر سکتے ہیں۔

(6) نفسیاتی وجوہات کو دور کرنا: بعض اوقات جسمانی نقص کی وجہ سے بچے ٹھیک سے بول نہیں پاتے۔ اسی طرح طلباء میں غیر صحت مند نفسیات کی بناء پر بچوں میں نفساتی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر احساس کمتری، خوف، ڈر، جھجک، اُداسی وغیرہ جس وجہ سے بچے الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ والدین اور اساتذہ طلباء کی ان کمزوریوں کی نشاندہی کریں اور نفسیاتی علاج کے ذریعے انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔

(7) ٹیکنالوجی کا استعمال: طلباء میں بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے ویڈوز، پوڈ کاسٹس، تعاملی مواد کے ذریعے انہیں کو (Duolingo, Babbel) سُننے اور بولنے کے مواقع فراہم کئے جاسکتے ہیں۔ ڈیجیٹل ٹولز، زبان سیکھنے اور بولنے کی مشقیں دستیاب کرتی ہیں۔ ٹیکنالوجی طلباء کے انفرادی ضروریات کے لحاظ سے (Rosetta Stone) سیکھنے کے تجربات دیتا ہے۔ آن

لائسن وسائل سے سیکھنے میں سہولت اور لچک پائی جاتی ہے۔ طلباء اپنی تقریر کو ریکارڈ اور پلے کر کے خود کا لہجہ تلفظ اور بولنے کی صلاحیت کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ تعاملی مواد سیکھنے کے عمل کو دلچسپ اور خوشگوار بناتا ہے۔ اس سے بچوں کو بولنے کی مشق کرنے کی تحریک ملتی ہے۔

(8) کہانی اور نظم سنانا: بچے کہانی و قصہ گوئی میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کی عمر دلچسپی کے لحاظ سے بچوں کو کہانی یا اپنے تجربات بیان کرنے کے مواقع دئے جائے۔ ایسا کرنے پر طلباء میں روانی سے بولنے کی بیان کرنے اور خیالات کو مربوط کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ انہیں تصاویر کی مدد سے کہانی بیان کرنے کی مشق کروائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح نظم کو ترنم سے پڑھنے سے بچے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ انہیں مختلف موضوعات پر مبنی نظموں کو با آواز بلند پڑھنے کی مشق کروائی جائے ساتھ ہی ساتھ نظم خوانی کے مقابلہ بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں۔

(9) اصلاحی تدابیر: اساتذہ کی درست رہنمائی میں طلباء صحت تلفظ کے ساتھ بولنا سیکھتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ ہمیشہ صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ تغیر لحن کو مد نظر رکھتے ہوئے مثالی بلند خوانی کریں۔ نئے اور مشکل الفاظ کو دوہرا کر ذہن نشین کروادیں۔ بولنے کی انفرادی اور مجموعی مشق کے دوران تلفظ کی ادائیگی پر خصوصی توجہ دیں اور غلطیوں کی فوری اصلاح کریں، بولنے کی مشق اور مکالمے ادا کرنے کیلئے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

(10) سننا اور دہرانا: ویڈیوز، خبریں، آڈیو بکس، پوڈکاسٹس کی مدد سے مقامی یا مشہور مقرر کو سننا اور ان کے الفاظ یا جملوں کو دہرانے کی مشق کروانے سے طلباء میں بولنے کی مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرز پر کمرہ جماعت میں اساتذہ مشکل الفاظ یا جملوں کو ادا کر کے طلباء کو دہرانے کی ہدایت دے سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1) طلبہ میں بولنے کی صلاحیت کو کس طرح فروغ دیا جاسکتا ہے؟ نتیجہ خیز بحث کریں۔

10.7 خلاصہ

بولنے سے مراد گفتگو کرنا ہے۔ اس مہارت میں صحیح تلفظ کے علاوہ روانی و سلاست کے ساتھ بولنا مقصود ہوتا ہے۔ بولنے کے ذریعے ہی انسان اپنی سماجی و معاشی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور سماجی تعلقات کو پیدا و قائم رکھ پاتا ہے۔ بولنے کی مہارت کو موثر اور قابل فہم بنانے کے لیے جسمانی حرکات، سکناات و تاثرات پر توجہ دی جانی چاہیے۔ صحیح اردو بولنے پڑھنے اور لکھنے کا دار و مدار بڑی حد تک صحیح اردو بولنے پر ہوتا ہے۔ جن طلباء طالبات میں بولنے کی مہارت کی نشوونما نہیں ہو پاتی ہے انہیں اردو پڑھنے اور لکھنے میں دشواری درپیش آتی ہے۔

- بولنے کی مہارت اور بات چیت کی تربیت سے بچوں کی سیرت و کردار کی تعمیر میں مدد کرتی ہے۔ ماہرین تعلیم نے ابتدائی درجات میں زبانی یا بولنے کے فعل پر زیادہ زور دیا ہے۔ اظہار خیال کو امتحانات کا ایک حصہ بنا دیا گیا ہے۔ دوران تدریس گفتگو، اظہار خیال اور بات چیت کے زیادہ سے زیادہ مواقع دئے جائے۔
- بولنا سیکھانے کا مقصد طلباء میں بولنے کی خامیوں کو دور کرنا اور انہیں صحیح تلفظ، لب و لہجہ، آواز کی بلندی، مخرج اور رفتار کے ساتھ بولنا سیکھانا ہے۔ بچے، شہ، اور، ق، کی درستگی کے ساتھ بولیں ساتھ ہی فقروں، جملوں کی ساخت مناسب ہو، آواز کی بلندی اتنی ہو کہ سننے والے آسانی سے سن کر مفہوم اخذ کر سکیں۔
- گفتگو کے اصول جیسے وضاحت، اعتماد، درستگی، شائستگی، اور تیاری انسان کو ایک مؤثر مقرر بناتے ہیں۔ ایک اچھا مقرر مقصد، خلوص اور احترام کے ساتھ بولتا ہے تاکہ اس کا پیغام صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔ گفتگو کے اصولوں پر عمل کر کے ہر شخص ایک متاثر کن اور کامیاب مقرر بن سکتا ہے۔
- مؤثر گفتگو، وضاحت، اعتماد، روانی، مثبت جسمانی حرکات اور صحیح الفاظ کے امتزاج سے بنتی ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کو سمجھتا ہے، ان سے تعلق قائم کرتا ہے، اور اپنے پیغام کو جذبات اور ترتیب کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان تمام اجزاء پر عبور حاصل کر لے تو وہ ایک کامیاب، پُر اعتماد اور متاثر کن مقرر بن سکتا ہے۔
- بولنا سیکھانے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے اساتذہ مختلف طریقے تدریس کا انتخاب و استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ طلباء کی تلفظی غلطیوں کو بولنے کی مشق کے ذریعے دور کریں اور وہ خود بھی طلباء کے ساتھ مناسب لب و لہجہ، روانی، صفائی، ہم آہنگی، صحیح مخرج اور آواز کی بلندی کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کریں۔
- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے طلباء سے صحیح تلفظ کی مشق کروانی چاہیے، لسانی کھیل، بحث و مباحثہ، کہانی و نظم سنانا، سننا اور دہرانا جیسے فعال تدابیر کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض طلباء میں پائے جانے والے نفسیاتی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں دور کرنا چاہیے۔
- طلباء میں بولنے کی مہارت کی نشوونما کے لیے اصلاحی تدابیر بھی بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے تعلیمی ویڈیوز، بوڈ کاسٹس اور تعلیمی مواد کی مدد سے طلباء کو سننے اور بولنے کے مواقع فراہم کئے جاسکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی طلباء کی انفرادی ضروریات کے لحاظ سے سیکھنے کے تجربات فراہم کرتی ہے۔

10.9 فرہنگ

- مقصود۔ غرض، مطلب، مراد
- قابل فہم۔ سمجھنے کے قابل
- حرکات و سکنات۔ چہرے کے تاثرات و جسمانی حرکات
- مخرج۔ منہ اور حلق وغیرہ کی جگہ جہاں سے کسی حرف کی آواز ادا ہوتی ہے۔
- اقدامات۔ پیش قدمیاں یا تدابیر
- شمولیت۔ شامل کرنا/ ہونا
- لسانی کھیل۔ زبان پر مبنی کھیل
- اضطراب۔ بے چینی، جلد بازی
- بوڈکاسٹس: کسی خاص موضوع پر کی گئی، ڈیجیٹل ریکارڈنگ مثلاً گفتگو، کہانی یا معلومات۔
- تغیر لحن۔ آواز میں اتار چڑھاؤ
- آڈیو بکس۔ ایسی کتب جیسے موبائیل یا کمپیوٹر پر سن سکتے ہیں۔

10.10 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ تلفظ کے ساتھ بولنا ایک۔۔۔۔۔ ہے؟
 (الف) بیماری (ب) فن (ج) عادت (د) کوئی نہیں
- 2۔ اساتذہ کا تلفظ۔۔۔۔۔ ہونا لازمی ہوتا ہے؟
 (الف) صحیح (ب) غلط (ج) نیم (د) کوئی نہیں
- 3۔ آواز میں اتار چڑھاؤ کو۔۔۔۔۔ کہتے ہیں؟
 (الف) زبان (ب) تغیر لحن (ج) بولی (د) ادب
- 4۔ ایسی کتب جیسے موبائیل یا کمپیوٹر پر سن سکتے ہیں۔ اسے۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے؟
 (الف) ریڈیو (ب) ویڈیو (ج) آڈیو بکس (د) موبائل
- 5۔ زبان پر مبنی کھیل کو۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے؟
 (الف) لسانی کھیل (ب) تقریر (ج) زبانی بال (د) تینوں

6- منہ اور حلق وغیرہ کی جگہ جہاں سے کسی حرف کی آواز ادا ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے؟

(الف) مخرج (ب) مضجع (ج) مخجن (د) عراب

7- چہرے کے تاثرات و جسمانی حرکات کا کہا جاتا ہے؟

(الف) لب (ب) حرکات و سکنات (ج) لہجہ (د) تلفظ

8- 'اضطراب' کا معنی ہے؟

(الف) سکون (ب) دل (ج) زبان (د) بے چینی

9- 'قابل فہم' کا مطلب ہے؟

(الف) سمجھنے کے قابل (ب) نا سمجھ (ج) نادان (د) کمزور

10- ٹیکنالوجی طلباء کو بولنے کی مہارت کی فروغ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے؟

(الف) بیکار (ب) معاون (ج) غیر مناسب (د) کوئی نہیں

معروضی سوالوں کے جوابات:

(i) ب	(ii) الف	(iii) ب	(iv) ج	(v) الف
(vi) الف	(vii) ب	(viii) د	(ix) الف	(x) ب

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

- 1- بولنے کی مہارت کی وضاحت کریں۔
- 2- بولنے کی مہارت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔
- 3- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے میں معلم کے رول و کردار پر روشنی ڈالے۔
- 4- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے کوئی تین سرگرمیاں تجویز کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

- 1- بولنے کی مہارت کو فروغ دینا کیوں ضروری ہے؟ یہ مہارت طلباء کی ضروریات کو مکمل کرنے اور ہمہ جہت نشوونما میں کس طرح کارگر ثابت ہو سکتی ہے؟
- 2- بولنے کی مہارت کی خصوصیات کو بیان کریں۔ طلباء میں اس مہارت کی نشوونما کے لیے اساتذہ کیا اقدامات اٹھا سکتے ہیں؟ مناسب مثالوں کی مدد سے بحث کیجیے۔
- 3- بولنے کی مہارت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال کس طرح معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ مع مثال تفصیل سے بیان کیجیے۔

- 1- نئی دہلی۔ (NCPUL) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)۔
- 2- ڈاکٹر مختار احمد مکی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤز، جھارکھنڈ۔
- 3- شیروانی۔ تدریس زبان اردو
- 4- Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
- 5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- 6- <https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur-iii-reading/>
- 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 11- پڑھنے کی مہارت *

اکائی کے اجزا

تمہید	11.0
مقاصد	11.1
پڑھنے کے معنی و مفہوم	11.2
پڑھنے کے مقاصد	11.3
پڑھنے کے اقسام	11.4
پڑھنے والے کی خصوصیات	11.5
پڑھنا اور اسکی اہمیت	11.6
پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے مختلف سرگرمیاں	11.7
خلاصہ	11.8
اکتسابی نتائج	11.9
فرہنگ	11.10
نمونہ امتحانی سوالات	11.11
تجویز کردہ اکتسابی مواد	11.12

11.0 تمہید

یہ زبان سیکھنے کے عمل کا تیسرا مرحلہ ہے۔ جب کوئی خاص معلومات حاصل کرنا ہو تو کتابوں یا ڈیجیٹل تحریری مواد کو پڑھا جاتا ہے۔ جب کوئی تحریری مواد ہمارے آنکھوں کے سامنے آتا ہے تب ہم حروف کی شناخت کرتے ہوئے تلفظ کے علم کے مدد سے بلند آواز یا دل ہی میں پڑھتے ہیں تو اسے پڑھنا کہتے ہیں۔ لکھا ہوا مواد اس طرح پڑھا جائے کہ اس کا مطلب و مفہوم اخذ ہو جائے۔

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

بچوں میں بولنے کی صلاحیت فطری ہوتی ہے جو ماحول کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے۔ لیکن پڑھنے اور لکھنے کی نوعیت اس سے الگ ہوتی ہے۔ یہ مہارتیں اکتساب پر مبنی ہوتی ہیں۔ انھیں سیکھنے کے لیے شعوری توجہ اور محنت درکار ہوتی ہے۔ صرف ماحول سے یہ سیکھی نہیں جاسکتی اس کے لیے خاص اقدامات اٹھانا لازمی ہوتا ہے۔ ماہرین تعلیم نے پڑھنے کی صلاحیت کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ جواہر لعل نہرو، سروپلی رادھا کرشنن، بابائے اردو مولوی عبدالحق جیسے دانشور پڑھنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ مطالعہ کے لیے پڑھنے کی مہارت سے بخوبی واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ مطالعہ سے معلومات اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔

11.1 مقاصد

- اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- پڑھنے کی مہارت کی وضاحت کر سکیں گے۔
- پڑھنے کے مقاصد سے واقف ہوں گے۔
- پڑھنے کی مہارت کی اہمیت و ضرورت کو بیان کر پائیں گے۔
- پڑھنے کے اقسام پر تبادلہ خیال کر پائیں گے۔
- پڑھنے والے کے مختلف خصوصیات پر روشنی ڈال پائیں گے۔
- پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر پیش کر پائیں گے۔

11.2 پڑھنے کے معنی و مفہوم

جب تک طلباء پڑھنے سے آشنا نہیں ہوتے انھیں لکھنا سکھانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پڑھنے کی مہارت لکھنے کی مہارت میں راست طور پر مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مطالعہ کرنے اور علم و معلومات حاصل کرنے کے لیے پڑھنے کی مہارت سے واقفیت ضروری ہے۔ اسی سے علم میں وسعت و گہرائی حاصل ہوتی ہے۔ بچوں میں اردو زبان کے لیے ذوق و شوق پیدا کرنا زبان کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے طلباء کو پڑھنا آنا چاہیے اور اس معیار کا آنا چاہیے کہ تحریری مواد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ علم کے دروازے کھولنے اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے پڑھنے کی مہارت کی نشوونما کرنا ضروری ہے۔ ذاتی اور پیشہ وارانہ ترقی کے لیے یہ مہارت انتہائی اہم ہوتی ہے۔

11.3 پڑھنے کے مقاصد

مطالعہ صرف الفاظ دیکھنا اور پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا با مقصد عمل ہے جس سے قاری کو علم، سمجھ، تخلیقی صلاحیت، اور فکری چٹنگی حاصل ہوتی ہے۔ مطالعہ تعلیمی، پیشہ ورانہ اور ذاتی زندگی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مطالعہ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

- 1- علم حاصل کرنا: مطالعہ کا سب سے بنیادی مقصد نئی معلومات حاصل کرنا ہے۔ کتابیں، مضامین، اور تعلیمی مواد انسان کو مختلف موضوعات مثلاً ادب، سائنس، تاریخ، سماجی علوم اور ٹیکنالوجی کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں۔
- 2- سمجھ اور ادراک میں اضافہ: مطالعہ انسان کی سمجھ بوجھ اور فہم کو بہتر بناتا ہے۔ یہ پیچیدہ خیالات کو سمجھنے، دلائل کو سمجھنے اور مفاد مضمون کا مفہوم اخذ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔
- 3- الفاظ اور زبان کی مہارت میں اضافہ: مطالعہ نئے الفاظ، جملوں کے انداز اور زبان کے استعمال سے روشناس کرواتا ہے، جس سے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے ساتھ ہی گفتگو و تحریری صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔
- 4- تخیل اور تخلیقی صلاحیت میں اضافہ: کہانیاں اور ناول پڑھنے سے تخیل کی قوت بڑھتی ہے۔ قاری مناظر، کرداروں اور واقعات کو ذہن میں محسوس کرتا ہے جس سے تخلیقی صلاحیت میں بہتر ہوتی ہے۔
- 5- تنقیدی سوچ پیدا کرنا: مطالعہ انسان کو معلومات کا تجزیہ کرنے، سوالات اٹھانے اور دلائل کا جائزہ لینے جیسی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس سے تنقیدی سوچ اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔
- 6- توجہ مرکوز کرنا: باقاعدگی سنجیدگی سے مطالعہ کرنے سے ذہنی توجہ اور یکسوئی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے طلبہ کو کسی ایک کام پر توجہ برقرار رکھنے کی تربیت دیتا ہے۔
- 7- دلچسپی اور تفریح حاصل کرنا: مطالعہ کہانیوں، ناولوں، شاعری اور رسائل کے مطالعہ سے تفریح اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک صحت مند مشغلہ ہے جو ذہن کو تازگی فراہم کرتا ہے۔
- 8- جذباتی سمجھ اور ہمدردی پیدا کرنا: مختلف کرداروں، حالات اور ماحول کے بارے میں پڑھنے سے انسان دوسروں کے جذبات اور نظریات کو بہتر انداز میں سمجھنے لگتا ہے۔ اس سے جذباتی ذہانت اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- 9- تعلیمی اور پیشہ وارانہ کامیابی: مطالعہ امتحانات، تحقیق اور ملازمت میں کامیابی حاصل کرنے اور معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ مسلسل مطالعہ پڑھنے والے کو نئے علوم اور مہارتوں سے آگاہ رکھتا ہے۔
- 10- دنیا سے آگاہی: اخبارات، مضامین، تحقیقی مقالے اور رپورٹس پڑھنے سے قاری دنیا کے حالات، مسائل اور جدید رجحانات سے آگاہ رہتا ہے۔ باخبر شخص جدید معلومات سے آگاہ رہتا ہے اور بہتر فیصلے بھی کر سکتا ہے۔

11.4 پڑھنا اور اس کی اہمیت

پڑھنے کی ضرورت و اہمیت کو ذیلی نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

- 1- علم و معلومات حاصل کرنے کے لیے: مختلف موضوعات پر معلومات حاصل کرنے کا بنیادی طریقہ پڑھنا ہے۔ جدید علم سے باخبر رہنے کے لیے پڑھنے کی مہارت سے واقفیت ضروری ہے۔

- 2- تنقیدی سوچ و نظریہ:- پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے طلباء میں تنقیدی سوچ پیدا ہوتی ہے۔ تحریری مواد کے مطالعہ سے مختلف افراد کے نظریات 'سوچ' خیالات کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- 3- ذہنی نشوونما:- پڑھنا یہ عمل ذہن کو متحرک رکھتا ہے۔ پڑھتے وقت طلباء کی توجہ مرکوز رہتی ہے ساتھ ہی وہ فعال بھی رہتے ہیں۔ انکار وہیہ تعالیٰ رہتا ہے جس سے طلباء میں یادداشت، تفہیم، تجزیہ کرنے اور اطلاق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- 4- تعلیمی کامیابی:- طلباء کو تعلیمی سفر میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔ زیادہ تر تعلیمی مواد متن کی شکل میں ہوتا ہے جسے جو پڑھنا، سمجھنا اور مفہوم اخذ کرنا ہوتا ہے۔
- 5- تریلی مہارت میں مددگار:- پڑھنے کی صلاحیت سے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے، تفہیم کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔ موقع محل، حالات کے لحاظ سے زبان کا استعمال کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔ یہ تمام چیزیں بہتر تریل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔
- 6- ذخیرہ الفاظ میں اضافہ:- طلباء جب عبارت پڑھتے ہیں تو نئے الفاظ سے واقف ہوتے ہیں۔ کہاوتوں، محاوروں سے رو بہ رو ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ مختلف فقروں اور جملوں کی ساخت کا علم ہوتا ہے۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہونے سے گفتگو میں روانی، درستگی اور پراعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
<p>1) آپ مواد کو پڑھتے وقت کن مقاصد کا خیال رکھتے ہیں؟</p> <p>2) پڑھنے کی ضرورت واہمیت پر تبادلے خیال کریں؟</p>

11.5 پڑھنے کے اقسام

بنیادی طور پر پڑھنے کے چار اقسام ہوتے ہیں جو ذیل میں دیئے گئے ہیں۔

- 1- سرسری مطالعہ کرنا (Skimming): اس قسم کے مطالعہ کا مقصد سرسری طور پر عبارت کو پڑھنا اور مرکزی خیال کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے۔ پڑھنے کی اس تکنیک میں سرخیاں، ذیلی سرخیاں، اہم نکات، عنوانات کو پڑھتے ہیں۔ ساتھ ہی متن کے پہلے اور آخری پیرا گراف کو پڑھتے ہیں اور ہر پیرا گراف کے شروعاتی سطریں پڑھی جاتی ہیں۔ خصوصی طور پر خلاصہ اور اختتامی حصہ پر توجہ دی جاتی ہے۔ تحریری مواد کو تفصیل سے نہ پڑھتے ہوئے ہمیں اس بات کا پتہ لگانا ہوتا ہے کہ عبارت ہماری ضرورت کے لحاظ سے ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں 'اسکننگ' مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اخبار پڑھنا۔ ایسا کرنے پر وقت کی بچت ہوتی ہے اور کونسے مواد کو تفصیل سے پڑھنا ہے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2- اسکیننگ (Scanning): اس طرح مطالعہ میں تحریری مواد کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے غرض سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں عبارت پڑھتے وقت آنکھوں کو تیزی سے حرکت دی جاتی ہے تاکہ ہم خاص الفاظ، فقرے، تاریخ، اعداد یا اہم الفاظ کو تلاش کر سکیں۔ توجہ مرکوز کرنے کے لیے دوران مطالعہ انگلی یا قلم کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عبارت کے اُس حصے پر دھیان دیا جاتا ہے جہاں پر مطلوبہ معلومات دستیاب ہونے کے امکانات ہو، مثلاً فہرست، اہم و خط کشیدہ الفاظ۔ جب ہمیں کسی خاص مسئلہ یا سوال کا جواب تلاش کرنا ہو، حقائق کا پتہ لگانا ہو یا معلومات حاصل کرنا ہو تب اس طریقے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پورا اقتباس نہ پڑھتے ہوئے موثر انداز میں درکار معلومات حاصل کی جاتی ہے۔

3- تفصیلی عبارت خوانی (Intensive): عبارت کو مکمل طور پر سمجھنے یعنی عبارت کے مواد، ساخت اور مفہوم کو سمجھنے کی غرض سے تفصیلی عبارت خوانی کی جاتی ہے۔ الفاظ، قواعد اور نفس مضمون کو مد نظر رکھتے ہوئے مواد کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ پڑھتے وقت نوٹس تحریر کئے جاتے ہیں، اہم نکات کو خط کشیدہ کیا جاتا ہے اور عبارت کے مطابق سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں، عبارت کا کوئی حصہ سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے تو اُس مخصوص حصے کو دوبارہ پڑھا جاتا ہے۔ اس طریقے سے پیچیدہ تصورات کی مکمل تفہیم ہوتی ہے اور اسے یاد رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

4- اضافی یا وسیع مطالعہ (Extensive): پڑھنے کے عمل سے لطف اندوز ہونے، اردو زبان کے مختلف مہارتوں کو بہتر بنانے اور روانی کے ساتھ عبارت خوانی کرنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے لئے دلچسپ ناول یا طویل مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے جسے پڑھنے سے لطف اندوزی ہوتی ہے۔ مواد کے تفصیلات اور مشکل الفاظ کو نظر انداز کرتے ہوئے آرام و اطمینان بخش رفتار سے پڑھتے ہیں۔ مطالعہ کرتے وقت عبارت سے مطابقت مناظر کا تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں موجود مختلف کردار و حالات سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مواد پر غور و فکر بھی کیا جاتا ہے۔ زبان سیکھنے یا پڑھنے کی مہارت کو بہتر بنانے اور فرصت کے اوقات کا صحیح استعمال کرنے کے لیے یہ طریقہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ پڑھنے کی رفتار اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرتا ہے۔ فہم کے ساتھ مطالعہ کرنے سے یہ سرگرمی خوشگوار بن جاتی ہے۔

فرانسیس۔ لیکن کے مطابق:

"کچھ کتابوں کا مزہ چکھا جاتا ہے، کچھ کتابیں نگلی جاتی ہیں اور کچھ کتابیں اچھی طرح چبا کر ہضم کی جاتی ہیں۔" اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کچھ کتابوں کا مخصوص حصہ ہی پڑھا جاتا ہے۔ کچھ کتابیں پڑھی جاتی ہیں لیکن تجسس کے ساتھ نہیں، جب کہ کچھ کتابیں پوری توجہ، دلچسپی اور صحت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اضافی مطالعہ کا مقصد ادبی ذوق پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ درجہ فوقانیہ میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں اور ثانوی درجات میں ڈرامہ، ناول، سفر نامہ، سوانح حیات، وغیرہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح پڑھنے سے زبان سے واقفیت اور اظہار مافی الضمیر میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں صرف مواد کا مطلب سمجھ لینا ہی کافی نہیں۔ نصابی کتابوں کو پڑھنے سے غور و فکر کی عادت پیدا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ طلبہ تمام باتیں یاد رکھیں۔ ساتھ ہی عمومی و خصوصی مقاصد کی حصولیابی ہو سکے۔

اوپر دیے گئے چار طریقوں میں سے پڑھنے کا ہر ایک طریقہ مختلف ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ قاری کے ہدف اور عبارت کی نوعیت کے لحاظ سے ان موثر طریقوں کو انداز میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

11.6 پڑھنے کی خصوصیات

اچھا پڑھنے والا وہ ہوتا ہے جو نہ صرف الفاظ پڑھتا ہے بلکہ ان کے معنی، مفہوم، مرکزی خیال اور پیغام کو بھی سمجھتا ہے۔ اچھے قاری میں کچھ خصوصیات، عادات، مہارتیں اور رویے پائے جاتے ہیں جو انہیں موثر، پر اعتماد اور گہری سوچ رکھنے والا قاری بناتے ہیں۔ ذیل میں اچھے قاری کی کچھ خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

- 1- پڑھنے والا جو کچھ مواد پڑھتا ہے اسے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ مضمون کے مرکزی خیال، اہم نکات اور مصنف کے پیغام کے متعلق فہم قائم کرتا ہے اور متن کو اپنے الفاظ میں بیان بھی کر سکتا ہے۔
- 2- اچھے قارئین کے پاس وسیع الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ وہ نئے اور مشکل الفاظ کو سیاق و سباق کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے پڑھنے میں روانی برقرار رہتی ہے۔
- 3- اچھا پڑھنے والا اپنی توجہ میں خلل پیدا نہیں ہونے دیتا ہے اور پڑھتے وقت اپنی توجہ پوری طرح مرکوز رکھتا ہے۔ غیر ضروری مواد سے خود کو دور رکھتا ہے جس سے وقت ضائع نہیں ہوتا ساتھ ہی فہم بہتر ہوتی ہے۔
- 4- اچھے قارئین میں فطری طور پر جستجو پائی جاتی ہے۔ وہ نئی معلومات حاصل کرنے اور مختلف موضوعات پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں جو انہیں زیادہ مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔
- 5- اچھا پڑھنے والا کبھی بھی ہر بات بغیر سوچے سمجھے قبول نہیں کرتا ہے، وہ معلومات کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے اور اپنی رائے قائم کرتا ہے۔
- 6- اچھے قاری کی ایک خاصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ پڑھتے وقت مناظر، کردار اور حالات کو ذہن میں تصور کرتا ہے جس سے سمجھ اور یادداشت بہتر ہوتی ہے۔
- 7- اچھا پڑھنے والا ہمیشہ کسی مقصد کے تحت مطالعہ کرتا ہے، مثلاً معلومات حاصل کرنا، تحقیق کرنا، تفریح یا امتحان کی تیاری کرنا۔
- 8- ایک اچھا پڑھنے والا ہمیشہ غیر ضروری تفصیلات سے اصل بات کو الگ کر لیتا ہے اور مواد مضمون یا متن سے اہم معلومات اور نکات کو سمجھ لیتا ہے۔
- 9- پڑھتے وقت اچھا قاری اس بات کا اندازہ لگا لیتا ہے کہ عبارت یا کہانی میں آگے کیا ہو سکتا ہے۔ یا مضمون میں کیا بات آنے والی ہے۔
- 10- پڑھنے والا مناسب رفتار اور روانی کے ساتھ عبارت پڑھتا ہے۔ نہ بہت تیز اور نہ ہی بہت آہستہ تاکہ فہم برقرار رہے۔
- 11- ایک اچھا قاری متن کو اپنی ذاتی زندگی، تجربات، معلومات یا دوسرے مضامین سے جوڑتا ہے جس سے سوچ اور سمجھ میں گہرائی پیدا ہوتی ہے۔
- 12- اچھا قاری کھلے ذہن کا حامل ہوتا ہے۔ وہ نئی چیزیں سیکھنے، مختلف نظریات کو قبول کرنے اور اپنی سوچ کو بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتا ہے۔

13- مشکل اور طویل مواد پڑھنے کے لئے صبر لازمی ہوتا ہے۔ اچھا پڑھنے والا تھکاوٹ یا مشکل الفاظ کے باوجود ثابت قدمی کے ساتھ مطالعہ جاری رکھتا ہے۔

14- اچھا قاری مطالعہ مکمل ہونے کے بعد اس پر غور و فکر کرتا ہے۔ مضمون کے پیغام اور مرکزی خیال کو سمجھتا ہے اور اسے اپنی ذاتی زندگی میں استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

11.7 پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے تدابیر

ذیل میں دی گئی تدابیر کے ذریعے طلباء میں پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

1- حروف تہجی کا طریقہ: اس روایتی طریقہ میں فلیش کارڈ پر حروف لکھے جاتے ہیں اور معلم ایک ایک کارڈ دکھا کر طلباء کو حروف بتاتے ہوئے مخاطب ہوتا ہے اور طلباء سے کارڈ پر تحریر حروف کی شناخت کرواتا ہے۔ اس کے بعد دو حروف سے مل کر بننے والے جوڑ الفاظ پڑھانے کی مشق = آ، ب = اب۔ کروائی جاتی ہے۔ مثلاً آ + م

2- لفظی طریقہ: دیکھو اور بولو طریقہ کو لفظی طریقہ کہتے ہیں۔ اس میں فلیش کارڈس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کارڈ پر ایسے اشیاء کی تصاویر چسپاکی جاتی ہے جس سے طلباء مانوس ہوتے ہیں اور تصویر کے نیچے اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ دوسرے کارڈ پر ایک جانب تصویر ہوتی ہے اور دوسری جانب اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسے دور خی کارڈ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک کارڈ پر تصویر اور دوسرے کارڈ پر اشیاء کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسے جوڑ کو جوڑ والے کارڈس کہتے ہیں۔ یہ ایک کے بعد ایک بچوں کو دکھائے جاتے ہیں۔ اس پر موجود تصاویر سے وہ مانوس ہوتے ہیں، اس طرح کارڈس کی مدد سے الفاظ پڑھائے جاتے ہیں۔ ان حروف کو بار بار دکھا کر پڑھنے کی مشق کروائی جاتی ہے۔ طلباء تصویر کی مدد سے، بغیر ان الفاظ کے حروف کی شناخت کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ تصویر کے بعد نام والا کارڈ دکھایا جاتا ہے اور معلم کی ہدایت کے مطابق طلباء تصویر کے نام کی شناخت کرتے ہیں تو ان حروف کی شکلیں طلباء کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔

3- جملے کا طریقہ: الفاظ سے واقفیت کے بعد اس طریقے میں جملوں کو خصوصیت کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ جملوں کو ایک تسلسل میں لکھا جاتا ہے۔ اس میں جملے لکھ کر مطلب ظاہر کرنے والی تصویر، کارڈ پر بنائی جاتی ہے۔ جملوں کے کارڈ کو بچوں سے پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں تین طرح کے جملوں کے کارڈس تیار کئے جاسکتے ہیں۔

i. شناختی جملے کے کارڈ

ii. دورخی کارڈ

iii. جوڑ والے جملوں کے کارڈ

4- اخراج: الفاظ کا صحیح تلفظ اسی وقت ادا کیا جاسکتا ہے جب مخارج کا صحیح علم ہو۔ معلم کو چاہیے کہ وہ خود حروف کے صحیح اخراج سے واقف ہو اور طلباء کو درست مخارج سے واقف کروائے ساتھ ہی حروف کی آوازاں کے صحیح مخارج سے ادا کرنے کی مشق کروائے۔

- 5- اعراب: زیر، زبر، پیش، سکون اور تشدید کو اعراب کہتے ہیں۔ اردو کی تحریر میں اس کا استعمال نہیں ہوتا ہے جس وجہ سے پڑھنے میں عام طور پر غلطیاں ہوتی ہیں۔ بچوں کو اعراب کے ساتھ پڑھنے کی تربیت دی جانی چاہیے۔
- 6- تفصیل: اس کا مطلب ہر لفظ کے ارکان کو واضح طور پر ادا کرنا ہے۔ پڑھنے کی رفتار اعتدال پر ہو، بچے آہستہ آہستہ، رک رک کر یا ایک۔ دو سانس میں جلدی جلدی عبارت نہ پڑھیں۔
- 7- تغیر لحن: آواز کے اتار چڑھاؤ کو تغیر لحن کہتے ہیں۔ اس پر خاص طور پر دھیان دینا چاہیے تاکہ پڑھنے کی مہارت پر اثر اور دلچسپ بنے۔
- 8- معنی آفرینی: پڑھنے کا عمل اس حد تک موثر ہونا چاہیے کہ عبارت کا مفہوم سننے والوں کے لیے واضح ہو۔ طلباء کو پڑھنے کی مہارت سکھاتے وقت ان کے لب و لہجہ، عبارت پڑھنے کی رفتار اور تغیر لحن تربیت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔
- 9- فقرہ بندی: عبارت کے الفاظ اور جملوں میں ایک طرح کا باہمی ربط ہوتا ہے۔ طلباء کو اس باہمی ربط کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھنے کی مشق کروانی چاہیے۔ الفاظ اور جملوں کو کہاں کہاں ملا کر پڑھنا ہے اور کس مقام پر ان کے درمیان تھوڑا سا وقفہ یا ٹھہراؤ دینا ہے، اس کی تربیت طلباء کو دی جانی چاہیے۔
- 10- روانی و سلاست: بلا جھجک، بلا تکلف، اخراج، تفصیل، اعراب اور تغیر لحن کے ساتھ عبارت کو پڑھنے کی مہارت روانی و سلاست کہلاتی ہے۔ روانی سے پڑھنے کے لیے اساتذہ کی رہنمائی میں طلباء کی بار بار مشق اور تربیت ضروری ہے۔
- 11- بلند خوانی: پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کا ایک اور طریقہ عبارت کو بلند آواز میں پڑھنا ہے۔ اس سے نہ صرف پڑھنے کی صلاحیت کی نشوونما کا پتہ چلتا ہے بلکہ، اخراج، اعراب، روانی، تغیر لحن اور درستگی کا علم ہوتا ہے جو پڑھنے کی مہارت کو متاثر کرنے والے عوامل ہیں۔ بلند آواز میں پڑھنے سے رفتار بہتر ہوتی ہے اور بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ خاموش خوانی کے بہ نسبت بلند خوانی پڑھنے کی مہارت کو پروان چڑھانے کے لیے حقیقی اور ٹھوس طریقہ ہوتا ہے۔
- 12- آڈیو بک (صوتی کتب) Audio book: پڑھنے صلاحیت کی فروغ کے لیے آڈیو بک ایک کارآمد ذریعہ ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں صوتی کتب کی دستیابی کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت ممکن ہے۔ اس کے استعمال سے بچوں میں روانی اور درستگی سے پڑھنے کی مہارت مزید مضبوط ہوتی ہے۔ آڈیو بک میں بچے چاہیے تو عبارت کے کسی خاص حصہ کو توجہ کے ساتھ سننے کے لیے دوبارہ چلا سکتے ہیں۔ آڈیو بک کے ساتھ تحریر کتب کا استعمال کرتے ہوئے بچے آڈیو بک کے ساتھ خود بھی پڑھنے کی مشق کر سکتے ہیں۔
- 13- سرگرمیوں کا انعقاد: بچوں میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً گمرہ جماعت میں عبارت، نظمیں، گیت، کہانی، اخبار وغیرہ پڑھنے کے لیے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ یوم عالمی کتب اور یوم قومی مطالعہ کا جشن منانے کے لیے مخصوص سرگرمیوں کا انعقاد اور ان سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔
- 14- پڑھنے کے خامیوں کی نشاندہی اور انھیں دور کرنا: پڑھنے کی مہارت پیدا کرنے کے لیے بار بار مشق کروانا ضروری ہے۔ باوجود اس کے بعض بچوں کے پڑھنے میں خامیاں پائی جاتی ہیں۔ طلباء غیر واضح آواز اور غلط تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ کچھ بچے جملوں کو ادھورایا الفاظ کو الٹ پلٹ کر پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات عبارت میں نہ لکھیں الفاظ کو دل ہی سے جوڑ کر پڑھتے ہیں۔ کسی لفظ کو بار بار دہراتے ہیں یا پھر

بعض الفاظ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اکثر بچے یکساں سر میں عبارت پڑھتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباء میں موجود خامیوں کی نشاندہی کریں اور انہیں دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات لیں۔ بچوں سے مشق کروائیں اور پڑھنے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1) پڑھنے والے کی خصوصیات قلم بند کریں؟
2) طلبہ میں پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے میں ICT کا استعمال کس طرح کارگر ثابت ہو سکتا ہے؟

11.8 خلاصہ

تحریری مواد کو جب ہم حروف کی شناخت کرتے ہوئے تلفظ کے علم کی مدد سے بلند آواز یا دل ہی دل میں عبارت پڑھتے ہیں تو اسے پڑھنے کی مہارتیں کہتے ہیں۔ عبارت کو اس طرح پڑھنا چاہیے کہ اس کا مطلب و مفہوم واضح ہو جائے۔ طلباء میں اردو زبان کیلئے ذوق و شوق پیدا کرنا ایک اہم مقصد ہے۔ اسے حاصل کرنے کیلئے طلباء کو پڑھنا آنا ضروری ہے اور اس معیار کا پڑھنا آنا چاہیے کہ تحریری مواد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

11.9 اکتسابی نتائج

- علم و معلومات حاصل کرنے، تنقیدی سوچ و نظریہ پیدا کرنے، ذہنی نشوونما، تعلیمی و پیشہ ورانہ ترقی، ترسیلی مہارت، ذخیرہ الفاظ میں اضافہ اور تفہیمی صلاحیت پیدا کرنے کیلئے پڑھنے کی مہارت سے واقفیت ہونا بہت ضروری ہے۔
- سرسری مطالعہ، اسکیٹنگ، تفصیلی اور اضافہ مطالعہ کرنا یہ پڑھنے کے چار بنیادی اقسام ہوتے ہیں۔
- طلباء میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے حروف تہجی، لفظی اور جملے پڑھانے کے طریقے کار گرتاب ہوتے ہیں۔
- اس مہارت کو فروغ دینے کیلئے بچوں کو اخراج، اعراب، تفصیل، تغیر لحن، معنی آفرینی، روانی و سلاست کے ساتھ پڑھنا اور فقرہ بندی وغیرہ کے تعلق سے تربیت دی جانی چاہیے۔
- معلم کی بلند خوانی، طلباء کی فرداً فرداً بلند خوانی اور اجتماعی عبارت خوانی کے ذریعہ بھی طلباء میں پڑھنے کی مہارت پیدا کی جاسکتی ہے۔
- آڈیو بک (صوتی کتب) کی دستیابی کی وجہ سے کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت بچے کتب پڑھ سکتے ہیں۔ آڈیو بک کے ساتھ تحریری کتب کے استعمال سے پڑھنے کے مزید اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

- کمرہ جماعت میں عبارت، نظمیں، گیت، کہانی و اخبار وغیرہ پڑھنے اور دیگر سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کے پڑھنے میں خامیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً غیر واضح آواز و غلط تلفظ کے ساتھ پڑھنا، جملوں کو ادھورا، الفاظ کو الٹ پلٹ کر پڑھنا، کسی لفظ کو بار بار پڑھنا وغیرہ۔ معلم کو چاہیے کہ وہ ان خامیوں کی نشاندہی کرے اور انھیں دور کرنے کے کیلئے مناسب اقدامات اٹھائے۔

11.10 فرہنگ

- ترسیل۔ بات چیت و گفتگو کرنا
- Skimming۔ پڑھنے کا وہ طریقہ کار جس کا مقصد عبارت کو سرسری طور پر پڑھنا اور مرکزی خیال کو سمجھنا ہوتا ہے
- قاری۔ پڑھنے والا
- اخراج۔ خرچ کی جمع۔
- اعراب۔ یعنی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید، تنوین اور مد۔
- معنی آفرینی۔ لفظ میں پوشیدہ معنی کو اخذ کرنا۔
- فقرہ بندی۔ مختلف الفاظ کو با معنی و با فہم انداز میں بولنا یا لکھنا۔
- Audio book۔ ایسی کتب جو موبائل یا کمپیوٹر پر سنی جاتی ہیں۔

11.11 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ آواز کے اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں۔

- | | | | |
|---|----------|--------------|--------------|
| الف) بولی | ب) زبان | ج) تغیر لحن | د) سبھی |
| 2۔ زیر، زبر، پیش، سکون اور تشدید کو کہتے ہیں؟ | | | |
| الف) اعراب | ب) مد | ج) تشدید | د) کوئی نہیں |
| 3۔ خرچ کی جمع ہے؟ | | | |
| الف) خراج | ب) اخراج | ج) اخراج | د) اخراجا |
| 4۔ ایسی کتب جو موبائل یا کمپیوٹر پر سنی جاتی ہیں۔ کہی جاتی ہیں؟ | | | |
| الف) صرف کتاب | ب) کتب | ج) سمعی کتاب | د) آڈیو کتاب |
| 5۔ الفاظ کا صحیح تلفظ کے لئے کس کی صحیح جانکاری ہونا ضروری ہے؟ | | | |
| الف) مخارج | ب) اعراب | ج) حرف | د) کوئی نہیں |

6۔ دیکھو اور بولو طریقہ کو-----کہتے ہیں؟

الف) لفظی طریقہ (ب) حرفی طریقہ (ج) تقریری طریقہ (د) مظہراتی طریقہ

7۔ تحریری مواد کو مخصوص یا تفصیلی معلومات کو حاصل کرنے کے غرض سے جو مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسے-----کہتے ہیں؟

الف) لفظی (ب) سرسری (ج) اسکیننگ (د) کیننگ

8۔ پڑھنے کے کتنے بنیادی اقسام ہوتے ہیں؟

الف) دو (ب) پانچ (ج) تین (د) چار

9۔ کس طریقے میں افلیش کارڈس کا استعمال کیا جاتا ہے؟

الف) جملہ طریقہ (ب) لفظی طریقہ (ج) تحریری طریقہ (د) ابدی طریقہ

10۔ کس طریقہ میں عبارت کو بلند آواز میں پڑھا جاتا ہے؟

الف) خاموش خوانی (ب) تیز خوانی (ج) زور خوانی (د) بلند خوانی

معروضی سوالوں کے جوابات:

(i) ج	(ii) الف	(iii) ب	(iv) د	(v) الف
(vi) الف	(vii) ج	(viii) د	(ix) ب	(x) د

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

- 1۔ پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ معنی و مفہوم کے روشنی میں وضاحت کیجیے۔
- 2۔ پڑھنے کے کیا مقاصد ہوتے ہیں؟
- 3۔ پڑھنے کی مہارت کی اہمیت بیان کریں۔
- 4۔ پڑھنے کے اقسام پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- 5۔ پڑھنے والے کی خصوصیات پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- 6۔ بچوں میں پڑھنے کی کون سی خامیاں پائی جاتی ہے؟ انھیں کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات:

- 1۔ پڑھنے کی مہارت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ بچوں کو پڑھنے کی مہارت سے واقف ہونا کیوں ضروری ہے؟ مع مثال تفصیل سے بیان کیجیے۔
- 2۔ پڑھنے کے چار اقسام کون سے ہیں؟ پڑھنے کے یہ اقسام کن مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے استعمال کیے جاتے ہیں؟
- 3۔ ایک اچھے پڑھنے والے میں کون کونسی خصوصیات پائی جاتی ہے؟ تفصیل سے بیان کیجیے؟

4- طلباء میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے اسکول یا کمرہ جماعت میں کون کون سی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

11.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1- نئی دہلی۔ (NCPUL) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)۔
- 2- ڈاکٹر مختار احمد کئی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤز، جھارکھنڈ۔
- 3- شیروانی۔ تدریس زبان اردو

4- Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.

5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.

Websites:

6- <https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur-iii-reading/>

7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 12۔ لکھنے کی مہارت *

اکائی کے اجزا

تمہید	12.0
مقاصد	12.1
لکھنے کے معنی و مفہوم	12.2
لکھنا اور اسکی اہمیت	12.3
لکھنے کا عمل	12.4
لکھنے کے اقسام	12.5
اچھے تحریر نگار کی خصوصیات	12.6
لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں	12.7
خلاصہ	12.8
اکتسابی نتائج	12.9
فرہنگ	12.10
نمونہ امتحانی سوالات	12.11
تجویز کردہ اکتسابی مواد	12.12

12.0 تمہید

زبان کی مہارت میں آخری اور انتہائی اہم مہارت لکھنے کی ہے، لکھنے سے مراد تحریر کرنا ہے۔ یہ ماضی الضمیر کے اظہار کا دوسرا طریقہ ہے۔ تحریری طور پر اپنے خیالات کو وضاحت اور پر جتگی کے ساتھ پیش کرنا ایک ہنر ہے۔ اس میں خوش خطی، زبان کی مہارت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ شعر ادیب اور مصنفین اپنے خیالات کو تحریری شکل میں پیش کرتے ہیں۔ یہ مہارت ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں عیسے ذاتی، تعلیمی اور پیشہ وارانہ ماحول کو متاثر کرتی ہے۔ ہم اس مہارت سے اپنے خیالات، جذبات اور تجربات کو لکھ کر ظاہر کر سکتے ہیں۔ کوئی مضمون

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

، جواب، کہانی، افسانہ، خط لکھنے یا میل ٹائپ کرنے کے لیے تحریری صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لکھنے کی مہارت حاصل کرنے کے لیے پابند مشق، باز سائی اور سیکھنے کی جستجو طلبا میں ہونی چاہیے۔ یہ مہارت پڑھنے کی مہارت کے بعد ترقی پاتی ہے۔

12.1 مقاصد

- اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- لکھنے کی مہارت کے تصور کو بیان کر پائیں گے۔
- لکھنے کی مہارت کے معنی و مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کر پائیں گے۔
- لکھنے کے عمل کو اپنے الفاظ میں بیان کر پائیں گے۔
- اسکی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کر سکیں گے۔
- لکھنے کے اقسام پر روشنی ڈال پائیں گے۔
- اچھے تحریر نگار کی خصوصیات کے متعلق اظہار خیال کر پائیں گے۔
- لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر تجویز کر پائیں گے۔

12.2 لکھنے کے معنی و مفہوم

لکھنے سے مراد زبان کے با معنی آوازوں کو تحریری شکل دینا ہے۔ اگر دوسرے لفظوں میں بیان کریں تو حروف 'الفاظ' فقرہ اور جملوں کو تحریری روپ دینے کا عمل، 'لکھنا' کہلاتا ہے۔ عمدہ لکھنے کی بنیادی طور پر دو خوبیاں ہوتی ہیں ایک صاف لکھنا اور دوسرا صحیح لکھنا۔ قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح لکھنا اور خوش خط لکھنا تحریر کے خارجی پہلو ہیں۔ جب کہ لکھنے والے کے خیالات، جذبات، فکر نظریہ کا اظہار کرنا تحریر کا باطنی پہلو ہوتا ہے۔ خیالات، احساسات، جذبات در حقیقت تحریر کی روح ہوتی ہے۔ ان دونوں پہلوؤں کی ترقی میں ہی لکھنے کی مہارت کی ترقی شامل ہے۔ اس مہارت میں ہم بنیادی طور پر چار ذیلی مہارتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1- جج

2- املا

3- اوقاف و علامت کا صحیح استعمال اور

4- خوش خطی

ان چار ذیلی مہارتوں پر قدرت حاصل کرنے کے بعد ہی کوئی اپنے خیالات کو لکھ کر دوسروں تک آسانی سے پہنچا سکتا ہے۔ جس طرح بولتے وقت ادا کئے جانے والے الفاظ کا تلفظ و مطلب معلوم ہونا چاہیے اسی طرح لکھتے وقت بھی الفاظ کا املا درست ہونا چاہیے۔ مثل 'قلم' کو، 'خلم' یا، 'کلم' نہیں لکھنا چاہیے۔ اردو تحریر میں حروف کے جوڑ میں مناسب جگہوں پر شوشوں اور نقطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ایسا نہ

کرنے پر تحریر کو پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے اور معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اچھی لکھاؤٹ کے لیے حروف کی تربیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ، رموز و اوقاف، اعراب مثلاً، سکتہ، وقفہ، رابطہ، خاتمہ، سوالیہ و فجائیہ نشان، قوسین، واویں وغیرہ کا کے مطابق: Ottow Burk مناسب استعمال بھی لازمی ہے۔

اوٹو برک کے مطابق۔

”طلبا میں تو یہ صلاحیت پیدا ہی ہو جانی چاہیے کہ اپنے تجربات، خواہشات اور ضرورتوں کو ضبط تحریر میں لاسکیں۔“

12.3 لکھنا اور اسکی اہمیت

لکھنا اور اس کی اہمیت کو ذیل میں دئے گئے نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

- 1۔ اظہار ذات:- بولنے کی طرح لکھنا بھی اظہار خودی کا ایک اہم ذریعہ ہے لکھنے کا مقصد انسانی جذبات، خیالات، تصورات و فکر کو مناسب الفاظ کا جامہ پہنا کر پیش کرنا ہے۔
- 2۔ دوسروں تک اپنی بات پہنچانا:- تحریر کے ذریعہ اپنے پیغام کو ہم موثر و ٹھوس انداز میں دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں لوگوں کو اپنی رائے اور خیالات سے روشناس کروانے اور اپنی بات کو تسلیم کروانے کے لیے تحریری مہارت ضروری ہوتی ہے۔
- 3۔ تعلیمی کامیابی کے لیے:- بچوں کو تفویضات، پروجیکٹ، مضمون، جوابات یا ہوم ورک مکمل کرنے اور امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لکھنے کی مہارت پر قدرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تعلیمی کامیابی کے لیے تحریری مہارت کو بطور معیار طے کیا گیا ہے۔
- 4۔ علم و معلومات کا مظاہرہ:- لکھنے کی مہارت کے ذریعہ طلباء مختلف مضامین و موضوعات کے بارے میں اپنی فہم ظاہر کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی پیچیدہ تصورات کی وضاحت بھی کر سکتے ہیں۔
- 5۔ تنقیدی سوچ کی نشوونما:- لکھنے کی مہارت میں بچوں کو اپنے خیالات کو منظم و منطقی انداز میں متعلقہ دلائل کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ جس سے بچوں میں تنقیدی سوچ اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جو ذہنی نشوونما میں معاون ثابت ہوتی ہے۔
- 6۔ سماجی شرکت:- لکھنے کی مہارت سماجی شرکت اور ذمہ داری کو ادا کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ مثلاً درخواست لکھنا، رہنماؤں اور منتخب عہدیداروں سے رابطہ کرنا وغیرہ۔
- 7۔ ڈیجیٹل خواندگی میں مددگار:- (Email) ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر معلومات اور خیالات کے اشتراک کے لیے بھی لکھنے کی مہارت ضروری ہے۔ ای میل کرنے، بلاگز لکھنے اور آن لائن طرز پر اپنی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لیے تحریری صلاحیت پر کمال حاصل ہونا چاہیے۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے ذریعہ ہم عالمی سطح پر علم، معلومات و خیالات کا تبادلہ کر سکتے ہیں جو سماج کے تعمیر میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

8- ذہنی، قلبی سکون و مسرت کے لیے:- تحریر کے ذریعہ ہم اپنے علم، معلومات، جذبات، تجربات، نظریات، تخلیق وغیرہ کو دوسروں کے ساتھ بانٹتے ہیں جو سماج کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ شعراء، ادیب، فلسفی، محقق اور عام انسان اپنے دلی باتوں کو تحریر کر کے ظاہر کرتے ہیں جس سے انھیں ذہنی قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔

9- سماجی اصلاح:- سماجی مصلحتیں، شعراء، ادیب، فلسفی، اپنے خیالات اور تحریر کے ذریعہ سماج میں نئی تحریک پیدا کرتے ہیں۔ انکی اصلاحی سوچ لوگوں کو متاثر کرتی ہے جسے عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر علامہ آقبال کی شاعری، مولانا ابوالکلام آزاد اور سرسید احمد خان کا تعلیمی نظریہ، ڈاکٹر اے پی بے عبدالکلام کا سائنسی نظریہ اور کارل مارکس کا سماجی فلسفہ وغیرہ، چھوٹ چھات، بچپن کی شادی، اندھی تقلید اور دیگر سماجی پسماندگی کو اصلاحی مصلحتیں نے اپنی تحریروں سے دور کیا۔

12.4 لکھنے کا عمل

- 1- ابتدائی منصوبہ بندی: یہ سوچنے اور منصوبہ بنانے کا مرحلہ ہوتا ہے جس میں تحریر نگار موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔ خیالات جمع کرتا ہے، تحریر کا مقصد اور سامعین کا تعین کرتا ہے ساتھ ہی ایک خاکہ تیار کرتا ہے۔ اس مرحلے میں لکھنے سے پہلے خیالات تیار کرنے کا عمل ہوتا ہے۔
- 2- خاکہ نویسی: اس مرحلے میں تحریر کا پہلا مسودہ لکھا جاتا ہے۔ اس میں تحریر سے جڑی غلطیوں کی فکر نہیں کی جاتی ہے بس خیالات کو جملوں اور پیرا گراف میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے کا مقصد خیالات کو کاغذ پر اتارنا ہوتا ہے۔
- 3- نظر ثانی: اس تیسرے مرحلے میں تحریر کردہ مواد کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ اس میں تفصیلات بڑھانا، غیر ضروری باتیں نکالنا، پیرا گراف کی ترتیب کو بہتر بنانا اور تحریر کو مزید واضح و مؤثر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مرحلے میں مواد کو زیادہ بہتر، یقینی اور دلچسپ بنانے کی جانب پیش قدمی کی جاتی ہے۔
- 4- درستگی: یہ مرحلہ غلطیاں کی اصلاح کرنے کا ہوتا ہے۔ تحریر کے عمل میں یہاں قواعد ججے، رموزِ اوقاف اور جملوں کی ساخت درست کی جاتی ہے۔ اس مرحلے کا مقصد تحریر کو درست اور غلطی سے پاک کرنا ہوتا ہے۔
- 5- آخری شکل دینا: یہ مرحلہ تحریر کو صاف ستھری اور مکمل شکل میں پیش کرنے کا مرحلہ ہوتا ہے۔ اس میں تحریر کردہ مواد کو جمع کروایا جاتا ہے، شائع کیا جاتا ہے یا دوسروں کے ساتھ شیئر کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں تحریر کو بہتر شکل دے کر پیش کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

(1) لکھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالیے؟

(2) لکھنے کے عمل کا لحاظ کرتے ہوئے کسی ایک عنوان پر مختصر کہانی تحریر کریں؟

لکھنے کے چار اقسام ہوتے ہیں

(1) تفسیری تحریر (2) ترغیبی تحریر (3) وضاحتی (کہانی) تحریر (4) بیانیہ تحریر

1- تفسیری تحریر (Expository): اس قسم کی تحریر میں مصنف کا مقصد مضمون کے حوالے سے قاری کو معلومات فراہم کرنا، بیان اور وضاحت کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کی تحریر واضح، حقائق پر مبنی اور منظم طرز کی ہوتی ہے۔ تفسیری تحریر کسی بھی موضوع کو بیان کرنا، سمجھائے یا معلومات فراہم کرنے کے غرض سے لکھی جاتی ہے۔ اس قسم کی تحریر کا بنیادی مقصد قاری کو کسی موضوع کے بارے میں صحیح اور غیر جانبدار ی کے ساتھ مکمل معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس میں تحریری نگار اپنی ذاتی رائے، جذبات یا تعصب شامل نہیں کرتا ہے۔ تفسیری تحریر عموماً درسی کتابوں، مضامین، رپورٹس، تحقیقی مواد، اور معلوماتی تحریروں میں استعمال کی جاتی ہے کیونکہ یہ حقیقی موضوعات کو ترتیب، منطق اور سادہ زبان میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس تحریر میں ہمیشہ ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جسے حقائق، مثالوں، اعداد و شمار، تعریفوں اور شواہد کے ذریعے تفصیل سے سمجھایا جاتا ہے۔ اس میں استعمال ہونے والی زبان سادہ، واضح اور آسان ہوتی آسانی سے سمجھا سکے۔ اس تحریر کی شروعات تمہید پر مشتمل ہوتی ہے جس میں موضوع کا تعارف بہر تین انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تفصیلی پیرا گراف آتے ہیں جن میں مرکزی خیال اور اہم نکات منظم انداز میں بیان کیے جاتے ہیں، اور آخر میں ایک جامع نتیجہ دیا جاتا ہے جو پوری تحریر کا خلاصہ کلام پیش کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ وضاحتی تحریر کا مقصد قاری کی سمجھ میں اضافہ کرنا، معلومات کو ترتیب وار انداز میں پیش کرنا اور موضوعات کو منطقی، معروضی اور قابل فہم انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر درسی کتب، اخبارات، انسائیکلو پیڈیا اور سائنسی رپورٹس، مضمون نویسی و رسالے وغیرہ تفسیری تحریر کی مثالیں ہیں۔ اس تحریر میں حقائق، دلائل، ثبوت اور تجزیے کو واضح و مختصر طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں ادیب کی ذاتی رائے یا تعصب مواد پر اثر انداز نہیں ڈالتی ہے۔

2- ترغیبی تحریر (Persuasive): ترغیبی تحریر ایک ایسی طرزِ تحریر ہے جس کا مقصد قاری کو کسی مخصوص رائے سے متفق کرنا، کسی خیال پر یقین دلانا، یا کسی خاص رد عمل پر آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ اس تحریر میں تحریر نگار اپنا نقطہ نظر واضح طور پر پیش کرتا ہے اور اسے زوردار دلائل، حقائق، مثالوں، اعداد و شمار اور ماہرین کی آراء سے ثابت کرتا ہے۔ ترغیبی کرنے والی تحریر میں ایسی زبان، لہجہ اور انداز اختیار کیا جاتا ہے کہ قاری کے جذبات اور منطق دونوں متاثر کرتے ہیں۔ جذباتی اپیل کے لیے اکثر پُر اثر الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جس سے قاری میں ہمدردی، خوف، امید یا جوش کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس طرزِ تحریر میں پیغام کو زیادہ ٹھوس اور دلکش بنانے کے لیے سوالیہ انداز، تکرار، تقابلی مثالیں اور براہ راست مخاطب کرنے جیسے اسلوب بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس میں پڑھنے والے کی عمر، دلچسپیوں، عقائد اور پس منظر کو ذہن میں رکھ کر تحریر کو تشکیل دینا انتہائی ضروری ہوتا ہے، کیونکہ ترغیبی تحریر اسی وقت مؤثر ثابت ہوتی ہے جب وہ سامع یا قاری کی سوچ سے مطابقت رکھتی

ہو۔ اس تحریر کی ساخت اکثر منظم اور واضح ہوتی ہے، جس میں مضبوط تمہید، ٹھوس دلائل پر مبنی مرکزی حصہ، اور ایک متاثر کن نتیجہ شامل ہوتا ہے۔ اس میں اکثر قاری کو کسی خاص سمت میں قدم اٹھانے یا اپنی رائے تبدیل کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

اس طرح کی تحریر میں ادیب اپنے خیالات و نظریات سے پڑھنے والوں کو ترغیب دینے کی کوشش کرتے ہیں ابتدا میں تمہید باندھتے ہوئے قاری کی توجہ مرکوز کی جاتی ہے اور پھر مصنف اپنے رائے کو بیان کرتے ہوئے پڑھنے والوں کو متاثر کرتا ہے۔ تحریر کے آخری مرحلے میں آگے کیا کیا جائے؟ اس کے مطابق پڑھنے والوں سے رائے طلب کی جاتی ہے۔ عام طور پر، ترغیب کرنے والی تحریر صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ قاری کے خیالات، فیصلوں اور جذبات پر اثر ڈال کر اسے کسی خاص نتیجے تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ اشتہارات، مدیر مضامین کسی کتاب کا جائزہ پیش کرنا، سیاسی تقاریر اور خطوط وغیرہ ترغیبی تحریر کی مثالیں ہیں۔

3- وضاحتی تحریر: یہ کسی موضوع کی خصوصیات بیان کرنے یا تفصیل سے وضاحت کرنے کے لیے بیانیہ استعمال کیا جانے والا طرز تحریر ہے۔ اس میں تحریر نگار کی ذاتی رائے شامل نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا انداز تحریر ہے جس میں تحریر نگار اپنے الفاظ کے ذریعے قاری کے ذہن میں واضح اور جاندار تصویر قائم کرتا ہے۔ اس طرح کی تحریر کا مقصد کسی شخص، جگہ، منظر، چیز یا واقعے کو اس طرح بیان کرنا ہوتا ہے کہ مضمون پڑھتے وقت قاری اسے اپنی نظروں کے سامنے محسوس کرنے اور مواد سے اپنا جذباتی تعلق قائم کریں۔ تحریر میں نظر، سماعت، خوشبو، ذائقہ اور لمس ان پانچوں حواس کا استعمال کرتے ہوئے قاری کو تحریر میں مشغول رکھا جاتا ہے۔ پڑھنے والے کو مناظر حقیقت کے بہت زیادہ قریب محسوس ہوتے ہیں۔ اس انداز تحریر میں اکثر تشبہات، استعارے اور فنی طریقے کا استعمال کیا جاتا ہے، جو بیان کو مزید دلچسپ، خوبصورت اور متاثر کن بنادیتا ہے۔ ایک اچھی وضاحتی تحریر خاص اور معنی خیز تفصیلات پر توجہ دیتی ہے، منظم انداز میں آگے بڑھتی ہے، ساتھ ہی جذبات، ماحول اور مناظر کو واضح کرنے کے لیے موثر الفاظ، خوبصورت صفات اور درست افعال کا استعمال کرتی ہے۔ منظر چاہے ایک پرسکون باغ کا ہو، مصروف بازار کا یا کوئی یادگار لمحہ ہو، یہ تحریر پڑھنے والے کو بیان کردہ جگہ اور لمحات کا مکمل تجربہ کرواتی ہے۔

وضاحتی تحریر میں مصنف کوئی کہانی یا قصہ بیان کرتا ہے لکھی گئی کہانیاں حقیقت پر مبنی یا پھر خیالی ہوتی ہے۔ شروعات میں قاری کی توجہ کو مرکوز کیا جاتا ہے پھر الجھن اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حالات اچھے ہو جاتے ہیں اور آخر میں کوئی پیغام دیا جاتا ہے۔

اس طرح کی تحریر کا بنیادی مقصد صرف کہانی سنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ پڑھنے والے کو دکھانا، محسوس کروانا بھی اور منظر کا تجربہ کروانا ہوتا ہے۔

4- بیانیہ تحریر (Descriptive): یہ ایک ایسی تحریر ہے جس میں کسی حقیقی یا خیالی واقعے کو دلچسپ، منظم اور مؤثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس تحریر میں مصنف کا بنیادی مقصد قاری کو تفریح کروانا، کسی تجربے کو بانٹنا تنقیدی سوچ پیدا کرنا یا معنی خیز پیغام کو واقعات اور کرداروں کے ذریعے دوسروں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ بیانیہ تحریر میں عموماً ایک واضح پس منظر، بھرپور کردار مختلف واقعات کی ترتیب، ایک مسئلہ یا ٹکراؤ، اور اس کا حل شامل ہوتا ہے۔ اس طرح کی تحریر میں تفصیلی بیانات اور جذباتی زبان کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والے مناظر، کرداروں اور احساسات کو اپنے ذہن میں واضح طور پر محسوس کر سکیں۔ بیانیہ تحریر عام طور پر پہلی یا تیسری شخصیت میں لکھی جاتی ہے اور اس میں راوی کے خیالات، جذبات اور تجربات نمایاں طور پر شامل ہوتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر واقعات زمانے کی ترتیب میں بیان کیے جاتے ہیں، کبھی کبھار گزشتہ واقعات کی اچانک منظر کشی کی جاتی ہے یا تحریر کی تخلیقی انداز میں تبدیلی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اس تحریر میں مصنف کسی شخص مقام، چیز یا تقریب کی منظر کشی تیار کرتا ہے۔ اس میں چیزیں کیسی نظر آتی ہے، آواز، ذائقہ، احساسات و جذبات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس تحریر کا مقصد قارئین کے لیے، ذہنی منظر کشی پیدا کرنا، جذبات کو اجاگر کرنا اور بیان کئے گئے حالات کا تجزیہ فراہم کرنا ہوتا ہے۔

مصنف کا مقصد قاری کو کہانی میں مکمل طور پر مشغول رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ تحریر میں شامل جذبات، حالات اور واقعات کو گہرائی سے محسوس کر سکے۔ مجموعی طور پر، بیانیہ طرز تحریر عام واقعات کو ایک خوبصورت اور معنی خیز کہانی میں تبدیل کر دیتا ہے جو پڑھنے والے کے ذہن اور جذبات پر کافی دیر تک اپنا اثر چھوڑتی ہے۔

ناول، افسانہ، مختصر کہانیوں، ڈرامے، ذاتی مضمون، سفر نامہ، سوانح عمری اور آپ بیتی وغیرہ بیانیہ تحریر کی مثالیں ہیں۔

12.6 اچھے تحریر نگار کی خصوصیات

اچھا تحریر نگار وہ ہوتا ہے جو اپنے خیالات کو واضح، تخلیقی اور موثر انداز میں اس طرح پیش کرے تاکہ قاری تحریر سے متاثر بھی ہو اور اسے سمجھ بھی سکے۔ ایک اچھے تحریر نگار میں مختلف صلاحیتیں، عادات اور اوصاف پائے جاتے ہیں جو اس کی تحریر کو پُر اثر، دلچسپ اور با مقصد بناتے ہیں۔ ذیل میں اچھے تحریر نگار کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

1- خیالات کی وضاحت: اچھے تحریر نگار کے خیالات صاف اور منظم ہوتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کیا کہنا ہے اور کس طرح کہنا ہے، اس لیے وہ اپنی تحریر میں مبہم اور غیر واضح تصورات کا استعمال نہیں کرتا ہے۔

2- اچھا ذخیرہ الفاظ: اچھے تحریر نگار کے پاس الفاظ کا مناسب ذخیرہ ہوتا ہے۔ وہ مناسب الفاظ کے انتخاب کے ذریعے اپنے خیالات کو درست اور پُر اثر انداز میں پیش کرتا ہے۔

3- تخلیقی اور خیال آرائی کی صلاحیت: اچھے تحریر نگار کی سوچ منفرد ہوتی ہے اور وہ اچھا تحریر نگار منفرد انداز میں سوچتا ہے عام باتوں کو بھی خاص بنا کر دلچسپ طریقے سے پیش کرنے کا ہنر رکھتا ہے۔ اس کا خیال آرائی کا انداز قارئین کو کہانی یا تحریر کے اندر شامل کر لیتا ہے۔

4- زبان اور قواعد پر عبور: اچھا تحریر نگار قواعد، ججے، جملوں کی ترتیب اور رموز او قاف پر مکمل عبور رکھتا ہے۔ یہ اپنی تحریر کو صاف، معیاری اور قابل فہم بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

5- خیالات کی تنظیم: اچھا تحریر نگار اپنے خیالات کو منطقی ترتیب دے کر بیان کرتا ہے۔ اس کی تحریر میں واضح آغاز دلچسپ درمیانی حصہ اور پُر اثر اختتام پایا جاتا ہے۔

6- باریک بینی: ایک اچھا تحریر نگار چھوٹی سے چھوٹی غلطی کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ اپنی پوری توجہ تحریری غلطیوں کی نشاندہی پر مرکوز کرتا ہے۔ وہ اصلاح کی غرض سے اپنی تحریر کو بار بار پڑھتا ہے تاکہ غلطیوں کی اصلاح ہو غیر ضروری جملے اور چیزوں کو مضمون سے نکالا جاسکے ایسا کرنے پر بہتر مواد منظر عام پر آتا ہے۔

7- قاری سے تعلق قائم کرنے کی صلاحیت: ایک اچھا تحریر نگار اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ اس کا قاری کون ہے اور اسے کس انداز میں لکھنا ہے۔ تاکہ وہ پڑھنے والے سے تعلق قائم کیا جاسکے۔ وہ قاری کی ضرورت اور دلچسپی کے لحاظ سے لہجہ، الفاظ اور تحریر کا انداز اختیار کرتا ہے۔

8- صبر اور مستقل مزاجی: لکھنا ایک محنت طلب عمل ہے۔ اچھے تحریر نگار کئی بار اپنی تحریر پر نظر ثانی کرتے ہیں اور غلطیاں درست کرتے ہیں وہ صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کبھی ہمت نہیں ہارتے۔

9- مشاہدے کی صلاحیت: اچھا تحریر نگار اپنے ارد گرد کے ماحول، لوگوں اور واقعات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی صلاحیت کی وجہ سے پڑھنے والوں کو تحریر اسکی اپنی زندگی کے قریب تر محسوس ہوتی ہیں۔

10- مطالعے کی عادت: اچھا تحریر نگار ہمیشہ ایک اچھا قاری بھی ہوتا ہے۔ وہ مختلف کتابیں اور مضامین کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا کرنے سے اس کی تحریر کا انداز، زبان اور معلومات بہتر ہوتے ہیں۔

11- اظہار خیال کی صلاحیت: اچھا تحریر نگار جذبات، خیالات اور تجربات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی تحریر میں جذبات اور حقیقت کا مناسب توازن پایا جاتا ہے۔

12- مسلسل بہتری کی کوشش: اچھا تحریر نگار ہمیشہ خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنی تحریر کے متعلق دوسروں سے باز رسائی حاصل کرتا ہے، ساتھ ہی نئے اسلوب آزماتا رہتا ہے۔

12.7 لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں

بچے جو کچھ بھی دیکھتے ہیں اور سیکھتے ہیں وہ چیزیں ان کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے ماہرین تعلیم کی رائے ہے کہ پڑھنا سیکھنے کے بعد لکھنے کی تربیت ابتدائی درجات ہی سے شروع کرنی چاہیے۔ ساتھ ہی الفاظ کے لہجے بھی سکھائے جائے تاکہ ایک حرف کو دوسرے حروف سے جوڑنے کا علم بچوں کو معلوم ہو۔ ذیل میں دئے گئے تدابیر کی مدد سے ہم طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دے سکتے ہیں۔

1- حروف، لفظ، فقرے و جملہ بندی: پہلی و دوسری جماعت میں بچے حروف تہجی، الفاظ، فقرے اور بعد میں چھوٹے و آسان جملے لکھنا سیکھتے ہیں۔ آگے چل کر طلباء جملوں کو خوش خط لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مرحلے پر انھیں حروف کی صحیح شکل، شوشوں، نقطوں کو صحیح جگہ لگانا، مناسب دائرے بنانے کی مشق کروائی جاتی ہے۔

2- جملے لکھنا: ہر زبان میں جملے لکھنے کی ایک خاص ترکیب ہوتی ہے۔ بچوں کو جملے بنانے کے مختلف طریقوں اور الفاظ کو جملوں میں کس طرح استعمال کیا جائے؟ اس فن سے واقف کروانا چاہیے۔ الفاظ کی ترتیب و باہمی تعلق، اسم کی جنس، تعداد، زمانہ اور اس کے مطابق استعمال ہونے والے افعال کا علم بچوں کو سیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ لکھتے وقت خیالات کا اظہار کرنے کے لیے کن الفاظ کو کس طرح جملوں میں استعمال کیا جائے؟ اس کی بھی تربیت طلباء کو دی جانی چاہیے۔

- 3۔ ادھر رے جملے اور کہانیاں مکمل کروانا: لکھنے کی مہارت سیکھنے کے ابتدائی مرحلے میں جب طلباء الفاظ اور جملے لکھنے سے واقف ہو جاتے ہیں، تب انھیں ادھر رے جملے مکمل کرنے کی مشق کروائی جاسکتی ہے۔ بچوں کو کہانیوں میں خاصی دلچسپی ہوتی ہے اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ادھوری کہانیاں مکمل کرنا نکات کی مدد سے کہانی تحریر کروائی جاسکتی ہے۔
- 4۔ مختصر تحریر کروانا: کسی ایک عنوان یا تصور پر جملوں کی مدد سے مختصر تحریر یعنی پیرا گراف لکھوائے جاسکتے ہیں۔ اس تحریر میں بچے ایک خیال کو مختلف جملوں میں پھیلا کر بیان کرتے ہیں اور ان جملوں میں گہرا باہمی ربط ہوتا ہے۔
- 5۔ خلاصہ لکھنا: کوئی عبارت، نظم یا ادب پارے کی مکمل تفہیم ہونے کے بعد اس متن کے اہم نکات کو مختصر و جامع انداز میں لکھنا خلاصہ کہلاتا ہے۔ اس طرح کی تحریر طلباء سے کروائی جاسکتی ہے۔ خلاصہ لکھنے سے بچوں میں تفہیمی صلاحیت کی ترقی ہوتی ہے کیونکہ عبارت کا مرکزی خیال کو سمجھتے ہوئے ضروری تفصیلات کو شامل کیا جاتا ہے اور غیر ضروری معلومات و ذاتی رائے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں پڑھے ہوئے اسباق یا مواد کا واضح و مختصر جائزہ اہم دلائل کے ساتھ کم سے کم الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔
- 6۔ کہانی نویسی: کہانی کے مدد سے سے طلباء کی ذہنی، جذباتی، اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی نشوونما ہوتی ہے۔ اردو زبان، جملہ بندی، ذخیرہ الفاظ میں اضافہ، جذباتی اظہار سیکھانے میں کہانی نویسی معاون ثابت ہوتی ہے۔ ابتدائی درجات میں تصاویر کی مدد سے کہانی تحریر کروائی جاسکتی ہے اور آگے کے درجات میں نکات کی مدد سے کہانی لکھوائی جاسکتی ہے۔
- 7۔ مکالمہ نگاری: دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیانی با مقصد گفتگو کو تحریر کرنا مکالمہ نگاری کہلاتا ہے۔ اس میں بچوں کو موضوع، پلاٹ، کردار پہلے ہی بتادے جاتے ہیں۔ ان کی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے بمقام اور زمانے کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے مکالمے لکھتے ہیں۔
- 8۔ مضمون نویسی: آغاز، نفس مضمون اور اختتام یہ مضمون نویسی کے تین اہم اجزاء ہوتے ہیں۔ ابتدا میں بچوں کو اپنے ماحول، اہل خاندان، اسکول کا تعارف جیسے عنوانات پر مضمون لکھنے کے لیے کہا جائے۔ اس کے بعد انھیں اپنے پسندیدہ موضوعات پر بارہ تاپندرہ سطروں پر مشتمل مضامین تحریر کروائے جائے۔ اس سے طلباء میں مطالعہ کرنے کی عادت، تنقیدی، تحقیقی، تخلیقی اور مواد کو تنظیم کرنا جیسی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- 9۔ خطوط نویسی: خطوط کے ذریعہ انسان اپنے دل کی بات، جذبات اور خیالات کو تحریری شکل دے کر دوسروں کو آگاہ کرواتا ہے۔ بچوں سے رسمی اور غیر رسمی خطوط نویسی کروائی جاسکتی ہے۔ خط لکھنے کا مقصد واضح ہو اور خط کو مختصر رکھیں۔ اس سے طلباء قواعد اور املا کی درستگی سیکھتے ہیں۔
- 10۔ روزنامہ: ذاتی زندگی سے تعلق رکھنے والے کام، حالات اور تجربات کو قلم بند کرنے کو روزنامہ یعنی ڈائری لکھنا کہتے ہیں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے روزمرہ زندگی کے حالات اور تجربات کو تحریر کریں۔ اس سے طلباء میں خود کا احتساب کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ ان میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے اور اپنی کارکردگی کا جائزہ لینے کی قابلیت پر وان چڑھتی ہے۔

11۔ امانوہیسی: جب بچے اردو زبان اور لکھائی پر کچھ عبور حاصل کر لیں، تب ان سے زبانی جملے لکھوائے جائے۔ املا لکھوانے سے قبل معلم عبارت کو طلباء کے سامنے پڑھ لے، مرکزی خیال کو سمجھا دے اور تحریری تختے پر مشکل الفاظ لکھ کر ان کا تلفظ و معنی بتا دے اور بعد میں تحریری تختہ صاف کر دیں۔ امانوہیسی میں جملے آہستہ آہستہ ادا کئے جائے اور طلباء انھیں اپنی بیاضوں میں لکھتے جائیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
(1) اچھے تحریر نگار کی کوئی پانچ خصوصیات مناسب مثال کی مدد سے بیان کریں؟ (2) ایک معلم اپنے طلبہ میں تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے کن سرگرمیوں کا انعقاد کر سکتا ہے؟

12.8 خلاصہ

لکھنے کی مہارت انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں۔ مثلاً ذاتی، تعلیمی اور پیشہ وارانہ ماحول کو متاثر کرتی ہے۔ کوئی مضمون، جواب، کہانی، افسانہ، خط لکھنے یا میل ٹائپ کرنے کے لیے تحریری صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لکھنا سیکھنے کے لیے پابند مشق، باز رسائی اور طلباء میں جستجو ہونا چاہیے۔ لکھنے سے مراد زبان کے با معنی آوازوں کو تحریری شکل دینا ہے۔

12.9 اکتسابی نتائج

- حروف، الفاظ، فقرات اور جملوں کو تحریری روپ دینے کا عمل، لکھنا کہلاتا ہے۔
- صاف اور صحیح لکھنا یہ تحریر کی دو خوبیاں ہوتی ہیں۔
- لکھنے کی مہارت میں ججے، املا، اوقات و علامت کا صحیح استعمال اور خوش خطی یہ چار مہارتوں پر قدر حاصل کرنا بھی شامل ہے۔
- اظہار ذات، دوسروں تک اپنی بات پہنچانا، تعلیمی کامیابی، علم و معلومات کا مظاہرہ کرنا، تنقیدی سوچ کی نشوونما، سماجی شرکت، ڈیجیٹل خواندگی، ذہنی و قلبی سکون اور سماجی اصلاح کے لیے لکھنے کی مہارت ضروری واہمیت کے حامل ہے۔
- لکھنے کے بنیادی طور پر چار اقسام ہوتے ہیں۔ تفسیری، ترقیبی، وضاحتی اور بیانیہ۔
- ایک اچھا تحریر نگار، تخلیقی، منظم، باصلاحیت اور ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحریر کو بہتر بنانے کے لیے پوری محنت کرتا ہے اور موثر انداز میں قاری تک اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔
- طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حروف، لفظ، فقرے، جملہ، ادھورے جملے اور کہانیاں مکمل کروا سکتے ہیں۔
- مختصر تحریر، خلاصہ لکھنا، کہانی نویسی، مکالمہ نگاری، مضمون نویسی، خطوط نویسی، روزنامہ، امانوہیسی جیسے تدابیر اختیار کرتے ہوئے طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

- تفویضات: ایسا کام جو طالب علم یا طلباء کے گروہ کو اپنی ذمہ داری پر مکمل کرتے ہیں۔
- تفصیری تحریری: ایسی تحریر جس میں مضمون یا عنوان کے حوالے سے حقائق، دلائل و ثبوت کے ساتھ معلومات فراہم کی جاتی ہے۔
- ترغیبی تحریر: ایسی تحریر جس میں ادیب اپنے خیالات و نظریات سے پڑھنے والوں کو متاثر کرتا ہے۔
- مکالمہ نگاری: دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیانی گفتگو کو تحریر کرنا۔
- روزنامہ: ذاتی زندگی کے روزمرہ زندگی کے کام، حالات و تجربات کو تحریر کرنا (ڈائری لکھنا)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- (1) لکھنے سے کیا مراد ہے۔
- (الف) زبان کے معنی سمجھنا (ب) زبان کی با معنی آوازوں کو تحریر شکل دینا (ج) صرف الفاظ یاد کرنا (د) صرف خوش خطی سیکھنا
- (2) لکھنے کی دو بنیادی خوبیاں کونسی ہیں؟
- (الف) جلدی لکھنا اور لمبا لکھنا (ب) صحیح لکھنا اور خوبصورت لکھنا (ج) صاف لکھنا اور صحیح لکھنا (د) آسان لکھنا اور مشکل لکھنا
- (3) ----- مرحلے میں تحریر کا پہلا مسودہ لکھا جاتا ہے۔
- (الف) نظر ثانی (ب) خاکہ نویسی (ج) ابتدائی منصوبہ بندی (د) آخری شکل
- (4) نظر ثانی کے مرحلے میں ----- کیا جاتا ہے
- (الف) تفصیلات بڑھانا اور غیر ضروری باتیں نکالنا (ب) غلطیوں کی اصلاح کرنا (ج) کاغذ پر مواد کو صاف لکھنا (د) حروف کی مشق کرنا
- (5) ترغیبی تحریر کا بنیادی مقصد ----- ہوتا ہے۔
- (الف) قاری کو معلومات فراہم کرنا (ب) صرف کہانی سننا (ج) قاری کو کسی رائے پر قائل کرنا (د) منظر نگاری کرنا
- (6) ----- قسم کی تحریر میں واقعات کو دلکش اور ترتیب وار انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔
- (الف) تفسیری (ب) ترغیبی (ج) وضاحتی (د) بیانیہ
- (7) اچھا تحریر نگار ----- چیز پر مکمل عبور رکھتا ہے۔
- (الف) خوش خط تحریر (ب) قواعد، ججے اور رموز اوقاف (ج) موسیقی (د) صرف یادداشت
- (8) اچھے تحریر نگار کی ایک خاص عادت ----- ہوتی ہے۔

- 1- نئی دہلی۔NCPUL) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔(1983)
 - 2- ڈاکٹر مختار احمد مکی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤز، جھارکھنڈ۔
 - 3- شیروانی۔ تدریس زبان اردو
 - 4- Omair Manzar, Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
 - 5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- Websites:**
- 6- [https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur iii reading/](https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur%20iii%20reading/)
 - 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 13۔ اردو زبان کی تدریس کے مقاصد*

اکائی کے اجزا

تمہید	13.0
مقاصد	13.1
اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد	13.2
13.2.1 اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد	
13.2.2 اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد	
13.2.3 اردو کی تدریس کے مقاصد بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان	
13.3 ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد (نظم، نثر، قواعد)	
13.3.1 ثانوی سطح پر نثر کی تدریس کے مقاصد	
13.3.2 ثانوی سطح پر نظم کی تدریس کے مقاصد	
13.3.3 ثانوی سطح پر قواعد کی تدریس کے مقاصد	
خلاصہ	13.4
اکتسابی نتائج	13.5
فرہنگ	13.6
نمونہ امتحانی سوالات	13.7
تجویز کردہ اکتسابی مواد	13.8

13.0 تمہید

زبان کا حصول و اکتساب ایک مسلسل عمل ہے جو مہد سے شروع ہو کر لحد تک جاری رہتا ہے۔ زبان کا فروغ و ترقی فرد اور سماج دونوں کے لیے ناگزیر ہے اور سماج کے بغیر کسی زبان کا وجود اور اکتساب دونوں ناممکن ہے۔ زبان کی نشوونما انسان کی ذاتی ترقی اور سماجی کامیابی دونوں کے لیے لازم ہے کیونکہ زبان کے بغیر فرد نامکمل اور ادھورا ہے۔ خاص طور پر اسکولی تعلیم بشمول نصابی و ہم نصابی سرگرمیاں صد فیصد

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

زبان پر منحصر ہے بلکہ مزید آگے بڑھ کر بعض ماہرین تعلیم کا ماننا ہے کہ اسکول کی مکمل تعلیم زبان کی تعلیم ہے۔ اردو زبان ملک میں پیدا شدہ اور اسی ملک کی ترقی یافتہ زبان ہے جس کی فطرت میں سماجی تنوع اور معاشرے کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ قوم و ملت کی ترجمان، ملک کی تاریخ اور قوم پرستی، قدیم و جدید تہذیب و تمدن جیسے موضوعات کا بڑا ذخیرہ اس زبان میں موجود ہے۔ اس زبان کی اہمیت اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ملک کے دو حصوں جنوب و شمال کو مضبوطی سے باندھتی ہے۔ اردو زبان کی تدریس کے مقصد میں طلباء کو اپنی مافی الضمیر کی ادائیگی کے قابل بنانا، ادبی ذوق کو فروغ دینا، ادب سے لطف اندوز ہونا اور اعلیٰ انسانی اقدار اور تنقیدی نظر پیدا کرنا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو زبان کی تعلیم میں عام اور خاص دونوں مقاصد شامل ہیں جن کا مقصد لسانی مہارت، ثقافت و اقدار اور موثر ابلاغ کو فروغ دینا ہے۔ ایک مخصوص سطح پر، معلمین اردو قواعد، الفاظ اور نحو و صرف کی جامع تفہیم فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے طلباء کو زبان کی ساخت میں ایک مضبوط بنیاد استوار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اردو پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی مہارتوں کا ایک اہم مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ سیکھنے تحریری اور تقریری مواصلات کی مختلف شکلوں کو سمجھ سکیں اور روانی کے ساتھ اپنی مافی الضمیر کا اظہار کر سکیں۔ مزید برآں، اردو ادب، شاعری اور ثقافتی باریکیوں کے لیے گہری فہم کی آبیاری پر زور دیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کی تہذیب و تمدن و ثقافتی آگہی کو تقویت ملے۔ وسیع پیمانے پر، اردو پڑھانے کے عام مقاصد میں بین الثقافتی تفہیم کو فروغ دینا، اردو بولنے والے لوگوں کے اندر رابطے میں سہولت فراہم کرنا اور عالمی لسانی تنوع کے ایک لازمی جزو کے طور پر اردو زبان کے تحفظ اور فروغ میں تعاون کرنا شامل ہے۔ عام اور خاص مقاصد کو یکجا کرتے ہوئے اردو کی تعلیم کا مقصد طلباء کو نہ صرف لسانی صلاحیتوں سے آراستہ کرنا ہے بلکہ زبان کے اندر موجود ثقافتی اور سماجی سیاق و سباق کے لیے ایک جامع فہم پیدا کرنا بھی ہے۔

ثانوی سطح پر، اردو کی تعلیم ایک کثیر جہتی طریقہ اختیار کرتی ہے جو کہ شاعری، نثر اور قواعد کے تین لازمی اجزاء پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ ایک بنیادی مقصد اردو شاعری کے لیے گہری سمجھ پیدا کرنا ہے جس سے طالب علموں کو معروف شاعروں کے لکھے ہوئے ادبی شاہکاروں کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو سکے اور شاعری میں دلچسپی بھی پیدا ہوں۔ کلاسیکی اور ہم عصر اردو شاعروں کی تخلیقات کا مطالعہ کرنے سے طلباء نہ صرف اپنی زبان کی مہارت کو بڑھاتے ہیں بلکہ اردو ادب کے تانے بانے میں بنے ہوئے ثقافتی اور تاریخی باریکیوں کے بارے میں بھی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ شاعرانہ شکلوں، موضوعات اور اسلوبیاتی عناصر کی کھوج زبان کے اظہاری خوبصورتی کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کرتی ہے جس سے لسانی صلاحیت اور اردو کے فنکارانہ پہلوؤں سے محبت دونوں کی پرورش ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی، ثانوی سطح پر نثر کی تعلیم کا مقصد تحریری اظہار کی مختلف شکلوں کو سمجھنے اور اس کی تشریح کرنے میں طلباء کی مہارت کو فروغ دینا ہے۔ اردو نثر کے مطالعے کے ذریعے، جس میں مختصر کہانیاں، مضامین اور ناولوں کے اقتباسات شامل ہیں طلباء اپنی تجزیاتی اور تنقیدی سوچ کی مہارت کو تیز کرتے ہیں۔ اس کا مقصد زبان کے استعمال اور ادبی آلات کے بارے میں ایک باریک بینی کو فروغ دینا ہے جس سے طلباء کو اردو نثر میں متنوع کو جاننے اور سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ مزید برآں، قواعد پر ایک مضبوط زور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلباء زبان کی ساختی پیچیدگیوں کو سمجھیں، موثر مواصلت اور تحریری مہارتوں کے لیے ٹھوس بنیاد رکھیں۔ ثانوی سطح پر یہ مقاصد ایک ساتھ مل کر طلباء کی مجموعی ترقی اور خصوصی طور پر زبان کی مہارتوں کے حصول و فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں انہیں لسانی صلاحیتوں سے آراستہ کرتے ہیں اور

اردو کی ادبی اور قواعدی جہتوں کی جامع تفہیم حاصل کرتے ہیں۔ اس اکائی میں اردو زبان کی تدریس کے عام و خاص مقاصد اور ثانوی سطح پر اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

13.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ
- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔
- اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کو جان سکیں۔
- بحیثیت اول (مادری زبان) اردو کی تدریس کے مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- بحیثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد کو جان سکیں۔
- بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد کو معلوم کر سکیں۔
- ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کو جان سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔

13.2 اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد

زبان کی تعلیم و تدریس میں اساتذہ خاص و عام دونوں مقاصد کو مد نظر رکھتے ہیں۔ عام مقاصد وہ لسانی حدود اور مخصوص اہداف ہیں جو پڑھائی جانے والی زبان کی منفرد خصوصیات کے مطابق طے کیے جاتے ہیں۔ عام مقاصد زبان کے حصول و اکتساب کے بنیادی مہارتوں و اصولوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں مواصلات کی مہارتوں کی مجموعی ترقی پر زور دیتے ہیں۔ ثقافتی تفہیم، تنقیدی سوچ اور لسانی قابلیت اس بنیاد کا ایک لازمی حصہ بنتی ہے جو نہ صرف لسانی مہارت کو فروغ دیتی ہے بلکہ اس سے منسلک ثقافت کو فروغ بھی دیتی ہے۔ مزید برآں، ان مقاصد کے ذریعہ موافقت، اعتماد اور زبان سیکھنے کے لیے زندگی بھر کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری طرف، خاص مقاصد زبان کی مخصوص خصوصیات پر محیط ہوتے ہیں جس میں صوتی مہارت، ادبی تعریف اور صنعت کی مخصوص مواصلاتی مہارتوں جیسی باریکیوں کو حل کیا جاتا ہے۔ یہ مقاصد اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ سیکھنے والے نہ صرف زبان کے عالمگیر پہلوؤں کو سمجھتے ہیں بلکہ تجارتی مواصلات سے لے کر سائنسی گفتگو تک کے سیاق و سباق کے مخصوص مقاصد کے لیے زبان کو استعمال کرنے میں بھی ماہر ہو جاتے

ہیں۔ یہ عام و خاص مقاصد ایک ساتھ مل کر ایک جامع فریم ورک بناتے ہیں جو سیکھنے والوں کو زبان کی پیچیدہ مہارتوں کی استعداد اور گہرائی دونوں کے ساتھ مطالعہ کرنے کی قابلیت کو فروغ دیتا ہے۔

اردو زبان گہری ثقافتی جڑوں کے ساتھ ایک بھرپور اور شاعرانہ زبان عام اور خاص دونوں قسم کے مقاصد پر محیط ہے۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد زبان کے بنیادی اجزاء یعنی سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں اچھی طرح سے مہارت کو فروغ دینے کے گرد گھومتے ہیں۔ طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ موثر مواصلاتی مہارتیں تیار کریں جس سے وہ روانی سے اور ثقافتی حساسیت کے ساتھ اپنا اظہار کر سکیں۔ مزید برآں، اردو ادب اور ثقافتی روایات کی کھوج تنقیدی سوچ اور زبان کے ثقافتی سیاق و سباق کی ایک باریک تفہیم میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زبان کے درست اور اظہار خیال کے لیے قواعد، صرف اور نحو کی مضبوط بنیاد کو یقینی بناتے ہوئے لسانی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے۔ اردو زبان کی تعلیم کے عام مقاصد میں ثقافتی فہم، عالمی بیداری اور سیکھنے والوں میں موافقت کے احساس کو فروغ دینا نہ صرف لسانی قابلیت کو فروغ دینا بلکہ ثقافتی تفہیم کو بھی فروغ دینا ہے۔

مزید برآں، اردو کی تدریس کے مخصوص مقاصد خود زبان کی باریکیوں اور پیچیدگیوں کو تلاش کرتے اور حل کرتے ہیں۔ اردو زبان میں تلفظ کی منفرد آوازوں اور باریکیوں میں مہارت حاصل کرنے کے لیے صوتیاتی مہارت پر زور دیا جاتا ہے۔ ادبی تفہیم ایک خاص مقصد بن جاتا ہے جو طلباء کو کلاسیکی اور عصری اردو ادب کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ فصیح اردو رسم الخط میں مضامین، شاعری اور نثر کی تشکیل کے لیے تحریری صلاحیتوں کو نوازا جاتا ہے۔ اردو کے لیے مخصوص ثقافتی باریکیاں جن میں روایتی رسم و رواج، تاثرات اور محاورات شامل ہیں سیکھنے والوں کی سمجھ کو گہرا کرنے کے لیے تلاش کیے جاتے ہیں۔ یہ مخصوص مقاصد اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ طلباء نہ صرف زبان کے آفاقی پہلوؤں کو سمجھیں بلکہ اردو میں خصوصی مہارت بھی حاصل کریں جس سے وہ ادبی تجزیے سے لے کر روزمرہ کے ابلاغ تک مختلف سیاق و سباق میں زبان کے ساتھ مشغول ہو سکیں۔

13.2.1 اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد

- 1- مواصلات کی مہارتیں: زبان کی تمام مہارتوں، سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا کو حاصل کرنا۔
- 2- ثقافتی تفہیم: اردو زبان سے وابستہ ثقافت کے بارے میں بصیرت حاصل کرنا۔
- 3- تنقیدی سوچ: زبان کے تجزیہ اور تشریح کے ذریعے تنقیدی سوچ کی مہارتوں میں اضافہ کرنا۔
- 4- لسانی قابلیت: زبان کے درست اظہار کے لیے قواعد، صرف اور نحو پر عبور حاصل کرنا۔
- 5- زبان کی روانی: مختلف سیاق و سباق میں قدرتی طور پر اور اعتماد کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے روانی حاصل کرنا۔
- 6- باہمی مہارتیں: اردو زبان میں موثر سماجی تعاملات میں مشغول ہونے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- 7- عالمی بیداری: اردو زبان سیکھنے کے ذریعے عالمی مسائل اور نقطہ نظر کے بارے میں آگاہی کو فروغ دینا۔
- 8- موافقت: مختلف حالات میں اور متنوع سامعین کے ساتھ اردو زبان کے استعمال میں موافقت پیدا کرنا۔

- 9- اعتماد سازی: اردو زبان سیکھنے والوں کے ان کی زبان کی صلاحیتوں میں اعتماد کو فروغ دینا۔
- 10- خود کا اظہار: اردو زبان سیکھنے والوں کو واضح اور درستی کے ساتھ افکار و خیالات کا اظہار کرنے کے قابل بنانا۔
- 11- زندگی بھر سیکھنا: رسمی تعلیم سے ہٹ کر مسلسل اردو زبان سیکھنے کے لیے دلچسپی و محبت پیدا کرنا۔
- 12- باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنا: اجتماعی سرگرمیوں اور مباحثوں کے ذریعے باہمی تعاون کے ساتھ اردو زبان سیکھنے کو فروغ دینا۔
- 13- معلومات کی بازیافت: مختلف زبان کے ذرائع سے معلومات کی بازیافت کے لیے مہارتیں تیار کرنا۔
- 14- میڈیا خواندگی: اردو زبان میں میڈیا کا تنقیدی تجزیہ اور اس کے کردار کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- 15- مسئلہ حل کرنا: زبان پر مبنی منظر ناموں اور سرگرمیوں کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کو بہتر بنانا۔
- 16- بین الثقافتی قابلیت: زبان کے ذریعے متنوع ثقافتی سیاق و سباق کے مطالعہ و جستجو کرنے میں قابلیت پیدا کرنا۔
- 17- ڈیجیٹل خواندگی: سیکھنے والوں کو اردو زبان سیکھنے کے لیے ڈیجیٹل وسائل استعمال کرنے کی مہارتوں سے آراستہ کرنا۔
- 18- تنوع کا احترام: زبان کی تعلیم کے ذریعے لسانی اور ثقافتی تنوع کے لیے احترام کو فروغ دینا۔
- 19- تخلیقی صلاحیت: لکھنے، بولنے، یا فنکارانہ کوششوں کے ذریعے اردو زبان میں تخلیقی و تحقیقی اظہار کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 20- عکاسی: زبان سیکھنے کی پیش رفت اور حکمت عملیوں پر غور کرنے کی عادت پیدا کرنا۔
- 21- زبان سے لگاؤ اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے اس زبان میں دلچسپی اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنا۔
- 22- مافی الضمیر کی ادائیگی: اس زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء کو اس قابل بنانا کہ وہ اپنی مافی الضمیر کی ادائیگی کر سکے۔
- 23- ذہنی و فکری قوت: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء میں سوچنے اور انکی تکنیکی صلاحیت کو پروان چڑھانا۔
- 24- ادبی ذوق اور فنون لطیفہ میں دلچسپی: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء میں ادبی ذوق کو فروغ دینا اور فنون لطیفہ میں دلچسپی پیدا کرنا۔
- 25- مشاہدہ کی قوت و معلومات میں اضافہ: اس زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء میں مشاہدہ کی قوت کو مضبوط کرنا اور ان کی معلومات می گراں قدر اضافہ کرنا۔
- 26- بنیادی اصول و قواعد: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء کو بنیادی اصول و قواعد کی بابت معلومات فراہم کرنا اور سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔
- 27- اردو اور متعلقہ زبانیں: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء کے اندر اردو اور اس کے متعلقہ زبانوں میں دلچسپی و مہارت پیدا۔
- 28- ہمہ جہت ترقی و فروغ: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء کے اندر ہمہ جہت ترقی و فروغ جیسے جسمانی، حرکی، نفسیاتی، ذہنی، اخلاقی وغیرہ کو فروغ دینا۔
- 29- زبان کے متعلق بنیادی معلومات: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباء کو اس زبان کی بابت بنیادی معلومات جیسے آغاز و ارتقاء، تحریکیں، دبستانیں، شعراء و ادباء، ماہرین لسانیات، نقاد اور ادارے، صحافت و میڈیا اور اس کے فروغ کے لیے کام کر رہے افراد وغیرہ کی بابت معلومات فراہم کرنا۔
- 30- مطالعہ و تحقیق کا شوق: اس زبان کی تعلیم و تدریس کے ذریعے طلباء میں مطالعہ و تحقیق کا شوق و ذوق پیدا کرنا۔

13.2.2 اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد

- 1- صوتیاتی مہارت: واضح اور درست زبانی مواصلت کو یقینی بناتے ہوئے اردو زبان کے لیے مخصوص تلفظ اور لہجے میں مہارت حاصل کرنا۔
 - 2- لکھنے کی مہارت: اردو تحریر میں مہارت پیدا کرنا بشمول مضامین، رپورٹس، دعوت نامہ، خطوط اور دیگر تحریری شکلیں۔
 - 3- ادبی فہم: اردو زبان میں ادبی کاموں کا تجزیہ اور تشریح کرنا۔
 - 4- کاروباری مواصلات: پیشہ ورانہ کاروباری مواصلات سے وابستہ اردو زبان کی مہارتیں حاصل کرنا۔
 - 5- تکنیکی تحریر: مخصوص صنعتوں کے لیے تکنیکی تحریر میں مہارت پیدا کرنا۔
 - 6- طبی اصطلاحات: طبی سیاق و سباق اور اصطلاحات کے لیے اردو زبان کی مخصوص مہارتیں سیکھنا۔
 - 7- قانونی زبان: قانونی گفتگو اور تفہیم کے لیے زبان کی مہارت حاصل کرنا۔
 - 8- سائنسی مواصلات: سائنسی تحقیق اور مواصلات کے لیے اردو زبان کی مہارت کو فروغ دینا۔
 - 9- تعلیمی گفتگو: تعلیمی مقاصد کے لیے تعلیمی زبان اور تحریر میں مہارت حاصل کرنا۔
 - 10- کثیر لسانی قابلیت: متعدد زبانوں میں مہارت پیدا کرنا اگر قابل اطلاق ہو سیکھنے والوں کو کثیر لسانی اور کثیر الثقافتی دنیا میں تشریف لے جانے کے قابل بنانا۔
 - 11- ترجمے کی مہارتیں: اردو زبان اور مادری زبان یا دیگر کسی اور زبان کے درمیان ترجمہ کرنے کی مہارتیں تیار کرنا۔
 - 12- عوامی تقریر: اردو زبان میں موثر عوامی تقریریں کرنے کی مہارت کو بہتر بنانا۔
 - 13- تخلیقی تحریر: اردو زبان میں افسانہ، شاعری، یا تخلیقی مضامین لکھ کر تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
 - 14- بین الثقافتی گفت و شنید: بین الثقافتی گفت و شنید اور بات چیت کے لیے اردو زبان کی مہارتیں تیار کرنا۔
 - 15- سفارت کاری کے لیے زبان: سفارتی رابطے کے لیے اردو زبان کی مہارتیں حاصل کرنا۔
 - 16- سیاحت اور مہمان نوازی کی زبان: سیاحت اور مہمان نوازی کی صنعت کے لیے اردو زبان کی مہارتیں سیکھنا۔
 - 17- مخصوص مقاصد کے لیے زبان: سیکھنے والوں کی ضروریات اور دلچسپیوں کے لحاظ سے مخصوص مقاصد، جیسے طبی، قانونی، یا سائنسی زبان کے مطابق زبان کی مہارتیں فراہم کرنا۔
 - 18- تجرباتی سیکھنا: تجربات زبان کے تبادلے یا زبان کے حقیقی دنیا کے استعمال کے ذریعے تجرباتی سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- مخصوص مقاصد سیکھنے والے کی عمر، مہارت کی سطح، ثقافتی پس منظر اور زبان سیکھنے کے اہداف جیسے عوامل کی بنیاد پر مختلف ہوں گے۔
- زبان کے معلمین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے نصاب اور تدریسی حکمت عملیوں کی منصوبہ بندی کرتے وقت ان عوامل پر غور کریں۔

13.2.3 اردو کی تدریس کے مقاصد بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان

کسی بھی زبان کی بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان کے طور پر درس و تدریس کے مقاصد کے مابین نمایاں فرق اور واضح امتیازات عین ممکن ہے۔ اسی طرح، دوسری یا تیسری زبان کے طور پر اردو زبان کی تدریس اور اکتساب کے مقاصد اسی زبان کی مادری زبان کے طور پر تدریس و اکتساب کے مقاصد کے مابین نمایاں امتیازات کو ظاہر ہوتے ہیں۔ جب اردو کو مادری زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تو بنیادی توجہ ایک جامع لسانی صلاحیت کو پروان چڑھانے پر ہوتی ہے جو کہ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے نیز سوچنے تک وسیع ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف روزمرہ کے رابطے میں روانی فراہم کرنا ہے بلکہ اردو ورثے کی گہری ثقافتی شناخت اور خوبیوں کو بھی فروغ دینا ہے۔ ادبی مہارت ایک اہم مقصد بن جاتا ہے جو لوگوں کو اردو ادب کے ساتھ تنقیدی انداز میں مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے جس میں نثر اور شاعری دونوں شامل ہیں۔ مزید برآں، اردو کو مادری زبان کے طور پر پڑھانا ثقافتی شناخت کے ایک لازمی پہلو کے طور پر زبان کے تحفظ اور فروغ پر زور دیتا ہے جس سے تعلق اور لسانی فخر کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس، جب اردو کو دوسری یا تیسری زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تو مقاصد عملی مواصلات کی مہارتوں اور ثقافتی بیداری کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ ان سیاق و سباق میں بنیادی مقصد سیکھنے والوں کو حقیقی زندگی کے حالات کے لیے اردو میں عملی مہارت سے آراستہ کرنا ہے۔ خواندگی کی بنیادی مہارتوں بشمول پڑھنے اور لکھنے پر زور دیا جاتا ہے تاکہ روزمرہ کی زندگی، کام اور سماجی تعاملات میں موثر مواصلت کو آسان بنایا جاسکے۔ اگرچہ ثقافتی نمائش ایک مقصد کے طور پر قائم ہے لیکن اکثر توجہ سیکھنے والوں کو ضروری الفاظ، ثقافتی حساسیت اور اردو لسانی ڈھانچے کی بنیادی تفہیم فراہم کرنے پر ہوتی ہے۔ اردو کو دوسری یا تیسری زبان کے مرکز کے طور پر پڑھانے کا مقصد مادری زبان کی تعلیم میں متوقع جامع ثقافتی اور ادبی وسعت کے بجائے مخصوص سیاق و سباق کے اندر رابطے اور تعامل کو فروغ دینا ہے۔ اردو پڑھانے کے مقاصد اس بات پر منحصر ہو سکتے ہیں کہ آیا اسے مادری زبان (اول زبان)، دوسری زبان، یا تیسری زبان سمجھا جاتا ہے۔ اردو زبان کے مذکورہ تینوں سیاق و سباق کے لحاظ سے مقاصد کی تفصیل درج ذیل ہیں:

(الف) بحیثیت مادری زبان (زبان اول) اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1- لسانی قابلیت: سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے سمیت تمام زبان کی مہارتوں میں ایک مضبوط بنیاد تیار کرنا۔
- 2- ثقافتی شناخت: اردو ثقافت، ورثے اور روایات کے لیے گہری سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔
- 3- ادبی مہارت: نثر اور شاعری سمیت اردو ادب سے منسلک ہونے اور اس کی خوبیوں کو سراہنے کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 4- تنقیدی سوچ: پیچیدہ اردو تحریروں اور ثقافتی باریکیوں کے تجزیہ کے ذریعے تنقیدی سوچ کی مہارت کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 5- مؤثر ابلاغ: طلباء کو مختلف سیاق و سباق میں اردو میں واضح اور روانی سے اظہار خیال کرنے کی مہارتوں سے آراستہ کرنا۔
- 6- زبان کی دیکھ بھال: ثقافتی اہمیت کی حامل زبان کے طور پر اردو کے تحفظ اور فروغ کے عزم کو پروان چڑھانا۔
- 7- محبت و دلچسپی: اردو زبان کے تئیں ان کی محبت کو برقرار رکھنا اور اس زبان کے مطالعہ و تحقیق میں دلچسپی پیدا کرنا۔
- 8- ذوق سلیم و اچھے اخلاق: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباء میں ذوق سلیم پیدا کرنا اور ان کو سنوارنا۔

(ب) بحیثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1۔ عملی مہارت: روزمرہ کے حالات میں بات چیت کے لیے زبان کی عملی مہارتوں کو فروغ دینا۔
- 2۔ ثقافتی آگاہی: اردو بولنے والے قوم و عوام کے ثقافتی پہلوؤں کو متعارف کروانا اور اس کی تفہیم کو فروغ دینا۔
- 3۔ بنیادی خواندگی: عملی استعمال پر توجہ دیتے ہوئے اردو میں پڑھنے اور لکھنے کی بنیادی مہارت کو یقینی بنانا۔
- 4۔ الفاظ کا حصول: روزمرہ کی زندگی، کام اور سماجی تعاملات سے متعلقہ الفاظ کے ذخیرہ میں وسعت بخشنا۔
- 5۔ زبان کا انضمام: موثر رابطے کے لیے سیکھنے والے کے لسانی ذخیرہ میں اردو کے انضمام کو آسان بنانا۔
- 6۔ دوسانی قابلیت: مادری زبان اور اردو دونوں میں مہارت کو بڑھانا اور دوسانی صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
- 7۔ جذباتی قربت: اردو زبان کے لوگوں اور دیگر زبان کے لوگوں کو جذباتی طور پر ایک دوسرے کے قریب لانا۔
- 8۔ قومی یکجہتی و ہم آہنگی: دوزبانوں کی تدریس کے ذریعہ ان دونوں قوموں کے مابین قومی یکجہتی و ہم آہنگی کو فروغ دینا۔

(ج) بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1۔ بنیادی مواصلات کی مہارتیں: اردو میں بنیادی مواصلات کے لیے بنیادی زبانی مہارتیں پیدا کرنا۔
 - 2۔ ثقافتی نمائش: ایک وسیع عالمی تناظر میں اردو بولنے والے قوموں کے ثقافتی پہلوؤں سے سیکھنے والوں کو متعارف کروانا۔
 - 3۔ کم از کم الفاظ کا ذخیرہ: اردو بولنے والے علاقوں میں مسافروں یا مخصوص ضروریات کے حامل افراد کے لیے ضروری الفاظ کے ذخیرہ پر توجہ مرکوز کرنا۔
 - 4۔ ثقافتی حساسیت: اردو بولنے والوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے سماجی اصولوں اور رسم و رواج کو مد نظر رکھتے ہوئے ثقافتی حساسیت کو فروغ دینا۔
 - 5۔ لسانی آگاہی: اردو لسانی ساخت اور تلفظ کے نمونوں کے بارے میں آگاہی پیدا کریں۔
 - 6۔ دلچسپی: سیکھنے والوں کو لسانی تنوع کی ترغیب دینے کے لیے اردو زبان اور ثقافت میں دلچسپی پیدا کرنا۔
 - 7۔ ترجمہ کی مہارت: دیگر زبانوں سے اردو زبان میں ترجمہ یا اس کے برعکس کی طلباء میں صلاحیت پیدا کرنا۔
 - 8۔ تہذیب و تمدن: ہندوستانی تہذیب و تمدن، ثقافت و تاریخ اور فنون لطیفہ کو سمجھنے اور محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- اردو کے ساتھ سیکھنے والے کے پس منظر کی بنیاد پر مقاصد مختلف ہوتے ہیں چاہے وہ بنیادی زبان ہو، عملی مقاصد کے لیے سیکھی گئی دوسری زبان ہو، یا ثقافتی یا علمی وجوہات کے لیے منتخب کی گئی تیسری زبان ہو۔ عملی مواصلات کی مہارتوں، ثقافتی تفہیم اور ادبی تعریف کے درمیان زور مختلف ہو سکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1) اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد کو بیان کریں۔
- 2) اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی تشریح کریں۔

ثانوی سطح پر تعلیم طلباء کی لسانی مہارت، ثقافتی تعریف اور تنقیدی سوچ کی صلاحیتوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب اس اہم مرحلے پر اردو پڑھانے کی بات آتی ہے تو، نثر، شاعری، انشاء اور قواعد پر مشتمل ایک جامع نقطہ نظر سب سے اہم ہے۔ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد کثیر جہتی ہیں، جس کا مقصد زبان کی گہری تفہیم، اس کے ثقافتی تناظر اور اس کے نثر اور شاعری میں شامل اظہاری صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ ایک بنیادی مقصد اردو نثر کی تعلیم کے ذریعے زبان کی مہارتوں (سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے نیز سوچنے) کو فروغ دینا ہے۔ اس میں طلباء کی پڑھنے کی فہم کی مہارتوں کو فروغ دینا انہیں متنوع ادبی متن کے ساتھ مشغول ہونے کے قابل بنانا شامل ہے۔ اردو نثر کے موضوعات، کرداروں اور اسلوبیاتی عناصر کو تلاش کرنے سے طلباء نہ صرف اپنی لسانی صلاحیتوں کو نکھارتے ہیں بلکہ تنقیدی سوچ اور تجزیاتی صلاحیتوں کو بھی پروان چڑھاتے ہیں۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم کا مقصد طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا اور ان کی تحریری صلاحیتوں کو نکھارنا ہے جس سے وہ مربوط اور سوچ سمجھ کر اظہار خیال کر سکیں۔ مزید برآں، اردو نثر کے اندر ثقافتی اور سماجی سیاق و سباق کی تلاش و جستجو طالب علموں کی عالمی بیداری میں مدد دیتی ہے، تنوع کی سمجھ کو فروغ دیتی ہے اور دنیا کے بارے میں ان کی سمجھ میں اضافہ کرتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تعلیم زبان کے فنی اور جذباتی پہلوؤں سے محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک لازمی مقصد اردو شاعری میں موجود پیچیدہ موضوعات، استعاروں اور علامتوں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی طالب علموں کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ غزلوں، نظمیں اور دیگر شاعرانہ شکلوں کی تلاش و جستجو کے ذریعے طلباء نہ صرف اپنی ادبی تجزیاتی صلاحیتوں کو نکھارتے ہیں بلکہ اردو شاعری کی روایات میں گھرے ہوئے امیر ثقافتی ورثے سے بھی جڑتے ہیں۔ اردو شاعری کی تعلیم محض لسانی مہارتوں تک محیط نہیں ہے بلکہ یہ جذباتی ذہانت کو پروان چڑھاتا ہے، طلباء کو شاعرانہ آیات کے ذریعے بیان کیے گئے متنوع زاویوں اور تجربات کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ طلباء کو اپنی اردو نظمیں لکھنے کی ترغیب، تخلیقی صلاحیتوں اور ذاتی اظہار کو فروغ دیتا ہے نیز زبان کے ساتھ ان کی مصروفیت کو گہرا کرتا ہے۔

نثر اور شاعری کے علاوہ، ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ قواعد کے تدریسی مقاصد کے مقاصد دوہرے ہیں؛ پہلا، طلباء کو بنیادی قواعد کے تصورات کی ٹھوس تفہیم فراہم کرنا جن میں تقریر کے حصے، فعل کی ترکیب اور جملے کی ساخت شامل ہے۔ اور دوسرا، اعلیٰ درجے کے قواعد کے ڈھانچے کی تلاش کے ذریعے تنقیدی سوچ کو فروغ دینا ہے۔ اردو قواعد میں مہارت طلباء کو قواعد کے اعتبار سے درست اور مربوط جملے بنانے کے لیے باختیار بناتی ہے جس سے ان کی بات چیت کی مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر قواعد کی تعلیم قاعدہ یادداشت سے آگے بڑھ کر یہ طلباء کو اپنے علم کو متنوع لسانی سیاق و سباق میں لاگو کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ادبی تجربے میں قواعد کا انضمام طلباء کی تجزیاتی صلاحیتوں کو مزید تقویت دیتا ہے جس سے وہ اردو نثر اور شاعری کی پیچیدگیوں و باریکیوں کو پرکھنے اور سمجھنے کے قابل بناتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد، نثر، شاعری اور قواعد کو شامل کرتے ہوئے طالب علموں کو ایک جامع اور

بھرپور زبان کی تعلیم فراہم کرنا ہے۔ یہ نقطہ نظر نہ صرف انہیں لسانی مہارت سے آراستہ کرتا ہے بلکہ اردو زبان کی ثقافتی اور فنی جہتوں سے گہرا تعلق بھی بڑھاتا ہے۔ تنقیدی سوچ، تخلیقی صلاحیتوں اور ادب سے محبت کو پروان چڑھانے سے ثانوی سطح پر اردو کی تعلیم طلباء کے تعلیمی سفر کا ایک اٹوٹ حصہ بن جاتی ہے۔

13.3.1 ثانوی سطح پر نثر کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم زبان کی مہارت، تنقیدی سوچ اور ثقافتی فہم کو فروغ دینے کے مقاصد کثیر جہتی ہیں۔ ان میں سے ایک بنیادی مقصد طالب علموں کی پڑھنے کی فہم کی مہارتوں کو بڑھانا ہے جس سے وہ متنوع اردو نثری متن کے افہام و تفہیم کے ساتھ مشغول ہو سکیں۔ اس میں نہ صرف مواد کے لغوی معنی کو سمجھنا شامل ہے بلکہ اردو کے نثر نگاروں کے ذریعہ استعمال کردہ بنیادی موضوعات، کردار کی نشوونما اور اسلوبیاتی عناصر کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ایک اور اہم مقصد اردو نثر کے مجموعوں کے خلاصوں، عکاسیوں اور تجزیوں کے ذریعے طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو بڑھانا اور ان کی تحریری صلاحیتوں کو نکھارنا ہے۔ زبان کی ان مہارتوں کو فروغ دینے سے، طلباء تقریری اور تحریری طور پر اپنے آپ کو مربوط اور سوچ سمجھ کر بہتر طریقے اظہار کرتے ہیں جو ان کی زبان کی مجموعی مہارت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم اردو ادب میں شامل زبانی خصوصیات اور ثقافتی و سماجی سیاق و سباق کی فہم پیدا کرتی ہے۔ اردو نثر کی تعلیم کے ذریعے طلباء کو ثقافتی اقدار، روایات اور تاریخی تناظر سے روشناس کرایا جاتا ہے جو زبان کی تشکیل معاون ہیں۔ مزید برآں، طالب علموں کو مختلف اردو نثر نگاروں کے کاموں کا موازنہ اور ان کے مختلف کرنے کی ترغیب دینا تنقیدی سوچ اور تجزیاتی مہارتوں کو فروغ دیتا ہے نیز انہیں متنوع ادبی تاثرات کی پیچیدگیوں کو معلوم کرنے اور سمجھنے کے لیے بااختیار بناتا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم کے مقاصد لسانی مہارت سے آگے بڑھ کر ایک وسیع تر فکری اور ثقافتی افزودگی کا احاطہ کرتے ہیں۔ ثانوی سطح پر اردو نثر پڑھانے میں طلباء کی لسانی صلاحیتوں کی تشکیل اور ادب کی تعریف کو فروغ دینا شامل ہے۔ یہاں چند مقاصد ہیں جو ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم کی رہنمائی کر سکتے ہیں:

- 1- فہم کی مہارتیں: اردو نثر کے پیچیدہ فقرہ کو سمجھنے اور ان کی تشریح کرنے کی طالب علموں کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 2- ذخیرہ الفاظ کی توسیع: متنوع نثری اصناف اور موضوعات کی درس و تدریس کے ذریعے طلباء کے اردو ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا۔
- 3- تنقیدی تجزیہ: اردو نثر میں موضوعات، کرداروں اور اسلوب بیان کی تکنیکوں کا تجزیہ کرنے میں طلباء کی رہنمائی کرتے ہوئے تنقیدی سوچ کو فروغ دینا۔

- 4- ثقافتی فہم و قدر دانی: اردو نثری کاموں میں شامل ثقافتی سیاق و سباق کی تفہیم اور قدر دانی پیدا کرنا۔
- 5- سلاست و روانی کی نشوونما: اردو نثر کو پڑھنے اور سمجھنے میں طلباء کی سلاست و روانی کو بڑھانا، تلفظ اور اظہار پر زور دینا۔
- 6- تحریری مہارت: اردو نثر کے خلاصوں، عکاسیوں اور تجزیوں کی تشکیل کے ذریعے طلباء کی تحریری صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
- 7- قواعد کی تقویت: زبان کی ساخت اور نحو کو بہتر بنانے کے لیے اردو نثر کے تناظر میں قواعد کے تصورات کو تقویت دینا۔
- 8- ادبی ذوق: اردو نثر میں ادبی عناصر جیسے اسلوب بیان، منظر نگاری اور بیانیہ تکنیک کے بہتر طریقے کے ذریعے طلباء میں ادبی ذوق پیدا کرنا۔

9- تقابلی مطالعہ: اسلوبیاتی اور موضوعاتی فرق کو نوٹ کرتے ہوئے مختلف اردو نثر نگاروں کے کاموں کا موازنہ اور ان میں تضاد کرنے کے لیے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔

10- ثقافتی حساسیت: اردو نثر ثقافتی اقدار، سماجی اصولوں اور تاریخی تناظر کی عکاسی کرتے ہوئے طلباء کے اندر تہذیب و تمدن و ثقافت کے تئیں حساسیت پیدا کرنا۔

11- کردار کی تلاش و جستجو: اردو نثری بیانیے کے اندر کردار کی نشوونما کا تجزیہ کرنا اور محرکات اور کرداروں پر توجہ مرکوز کرنا۔

12- سماجی مطابقت: اردو ادب کو طلبہ کی زندگیوں کی موافقت کے لیے اردو نثر کو عصری سماجی مسائل سے جوڑنا۔

13- بین الضابطہ رابطہ: اردو نثر اور دیگر مضامین جیسے تاریخ، سماجیات، یانفسیات کے درمیان روابط دریافت کرنا اور سمجھنا۔

14- تخلیقی اظہار: طلباء کو اردو میں اپنے نثری مجموعے بنانے کے ذریعے تخلیقی اظہار کی حوصلہ افزائی کرنا۔

15- ڈیجیٹل خواندگی: ڈیجیٹل خواندگی کی مہارتوں کو فروغ دیتے ہوئے اردو نثری متن تک رسائی کے لیے ڈیجیٹل وسائل کو مربوط کرنا۔

16- عوامی تقریر: طلباء سے اردو نثر کے اقتباسات کے خلاصے یا تجزیہ پر تبادلہ خیال اور پیش کر کے زبانی رابطے کی مہارتیں پیدا کرنا۔

17- تحقیقی ہنر: تحقیقی مہارتیں متعارف کروانا اور طلباء کو اردو نثر کے مصنفین اور ان کے کاموں سے متعلق پس منظر کی معلومات کو دریافت کرنے میں رہنمائی کرنا۔

18- عالمی تناظر: اردو نثر عالمی موضوعات اور عالمی انسانی تجربات کے ساتھ کس طرح گونجتی ہے اس پر بحث کرتے ہوئے طلباء کے نقطہ نظر کو وسیع کرنا۔

19- تنقیدی جواب: طلبہ کو اردو نثر پر تنقیدی رد عمل بیان کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے آزاد فکر اور تجزیہ کو فروغ دینا۔

ان مقاصد کا مقصد اردو زبان کے طلباء کو ایک بہترین تعلیمی تجربہ فراہم کرنا ہے جس سے نہ صرف زبان کی مہارت کو فروغ دیا جائے بلکہ ثانوی سطح پر اردو نثری ادب کی گہرا سمجھ بوجھ پیدا ہو۔

13.3.2 ثانوی سطح پر نظم کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو نظم کی تعلیم کے مقاصد جن میں زبان کی خوبصورتی، حسن کا احساس، ثقافتی ورثے کی قدر اور ادبی اظہار کے لیے طلباء کی مہارتوں کو فروغ دینا شامل ہیں۔ ان مقاصد میں سے ایک مرکزی مقصد اردو شاعری کے اندر پیچیدہ موضوعات، کنایات، استعاروں اور علامتوں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی طلباء کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ شاعرانہ منظوم کلام کی جذباتی گہرائی اور جمالیاتی باریکیوں کو تلاش کر کے طلباء نہ صرف اپنی ادبی تجزیاتی صلاحیتوں کو تیز کرتے ہیں بلکہ اردو شاعری میں سمائے ہوئے ثقافتی اور تاریخی سیاق و سباق سے بھی اپنا تعلق گہرا کرتے ہیں۔ یہ مقصد ایک جذباتی ذہانت کو فروغ دینے کے لیے زبان کے میکانیات سے آگے بڑھتا ہے جو طالب علموں کو شاعرانہ اظہار کے ذریعے پیش کیے جانے والے متنوع تناظر اور تجربات کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ مزید برآں، ثانوی سطح پر اردو نظم کی تعلیم دینے کا مقصد طلباء کو اردو نظم کی روایات میں موجود متنوع شکلوں اور ساختوں کی جامع تفہیم فراہم کرنا ہے۔ طلباء کو اپنی اردو نظمیں لکھنے

کی ترغیب دینے سے تخلیقی صلاحیتوں اور ذاتی اظہار کو فروغ ملتا ہے جس سے وہ زبان کے ساتھ زیادہ قریبی سطح پر مشغول ہو سکتے ہیں۔ بالآخر، ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تعلیم ادب کے لیے زندگی بھر کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے جس سے نہ صرف لسانی مہارت کو فروغ ملتا ہے بلکہ اردو زبان کی ثقافتی اور فنی جہتوں سے بھی گہرا تعلق ہوتا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تدریس میں طلباء کو اس ادبی شکل کی فنی اور ثقافتی جہتوں کو جاننے و سمجھنے میں رہنمائی کرنا شامل ہے۔ ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے چند اہم مقاصد یہ ہیں:

- 1۔ جمالیاتی تعریف: اردو شاعری کی جمالیاتی خوبصورتی اور جذباتی گہرائی کو سراہنے کے لیے طلبہ کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 2۔ ادبی تجزیہ: طلباء کو اردو شاعری میں موضوعات، علامتوں اور استعاروں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کے قابل بنانا۔
- 3۔ تاریخی سیاق و سباق: طلباء کو اردو زبان میں شاعرانہ اظہار پر سماجی اور ثقافتی اثرات کو سمجھنے میں مدد کے لیے تاریخی سیاق و سباق فراہم کرنا۔
- 4۔ ذخیرہ الفاظ کی افزائش: مختلف شاعرانہ شکلوں اور انواع کو سامنے لا کر طلبہ کے اردو ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا۔
- 5۔ تال کی سمجھ: اردو شاعری میں رائج تال، میٹر، اور شاعری کی اسکیموں کو سمجھنے میں طلباء کی مدد کرنا۔
- 6۔ نظم خوانی و غزل گوئی کی مہارتیں: مناسب تلفظ، ترنم، نغمگی، اور خوش الحانی کی تفہیم پر زور دیتے نظم خوانی و غزل گوئی کی مہارتوں کو فروغ دینا۔

- 7۔ اشارہ و کنایہ: طلبہ کو اردو شاعری میں اشارات و کنایات اور تمثیل کے استعمال کو دریافت کرنے اور سمجھنے کی ترغیب دینا۔
- 8۔ اسلوبی عناصر: اردو کے نامور شاعروں کے ذریعہ استعمال کیے گئے مختلف اسلوب و طرز کلام سے طلبہ کو متعارف کروانا۔
- 9۔ تقابلی مطالعہ: اسلوبیاتی اور موضوعاتی تغیرات پر زور دیتے ہوئے مختلف اردو شاعروں کی تخلیقات کے موازنہ اور تضاد کی سہولت فراہم کرنا۔

- 10۔ رسمی ڈھانچہ: اردو شاعری کی مختلف شکلوں جیسے غزل، نظم اور رباعیات کی رسمی ساخت سکھانا۔
- 11۔ ثقافتی نمائندگی: دریافت کرنا کہ اردو شاعری کس طرح ثقافتی اقدار، روایات اور معاشرتی اصولوں و قواعد کی عکاسی اور نمائندگی کرتی ہے۔

- 12۔ جذباتی اظہار: طلبہ کو اردو شاعری کے تجزیہ اور نظم گوئی کے ذریعے جذبات کو سمجھنے اور ان کا اظہار کرنے کے قابل بنانا۔
- 13۔ ادبی تاریخ: طلباء کو اردو شاعری کی تاریخی ترقی سے واقف کروانا، کلیدی شعراء اور ادبی تحریکوں کو اجاگر کرنا۔
- 14۔ باہمی نظم و ضبط: اردو شاعری اور دیگر مضامین جیسے موسیقی، فن یا فلسفہ کے درمیان روابط دریافت کرنا۔
- 15۔ تخلیقی تحریر: طلباء کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنی اردو نظمیں ترتیب دے کر، ذاتی اظہار کو تلاش کر کے تخلیقی تحریر میں مشغول ہوں۔
- 16۔ تنقیدی سوچ: اردو شاعری کی آیات کے اندر گہرے معانی کو سوال کرنے اور تجزیہ کرنے کے لیے طلبہ کی رہنمائی کرتے ہوئے تنقیدی سوچ کو فروغ دینا۔

- 17۔ کارکردگی کی مہارتیں: اردو شاعری کی کارکردگی اور پیش کش کے لیے مہارتیں تیار کرنا اور عوامی اظہار میں اعتماد کو فروغ دینا۔

- 18- جدید موافقت: روایتی اردو شاعری کو جدید موافقت اور تشریحات سے جوڑنا اور اسے عصری سیاق و سباق سے متعلق بنانا۔
- 19- ڈیجیٹل خواندگی: اردو شاعری کی وسیع دائرہ تک رسائی کے لیے ڈیجیٹل وسائل کا استعمال کرنا اور ڈیجیٹل خواندگی کی مہارتوں کو فروغ دینا۔

20- عالمی تناظر: اردو شاعری عالمی موضوعات اور عالمی انسانی تجربات کے ساتھ کس طرح گونجتی ہے اس پر بحث کرتے ہوئے طلباء کے نقطہ نظر کو وسیع کرنا۔

ان مقاصد کا مقصد ثانوی سطح پر طلباء کے درمیان اردو شاعری کی گہری سمجھ اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ایک جامع اور پرکشش سیکھنے کا ماحول پیدا کرنا ہے۔

13.3.3 ثانوی سطح پر قواعد کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کے مقاصد کے ایک جامع فہرست ہے جس کا مقصد طلباء کو ایک مضبوط لسانی بنیاد اور موثر مواصلاتی مہارتوں سے آراستہ کرنا ہے۔ ایک بنیادی مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ طلباء اردو میں بنیادی اصولوں و قواعد پر مبنی تصورات کی ٹھوس سمجھ حاصل کریں۔ اس میں کلام کے لحاظ سے درست اور مربوط جملے بنانے میں ان کی مہارت کو بڑھانے کے لیے، نحو، صرف، دیگر قواعد اور جملے کی ساخت میں مہارت حاصل کرنا شامل ہے۔ صنف، نمبر اور الفاظ کے استعمال پر زور دیا جاتا ہے جس سے طلباء کو تقریری اور تحریری اردو دونوں میں درست طریقے سے اپنے خیالات و احساسات کا اظہار کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ سب سے بڑا مقصد طلباء کو زبان کی پیچیدگیوں کو دریافت کرنے، سمجھنے اور حل کرنے کے لیے ضروری معلومات فراہم کرنا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے کا ایک اور اہم مقصد تنقیدی سوچ اور تجزیاتی مہارت کو فروغ دینا ہے۔ اعلیٰ درجے کے گرامر کے تصورات جیسے مشروط جملے، جملے کے اجزاء، فقرے اور محاوراتی اظہار کے ذریعے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ یادداشت سے بالاتر ہو کر سوچیں اور اپنے علم کو متنوع لسانی سیاق و سباق میں استعمال کریں۔ ادبی تجربے میں قواعد کا انضمام طلباء کی اردو نثر اور شاعری کو الگ الگ کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو مزید بڑھاتا ہے جس سے زبان کی اظہاری صلاحیت میں گراں قدر اضافہ ہوتا ہے۔ آخر کار، ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کے مقاصد قواعد و ضوابط کے دائرے سے باہر ہیں جس کا مقصد طلباء کو موثر ابلاغ اور اردو زبان و ادب کی باریک بینی سے سمجھنے کے لیے درکار لسانی مہارت کے ساتھ باختیار بنانا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے میں موثر ابلاغ اور زبان کی مہارت کے لیے ایک مضبوط بنیاد رکھنا شامل ہے۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

- 1- بنیادی تفہیم: اس بات کو یقینی بنانا کہ طلباء اردو قواعد کے بنیادی اصولوں کو سمجھیں اور مزید جدید تصورات معلوم کریں۔
- 2- تقریر میں مہارت کے حصے: تقریر کے مختلف حصوں جیسے اسم، فعل، صفت اور فعل کے بارے میں ایک جامع تفہیم تیار کرنا۔
- 3- حروف عطف کی مہارت: زبان کی روانی کو بڑھانے کے لیے مختلف ادوار، مزاج اور پہلوؤں میں حروف عطف کو سکھانا اور ان کو تقویت دینا۔

- 4- اسم اور صفت کے استعمال کی مہارت: اردو جملوں میں اسم اور صفت کے جملوں میں استعمال اور ان دونوں سے متعلق اصولوں پر زور دینا۔
 - 5- جنس اور نمبر کے قواعد: اردو اسم اور صفت میں صنف اور نمبر کے معاہدے سے متعلق قواعد کو واضح کریں اور ان پر عمل کریں۔
 - 6- حرف جر کے استعمال کی مہارتیں: اردو جملے میں رشتوں کو بیان کرنے کے لیے اصناف کو مؤثر طریقے سے سمجھنے اور استعمال کرنے میں طلباء کی رہنمائی کرنا۔
 - 7- مفعول کی شناخت: طلباء کو اردو جملوں میں مفعول کی شناخت کرنا اور استعمال کرنا سکھانا۔
 - 8- زمانہ کا اطلاق: اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ طلباء قواعد کے اعتبار سے درست اور سیاق و سباق کے لحاظ سے موزوں جملے تشکیل دے سکیں منظم طریقے سے ماضی، حال اور مستقبل کے ادوار کا احاطہ کرنا۔
 - 9- معروف اور مجہول جملے: معروف اور مجہول جملے کا تصور متعارف کروانا اور تحریر اور تقریر میں اس قسم کے جملے کے استعمال کے لیے عملی مثالیں فراہم کرنا۔
 - 10- معانی تبدیل کرنے والے الفاظ: جملے کی ساخت اور معنی کو بڑھانے کے لیے صفتوں اور فعلوں سمیت، معانی تبدیل کرنے والے الفاظ کا مناسب جگہ اور مناسب طریقے سے استعمال پر توجہ دینا۔
 - 11- سوالیہ اور منفی جملوں کی تعمیر: اردو میں سوالیہ اور منفی جملوں کی ساخت اور استعمال سکھانا۔
 - 12- مشروط جملے کی تعمیر: فرضی حالات کو بیان کرنے کے لیے مشروط جملے، حال اور ماضی دونوں شکلوں کی تعمیر کا تعارف اور مشق کرانا۔
 - 13- محاوراتی تاثرات: عام طور پر استعمال ہونے والے محاوراتی تاثرات کو اسباق میں ضم کرنا اور طلباء کی بولی کی زبان کی مہارتوں کو تقویت بخشنا۔
 - 14- رموز و اوقاف کی مہارت: اردو تحریر میں رموز و اوقاف کے مناسب استعمال پر زور دینا بشمول سکتہ، تفصیلیہ ختمہ، فجائیہ و اوین، ندائیہ، استفہامیہ اور توسین وغیرہ۔
 - 15- مکالمے کی تعمیر کی مہارتیں: مؤثر مواصلت کے لیے مناسب قواعد ڈھانچے کا استعمال کرتے ہوئے مکالمے کی تعمیر میں طلبہ کی رہنمائی کرنا۔
 - 16- ادبی تجزیہ انضمام: اردو ادبی متن کے تجزیے میں قواعد کے تصورات کا اطلاق کرنا اور زبان کی اظہاری صلاحیت کی گہرائی سے سمجھ کو فروغ دینا۔
 - 17- تخلیقی تحریری مشقیں: طالب علموں کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ تخلیقی تحریری مشقوں کے ذریعے اردو قواعد کی اپنی سمجھ کو عملی جامہ پہنائیں جس سے سیکھے ہوئے تصورات کو عملی طور پر استعمال کرنے کی تقویت ملے گی۔
- مذکورہ بالا مقاصد کا مقصد اجتماعی طور پر طلباء کو اردو قواعد کی جامع تفہیم سے آراستہ کرنا، ثانوی سطح پر مؤثر مواصلات اور زبان کی مہارت کو آسان بنانا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) بحیثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت مطلوب ہے۔

2) ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو قلمبند کریں۔

13.4 خلاصہ

اس اکائی میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اردو زبان کی تدریس عام اور خاص دونوں مقاصد میں اساتذہ اور متعلمین دونوں کے لیے تدریس کا ایک جامع فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ عام مقاصد، سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی مہارتوں میں پھیلے ہوئے زبان کے حصول کے عالمگیر اصولوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ مقاصد لسانی حدود سے آگے بڑھ کر نہ صرف لسانی مہارت بلکہ ثقافتی تفہیم، تنقیدی سوچ اور موافقت پر بھی زور دیتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ اردو کو مادری زبان، دوسری زبان یا یہاں تک کہ تیسری زبان کے طور پر سیکھا جاتا ہے سب سے بڑا مقصد موثر ابلاغ، ثقافتی تحفظ اور زبان سیکھنے کے لیے زندگی بھر کے جذبے کی نشوونما ہے۔

اردو زبان کی تعلیم کے عام و خاص مقاصد L1، L2 اور L3 کے متنوع سیاق و سباق کے ساتھ ساتھ ثانوی سطح کی تعلیم، زبان کے حصول اور ہدایت کی محرک نوعیت کو واضح کرتے ہیں۔ نیز یہ مقاصد ایسی مہارتیں پر زور دیتے ہیں جو کسی بھی تناظر میں زبان سیکھنے والوں کے لیے عالمی طور پر قابل اطلاق اور لازمی ہیں۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو کو L1، L2 اور L3 کے طور پر پڑھانے کے مقاصد کے مابین فرق نمایاں ہیں۔ جب اردو مادری زبان ہے تو لسانی قابلیت، ثقافتی شناخت اور ادبی روایات کے ساتھ گہرے تعلق پر زور دیا جاتا ہے۔ دوسری زبان کے طور پر، مقاصد عملی مواصلات کی مہارت، ثقافتی بیداری اور دو لسانی قابلیت کی طرف منتقل ہوتے ہیں، جو سیکھنے والوں کے لسانی ذخیرے میں اردو کے انضمام کو فروغ دیتے ہیں۔ تیسری زبان کے طور پر، اہداف سیاق و سباق کے لحاظ سے زیادہ مخصوص ہو جاتے ہیں اور ذخیرہ الفاظ، ثقافتی حساسیت اور عالمی تناظر میں لسانی تنوع کی اہمیت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

ثانوی سطح پر، نثر، شاعری اور قواعد کے دائروں میں اردو پڑھانے کے مقاصد طلباء کو ایک جامع زبان کی تعلیم فراہم کرنا ہے۔ مقاصد میں لسانی مہارت سے آگے بڑھ کر تنقیدی سوچ، تخلیقی اظہار، اور ثقافتی اور ادبی جہتوں سے گہرا تعلق شامل ہے۔ اردو نثر، شاعری کے تجزیے، اور اصول و قواعد میں مہارت کو فروغ دے کر ماہرین تعلیم کا مقصد طلباء کو موثر ابلاغ کے لیے درکار مہارتوں اور اردو زبان کی ایک باریک تفہیم سے بااختیار بنانا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد نثر، شاعری اور قواعد کا احاطہ کرتے ہوئے زبان کی تعلیم کی کثیر جہتی نوعیت کو واضح کرتے ہیں۔ تدریسی نقطہ نظر کا مقصد طلباء کو نہ صرف لسانی مہارت بلکہ تنقیدی سوچ کی مہارت، ثقافت کی ستائش اور اردو ادب کی گہری سمجھ سے آراستہ کرنا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس کے مقاصد اساتذہ کے لیے اپنی تدریسی حکمت عملیوں کے مطابق بنانے اور

سیکھنے والوں کے لیے اردو زبان کے حصول کے پیچیدہ سفر کو مختلف سطحوں اور سیاق و سباق میں طے کرنے کے لیے ایک روڈ میپ پیش کرتی ہے۔

13.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد۔
- اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد۔
- اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد۔
- بحیثیت اول (مادری زبان) اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- بحیثیت زبان دوئم اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- بحیثیت زبان سوئم اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد۔

13.6 فرہنگ

مقاصد: مقاصد مقصد کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک ایسی چیز ہے جسے آپ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مادری زبان: پہلی زبان جو انسان اپنے بچپن میں بولنا سیکھتا ہے۔

زبان دوم: دوسری زبان (L2) ایک زبان ہے جو کسی کی پہلی زبان (L1) کے علاوہ بولی جاتی ہے۔

زبان سوم: اور تیسری زبان سے مراد وہ زبان ہے جو انسان سیکھتا ہے لیکن وہ اس کی مادری زبان یا علاقائی زبان نہیں ہے۔

ثانوی سطح: رسمی تعلیم کے وہ مراحل جو پرائمری تعلیم کے بعد اور اعلیٰ تعلیم سے پہلے ہیں۔

اردو نثر: نثر کے لغوی معنی بکھری ہوئی شے کے ہیں وہ اردو زبان کی وہ تحریر جو منظوم نہ ہو بلکہ عام گفتگو کی طرح لکھی جائے۔

اردو نظم: اردو زبان کی موزوں و منظوم کلام جو خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

رموز و اوقاف: وہ علامتیں جو عبارت کے درمیان میں بات کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

ڈیجیٹل خواندگی: ایسی مہارتوں کا ہونا جو فرد کو ایسے معاشرے میں رہنے، سیکھنے اور کام کرنے کے لیے درکار ہیں جہاں انٹرنیٹ پلیٹ فارمز سوشل میڈیا اور موبائل جیسی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی والے آلات کے ذریعے مواصلات اور معلومات تک رسائی بڑھ رہی ہے۔

تخلیق تحریر: تخلیق تحریر وہ ہے جو تخلیق کے جمالیاتی عناصر کی مدد سے اپنے قاری کے انداز فکر میں وہ تبدیلی رونما کرنے کی طاقت رکھتی ہو جس کے نتیجے میں بہتر معاشرے کی،، تخلیق شروع ہو سکے۔

طبی اصطلاحات: وہ الفاظ اور زبان ہے جو خاص طور پر طبی اور صحت کے شعبوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

13.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1- زبان کی تعلیم و تدریس میں اساتذہ----- مقاصد کو مد نظر رکھتے ہیں۔
- (الف) عام (ب) خاص (ج) عام و خاص دونوں (د) کوئی نہیں
- 2- پرائمری جماعتوں اور ثانوی جماعتوں میں اردو کی تدریس کے مقاصد---- ہوں گے؟
- (الف) یکساں (ب) مختلف (ج) یکساں و مختلف دونوں (د) معلم پر مبنی ہے
- 3- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد میں مواصلات کی مہارتیں کیا ہیں؟
- (الف) ایک عام مقصد (ب) ایک خاص مقصد (ج) دونوں ہو سکتا ہے (د) زبان اول
- 4- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد میں صوتیاتی و طبی اصطلاحات کیسی مہارتیں ہیں؟؟
- (الف) عام مقاصد (ب) تعلیمی مقاصد (ج) دونوں ہو سکتا ہے (د) خاص مقاصد
- 5- 'ادبی مہارت' کس حیثیت (بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان) سے اردو کی تدریس کے مقاصد میں سے ہے؟
- (الف) بحیثیت زبان اول (ب) بحیثیت زبان دوم (ج) بحیثیت زبان سوم (د) بحیثیت اضافی زبان
- 6- 'بین الضابطہ رابطے' اردو----- کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
- (الف) نظم (ب) نثر (ج) قواعد (د) انشاء
- 7- 'جمالیاتی تعریف' اردو----- کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
- (الف) نثر (ب) قواعد (ج) غزل (د) نظم
- 8- 'اسم اور صفت کے استعمال کی مہارت' اردو----- کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
- (الف) نظم (ب) غزل (ج) قواعد (د) نثر
- 9- کس زبان کی تدریس میں لسانی قابلیت، ثقافتی شناخت اور ادبی روایات کے ساتھ گہرے تعلق پر زور دیا جاتا ہے؟
- (الف) مادری زبان (ب) علاقائی زبان (ج) ملک کی سرکاری زبان (د) غیر ملکی زبان

- 10۔ 'عملی مواصلات کی مہارت، ثقافتی بیداری اور دوسانی قابلیت' کس زبان کی تدریس کے مقاصد کا حصہ ہے؟
 (الف) مادری زبان (ب) علاقائی زبان (ج) ملک کی سرکاری زبان (د) دوسری زبان

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد کی وضاحت کریں۔
- 2۔ اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی تشریح مطلوب ہے۔
- 3۔ اردو زبان کی تدریس کے عام اور خاص مقاصد کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- 4۔ بحیثیت مادری زبان اردو کی تدریس کے مقاصد پر روشنی ڈالیں۔
- 5۔ بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد کو واضح کریں۔
- 6۔ بحیثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت مطلوب ہے۔
- 7۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو قلمبند کریں۔
- 8۔ ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت کریں۔
- 9۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کی تشریح کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ اردو زبان کی تدریس کے مقاصد کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔
- 2۔ اردو زبان کی تدریس کے عام اور خاص مقاصد کے مابین فرق کی تشریح مطلوب ہے۔
- 3۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد پر سیر حاصل بحث کیجیے۔
- 4۔ اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی وضاحت کیجیے۔
- 5۔ بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان اردو کی تدریس کے مقاصد پر تفصیلی بحث مطلوب ہے۔
- 6۔ نصاب کی تشریح کرتے ہوئے اس کی فطرت کو واضح کیجیے۔
- 7۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو بالتفصیل قلمبند کیجیے۔
- 8۔ ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت کیجیے۔
- 9۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کی تشریح کیجیے۔
- 10۔ ثانوی سطح پر اردو نثر، نظم اور قواعد کے مقاصد کے مابین فرق پر سیر حاصل بحث کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- | | |
|--------------------------|--------------------|
| 1۔ (ج) عام و خاص دونوں | 2۔ (ب) مختلف |
| 3۔ (الف) ایک عام مقصد | 4۔ (د) خاص مقاصد |
| 5۔ (الف) بحیثیت زبان اول | 6۔ (ب) نثر |
| 7۔ (د) نظم | 8۔ (ج) قواعد |
| 9۔ (الف) مادری زبان | 10۔ (د) دوسری زبان |

13.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1۔ ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یوپی۔ 2018
- 2۔ سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن ٹریڈرس ایجوکیشنل پبلیشرز، حیدر آباد۔ 2016
- 3۔ ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ 2013
- 4۔ نجم السحر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریمر پبلشنگ ہاؤس، حیدر آباد۔ 2006
- 5۔ محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میڈیا، شری نگر۔ 2006
- 6۔ محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر۔ 1998
- 7۔ عمیر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی۔ 2009
- 8۔ پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔ 2015
- 9۔ معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ 1983

اکائی 14۔ بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد*

اکائی کے اجزا

14.0	تمہید
14.1	مقاصد
14.2	بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد
14.3	بلوم کے پیش کردہ مقاصد کی درجہ بندی
14.4	خلاصہ
14.5	اکتسابی نتائج
14.6	فرہنگ
14.7	نمونہ امتحانی سوالات
14.8	تجویز کردہ اکتسابی مواد

14.0 تمہید

بلوم کی درجہ بندی، جو تعلیمی ماہر نفسیات بیجن بلوم نے تجویز کی ہے، نے تعلیمی مقاصد اور درس گاہوں کے منظر نامے کو نمایاں طور پر تشکیل دیا ہے۔ اس کے بنیادی طور پر، بلوم کی درجہ بندی تعلیمی اہداف کو علمی عمل کے درجہ بندی میں درجہ بندی کرنے کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ درجہ بندی چھ سطحوں پر مشتمل ہے، جس میں نچلے درجے کی سوچ کی مہارتیں، جیسے یاد رکھنے اور سمجھنے سے لے کر اعلیٰ درجے کی مہارتوں تک، جس میں لاگو کرنا، تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا اور تخلیق کرنا شامل ہے۔ بلوم کی درجہ بندی کا بنیادی مقصد معلمین کو اچھی طرح سے متعین اور قابل پیمائش سیکھنے کے نتائج پیدا کرنے میں رہنمائی کرنا ہے جو علمی صلاحیتوں کے ایک دائرے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ بلوم کی ٹیکسونومی کی ایک اہم طاقت اس کی قابلیت میں مضمر ہے کہ وہ اساتذہ کو نصاب کے مقاصد کو ڈیزائن کرنے اور اس کا اندازہ لگانے کے لیے ایک منظم طریقہ پیش کر سکے۔ سیکھنے میں شامل علمی عمل کو بیان کرتے ہوئے، اساتذہ تدریسی حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں جو متنوع سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور تنقیدی سوچ کی مہارت کو فروغ دیتے ہیں۔ درجہ بندی اساتذہ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ یادداشت سے آگے بڑھیں اور گہرائی سے سمجھ اور فکری مشغولیت کو فروغ دیتے ہوئے اعلیٰ درجے کی سوچ میں پڑیں۔ جوہر میں، بلوم کی درجہ

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

بندی ان معلمین کے لیے ایک قابل قدر ٹول کے طور پر کام کرتی ہے جو واضح اور ترقی پسند سیکھنے کے مقاصد کو بیان کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف علم کے حصول میں سہولت فراہم کرتے ہیں بلکہ طلبہ میں ضروری علمی مہارتوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتے ہیں۔

تعلیمی ماہر نفسیات بیجنس بلوم کی طرف سے تجویز کردہ مقاصد کا بلوم کا درجہ بندی ایک بنیادی فریم ورک کے طور پر کھڑا ہے جس نے تعلیم کے میدان کو گہرا اثر انداز کیا ہے۔ 1950 کی دہائی میں متعارف کرایا گیا، یہ درجہ بندی علمی پیچیدگی کی بنیاد پر تعلیمی اہداف کی درجہ بندی کرنے کے لیے ایک منظم اور جامع نقطہ نظر فراہم کرتی ہے۔ درجہ بندی چھ سطحوں پر مشتمل ہے، جو پیچیدگی کے صعودی ترتیب میں ترتیب دی گئی ہے: یاد رکھنا، سمجھنا، لاگو کرنا، تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا اور تخلیق کرنا۔ ہر سطح ایک مختلف علمی مہارت کے سیٹ کی نمائندگی کرتی ہے، جس میں معلومات کی بنیادی یاد سے لے کر نئے خیالات کی ترکیب تک شامل ہیں۔ بلوم کے مقاصد کا درجہ بندی تدریسی ڈیزائن اور تشخیص میں ایک سنگ بنیاد بن گیا ہے، جو علمی عمل کے ایک دائرے کو گھیرے ہوئے سیکھنے کے نتائج کو تیار کرنے میں اساتذہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ بلوم کے درجہ بندی کا بنیادی مقصد اساتذہ کو واضح اور قابل پیمائش سیکھنے کے مقاصد کو متعین کرنے کے لیے ایک منظم اور درجہ بندی کا فریم ورک پیش کرنا ہے۔ یہ درجہ بندی اساتذہ کو تدریسی حکمت عملیوں کو ڈیزائن کرنے کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتی ہے جو بتدریج طلبہ کی سوچنے کی صلاحیتوں کو چیلنج کرتی ہے۔ نہ صرف علم کے حصول پر زور دے کر بلکہ تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کی نشوونما پر، بلوم کا درجہ بندی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو فروغ دیتا ہے۔ خواہ کلاس روم میں ہو یا نصاب کی ترقی میں، یہ فریم ورک اساتذہ کے لیے ایک ناگزیر ذریعہ بن گیا ہے جو اپنے طلباء کے لیے سیکھنے کے تجربات کے معیار اور گہرائی کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس اکائی میں بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد کی درجہ بندی سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

14.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- بلوم کی قدیم اور جدید درجہ بندی اور نیز دونوں کے مابین فرق کو سمجھ سکیں۔
- بلوم کی درجہ بندی میں ہر حلقہ کی خصوصیات اور مقصد کی وضاحت کر کے سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کر سکیں۔
- کسی مخصوص مضمون یا کورس کے لیے آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور درجہ بندی کرنے کے لیے بلوم کی درجہ بندی کا اطلاق کر سکیں۔
- دو مختلف آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور موازنہ کر سکیں اور متعلقہ بلوم کی درجہ بندی کی سطحوں کی نشاندہی کر سکیں۔
- بلوم کی درجہ بندی کا استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ ترتیب والی سوچ کی مہارت کو فروغ دینے میں دیئے گئے سبق کے منصوبے کی تاثیر کا جائزہ لے سکیں۔
- ایک نئی اکتسابی سرگرمی یا تشخیص ڈیزائن کر سکیں جو بلوم کی درجہ بندی کے اعلیٰ ترین درجے کے مطابق ہو۔
- ایک مخصوص سبجیکٹ (مثلاً، سائنس، ادب) میں طلباء بلوم کی درجہ بندی کو موضوع کے ساتھ مخصوص اکتسابی مقاصد بنانے کے لیے استعمال کر سکیں۔

- اپنے سیکھنے کے عمل پر غور کر سکیں اور ان مثالوں کی نشاندہی کر سکیں جہاں انہوں نے بلوم کی درجہ بندی کی مختلف سطحوں سے مہارتوں کا اطلاق کیا ہے۔

14.2 بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد

بنجمن سیموئل بلوم ایک امریکی تعلیمی ماہر نفسیات تھے جنہوں نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی تیار کی جسے Bloom Taxonomy کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش 21 فروری 1913 کو لانسفورڈ، پنسلوانیا میں ہوئی اور تعلیم کے میدان میں ان کی خدمات قابل ستائش ہے۔ بنجمن بلوم کا انتقال 13 ستمبر 1999 کو ہوا اور وہ عموماً تعلیمی نفسیات اور خصوصاً تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی پر اپنے اثر انگیز کام کے ذریعے تعلیم کے میدان میں ایک لازوال میراث چھوڑ گئے۔ بلوم شاید تعلیمی نفسیات پر اپنے کام کے لیے سب سے زیادہ جانے جاتے ہیں لیکن خاص طور پر 1956 میں اصل بلوم کی درجہ بندی کی تخلیق کے لیے مشہور ہیں۔ اس درجہ بندی کا مقصد تعلیمی مقاصد اور علمی مہارتوں کو ایک درجہ بندی کے فریم ورک میں کرنا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اکتسابی مقاصد کے ڈیزائن اور تشخیص کا ایک منظم طریقہ فراہم کیا جاسکے۔

1956 میں، بنجمن بلوم نے میکس اینگل ہارٹ، ایڈورڈ فرسٹ، والٹر ہل، اور ڈیوڈ کرتھ وول (Max Englehart, Edward Furst, Walter Hill, and David Krathwohl) کے ساتھ مل کر تعلیمی اہداف کی درجہ بندی کے لیے ایک فریم ورک شائع کیا: تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی۔ بلوم کی درجہ بندی کے نام سے جانا جاتا ہے جس فریم ورک کو K-12 کے اساتذہ اور کالج کے پروفیسروں کی نسلوں نے اپنی تدریسی عمل میں استعمال کیا ہے۔ بلوم اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے وضاحت کردہ فریم ورک چھ بڑے زمروں پر مشتمل تھا: علم، فہم، اطلاق، تجزیہ، ترکیب، اور تشخیص۔ علم کے بعد کے زمروں کو "مہارت اور قابلیت" کے طور پر پیش کیا گیا، اس سمجھ کے ساتھ کہ علم ان مہارتوں اور صلاحیتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری شرط ہے۔ اگرچہ ہر زمرے میں ذیلی زمرہ جات شامل ہیں لیکن یہ سب سادہ سے پیچیدہ اور جامد (ٹھوس) سے مجرد (concrete to abstract) تک ایک تسلسل کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

1950 کی دہائی میں بنجمن بلوم اور ان کے ساتھیوں کے ذریعے تیار کردہ بلوم کی درجہ بندی میں کئی سالوں تک کئی ترمیمات کی گئی ہیں۔ مقاصد کی درجہ بندی کی اصل بصیرت جسے "Bloom's Taxonomy Old" یا "Bloom's 1956 Taxonomy of Educational Objectives: The Classification of Educational Goals" (تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی: تعلیمی اہداف کی درجہ بندی) میں پیش کی گئی تھی۔

اصل بلوم کی درجہ بندی میں اکتساب کے تین حلقے تھے: وقوفی حلقہ: اس حلقہ میں دانشورانہ مہارت اور علم کی ترقی شامل ہے۔ ہر حلقہ ایک جامع اور موثر اکتسابی تجربے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے نیز آموزش کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ یہ تینوں حلقے اجتماعی طور

پر معلمین کو اپنے تعلیمی مقاصد کو بیان کرنے اور تشکیل دینے کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ آموزش کے علمی، جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کو حل کرتے ہوئے بلوم کی درجہ بندی اچھے تعلیمی تجربات کی تخلیق کی رہنمائی کرتی ہے جو کہ علم کے محض حصول سے آگے بڑھ کر جذباتی، سماجی، اور عملی جہتوں کو شامل کرتے ہیں۔

1- وقوفی حلقہ (1956): اس حلقہ میں علم اور دانشورانہ صلاحیتوں کی نشوونما شامل ہے۔ اس میں مخصوص حقائق، طریقہ کار کے نمونوں، اور تصورات کو یاد کرنا یا پہچاننا شامل ہے جو دانشورانہ صلاحیتوں اور مہارتوں کی نشوونما میں کام کرتے ہیں۔ درجہ بندی صرف یاد کرنے سے لے کر اصل مواد کی تخلیق تک اساتذہ کی رہنمائی کرتی ہے کہ وہ تدریسی حکمت عملی تیار کریں جو تنقیدی سوچ کو فروغ دیتی ہیں۔ وقوفی حلقہ کے اندر تدریسی مقاصد کا ہدف طلباء کو نہ صرف علم کو سمجھنے اور اس کا اطلاق کرنے کی صلاحیت سے آراستہ کرنا ہے بلکہ معلومات کا تجزیہ، ترکیب اور جائزہ بھی لینے کے قابل بنانا ہے۔ بنیادی سطح پر، طلباء سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ معلومات کو یاد کریں اور بنیادی تصورات کو سمجھیں۔ درجہ بندی کو آگے بڑھاتے ہوئے، انہیں مسائل کو حل کرنے، معلومات کا تجزیہ کرنے، نئے خیالات کی ترکیب اور آخر میں، اصل مواد کا جائزہ لینے اور تخلیق کرنے کے لیے علم کا اطلاق کرنا چاہیے۔ ان مقاصد کو سبق کے منصوبوں میں شامل کر کے معلمین ایک ایسا ماحول بناتے ہیں جو فکری نشوونما کو تحریک دیتا ہے اور طلباء کو تاحیات آموزگار رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ وقوفی حلقہ کو مزید چھ سطحوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1- یاد رکھنا

2- سمجھنا،

3- نافذ کرنا

4- تجزیہ کرنا

5- تشخیص کرنا

6- اور تخلیق کرنا۔

2- تاثراتی حلقہ (1964): یہ حلقہ جذبات، رویوں اور اقدار سے متعلق ہے۔ درجہ بندی محرکات کی آمد کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور مختلف سطحوں سے گزرتی ہے بشمول محرکات کا جواب دینا، قدر کرنا، کسی کی قدر کے نظام کو منظم کرنا، اور اقدار کو اندرونی بنانا۔ تاثراتی حلقہ میں تعلیمی مقاصد کا غرض ہمدردی، تعریف اور اخلاقی رویے جیسی خصوصیات کو پروان چڑھانا ہے۔ معلمین ان مقاصد کا استعمال طالب علموں کو ایک اچھے اور سماجی طور پر ذمہ دار کردار کی نشوونما اور رہنمائی کے لیے کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کے جذباتی رد عمل اور دیگر جانداروں کے درد، رنج و غم یا خوشی کو محسوس کرنے کی ان کی صلاحیت کی وضاحت کرتا ہے۔ تاثراتی حلقہ کی سطحیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- وصول کرنا

2- جواب دینا

3- قدر کرنا

4- ترتیب دینا

5۔ اور کردار سازی کرنا

3۔ **حرکی حلقہ (1969):** حرکی حلقہ میں تعلیمی مقاصد طالب علموں کو حرکی مہارتوں کو حاصل کرنے اور بہتر بنانے میں مدد کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں، ٹائپنگ جیسے آسان کاموں سے لے کر مزید پیچیدہ سرگرمیوں جیسے موسیقی کا آلہ بجانا یا سائنسی تجربہ کرنا۔ یہ حلقہ خاص طور پر ان مضامین کے لیے موزوں ہے جن کے لیے جسمانی مہارت اور علم کے عملی اطلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ بنیادی حرکات سے لے کر ہنر مندانہ کارکردگی تک یہاں تدریسی مقاصد ان مضامین کے لیے اہم ہیں جن کے لیے عملی اطلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے سائنس لیبارٹری، آرٹ اسٹوڈیو یا پیشہ ورانہ تربیت کی ترتیب میں، حرکی مقاصد کو شامل کرنا اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلباء نہ صرف نظریاتی تصورات کو سمجھیں بلکہ انہیں حقیقی دنیا کے منظر ناموں میں لاگو کرنے کی اہلیت بھی حاصل کریں۔ یہ حلقہ جسمانی مہارتوں اور حرکی مہارتوں کی نشوونما سے متعلق ہے۔ اس میں وہ کام شامل ہیں جن کے لیے جسمانی ہم آہنگی اور کارکردگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حرکی حلقہ میں درج ذیل درجات ہیں:

1۔ ادراک، تیاری

2۔ رہنماد عمل

3۔ میکسزم

4۔ پیچیدہ واضح رد عمل

5۔ موافقت

6۔ اور تخلیق/اختراع

استعمال اور انضمام: تعلیم کے مقاصد میں بلوم کی درجہ بندی کی تعمیل کے لیے ایک عقل و فہم اور مربوط طریقہ کار کی ضرورت ہے۔ تینوں حلقے کے مقاصد کو شامل کرتے ہوئے اساتذہ سبق کے منصوبے تیار کر سکتے ہیں تاکہ سیکھنے کا ایک بہترین موقع طلباء کو فراہم کی جاسکے۔ مثال کے طور پر، سائنس کے سبق میں سائنسی تصور کو سمجھنے سے متعلق وقوفی مقاصد، سائنسی عمل کی تعریف کو فروغ دینے والے تاثراتی مقاصد اور ذاتی سرگرمیوں پر مشتمل حرکی مقاصد شامل ہو سکتے ہیں۔

بلوم کی درجہ بندی بمعنی تدریسی مقاصد تیار کرنے کے خواہاں معلمین کے لیے ایک لازوال اور لازمی تصور ہے۔ وقوفی، جذباتی، اور حرکی حلقے کو شامل کر کے یہ درجہ بندی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو یقینی بناتی ہے۔ ان مقاصد کو یکجا کرنے میں ماہرین تعلیم نہ صرف علمی فضیلت بلکہ ذمہ دار، ہمدرد اور ہنر مند افراد کی نشوونما میں بھی اپنا حصہ ڈالتے ہیں جو جدید دنیا کے مسائل اور پیچیدگیوں کو سمجھنے اور حل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

2001 میں بلوم کی درجہ بندی کو 21 ویں صدی کی تعلیم سے مزید متعلقہ بنانے کے لیے لورین اینڈرسن کی قیادت میں ماہرین کی ایک جماعت نے تجدید کی تھی۔ جدید درجہ بندی نے وقوفی حلقہ کے چھ درجات کو برقرار رکھا لیکن وضاحت کے لیے اصل میں استعمال ہونے والے اسم کو فعل سے بدل دیا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ جب لوگ "Bloom's Taxonomy Old" کا حوالہ دیتے ہیں تو وہ عام

طور پر اصل 1956 درجہ بندی کی بابت بات کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ "Updated Bloom's Taxonomy" کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ممکنہ طور پر 2001 کے جدید درجہ بندی کا حوالہ دے رہے ہوتے ہیں۔ مذکورہ دونوں درجہ بندی کا تعلیم اور تدریسی ڈیزائن پر نمایاں اثر پڑا ہے۔

ماہرین تعلیم بلوم کی درجہ بندی کا استعمال سیکھنے کی سرگرمیوں اور تشخیصات کو ڈیزائن کرنے کے لیے کر سکتے ہیں جو مخصوص علمی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ درجہ بندی کا استعمال کرتے ہوئے، اساتذہ تعلیم کے لیے ایک متوازن نقطہ نظر کو یقینی بنا سکتے ہیں جس میں بنیادی یاد سے لے کر جدید ترکیب اور تخلیق تک علمی مہارتوں کی ایک رینج شامل ہے۔ سالوں کے دوران، مختلف تعلیمی سیاق و سباق اور مضامین کے مطابق بلوم کی درجہ بندی کے تغیرات اور موافقت کو تیار کیا گیا ہے۔

14.3 بلوم کے پیش کردہ مقاصد کی درجہ بندی

اصل میں، بلوم کی درجہ بندی علم کے ڈومین پر خصوصی توجہ کے ساتھ ایک جہتی تھی۔ Anderson and Krathwohl (2001) کی طرف سے تیار کردہ موجودہ اپڈیٹ شدہ ورژن دو جہتوں کے درمیان تعاملات کو دوبارہ ترتیب دیتا ہے اور نمایاں کرتا ہے: علمی عمل اور علمی مواد۔ اینڈرسن اور Krathwohl اصل ہینڈ بک کو اپ ڈیٹ کرنے کی دو وجوہات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ وہ تعلیمی نتائج کو اصل کتابچہ پر دوبارہ مرکوز کرنے پر زور دیتے ہیں، جو اپنے وقت سے پہلے کی تھی اور اب بھی جدید معلمین کو مدد فراہم کر سکتی ہے اور نفسیات اور تعلیم میں نئی دریافتوں کو فریم ورک میں شامل کر سکتی ہے۔ ان کی نظر ثانی میں، علمی عمل کو فعل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور علمی مواد کو بطور اسم پیش کیا جاتا ہے۔ Evaluation اور Synthesis کی سطحوں کے تبادلے کے ساتھ (جس کا نام وہ تخلیق کرتے ہیں)، اینڈرسن اور Krathwohl نے چار اقسام کو شامل کرنے کے لیے علم کی جہت کو از سر نو بیان کیا:

- 1- حقائق کا علم: ایک نظم و ضبط کے بنیادی عناصر جو ایک طالب علم کو معلوم ہونا چاہیے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے کام کرنے کے قابل ہونا چاہیے جن میں بنیادی اصطلاحات اور مخصوص تفصیلات اور عناصر شامل ہیں۔
- 2- تصوراتی علم: بنیادی حقائق کے علم کے درمیان باہمی تعلق جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ عناصر کیسے ایک ساتھ کام کرتے ہیں، مثال کے طور پر، درجہ بندی اور زمرے، اصول اور عمومیت، اور نظریات، ماڈل اور ڈھانچے۔
- 3- طریقہ کار کا علم: کچھ کیسے کیا جاتا ہے جس میں انکوائری کے طریقے، مہارتیں، الگورتھم، تکنیک، اور معلومات کی چھان بین، لاگو کرنے یا تجزیہ کرنے کے لیے درکار طریقے شامل ہیں۔

4-Metacognitive Knowledge: اپنے ادراک کے بارے میں آگاہی اور علم جس میں سیکھنے کی حکمت عملی، علمی کاموں کے بارے میں سیاق و سباق اور مشروط علم، اور خود علم۔

بلوم کی درجہ بندی کے قدیم و جدید درجہ بندی کے مابین بنیادی فرق سطحوں کے اظہار اور کچھ تصوراتی تبدیلیوں کی شکل میں ہے۔ 1956 میں بلوم اور ان کی ٹیم نے وقوفی حلقہ کی قدیم درجہ بندی میں علمی سطحوں کی ترتیب دینے کے لیے اسموں کا استعمال کیا تھا، جب کہ

2001 میں لورین اینڈرسن (بلوم کا سابق طالب علم) کی قیادت میں ایک ٹیم کے ذریعے نظر ثانی شدہ جدید درجہ بندی میں فعل استعمال کیا ہے۔ نئی درجہ بندی کو "نظر ثانی شدہ بلوم کی جدید درجہ بندی" کہا جاتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

وقوفی حلقہ (Cognitive Domain)

قدیم (1956):	نظر ثانی شدہ جدید (2001):
علم (Knowledge)	یاد کرنا (Remembering)
فہم (Comprehension)	سمجھنا (Understanding)
اطلاق (Application)	عمل کرنا (Applying)
تجزیہ (Analysis)	تجزیہ کرنا (Analyzing)
ترکیب (Synthesis)	تشخیص کرنا (Evaluating)
تشخیص (Evaluation)	تخلیق کرنا (Creating)

بلوم کی درجہ بندی کے قدیم و جدید درجہ بندی کے درمیان اہم فرق نظر ثانی شدہ (جدید) درجہ بندی کے اصطلاحات میں اسم سے فعل میں تبدیلی ہے۔ نظر ثانی کا مقصد معلمین کو سیکھنے کے مقاصد اور تشخیصات کو ڈیزائن کرنے کے لیے زیادہ واضح اور قابل عمل رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

نیچن بلوم نے قابل مشاہدہ علم، مہارت، رویوں، طرز عمل اور صلاحیتوں کی وضاحت اور درجہ بندی کرنے میں اساتذہ کی مدد کرنے کے لیے قابل پیمائش فعل کی ایک درجہ بندی کی۔ ان کا نظریہ اس خیال پر مبنی ہے کہ قابل مشاہدہ اعمال کی مختلف سطحیں ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دماغ میں کچھ ہو رہا ہے (علمی سرگرمی)۔ قابل پیمائش فعل استعمال کرتے ہوئے سیکھنے کے مقاصد طے کر کے اساتذہ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سیکھنے کا مظاہرہ کرنے کے لیے طالب علم کو کیا کرنا چاہیے۔

ادنی درجے کی سوچ کی مہارت (Lower-order thinking skills)

1۔ یاد رکھنا (Remembering): یاد رکھنا پہلے سیکھے ہوئے مواد کو یاد رکھنے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں مخصوص حقائق سے لے کر مکمل نظریات تک وسیع پیمانے پر مواد کو یاد کرنا شامل ہو سکتا ہے، لیکن اس کی ضرورت صرف مناسب معلومات کو ذہن میں لانا ہے۔ یاد رکھنا وقوفی حلقہ میں سیکھنے کے نتائج کی کم ترین سطح کی نمائندگی کرتا ہے جس میں حفظ، یاد، اور شناخت جیسے کام شامل ہیں۔
فعل: ترتیب دینا، وضاحت کرنا، نقل کرنا، نشان لگانا، سر فہرست رکھنا، حفظ کرنا، نام دینا، پہچاننا، تعلق رکھنا، یاد کرنا، دہرانا، دوبارہ پیش کرنا اور بیان کرنا۔

عام طلباء کی طرح اردو زبان کے طلباء کو بھی اعلیٰ ترتیب کی سوچ کی مہارتوں میں چیلنج کا سامنا ہے۔ حقائق پر مبنی یاد و حافظہ سے متعلق سوالات اردو زبان پڑھاتے وقت اکثر استعمال ہوتی ہے خاص طور پر اردو زبان کے حصول کی ابتدائی سطحوں میں۔ ابتدائی درجات میں کچھ متعدد انتخابی سوالات (MCQs) یا ہاں/نہیں جوابات پر مبنی سوالات یا مرصع سوالات (ایک ایسا سوال جو کسی دوسرے سوال یا بیان میں

شامل ہے) کا استعمال کئے جاتے ہیں۔ تصویریں، ڈرائنگ، اور حقائق طلباء کو صحیح جواب دینے میں مدد کرتی ہیں اور ان قسم کے سوالات کے جوابات عموماً متن میں درست ہوتے ہیں۔ طلباء کا درست تلفظ اور الفاظ کے ذخائر، معانی و متضادات، مماثلات، تذکیر و تانیث نیز بنیادی نحوی و صرفی قواعد اور مثالیں یاد کرنا اور ذہن میں محفوظ رکھنا۔ اس زمرے میں طلباء کے اندر زبان کی چاروں صلاحیتیں؛ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

آموزشی نمونہ: ڈرامے میں کرداروں کے نام اور رشتے یاد رکھنا، نظم و کلیات کا نام یا نظم نگار کا نام و تاریخ پیدائش و وفات یاد رکھنا۔ نمونہ تشخیص: سیکھنے والوں کی یادداشت کو جانچنے کے لیے ڈیزائن کردہ ایک سے زیادہ انتخابی ٹیسٹ۔

استدلال: ایک سے زیادہ انتخابی تشخیص اساتذہ کو یہ دیکھنے کی اجازت دے گا کہ آیا طلباء نے دیئے گئے مواد کو مؤثر طریقے سے حفظ کیا ہے۔ 2- سمجھنا (Understanding): تفہیم کو مواد کے معنی کو سمجھنے کی صلاحیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ مواد کو ایک شکل سے دوسری شکل (الفاظ سے اعداد میں) ترجمہ کر کے، مواد کی تشریح کر کے (وضاحت یا خلاصہ) اور مستقبل کے رجحانات کا تخمینہ لگا کر (نتائج یا اثرات کی پیش گوئی) کے ذریعے دکھایا جاسکتا ہے۔ یہ سیکھنے کے مواد کو صرف یاد رکھنے سے ایک قدم آگے اور سمجھ کی سب سے کم سطح کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس سطح پر، سیکھنے والے معلومات کی فہم اور تشریح کا مظاہرہ کرتے ہیں، اپنے خیالات یا تصورات کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور مختلف ذرائع سے سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

فعل: ترجمانی کرنا، مثال دینا، درجہ بندی کرنا، خلاصہ کرنا، اندازہ لگانا، موازنہ کرنا، وضاحت کرنا، بیان کرنا، بحث کرنا، اظہار کرنا، شناخت کرنا، نشاندہی کرنا، پہچاننا، رپورٹ کرنا، جائزہ لینا، منتخب کرنا، ترجمہ کرنا۔

یہ سطح ظاہر کرتی ہے کہ طالب علم حقائق کو سمجھ چکا ہے اور ان کی تشریح کر سکتا ہے۔ اس سطح میں، طلباء سے موازنہ کرنے، مثال دینے اور درجہ بندی کرنے کو کہا جاسکتا ہے۔ یہ زبانی سوالات اور گرافک منتظمین جیسے وین ڈیاگرام اور ٹی چارٹس کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کی سماعت کے بعد یا ادب پارے اور عبارت کے مطالعہ اور پڑھنے کے بعد اس کو سمجھ لینا۔ اس زمرے میں طلباء کی سننے اور پڑھنے دونوں قسم کی صلاحیتیں فروغ پاتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: کسی ڈرامے یا ادب کے ٹکڑے کے مرکزی خیالات کو سمجھنا اور ان کی وضاحت کرنا۔

نمونہ تشخیص: پلاٹ اور ڈرامے کے اہم ترین واقعات کا خلاصہ کرتے ہوئے ایک مختصر (ایک صفحہ) تحریر پیش کریں۔

استدلال: خلاصہ لکھنا سیکھنے والوں کو یہ سوچنے کی ترغیب دیتا ہے کہ ادب کے کسی ٹکڑے کے اہم ترین حصے کیا ہیں اور یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ پلاٹ کے کن پہلوؤں کو ایک مختصر خلاصے کے حق میں نظر انداز کرنا ہے۔ یہ اساتذہ کو یہ جانچنے کی اجازت دیتا ہے کہ آیا انہوں نے ڈرامے کے مرکزی خیال کو سمجھا ہے یا نہیں۔

3- عمل کرنا (Applying): عمل کرنے سے مراد سیکھے ہوئے مواد کو زندگی کے نئے اور حقیقی حالات میں استعمال کرنے کی صلاحیت ہے۔ حالات میں ان چیزوں کا اطلاق شامل ہو سکتا ہے جیسے کہ قواعد، طریقے، تصورات، اصول، قوانین اور نظریات۔ اس شعبے میں سیکھنے کے

نتائج کو فہم کے مقابلے میں اعلیٰ سطح کی سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سطح میں، سیکھنے والے مسائل کو حل کرنے، تصورات کی تعمیل، یا نئے حالات میں طریقہ کار کو انجام دینے کے لیے حاصل کردہ علم کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی کہ اس میں علم اور ہنر کا عملی استعمال ہوتا ہے۔
فعل: تعمیل کرنا، منتخب کرنا، مظاہرہ کرنا، ڈرامائی انداز میں پیش کرنا، کام میں لانا، مثال دینا، تشریح کرنا، مشق کرنا، فہرست تیار کرنا، خاکہ پیش کرنا، حل کرنا، استعمال کرنا، لکھنا۔

طلباء پہلے سیکھے گئے حقائق کو مختلف طریقے سے استعمال کر کے مسائل کو حل کرنا سیکھتے ہیں۔ اردو زبان سیکھنے والے طلباء کو جملے بنانے، منتخب کرنے، تعمیر کرنے، تیار کرنے، منظم کرنے، حل کرنے اور شناخت کرنے کے لیے سہاروں اور الفاظ کے ذخیرے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ کسی شخص کو سننے یا کسی عبارت پارے یا مضمون کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اس کا خلاصہ لکھ سکے یا اس جیسا دوسرا مضمون لکھ سکے یا اسے اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنا سکے یا اس کا تقریری شکل میں اظہار کر سکے۔ طلباء نحو، صرف کے قواعد یا فصاحت و بلاغت کے اصول و ضوابط کو سمجھ کر اسے اپنی تقریر و تحریر میں استعمال کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس زمرے میں طلباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتیں فروغ پاتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں مرکزی خیالات / موضوعات کو دوسرے سیاق و سباق میں عمل درآمد کریں۔
نمونہ تشخیص: کسی ایک کردار کا جواب دیتے ہوئے ایک مشورہ کالم لکھیں۔

استدلال: اس تفویض کو انجام دینے میں، سیکھنے والے ڈرامے میں دکھائے گئے نتائج سے ہٹ کر کردار کے اعمال کے مضمرات پر غور کریں گے۔

اعلیٰ درجے کی سوچ کی مہارت (Higher-order thinking skills)

4- تجزیہ کرنا (Analyzing): تجزیہ سے مراد مواد کو اس کے اجزاء میں تقسیم کرنے کی صلاحیت ہے تاکہ اس کے تنظیمی ڈھانچے کو سمجھا جاسکے۔ اس میں حصوں کی شناخت، حصوں کے درمیان تعلقات کا تجزیہ اور اس میں شامل تنظیمی اصولوں کی پہچان شامل ہو سکتی ہے۔ یہاں سیکھنے کے نتائج فہم اور اطلاق کے مقابلے میں اعلیٰ فکری سطح کی نمائندگی کرتے ہیں کیونکہ انہیں مواد اور مواد کی ساختی شکل دونوں کی سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تجزیہ کرنے کے لیے معلومات کو اس کے اجزاء میں تقسیم کرنے اور ان حصوں کے درمیان تعلقات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سطح پر سیکھنے والے نمونوں کی شناخت کر سکتے ہیں، معلومات کو منظم کر سکتے ہیں اور رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ زبان کے سیاق و سباق میں کہا جائے کہ کسی شخص کی تقریر یا تحریر کا محتاط و تفصیلی معائنہ تاکہ اس کی نوعیت کو سمجھا جاسکے، اس کی ضروری خصوصیات کا تعین کیا جاسکے اور اس کی خوبیوں و خامیوں کی شناخت کی جاسکے تجزیہ کہلاتا ہے۔

فعل: تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا، حساب کرنا، درجہ بندی کرنا، موازنہ کرنا، برعکس کرنا، تنقید کرنا، فرق کرنا، امتیاز کرنا، تمیز کرنا، جانچنا، تجربہ کرنا، سوال کرنا۔

اس سطح پر اردو زبان کے پختہ سطح کے طلباء کے پاس کافی الفاظ اور زبان نہیں ہوتے کہ وہ اردو میں جوابات کا اظہار کریں۔ اس سطح پر اردو زبان سیکھنے والے طلباء کچھ اساتذہ کے سہارے درجہ بندی، موازنہ، ترتیب کے کام کو مکمل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ طلباء کسی ڈرامہ،

نظم یا مضمون وغیرہ کو سننے یا پڑھنے کے بعد اس محتاط و تفصیلی معائنہ اور غور و فکر کرتے ہیں تاکہ اس کی نوعیت کو سمجھا جاسکے، اس کی ضروری خصوصیات کا تعین کیا جاسکے اور اس کی خوبیوں و خامیوں کی شناخت کی جاسکے۔ اس زمرے میں طلباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں ہر کردار کے رشتہ دار کرداروں اور ایک دوسرے سے ان کے تعلقات کا تجزیہ کرنے کے قابل ہوں۔
نمونہ تشخیص: ڈرامے کے مخالفوں اور مرکزی کرداروں کا موازنہ کرتے ہوئے ایک تجزیاتی مقالہ لکھیں۔

استدلال: اس تفویض کے ذریعے، جیسا کہ سیکھنے والے غور کرتے ہیں کہ کیا چیز ہر کردار کو مخالف یا مرکزی کردار بناتی ہے، انہیں ڈرامے کے بارے میں اپنے علم اور تنقیدی سوچ کی مہارت دونوں کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

5- **تشخیص کرنا (Evaluating):** تشخیص کا تعلق طے شدہ مقصد کے لیے مواد (بیان، ناول، نظم، تحقیقی رپورٹ) کی قدر کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے ہے۔ فیصلے طے شدہ اصولوں اور قطعی معیار کی بنیاد پر ہونا ہے۔ یہ داخلی معیار (تنظیم) یا بیرونی معیار (مقصد سے مطابقت) ہو سکتے ہیں اور طالب علم معیار کا تعین کر سکتا ہے یا نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اس شعبے میں سیکھنے کے نتائج علمی درجہ بندی میں سب سے زیادہ ہیں کیونکہ ان میں دیگر تمام زمروں کے عناصر نیز واضح طور پر بیان کردہ معیارات پر مبنی شعوری قدر کے فیصلے شامل ہیں۔ اس سطح پر، طلباء خیالات، دلائل، یا معلومات کی قدر کا اندازہ لگاتے ہیں اور وصولی اور معیارات کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں۔

فعل: جانچ کرنا، بحث کرنا، تعین قدر کرنا، منسلک کرنا، انتخاب کرنا، موازنہ کرنا، دفاع کرنا، تخمینہ کرنا، فیصلہ کرنا پیشین گوئی کرنا، قیمت لگانا، حمایت کرنا، قدر کرنا۔

بلوم کی درجہ بندی کی اس سطح پر سوالات میں ترمیم کی جاسکتی ہے تاکہ زبان کو آسان بنایا جاسکے لیکن کام ایک ہی رہتا ہے۔ اردو زبان سیکھنے والے طلباء کو اپنی رائے دینا، کہانی میں کارروائی کے بارے میں فیصلہ کرنا اور مصنف کے کام کا جائزہ لینا سیکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر تشخیص سے وابستہ الفاظ کو آسان بنانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ طلباء کسی ڈرامہ، ناول، افسانہ، نظم یا مضمون وغیرہ کو سننے یا پڑھنے کے بعد اس کی خوبیوں و خامیوں کی جانچ کر کے اس کی بابت فیصلہ کرتے ہیں یا درجہ بندی کرتے ہیں۔ اس زمرے میں طلباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔ یہاں کچھ ایسے سوالات ہیں جن کا اردو زبان کے طلباء اپنے اساتذہ کے سہاروں کے ساتھ جواب دینے کے قابل ہوں گے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں کرداروں کے فیصلوں کا اندازہ کریں اور متنی ثبوت کے ساتھ اپنی تشخیص کی حمایت کریں۔
نمونہ تشخیص: ڈرامے کے واقعات میں سے کسی ایک کا جواب لکھیں یا تو ڈرامے کے شواہد کے ساتھ ساتھ ذاتی رائے اور عمل کے متوقع / حقیقی نتائج کی بنیاد پر ان کے اعمال کی حمایت کریں یا پھر اسے رد کریں۔

استدلال: اس تفویض کے ذریعے، سیکھنے والے ڈرامے میں کارروائیوں کے منطق اور نتائج پر غور کریں گے، جس کی وجہ سے وہ کردار کے فیصلہ سازی کی درستگی کو سمجھنے اور فیصلے کرنے میں مدد کریں گے۔

6- تخلیق کرنا (Creating): تخلیق سے مراد ایک نیا مجموعہ بنانے کے لیے حصوں کو جوڑنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں ایک منفرد مواصلات (موضوع یا تقریر) کی تیاری، عملی منصوبہ (تحقیق کی تجویز)، یا تجریدی تعلقات کا ایک مجموعہ (معلومات کی درجہ بندی کے لیے اسکیم) شامل ہو سکتا ہے۔ اس حلقے میں سیکھنے کے نتائج تخلیقی طرز عمل پر زور دیتے ہیں، جس میں نئے نمونوں یا ڈھانچے کی تشکیل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ بلوم کی درجہ بندی کے اعلیٰ ترین درجے میں معلومات کی ترکیب، نئے خیالات پیدا کرنے اور اصل چیز تخلیق کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ اس کے لیے تخلیقی صلاحیتوں اور عناصر کو نئے طریقوں سے جوڑنے کی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔

فعل: ترتیب دینا، جمع کرنا، اکٹھا کرنا، تحریر کرنا، تعمیر کرنا، تخلیق کرنا، ڈیزائن کرنا، تشکیل دینا، انتظام کرنا، منظم کرنا، منصوبہ بندی کرنا، تجویز کرنا وغیرہ۔

اس سطح پر طلباء ایک نئے انداز میں عناصر کو یکجا کر کے یا متبادل حل تجویز کر کے مختلف طریقے سے معلومات جمع کر رہے ہیں۔ سابقہ سطح پر اردو زبان سیکھنے والے طلباء کو سوالوں کے جواب دینے کے لیے اساتذہ کی مدد کی ضرورت ہوگی جبکہ اس سطح پر طلباء کے لیے ترکیب خاص طور پر مشکل ہے۔ اس سطح پر طلباء انتخاب کرنے، یکجا کرنے، تخلیق کرنے، ڈیزائن کرنے، تیار کرنے، تصور کرنے، پیشین گوئی کرنے، حل کرنے اور تبدیل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ طلباء کسی ڈرامہ، ناول، افسانہ، نظم یا مضمون وغیرہ کو سننے یا پڑھنے یا مخلوقات پر غور فکر کے بعد تقریری یا تحریری تخلیقی کام انجام دیتے ہیں۔ اس زمرے میں طلباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: اسی طرح کے پلاٹ آلات کا استعمال کرتے ہوئے تحریر کا ایک نیا اور منفرد حصہ بنائیں۔

نمونہ تشخیص: نئے وقت یا ترتیب میں اسی طرح کے پلاٹ آلات کا استعمال کرتے ہوئے ایک مختصر کہانی بنائیں۔

استدلال: اس سرگرمی کے ذریعے، سیکھنے والوں کو پلاٹ کے آلات اور تحریری تکنیک کو ایک نئی ترتیب میں ضم کرنا چاہیے، جس سے وہ اپنی تخلیقی تحریری مہارتوں پر عمل کر سکیں اور مصنف کی تکنیک کے بارے میں اپنی مکمل سمجھ کو ظاہر کریں۔

تاثراتی حلقہ (Affective Domain)

بلوم نے اپنے دو ساتھیوں (Krathwohl and Masia) کے ساتھ ملکر 1964 میں تاثراتی حلقے کی درجہ بندی کی ہے۔ تاثراتی حلقہ میں وہ اخلاق شامل ہے جس میں ہم چیزوں سے جذباتی طور پر پیش آتے ہیں جیسے احساسات، اقدار، تعریف، حوصلہ افزائی، حوصلہ افزائی، اور رویے وغیرہ۔ تاثراتی حلقہ سیکھنے والوں کے رویوں، اقدار، دلچسپیوں اور تعریف پر مرکوز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ منسلک درجہ بندی معلومات کو حاصل کرنے اور سننے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور اقدار کی کردار سازی یا اندرونی بنانے اور ان پر عمل کرنے تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ سیکھنے والوں کو یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ ان کی اپنی اقدار کیا ہیں اور انہوں نے کیسے ترقی کی ہے۔ تاثراتی حلقہ کی درجہ بندی درج ذیل ہیں:

1- وصول کرنا (Receiving)

ماحول میں کسی چیز سے آگاہ ہونا یا اس میں شرکت کرنا۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: دوسرے طلباء کو احترام کے ساتھ سنیں (آگاہی، سننے کی آمادگی، منتخب توجہ)۔

نمونہ تشخیص / سرگرمی: کسی دوسرے طالب علم کی پیشکش کے سامعین کے رکن بنیں اور پھر ایک خلاصہ لکھیں۔
استدلال: اس تفویض کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء دوسروں کو مؤثر طریقے سے سننے کے ساتھ ساتھ اپنی پیشکش کے بارے میں اہم تفصیلات کو یاد رکھنے کا طریقہ سیکھیں گے (خلاصہ لکھنے میں استعمال کیا جاتا ہے)۔

2۔ رد عمل دینا (Responding)

رد عمل یا طرز عمل میں تبدیلی کے ذریعے محرکات پر کچھ رد عمل ظاہر کرنا۔
نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: سامعین کے سامنے مؤثر طریقے سے بات کریں اور دوسروں کو فعال طور پر جواب دیں۔ سیکھنے کے نتائج کا زور جواب دینے میں تعمیل، جواب دینے کی خواہش، یا جواب دینے میں اطمینان (حوصلہ افزائی) پر ہو سکتا ہے۔
نمونہ تشخیص / سرگرمی: کلاس کے سامنے کسی موضوع پر اظہار خیال پیش کریں اور اپنی پیشکش کے بارے میں ساتھیوں کے سوالات کے جوابات دیں۔

استدلال: اس کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء عوامی تقریر کے ساتھ ساتھ سوالات کے جوابات کی شکل میں بحث میں حصہ لینے میں زیادہ مطمئن اور پرسکون ہو جائیں گے۔

3۔ قدر کرنا (Valuing)

وہ قدر وہ ہے جو ایک شخص کسی خاص چیز، رجحان، یا رویے سے منسلک کرتا ہے۔
نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: مختلف موضوعات کے حوالے سے اپنے اقدار کا مظاہرہ اور اس کی وضاحت کریں۔ وہ قیمت یا قدر جو ایک شخص کو کسی خاص چیز، رجحان، یا رویے سے منسلک کرتا ہے، یہ قبولیت سے لے کر عہد کی زیادہ پیچیدہ حالت تک قدر پر مبنی ہے۔ کچھ مخصوص اقدار داخلی ہوتے ہیں لیکن ان اقدار کے اشارے سیکھنے والے کے واضح رویے میں ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر قابل شناخت ہوتے ہیں۔
نمونہ تشخیص / سرگرمی: کسی بھی مسئلے پر ایک رائے لکھیں نیز اپنے موقف اور اس موقف کی حمایت کرنے کی وجوہات کی وضاحت کریں۔
استدلال: اس کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء نہ صرف اپنی اقدار کو دریافت کریں گے بلکہ وہ سمجھ سکیں گے کہ اپنی اقدار کی حمایت کیوں کرتے ہیں اور انہیں اپنے قدر کے نظام کو مکمل طور پر سمجھنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

4۔ منظم کرنا (Organizing)

اقدار کو مربوط اور اندرونی طور پر ہم آہنگ فلسفہ یا نظام میں ترتیب دینا ہے۔
نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: قدر کے نظام کا موازنہ کریں اور اقدار کے پیچھے ثبوت کو سمجھیں۔ قدروں کا موازنہ، تعلق اور ترکیب پر زور دیا جاتا ہے۔ نمونہ تشخیص / سرگرمی: مختلف ثقافتی قدر کے نظام کو منظم اور موازنہ کریں، ان کے درمیان فرق کا جائزہ لیں کہ یہ اختلافات کیوں پیدا ہوئے ہیں۔

استدلال: اس سرگرمی کو کرتے ہوئے، سیکھنے والے طلباء اس بات پر غور کریں گے کہ قدر کے نظام کو کس طرح عمل میں لایا جاتا ہے اور منظم کیا جاتا ہے نیز ان ثبوتوں سے جو دنیا بھر میں مختلف نظام اقدار کی حمایت کرتے ہیں۔

5- کردار سازی کرنا (Characterizing)

اقدار کو اس مقام تک اندرونی بنانا جہاں وہ کسی کے طرز عمل کی مستقل رہنمائی کرتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ساتھیوں کی ٹیم میں اچھی طرح سے کام کریں۔ ایک قدر کا نظام ہے جو فرد کے طرز عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔ طرز عمل (رویہ) موثر، مستقل، قابل پسین گوئی اور سب سے اہم سیکھنے والے کی خصوصیت ہے۔ تدریسی مقاصد کا تعلق طالب علم کے ہم آہنگی کے عمومی نمونوں (ذاتی، سماجی، جذباتی) سے ہوتا ہے۔

نمونہ تشخیص / سرگرمی: اجتماعی مفوضہ کے ساتھ ایک گروپ پروجیکٹ۔

استدلال: ایک گروپ میں کام کرنے سے، سیکھنے والے طلباء کو چاہیے کہ اپنے اقدار کو ٹیم کی اقدار کے ساتھ متوازن کرے ساتھ ہی ساتھ کاموں کو ترجیح دیے اور اجتماعی کام کی مشق کرے۔

حرکی حلقہ (Psychomotor Domain)

حرکی حلقے میں جسمانی حرکت، ہم آہنگی، اور حرکی مہارت والے اعضاء وغیرہ کا استعمال شامل ہے۔ ان مہارتوں کی نشوونما کے لیے مشق اور جسمانی محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی پیمائش رفتار، درستگی، فاصلے، طریقہ کار، یا عمل درآمد کی تکنیک کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ بلوم نے اپنے دو ساتھیوں (Simpson and Harrow) کے ساتھ ملکر 1969/1972 میں حرکی حلقے کی درجہ بندی کی ہے۔ خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں کی نشوونما کے لیے اور نوجوانوں میں ایسی مہارتیں پیدا کرنے کے لیے مفید ہیں جو لوگوں کو ان کے آرام کے حلقوں سے باہر لے جاتے ہیں۔ حرکی حلقہ سیکھنے والوں کی جسمانی طور پر کاموں کو پورا کرنے اور حرکت اور مہارت کو انجام دینے کی صلاحیت کو شامل ہے۔

بلوم کی درجہ بندی کے سائیکو موٹر ڈومین سے مراد کسی آلے یا آلے کو جسمانی طور پر جوڑ توڑ کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں جسمانی نقل و حرکت، ہم آہنگی، اور موثر مہارت والے علاقوں کا استعمال شامل ہے۔ یہ مہارتوں کی نشوونما اور جسمانی اور دستی کاموں میں مہارت پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ ان مخصوص مہارتوں میں مہارت کو رفتار، درستگی اور فاصلے سے نشان زد کیا جاتا ہے۔ سائیکو موٹر کی یہ مہارتیں آسان کاموں جیسے کار دھونے سے لے کر پیچیدہ تکنیکی آلات کو چلانے جیسے پیچیدہ کاموں تک ہوتی ہیں۔ وقوفی حلقے کی طرح، حرکی حلقے کی درجہ بندی میں بھی ترمیم ہوئی ہے۔ یہ ماڈل پہلی بار رابرٹ آر مسٹر انگ اور ساتھیوں نے 1970 میں شائع کیا تھا۔ یہ درجہ مہارت کی نمائش سے لے کر مہارت کو انجام دینے کے مختلف درجات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

1- تقلید (Imitation): تقلید میں کسی اور کے طرز عمل کو سیکھنے اور اخلاقی نمونے کو اختیار کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا کسی ہنر کا مشاہدہ کرتا ہے اور اسے دہرانے کی کوشش کرتا ہے یا کسی تیار شدہ مصنوعات کو دیکھتا ہے اور کسی مثال کے سامنے آتے ہوئے اسے نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گرچہ اس سطح پر کارکردگی کم معیار کی ہو سکتی ہے۔

کلیدی الفاظ (فعل): کوشش کرنا، نقل کرنا، پیروی کرنا، مقرر کرنا، دہرانا، دوبارہ پیدا کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا؛ فن (آرٹ) کے کام کو نقل کرے اور ایک مظاہرہ کرنے والے کا مشاہدہ کرتے ہوئے مہارت کا مظاہرہ کرے۔ استاد یا ہدایت کار کو دیکھے اور عمل یا سرگرمی کو دہرائے۔

2- سلیقہ مندی (Manipulation): سلیقہ مندی میں یادداشت یا ہدایات پر عمل کر کے کچھ کام انجام دینے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے یا مشاہدے کے بجائے عام ہدایات پر عمل کرتے ہوئے قابل شناخت انداز میں مصنوعات تیار کرتا ہے۔ تحریری یا زبانی ہدایات سے کام انجام دینا۔

کلیدی الفاظ (فعل): عمل کرنا، تعمیر کرنا، انجام دینا، مکمل کرنا، پورا کرنا، پیروی کرنا، کھیلنا، پیدا کرنا۔
مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ اسباق پڑھنے یا ترتیب لینے یا اس کے بارے میں پڑھنے کے بعد خود ہی کوئی ہنر انجام دے۔ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ماڈل بنائے۔

3- باقاعدگی (Precision): باقاعدگی میں بعض کاموں کو کسی نہ کسی سطح کی مہارت کے ساتھ اور دوسروں کی مدد یا مداخلت کے بغیر انجام دینے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا آزادانہ طور پر مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے یا تناسب اور درستگی کے ساتھ مصنوعات تیار کرتا ہے۔ اس سطح پر، کارکردگی زیادہ درست اور بہتر ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی کی مدد کے آزاد اور قابل اعتماد طریقے سے انجام دینا۔
کلیدی الفاظ (فعل): خود بخود حاصل کرنا، مہارت کے ساتھ بہتر کرنا، مہارت کا مظاہرہ کرنا، بالکل درست کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ مدد کے بغیر کوئی ہنر یا کام انجام دے۔ ایک مبتدی کو کام کا مظاہرہ کر کے دکھایا جائے اور کام کو بار بار کرنے سے وہ اس کام کو بالکل صحیح کرنے لگے گا۔ کسی کام یا سرگرمی کو مہارت کے ساتھ اور بغیر کسی مدد یا ہدایت کے اعلیٰ معیار کے ساتھ انجام دینا؛ دوسرے سیکھنے والوں کو ایک سرگرمی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہونا۔

4- ترتیل (Articulation): ترتیل میں مختلف اور جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے طریقے تیار کرنے کے لیے متعدد اعمال کو اپنانے اور مربوط کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا مہارت یا مصنوعات میں ترتیم کرتا ہے تاکہ نئے حالات میں موافق ہو سکے۔ ہم آہنگی اور مستقل مزاجی کے ساتھ ترتیب میں ایک سے زیادہ مہارتوں کو جوڑتا ہے۔ ایک غیر معیاری مقصد کو پورا کرنے کے لیے مہارت کو اپنانا اور انضمام کرنا۔
کلیدی الفاظ (فعل): موافقت کرنا، تعمیر کرنا، یکجا کرنا، تخلیق کرنا، اپنی مرضی کے مطابق کرنا، ترتیم کرنا، تشکیل کرنا، تبدیل کرنا، شروع کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ وہ ایک ویڈیو بنانے کے لیے مہارتوں کی ایک سیریز کو یکجا کرے جس میں موسیقی، ڈرامہ، رنگ، آواز وغیرہ شامل ہوں۔ ناول کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مہارتوں یا سرگرمیوں کی ایک سیریز کو یکجا کرنا۔ مختلف ونی ضروریات کو پورا کرنے کے طریقے تیار کرنے کے لیے متعلقہ سرگرمیوں کو مربوط اور یکجا کرنا۔

5- فطرت سازی (Naturalization): فطرت سازی ایک خودکار، بدیہی یا لاشعوری طریقے سے اعمال انجام دینے کی صلاحیت ہے۔ سیکھنے والا آسانی سے ایک یا زیادہ مہارتوں کو پورا کرتا ہے اور محدود جسمانی یا ذہنی مشقت کے ساتھ مہارت کو خود کار بنادیتا ہے۔ اس سطح پر، کارکردگی دوسری نوعیت یا فطری بن جاتی ہے اور اس کے بارے میں زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

کلیدی الفاظ (فعل)۔ تخلیق کرنا، ڈیزائن کرنا، تیار کرنا، ایجاد کرنا، قدرتی طور پر یا مکمل طور پر انتظام کرنا۔
مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ وہ ایک ننگ متوازی پارکنگ جگہ میں ایک کار کو پینٹیریازی کرنا۔ کمپیوٹر کو جلدی اور درست طریقے سے چلانا۔ پیانو بجاتے ہوئے قابلیت کا مظاہرہ کرنا۔ حکمت عملی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سرگرمیوں کے استعمال کے لیے مقصد، نقطہ نظر اور حکمت عملی کی وضاحت کرنا۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
(1) بلوم کی درجہ بندی کی وضاحت کریں۔ (2) تعلیمی منصوبہ بندی میں بلوم کی درجہ بندی کے استعمال کی کیا خوبیاں ہیں۔

14.4 خلاصہ

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ بیجن بلوم کی تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی ایک جامع اور منظم فریم ورک فراہم کرتی ہے جس نے تدریس اور نصاب کی ترقی کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ مقاصد کی تین الگ الگ حلقے میں درجہ بندی (وقوفی، تاثراتی اور حرکی) اساتذہ کو اکتسابی تجربات کو ڈیزائن کرنے کے لیے ایک باریک اور منظم انداز پیش کرتا ہے۔ یہ درجہ بندی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ تعلیم محض معلومات کی منتقلی سے بالاتر ہے اور اس کا مقصد طلباء میں فکری نشوونما، جذباتی نشوونما اور عملی مہارتوں کو فروغ دینا ہے۔ بلوم کا وقوفی حلقہ بنیادی یادداشت سے لے کر اصل مواد کی تخلیق تک کے درجہ بندی کے ڈھانچے کے ساتھ اساتذہ کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ تنقیدی سوچ اور تجزیاتی مہارتوں کو فروغ دے کر سیکھنے کے تجربے کو بلند کریں۔ علمی مقاصد کو سبق کے منصوبوں میں شامل کر کے معلمین ایک ایسا ماحول بناتے ہیں جو طالب علموں کو مضامین کے ساتھ گہرائی سے مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے اور کمرہ جماعت سے باہر بھی سیکھنے کے جذبہ کو فروغ دیتا ہے۔ تاثراتی حلقہ تعلیم میں جذباتی اور سماجی پہلوؤں کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ رویوں، اقدار اور باہمی مہارتوں سے متعلق مقاصد طے کر کے اساتذہ طلباء کے کردار کی مجموعی نشوونما میں حصہ ڈالتے ہیں۔ بلوم کی درجہ بندی کی یہ جہت ذمہ دار اور ہمدرد افراد کی تشکیل میں تعلیم کے کردار کو نمایاں کرتی ہے جو ایک مضبوط اخلاقی بنیاد کے ساتھ متنوع سماجی چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حرکی حلقہ جسے روایتی تعلیم میں اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے ذاتی طور پر سیکھنے اور جسمانی مہارتوں کی نشوونما کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اس حلقہ میں بلوم کی درجہ بندی اساتذہ کو ایسے مقاصد طے کرنے میں رہنمائی کرتی ہے جو اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ طلباء نہ صرف نظریاتی تصورات کو سمجھیں بلکہ انہیں حقیقی دنیا کے منظر ناموں میں لاگو کرنے کی اہلیت بھی حاصل کریں۔ تعلیم کی کثیر جہتی نوعیت کو تسلیم کرتے ہوئے بلوم کی درجہ بندی جامع ترقی کو فروغ دینے اور طلباء کو جدید دنیا کی پیچیدگیوں کے لیے تیار کرنے میں ایک سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

14.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- بلوم کی قدیم اور جدید درجہ بندی کیا ہیں نیز دونوں کے مابین فرق۔
- بلوم کی درجہ بندی میں ہر حلقہ کی خصوصیات اور مقصد۔
- بلوم کی درجہ بندی کی روشنی میں کسی مخصوص مضمون یا کورس کے لیے آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور درجہ بندی۔
- منصوبہ سبق میں بلوم کی درجہ بندی کا استعمال۔
- بلوم کی درجہ بندی کی روشنی میں ایک نئی اکتسابی سرگرمی یا تشخیصی ڈیزائن۔
- بلوم کے پیش کردہ تینوں حلقوں کی خصوصیات کیا ہیں اور ان کے مابین فرق۔
- بلوم کے پیش کردہ تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کا اطلاق نصاب اور تشخیص۔

14.6 فرہنگ

سبق: ایک سیکشن جس میں مطالعہ کے کورس کو تقسیم کیا گیا ہے، وقت کی مدت جب آپ کچھ سیکھتے یا سکھاتے ہیں، سیکھنے کے قابل اشیاء۔
 منصوبہ سبق: اساتذہ کی روزانہ رہنما تحریر کہ طلباء کو کیا سیکھنے کی ضرورت ہے، اسے کیسے پڑھایا جائے گا اور سیکھنے کی پیمائش کیسے کی جائے گی۔
 وقوفی: چیزوں کو جاننے، سیکھنے اور سمجھنے میں شامل ذہنی عمل سے متعلق، شعوری و فکری سرگرمیاں جیسے سوچنا، استدلال کرنا، یا یاد رکھنا وغیرہ۔
 تاثراتی: احساسات یا جذبات سے متعلق یا اس سے پیدا ہونے والا یا اسے متاثر کرنے والا۔
 حرکی: جسمانی سرگرمی سے وابستہ جسم کی حرکات سے متعلق یا اس کی خصوصیت۔
 اعلیٰ درجے کی سوچ: اعلیٰ درجے کی سوچ میں پیچیدہ فیصلہ کن مہارتوں کا سیکھنا شامل ہے جیسے تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنا وغیرہ۔
 ادنیٰ درجے کی سوچ: ایک تصور جو ان بنیادی مہارتوں سے متعلق ہے جیسے یاد رکھنا، سمجھنا اور نافذ کرنا۔
 فریم ورک: کسی چیز کا بنیادی ڈھانچہ جو اسے شکل اور طاقت دیتا ہے، اصولوں یا نظریات کا ایک نظام جو آپ کو فیصلہ کرنے میں مدد کرتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔

14.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ بلوم کی درجہ بندی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(ب) اساتذہ کی کارکردگی کا جائزہ لینا

(الف) طالب علم کے رویے کا اندازہ لگانا

- (ج) تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کرنا (د) نصاب کی ساخت کا تجزیہ کرنا
- 2۔ بلوم کی درجہ بندی کے مطابق درج ذیل میں سے کون سی علمی مہارت کی اعلیٰ ترین سطح ہے؟
- (الف) یاد رکھنا (ب) تفہیم (ج) تجزیہ کرنا (د) تخلیق کرنا
- 3۔ بلوم کی درجہ بندی کا کون سا حلقہ جذباتی اور سماجی مہارتوں سے متعلق ہے؟
- (الف) وقوفی حلقہ (ب) تاثراتی حلقہ (ج) حرکی حلقہ (د) باہمی حلقہ
- 4۔ وقوفی حلقہ میں، کس سطح میں معلومات کو حصوں میں تقسیم کرنا اور ان کے درمیان تعلقات کو سمجھنا شامل ہے؟
- (الف) تشخیص کرنا (ب) تفہیم (ج) تجزیہ کرنا (د) تخلیق کرنا
- 5۔ بلوم کی درجہ بندی کے وقوفی حلقہ میں "تخلیق" کی سطح سے کون سا فعل منسلک ہے؟
- (الف) تجزیہ کرنا (ب) تخلیق کرنا (ج) سمجھنا (د) یاد رکھنا
- 6۔ تاثراتی حلقہ میں، کس درجے میں کسی کی اقدار اور عقائد کے مطابق کام کرنے کی خواہش شامل ہے؟
- (الف) وصول کرنا (ب) رد عمل کرنا (ج) قدر کرنا (د) تنظیم
- 7۔ بلوم کی درجہ بندی کا کون سا حلقہ جسمانی مہارت اور ہم آہنگی سے وابستہ ہے؟
- (الف) وقوفی حلقہ (ب) تاثراتی حلقہ (ج) جذباتی حلقہ (د) حرکی حلقہ
- 8۔ تاثراتی حلقہ میں کس سطح پر سیکھنے والا ایک پیچیدہ جسمانی مہارت کو درستگی اور مہارت کے ساتھ انجام دیتا ہے؟
- (الف) باقاعدہ گی (ب) سلیقہ مندی (ج) تقلید (د) ترتیل
- 9۔ بلوم کی درجہ بندی میں درج ذیل میں سے کون سی اصل وقوفی سطحوں میں سے ایک نہیں ہے؟
- (الف) ایجاد کرنا (ب) استعمال کرنا (ج) تخلیق کرنا (د) ترکیب کرنا
- 10۔ بلوم نے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کب کی اور اس میں ترمیم کی گئی؟
- (الف) 1962 اور 2005 (ب) 1957 اور 1964 (ج) 2001 اور 2007 (د) 1956 اور 2001

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ بلوم کی درجہ بندی کی وضاحت کریں اور مختصر آس کا مقصد بیان کریں۔
- 2۔ بلوم کی درجہ بندی میں "تجزیہ" کی سطح سے وابستہ دو علمی مہارتوں کے نام بتائیں۔
- 3۔ بلوم کی درجہ بندی میں تاثراتی حلقہ کی بنیادی توجہ کیا ہے؟
- 4۔ وقوفی حلقہ میں "تخلیق" کی سطح پر سیکھنے کے مقصد کی ایک مثال دیکر وضاحت کریں۔
- 5۔ تعلیمی منصوبہ بندی میں بلوم کی درجہ بندی کے استعمال کی ایک خوبیوں و ناکامیوں کی نشاندہی کریں۔

- 6- اس بات کی تشریح کریں کہ تاثراتی حلقہ میں اصطلاح "ترتیل" سے کیا مراد ہے؟
- 7- وقوفی حلقہ میں "یاد رکھنا" اور "سمجھنا" کے سطحوں کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔
- 8- تاثراتی حلقہ میں "قدر کرنا" سطح پر سیکھنے کے مقصد کی تشریح مع مثال کریں۔
- 9- بلوم کی درجہ بندی کو نصاب کے ڈیزائن کے لیے ایک مفید آلہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟
- 10- تاثراتی حلقہ میں "رد عمل کرنے" کی سطح کی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- بلوم کی درجہ بندی کے تین حلقے (وقوفی، تاثراتی، اور حرکی) کی وضاحت مع مثال کریں۔
- 2- مختلف ہدایات اور متنوع اکتسابی اسلوب کے تناظر میں بلوم کی درجہ بندی کی اہمیت پر سیر حاصل بحث کریں۔
- 3- تشخیص میں بلوم کی درجہ بندی کے کردار کی تشریح کرتے ہوئے یہ واضح کریں کہ یہ کیسے مؤثر تشخیص کے ڈیزائن میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔
- 4- اس کی وضاحت مطلوب ہے کہ بلوم کی درجہ بندی طلباء میں تنقیدی سوچ کی صلاحیتوں کی نشوونما میں کس طرح معاون ہے؟
- 5- تعلیمی نظام میں بلوم کی درجہ بندی کے اطلاق سے وابستہ ممکنہ چیلنجوں اور تنقیدوں پر تبادلہ خیال کریں۔
- 6- طلباء کے لیے زیادہ موثر اور دل چسپ آموزشی تجربہ پیدا کرنے کے لیے بلوم کی درجہ بندی کو سبق کی منصوبہ بندی میں کیسے ضم کیا جاسکتا ہے؟
- 7- بلوم کی درجہ بندی اور طلباء میں علمی صلاحیتوں کی نشوونما کے درمیان تعلق ثابت کرتے ہوئے اس کی تشریح کریں۔
- 8- اس بات کی مثالیں فراہم کریں کہ کمرہ جماعت میں بلوم کی درجہ بندی کے نفاذ کی حمایت اور اسے بڑھانے کے لیے ٹیکنالوجی کو کس طرح مربوط کیا جاسکتا ہے۔
- 9- وضاحت کریں کہ بلوم کی درجہ بندی کو آرٹس اور ہیومنیشنز (arts and humanities) میں مہارتوں کی تشخیص کے لیے کس طرح اپنایا جاسکتا ہے۔
- 10- تدریس میں پیشہ ورانہ ترقی کے لیے بلوم کی درجہ بندی کے ممکنہ مضمرات پر بحث کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- 1- (ج) تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کرنا
- 2- (د) تخلیق کرنا
- 3- (ب) تاثراتی حلقہ
- 4- (ج) تجزیہ کرنا
- 5- (ب) تخلیق کرنا
- 6- (ج) قدر کرنا

14.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1۔ ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یوپی۔ 2018
- 2۔ سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن ٹریڈرس ایجوکیشنل پبلیشرز، حیدر آباد۔ 2016
- 3۔ ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ 2013
- 4۔ نجم السحر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریکٹر پبلشنگ ہاؤس، حیدر آباد۔ 2006
- 5۔ محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میدیا، شری نگر۔ 2006
- 6۔ محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر۔ 1998
- 7۔ عمیر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی۔ 2009
- 8۔ پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔ 2015
- 9۔ معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ 1983
10. Anderson, L. W., & Krathwohl, D. R. (2001). A Taxonomy for Learning, Teaching, and Assessing: A Revision of Bloom's Taxonomy of Educational Objectives. New York: Longman.
11. Becnel, K. E. (2008). Bloom's How to Write About J.D. Salinger. New York: Chelsea House Publishers.
12. Bloom, B. S. (1956). Taxonomy of Educational Objectives: The Classification of Educational Goals. New York: Longmans, Green.
13. Bloom, B. S. (1984). Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 1, Cognitive Domain. New York: Addison Wesley Publishing Company.
14. Brians, P. B. (2018). Bloom's How to Write About George Orwell. New York: Chelsea House Publishers.
15. Brookfield, S. D. (2012). Teaching for Critical Thinking: Tools and Techniques to Help Students Question Their Assumptions. San Francisco: Jossey-Bass.
16. Becknell, K. E. (2008). Bloom's How to Write About F. Scott Fitzgerald. New York: Chelsea House Publishers.

17. Brookhart, S. M. (2013). *Assessment and Grading in Classrooms*. Upper Saddle River, NJ: Pearson.
18. Diamond, R. M. (1998). *Designing and Assessing Courses and Curricula: A Practical Guide*. San Francisco: Jossey-Bass.
19. DiYanni, R. (2008). *Bloom's How to Write About Walt Whitman*. New York: Chelsea House Publishers.
20. Hooks, b. (2010). *Teaching Critical Thinking: Practical Wisdom*. New York: Routledge.
21. Krathwohl, D. R., Bloom, B. S., & Masia, B. B. (1973). *Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 2, Affective Domain*. New York: David McKay Company.
22. Rasmussen, R. K. (2007). *Bloom's How to Write About Ernest Hemingway*. New York: Chelsea House Publishers.
23. Rasmussen, R. K. (2008). *Bloom's How to Write About Langston Hughes*. New York: Chelsea House Publishers.
24. Rasmussen, R. K. (2009). *Bloom's How to Write About Mark Twain*. New York: Chelsea House Publishers.
25. Ross, S. M. (2010). *Bloom's How to Write About William Faulkner*. New York: Chelsea House Publishers.
26. Simpson, E. J. (1972). *Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 3, Psychomotor Domain*. New York: David McKay Company.
27. Sterling, L. A. (2008). *Bloom's How to Write About Nathaniel Hawthorne*. New York: Chelsea House Publishers.
28. Simonson, M., Zvacek, S. M., & Schlosser, C. (2019). *Teaching and Learning at a Distance: Foundations of Distance Education*. Charlotte, NC: Information Age Publishing.
29. Walvoord, B. E. (2004). *Assessment Clear and Simple: A Practical Guide for Institutions, Departments, and General Education*. San Francisco: Jossey-Bass.

اکائی 15۔ منصوبہ سبق: مفہوم، اہمیت و افادیت اور مراحل*

اکائی کے اجزا

تمہید	15.0
مقاصد	15.1
منصوبہ سبق: مفہوم اور اہمیت و افادیت	15.2
15.2.1 منصوبہ سبق کا مفہوم	
15.2.2 منصوبہ سبق کی اہمیت	
15.2.15 منصوبہ سبق کی افادیت	
15.3 منصوبہ سبق کے مختلف مراحل (نثر، نظم، قواعد)	
15.3.1 اردو نثر کی تدریس	
15.3.2 اردو نظم کی تدریس	
15.3.3 اردو قواعد کی تدریس	
15.3.4 منصوبہ سبق کا ڈھانچہ (اردو نثر کی تدریس)	
خلاصہ	15.4
اکتسابی نتائج	15.5
فرہنگ	15.6
نمونہ امتحانی سوالات	15.7
معروضی سوالات کے کلیدی جوابات	15.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد	15.9

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

سبق کا منصوبہ تعلیم کے میدان میں ایک بنیادی دستاویز ہے جو اساتذہ کے لیے ایک منظم اور با مقصد انداز میں تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کے لیے ایک روڈ میپ کا کام کرتا ہے۔ یہ ایک تفصیلی خاکہ ہے جو کسی خاص سبق یا مطالعہ کی اکائی کے مقاصد، مواد، تدریسی طریقوں، تشخیصی حکمت عملیوں اور وسائل کو بیان کرتا ہے۔ سبق کے منصوبے کا بنیادی مقصد معلمین کو مؤثر ہدایات فراہم کرنے کے لیے ایک جامع اور منظم انداز فراہم کرنا ہے، اس بات کو یقینی بنانا کہ سیکھنے کے مقاصد پورے ہوں اور طلبہ با معنی اور با مقصد سرگرمیوں میں مصروف ہوں۔ سبق کی منصوبہ بندی کی ضرورت تدریس سیکھنے کے عمل کی پیچیدہ نوعیت سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک اچھی طرح سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ اساتذہ کو ممکنہ چیلنجوں کا اندازہ لگانے، ان کے تدریسی طریقوں کو سیکھنے کے متنوع انداز کے مطابق بنانے، اور مواد کی ترسیل کی واضح پیش رفت قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ ایک فعال آلہ کے طور پر کام کرتا ہے، جو اساتذہ کو اپنی تدریسی حکمت عملیوں کو تعلیمی اہداف اور معیارات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی کی اہمیت اور افادیت کلاس روم سے باہر ہے، کیونکہ یہ اساتذہ، طلباء اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے درمیان رابطے کے آلے کے طور پر کام کرتی ہے۔ مزید برآں، سبق کے منصوبے عکاسی اور مسلسل بہتری کے لیے ایک قیمتی وسیلہ فراہم کرتے ہیں، اساتذہ کو اپنی تدریسی حکمت عملیوں کی تاخیر کا جائزہ لینے اور مستقبل کی ہدایات کے لیے ضروری مطابقت کے قابل بناتے ہیں۔ مجموعی طور پر، سبق کی منصوبہ بندی مؤثر تدریس کو فروغ دینے اور طلباء کے لیے سیکھنے کے تجربے کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ایک مؤثر سبق کا منصوبہ تیار کرنا ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں کئی اہم اقدامات شامل ہیں، ہر ایک کو مختلف تدریسی مقاصد، جیسے کہ نثر، شاعری اور قواعد کی مخصوص باریکیوں کو حل کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ نثر کے دائرے میں، ابتدائی مرحلے میں اکثر سیکھنے کے مقاصد کو واضح طور پر بیان کرنا اور انہیں نصاب کے معیارات سے ہم آہنگ کرنا شامل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اساتذہ اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ وہ اسباق کے موضوعاتی اہداف کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوئے مناسب نثری اقتباسات کا انتخاب کرتے ہیں۔ منصوبہ بندی کا عمل متعلقہ الفاظ کی شناخت، فہمی سوالات وضع کرنے، اور متنوع تدریسی حکمت عملیوں کو مربوط کرنے تک پھیلا ہوا ہے جو مختلف سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ سرگرمیوں کی ترتیب، تعارف سے لے کر رہنمائی کی مشق اور آزاد اطلاق تک، نثر کے لیے سبق کے منصوبے کا ایک لازمی حصہ بنتی ہے، مؤثر مواد کی فراہمی اور طلبہ کی مصروفیت کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتی ہے۔

جب بات شاعری کی ہو تو سبق کی منصوبہ بندی کا عمل ایک الگ کردار اختیار کرتا ہے۔ اساتذہ ان نظموں کا انتخاب کرتے ہوئے شروع کرتے ہیں جو تدریسی مقاصد سے ہم آہنگ ہوں اور طلباء کی حساسیت کو متاثر کریں۔ شاعرانہ عناصر، جیسے شاعری، میٹر، اور علامتی زبان، کو انٹر ایکٹو سرگرمیوں کے ذریعے تلاش کرنے پر زور دیا جاتا ہے جو طلباء کی فن کی شکل کی سمجھ اور تعریف کو بڑھاتی ہیں۔ شاعری کے سبق کے منصوبے میں عام طور پر تخلیقی مشقیں شامل ہوتی ہیں جو طلباء کو اپنی تشریحات اور جذبات کا اظہار کرنے کی ترغیب دیتی ہیں، جس سے

ادبی صنف کے ساتھ گہرا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں، تشخیصی حکمت عملیوں میں طلباء کے لیے منتخب کردہ نظموں کا تجزیہ کرنے اور ان پر بحث کرنے کے مواقع شامل ہو سکتے ہیں، ان کی فہم اور تنقیدی سوچ کی مہارت کا مظاہرہ کرنا۔

قواعد کی ہدایات کے دائرے میں، سبق کی منصوبہ بندی قواعد کے تصورات کو منظم طریقے سے متعارف کرانے اور ان کو تقویت دینے پر مرکوز ہے۔ اساتذہ شروع کرنے کے لیے مخصوص قواعد کے عنوانات کی نشاندہی کرتے ہیں جن کا احاطہ کیا جائے گا، اور ہدایات کے لیے ایک منطقی ترتیب بنا کر۔ اس کے بعد سبق کے منصوبے میں مختلف سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں، جیسے قواعد کی مشقیں، اور گیمز، سیکھنے کے مختلف انداز کو پورا کرنے اور تفہیم کو تقویت دینے کے لیے۔ سیاق و سباق میں قواعد کے قواعد کا اطلاق، نثر اور شاعری کے تجزیے کے ذریعے، سیکھنے کو با معنی زبان کے استعمال میں مزید مربوط کرتا ہے۔ قواعد کے سبق کے منصوبے کا مقصد واضح ہدایات، مشق، اور طلباء کے لیے اپنے علم کو مستند زبان کے حالات میں لاگو کرنے کے مواقع کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ مجموعی طور پر، سبق کی منصوبہ بندی کے عمل کے اندر یہ الگ الگ اقدامات نثر، شاعری اور قواعد کی ہدایات کے منفرد تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، زبان کی تعلیم کے لیے ایک جامع اور موزوں انداز کو یقینی بناتے ہیں۔

15.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ
- منصوبہ سبق کے مفہوم اور فطرت کو سمجھ سکیں۔
- منصوبہ سبق کی اہمیت سے واقف ہو سکیں۔
- منصوبہ سبق کی افادیت کو جان سکیں۔
- منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر سے واقف ہو سکیں۔
- اردو نثر کی تدریس کے مراحل سے واقف ہو سکیں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل کو جان سکیں۔
- اردو قواعد کی تدریس کے مراحل کو معلوم کر سکیں۔
- اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین فرق کر سکیں۔

15.2 منصوبہ سبق: مفہوم اور اہمیت و افادیت

سبق کا منصوبہ ایک جامع اور منظم خاکہ ہے جسے ماہرین تعلیم نے مخصوص کلاس یا سیکھنے کے سیشن کے لیے تدریسی عمل کی رہنمائی کے لیے ڈیزائن کیا ہے۔ یہ اساتذہ کے لیے ایک بلیو پرنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، جس میں سیکھنے کے مقاصد، تدریسی حکمت عملی، تشخیص کے طریقوں، اور اسباق کے دوران استعمال کیے جانے والے وسائل کی تفصیل ہوتی ہے۔ تدریسی اور سیکھنے کے عمل کی پیچیدگی سے ایک اچھی

ترتیب شدہ سبقی منصوبہ بندی کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ معلمین کو مواد کو با مقصد انداز میں ترتیب دینے اور فراہم کرنے کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے، سیکھنے کے متنوع طرزوں کو پورا کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تعلیمی اہداف پورے ہوں۔ احتیاط سے تیار کیا گیا سبق کا منصوبہ ممکنہ چیلنجوں کی توقع کرتا ہے، اساتذہ کو اپنی حکمت عملیوں کو اپنانے اور طلباء کی مصروفیت کو بڑھانے کے قابل بناتا ہے۔ کلاس روم میں اس کی عملی افادیت سے ہٹ کر، سبق کے منصوبے کی اہمیت معلمین، طلباء اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے درمیان موثر رابطے کو فروغ دینے تک ہے۔ یہ عکاسی کے لیے ایک قیمتی آلہ کے طور پر بھی کام کرتا ہے، اساتذہ کو ان کے تدریسی طریقوں کی کامیابی کا اندازہ لگانے اور مستقبل کے اسباق کے لیے باخبر موافقت کی راہ ہموار کرتا ہے۔

15.2.1 منصوبہ سبق کا مفہوم

سبق کا منصوبہ معلم کی ہدایات جو انہیں رہنمائی کرتے ہیں کہ طلباء کو کیا سیکھنے کی ضرورت ہے اور کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران اسے کیسے مؤثر طریقے سے انجام دیا جائے گا۔ اس کے بعد اساتذہ مناسب سیکھنے کی سرگرمیوں کو ڈیزائن کر سکتے ہیں اور طالب علم کے سیکھنے پر رائے حاصل کرنے کے لیے حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں۔ ہر سبق کے لیے احتیاط سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ اساتذہ کو زیادہ اعتماد کے ساتھ کلاس روم میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے اور اپنے طلباء کے ساتھ سیکھنے کا ایک با معنی تجربہ حاصل کرنے کے امکانات کو زیادہ کرتا ہے۔ کمرہ جماعت میں طلباء کی اکتسابی رہنمائی کے لیے استاد کے ذریعے روزانہ سبق کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے جس کی تفصیلات استاد کی ترجیحات، زیر بحث مضمون اور طلباء کی ضروریات کے لحاظ سے مختلف ہوں گی۔ ایک سبق کا منصوبہ کسی خاص سبق کی تدریس کے لیے استاد کا رہنما ہوتا ہے اور اس میں ہدف (جو طالب علموں کو سیکھنا ہے)، ہدف تک پہنچنے کا طریقہ (طریقہ تدریس)، ہدف کی جانچ کا طریقہ اور تعلیمی ماحصل کی تعین قدر (امتحان اور گھر کا کام وغیرہ) شامل ہوتے ہیں۔

ایک کامیاب سبق کا منصوبہ تین کلیدی اجزاء پر مبنی ہوتا ہے:

1۔ اکتسابی مقاصد

2۔ اکتسابی سرگرمیاں

3۔ تعلیمی نتائج کی تشخیص

ایک سبق کا منصوبہ اساتذہ کو اپنے تدریسی اہداف، سیکھنے کے مقاصد، اور ان کو پورا کرنے کے ذرائع کا عمومی خاکہ فراہم کرتا ہے۔ نتیجہ خیز سبق وہ نہیں ہے جس میں سب کچھ بالکل ٹھیک منصوبہ بندی کے مطابق ہوتا ہے بلکہ وہ سبق ہوتا ہے جس میں طالب علم اور اساتذہ دونوں ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں۔

تعلیمی پیشہ ور افراد تحریری شکل میں طلباء کے لیے کورس کی سرگرمیوں کی یادداشت و ترتیب کے لیے سبق کے منصوبے استعمال کرتے ہیں۔ منصوبے اساتذہ کو ان کے تدریسی اہداف، سیکھنے کے مقاصد اور ان کو پورا کرنے کے لیے حکمت عملیوں کا عمومی خاکہ فراہم کرتے

ہیں جو طلباء کو کورس کی بروقت تکمیل کو بہتر طور پر سمجھنے اور مستقبل کے مواد کے لیے منصوبہ بندی کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ سبق کی منصوبہ بندی کے عناصر میں سبق یا کورس کے بارے میں معلومات شامل ہیں۔ منصوبہ سبق کے چند اہم عناصر درج ذیل ہیں:

1- سیکھنے کے مقاصد: ایک سبق کے منصوبے میں سیکھنے کے مقاصد کا انتخاب شامل ہوتا ہے جس میں موجودہ سبق کے مقاصد یا طلباء کے اکتسابی تجربات کی تفصیلات بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں طالب علم کے اہداف کا احاطہ کرنے کے لیے اشیاء اور سبق کے لیے معلم کی توقعات شامل ہو سکتی ہیں۔ اکتسابی مقاصد سیکھنے کے ماحول اور طلباء کی صلاحیتوں کے لیے حقیقت پر مبنی ہونے چاہیے جو ہر طالب علم کے لیے منصفانہ اور اس کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے قابل پیمائش ہوتے ہیں۔

2- ٹائم لائن: ٹائم لائن تفصیلات بتاتی ہے کہ سیکھنے کے ہر مقصد کو پورا کرنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ ٹائم لائن اس بات کی تفصیل بتاتی ہیں کہ سبق کے دوران تدریس اور طالب علم کی شرکت کے لیے کتنا وقت درکار ہے۔

3- اکتسابی سرگرمیاں: اکتسابی سرگرمیوں سے مراد وہ تفصیلات ہیں جو معلم سبق کے دوران طلباء کو سبق کی سہولت فراہم کرنے اور اکتسابی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے فراہم کرتا ہے۔ اس میں تعین قدر، مفوضات، کمرہ جماعت گفتگو یا آزاد آموزش کے وقت سے متعلق معلومات شامل ہیں۔

4- سبق کے بعد کی تشخیص: سبق کے منصوبوں میں سبق کے بعد کی تشخیص شامل ہو سکتی ہے جسے معلم سبق کی کامیابی کی پیمائش و جانچ کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے بشمول طالب علم کی شرکت، درجات اور طلباء کے مقاصد کو پورا کرنے کے بارے میں معلومات۔

5- طریق عمل: سبق کے منصوبوں میں سبق کی منصوبہ بندی کے طریقے کے بارے میں ہدایات شامل ہیں جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ طلباء کس طرح اہداف حاصل کرتے ہیں اور انہیں ایسا کرنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔

ایک استاد کے طور پر، سوچ سمجھ کر ایک سبق کا منصوبہ تیار کرنا تدریسی کام کا ایک لازمی حصہ ہے۔ منصوبہ سبق نہ صرف استاد کی بابت وہ سب کچھ بتاتا ہے جو استاد کسی مخصوص کمرہ جماعت میں کریں گے بلکہ ان کے بیمار ہونے پر اسباق کو مکمل کرنے کے لیے دیگر استاد کی معاونت لی جاسکتی ہے اور منتظمین انہیں تاثرات فراہم کرنے اور کمرہ جماعت کی نگرانی کے لیے اس کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ سبق کا منصوبہ لکھنا شروع میں ایک مشکل کام لگ سکتا ہے لیکن مشق کے بعد وہ جلد ہی استاد کی دوسری فطرت بن جاتا ہے۔ ہر سبق کے منصوبے کو ایک مقصد، متعلقہ معیارات، سرگرمیوں کی ایک ٹائم لائن، کمرہ جماعت کا جائزہ، تشخیصات اور مطلوبہ تدریسی مواد کی ضرورت ہوتی ہے۔

15.2.2 منصوبہ سبق کی اہمیت

سبق کی منصوبہ بندی بہت ضروری ہے کیونکہ ایک اچھی طرح سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ ہر کسی کو کسی خاص سبق کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ سبق کے منصوبے اساتذہ کو نصاب کو لینے اور اسے طلباء کے لیے دل چسپ اور بامعنی سرگرمیوں میں تبدیل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ اس میں مطلوبہ مواد کا خاکہ بھی بتایا جاتا ہے اور کن خاص باتوں کو مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے جیسے طلباء کی انفرادی سیکھنے کی ضروریات کو بھی واضح کی جاتی ہے۔ اسباق کا منصوبہ اکتسابی مقاصد (اہداف) کے ارد گرد ڈیزائن کیا جاتا ہے جو طلباء کو موقع فراہم کرتا ہے کہ

وہ معلومات دریافت کرے، تعمیر کرے اور اپنے علم کا مظاہرہ کرے۔ تعلیم و اکتساب کا یہ نقطہ نظر تعلیم اور سیکھنے کے ماحول کو استاد پر مرکوز سے طلباء مرکوز کی طرف منتقل کرتا ہے۔

تمام اچھے اساتذہ کے ذہن میں ایک منصوبہ ہوتا ہے جب وہ تدریسی عمل کو انجام دیتے ہیں۔ اس کا دائرہ ایک چیک لسٹ سے لے کر رسمی، تفصیلی، ساختی، منصوبہ بندی تک وسیع ہو سکتا ہے۔ سبق کے منصوبے استاد کے ٹول باکس کا ایک لازمی حصہ ہیں اور ایک استاد کی طرف سے پورے تدریسی عمل کی رہنمائی کے لیے تیار کیا جاتا ہے تاکہ تدریسی نشست کے ہر اہم حصے کو اکتسابی نتائج حاصل کرنے کے لیے مناسب طریقے سے منصوبہ بندی اور اس کا اطلاق کر سکے۔

اب تک ایسا تجربہ کیا گیا ہے کہ جن اساتذہ نے اپنے اسباق کو اچھی طرح سے ترتیب دیا اور اس کی تیاری میں ضروری محنت صرف کی ہے ان کی تدریس موثر رہی ہے، کمرہ جماعت میں طلباء سرگرم عمل رہے ہیں اور اکتساب میں حتی المقدور اضافہ ہوا ہے۔ اس کے برعکس یہ دیکھا گیا ہے کہ زیر تربیت معلم اساتذہ اور زیر ملازمت اساتذہ بھی سبق کی منصوبہ بندی کے بغیر طلباء کو اچھا سبق فراہم کرنے میں اور ان کو مطمئن کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ منصوبہ سبق استاد کو غیر ضروری اقدامات اٹھانے اور غلط طریقے سے نافذ کرنے سے روکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تدریسی عمل میں سبق کی منصوبہ بندی کی اہمیت مندرجہ ذیل ہے:

- 1- منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ سبق کے مواد تک زیادہ مؤثر طریقے سے رسائی حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔
- 2- منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ مواد کو پڑھانے کے مناسب طریقوں کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں اور اسے نافذ کرنے کی تیاری کر سکتے ہیں۔
- 3- سبق کے منصوبوں کی تیاری اساتذہ کو مواد کے ان حصوں کے بارے میں پہلے سے تیار رہنے میں مدد کرتی ہے جن پر ان کا کنٹرول نہیں ہے۔
- 4- سبق کے منصوبے کی تیاری سبق کے تمام مواد کو شامل کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے اور مواد کے کچھ حصے کو بھولنے سے روکتی ہے۔
- 5- سبق کا منصوبہ اساتذہ کو اپنے تدریسی سرگرمیوں کے نفاذ میں اختراعی اور تخلیقی بناتا ہے۔
- 6- سبق کا منصوبہ ہر تقریب کی اہمیت کے مطابق اہداف کے مجموعے کے لیے وقت، ذرائع اور سہولیات مختص کرنے کی اجازت دیتا ہے۔
- 7- منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ مفوضات اور اضافی سرگرمیوں کا تعین زیادہ احتیاط سے کر سکتے ہیں۔
- 8- منصوبہ سبق کی استعمال کرتے ہوئے اساتذہ اپنے تدریس کو منظم، وقت کی بچت اور مناسب حکمت عملی کا اطلاق کر سکتے ہیں۔
- 9- منصوبہ سبق کی استعمال کرتے ہوئے اساتذہ سبق پڑھاتے وقت زیادہ تیار اور پراعتماد محسوس کرتے ہیں۔
- 10- سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو تدریسی عمل میں تمام قسم کی غلطیوں سے پاک رکھتی ہے موضوع کو صحیح طریقے سے ترتیب دینے میں مدد کرتی ہے۔
- 11- منصوبہ سبق استاد کو اس بارے میں بھی واضح کرتا ہے کہ انہیں تشخیص کب شروع کرنی چاہئے اور انہیں اگلے سبق پر کب جانا چاہئے۔

12- منصوبہ سبق کی کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ تدریسی مواد کو تشخیص کے ساتھ اور تشخیص کو سیکھنے کے مقصد کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔

13- اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے کہ ضروری تدریسی مواد دستیاب ہے۔

14- سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو طلباء کے درمیان انفرادی سیکھنے کی ضروریات کو سوچ سمجھ کر پورا کرنے کے قابل بناتی ہے اور ضروری تدریسی مواد دستیابی کی بابت معلومات فراہم کرتی ہے۔

ہر استاد کو سبق کا منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسے کمرہ جماعت کے تدریسی اسباق کے لیے رہنما سمجھا جاتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ طالب علم کی آموزش کا تعلق اساتذہ کی منصوبہ بندی سے بہت گہرا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ اس سے اساتذہ کو اس بات کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے کہ کمرہ جماعت میں کیا سرگرمیاں ہونی چاہیے، ان کا دائرہ کیا ہے اور بیان کردہ بصیرت اور اہداف کی طرف طویل مدتی اجتماعی پیش رفت کے ساتھ ساتھ طلباء کی انفرادی پیش رفت کس حد تک ہے۔

15.2.3 منصوبہ سبق کی افادیت

سبق کی منصوبہ بندی کے بہت سے فوائد ہیں اور بہت سے اسکولوں کو اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنی کلاسوں کے لیے سبق کے منصوبے بنائیں۔ ایک مؤثر سبق کی منصوبہ بندی کے چند قابل ذکر فوائد درج ذیل ہیں:

1- متاثر کن ذاتی اعتماد: سبق کے منصوبے کمرہ جماعت اور اسباق کے کنٹرول میں رکھنے میں مدد کے ساتھ اساتذہ کے اعتماد میں گراں قدر اضافہ کرتے ہیں۔ اساتذہ کا اعتماد ان کے طلباء کو نظر آئے گا اور منصوبے سے ان کو درس و تدریس پر توجہ مرکوز رکھنے اور مضمون قائم رہنے میں مدد ملے گی۔

2- اپنے اسباق کی تشخیص: سبق کے منصوبے اساتذہ کو اپنی تدریسی کارکردگی کا جائزہ لینے میں رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تدریسی عمل اور متوقع اکتسابی نتائج کا اپنے تیار کردہ پلان سے موازنہ کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو سیکھنے کے مقاصد کی وضاحت کرنے اور آپ کے تدریسی انداز اور حکمت عملیوں کو موافق کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ سبق کے منصوبے اساتذہ کو اس بات کا اندازہ لگانے میں مدد کرتے ہیں کہ طالب علموں نے تصورات کو کتنا سمجھا اور نصاب کو کس حد تک سیکھا۔ اساتذہ اس بنیاد پر اپنی سرگرمیاں تبدیل کر سکتے ہیں کہ طالب علموں نے کیسے جواب دیا اور تدریس کو ان کی ضرورت کے موافق کیسے بنایا جائے۔

3- منظم رہنے میں مدد کرنا: اسباق کے منصوبے اساتذہ کو ایک منظم انداز میں سوچنے میں مدد کرتے ہیں۔ خاکہ کے ہر مرحلے کو تصور کرتے ہوئے جب اساتذہ ایک تصور سے دوسرے تصور تک کام کرتے ہیں اس سے آپ کو اپنے اسباق کے معیار کو بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو اپنی کلاسوں کو منظم اور اپنے تدریسی اہداف اور مقاصد کے مطابق رکھنے میں معاونت کرتی ہے۔

4۔ متبادل اساتذہ کی رہنمائی: سبق کے منصوبے آپ کو متبادل اساتذہ کے لیے رہنمائی فراہم کرنے میں مدد کرتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ آپ کے طلباء اس دن کیا سیکھ رہے ہیں۔ ایک منصوبہ ان کے لیے آپ کی درجہ کے نصاب کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے درست روش پر رہنا آسان بناتا ہے۔

5۔ اساتذہ کو زیادہ موثر بنانا: سبق کے منصوبے اساتذہ کو آسانی کے سے نئے خیالات، ٹیکنالوجی اور وسائل کو اپنی کلاسوں میں ضم کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ اساتذہ اپنی آموزشی سرگرمیوں کو اپ ڈیٹ کر سکتے ہیں یا پرانے متن کو نئی ویڈیوز کے ساتھ تبدیل کر سکتے ہیں تاکہ طلباء کو سبق کو سمجھنے میں مدد ملے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں (Check your Progress)
1۔ منصوبہ سبق کے مفہوم اور اہمیت و افادیت کو واضح کیجیے۔

15.3 منصوبہ سبق کے مختلف مراحل (نثر، نظم، قواعد)

نثر، شاعری اور قواعد کے لیے ایک سبق کے منصوبے میں اقدامات کو منظم طریقے سے شامل کرنا تعلیم کے دائرے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ اقدامات اساتذہ کو متنوع لسانی عناصر کی تعلیم کی پیچیدگیوں کو نیوگیٹ کرنے کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ نثر کے تناظر میں، یہ اقدامات مقاصد کو واضح طور پر بیان کرنے، متعلقہ اقتباسات کو منتخب کرنے، اور سرگرمیوں کی ایک ترتیب کو نافذ کرنے میں مدد کرتے ہیں جو طلباء کی مختلف سیکھنے کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ شاعری کے لیے، یہ اقدامات مناسب نظموں کے انتخاب، شاعرانہ عناصر کی کھوج اور تخلیقی سرگرمیوں کو شامل کرنے میں اساتذہ کی رہنمائی کرتے ہیں جو اس صنف کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کرتے ہیں۔ قواعد کے معاملے میں، یہ اقدامات زبان کے اصولوں کی جامع تفہیم کو فروغ دینے، قواعد کے تصورات کو متعارف کرانے، اس پر عمل کرنے اور ان کا اطلاق کرنے کے لیے ایک طریقہ کار کو یقینی بناتے ہیں۔ اجتماعی طور پر، یہ اقدامات نہ صرف موثر مواد کی ترسیل میں سہولت فراہم کرتے ہیں بلکہ تنقیدی سوچ، زبان کی مہارت، اور ادب کے لیے ایک اہم تعریف کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سبق کی منصوبہ بندی کے مراحل میں سرایت شدہ ساختی نقطہ نظر مختلف لسانی ڈومینز کے طلباء کے لیے دلچسپ اور با معنی سیکھنے کے تجربات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

15.3.1 اردو نثر کی تدریس

اردو نثر کی تعلیم ایک کثیر جہتی کوشش ہے جس کا مقصد اردو زبان میں سرایت شدہ بھرپور ادبی روایت کے لیے گہری سمجھ اور تعریف پیدا کرنا ہے۔ اساتذہ طلباء کو نثری کاموں کی تلاش میں مشغول کرتے ہیں، جن میں مختصر کہانیاں، مضامین، اور ناولوں کے اقتباسات

شامل ہیں، تاکہ لسانی مہارتیں فراہم کی جاسکیں اور تنقیدی سوچ کو فروغ دیا جاسکے۔ تدریسی عمل میں اردو نثر میں موجود پیچیدہ داستانیں ڈھانچے، موضوعاتی عناصر اور کردار کی ترقی کو ڈی کوڈ کرنا شامل ہے۔ مزید برآں، طلباء کی زبان کی مہارت کو بڑھانے کے لیے الفاظ کی افزودگی اور فہم کی حکمت عملیوں پر زور دیا جاتا ہے۔ اردو نثر کی تعلیم نہ صرف زبان کے حصول میں مدد دیتی ہے بلکہ طلباء کے لیے نثر کے ٹکڑوں میں سمیٹی ثقافتی، سماجی اور تاریخی جہتوں کو تلاش کرنے کے لیے ایک گیٹ وے کا کام بھی کرتی ہے۔ سوچے سمجھے تجزیے اور بحث کے ذریعے طلباء نہ صرف اپنی زبان کی مہارت کو نکھارتے ہیں بلکہ اردو نثر کے متنوع ادبی منظر نامے کے بارے میں ایک باریک فہم بھی تیار کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر، اردو نثر کی تعلیم لسانی اور ثقافتی افزودگی کے لیے ایک ذریعہ بنتی ہے جو زبان کی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو فروغ دیتی ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان کی فطرت و اقسام کی خصوصیات کو دیکھتے ہوئے ماہرین اردو عموماً اس زبان کی تدریس کے لحاظ سے چار قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اور چاروں اقسام کی تدریس کے مراحل مختلف ہیں۔ نثر کی تدریس کے مراحل بالتفصیل درج ذیل ہیں۔

1- تختہ سیاہ کا کام: تختہ سیاہ درس و تدریس اور کمرہ جماعت کا جزء لاینفک ہے جس کے بغیر تدریسی و آموزشی عمل اپنے مقاصد و اہداف کے حصول سے قاصر رہتا ہے۔ تختہ سیاہ پر تحریر ایک مہارت ہے جس کی تفصیل آچکی ہے اور اس مہارت کا حصول ہر معلم کے لیے لازم ہے۔ کمرہ جماعت میں تدریس سے قبل سبق سے متعلق چند ضروری معلومات تختہ سیاہ پر تحریر کرنا ضروری ہے تاکہ طلباء، انتظامیہ و دیگر شرکاء بلکہ معلم خود دوران تدریس ان معلومات سے آگاہ رہے۔ تختہ سیاہ کے ضروری معلومات میں معلم کا نام، اسکول کا نام، تاریخ، جماعت / کلاس، وقفہ، مضمون، عنوان اور ذیلی عنوان قابل ذکر ہیں۔

2- عمومی مقاصد: سبق کے عمومی مقاصد میں اردو زبان کے عمومی و خصوصی مقاصد دونوں تحریر کئے جاتے ہیں۔ منصوبہ سبق میں اردو زبان کے تمام اقسام کی تدریس کے عمومی مقاصد تقریباً یکساں رکھے جاسکتے ہیں لیکن ہر قسم کے متعدد سطحیں ہیں جیسے نثر و افسانہ وغیرہ۔ معلم اور خصوصی طور پر زیر تربیت معلم یا معلم / آموزگار معلم کو سبق کے عمومی مقاصد طے و تحریر کرتے وقت عنوان و ذیلی عنوان کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے لیکن اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ہے کہ سبق کے مواد مضمون کا کوئی حصہ عمومی مقاصد کے دائرے نہ آسکے۔ مواد مضمون کے علاوہ اردو زبان سے متعلق مقاصد عمومی مقاصد کہلاتے ہیں۔

3- خصوصی مقاصد: معلم اور خصوصی طور پر زیر تربیت معلم یا معلم / آموزگار معلم کو چاہیے کہ تدریس سے پہلے مواد مضمون متعدد بار پڑھے پھر اسے اہم نکات کی نشاندہی کرتے ہوئے چند اہم مقاصد اخذ کریں۔ پھر منصوبہ سبق تحریر کرتے ہوئے ان مقاصد کو خصوصی مقاصد کے عنوان کے تحت درج کیا جائے۔ خصوصی مقاصد تحریر کرتے وقت بلوم کی درجہ بندی کا لحاظ ضروری ہے اور اسی درجہ بندی کے اعتبار کم از کم چار، پانچ یا چھ مقاصد کا تعین ہونا چاہیے۔ کوشش یہ کی جانی چاہیے بلوم کی چھ درجات میں زیادہ سے زیادہ یا تمام پر ایک ایک مقصد اخذ کیا جائے۔ ابتداء میں مواد مضمون پڑھ کر خصوصی مقاصد کا تعین اور مزید بلوم کی درجہ بندی کا لحاظ زیر تربیت اساتذہ کو ایک مشکل امر معلوم ہوتا ہے لیکن وقت اور مشق اسے سہل بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ابتداء میں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے ماہر و تجربہ کار اساتذہ کی رہنمائی میں مشق کرنے کی ضرورت ہے۔

4- معاون تدریسی اشیاء: معاون تدریسی اشیاء میں ایسے آلات اور مواد وغیرہ کا شمار ہوتا ہے جن کی مدد سے معلم اپنی تدریسی عمل کو موثر بناتا ہے۔ کمرہ جماعت کے لیے لازمی اشیاء میں شمار ہونے والے تختہ سیاہ اور چاک وغیرہ کو بھی معاون اشیاء کی فہرست میں رکھا جاتا ہے جبکہ کچھ ماہرین غیر لازم اشیاء جیسے چارٹ پیپر، فلمیش کارڈ، ماڈل، تصویر وغیرہ کو معاون اشیاء میں شمار کرتے ہیں۔ بہر حال، معاون تدریسی اشیاء درس و تدریس کے عمل کو موثر بنانے اور طلباء کے لیے آموزش کو سہل بنانے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زبان کی تدریس میں معاون اشیاء کی محدود تعداد ہے کیونکہ درسی کتاب اور مواد مضمون بھی تمام طلباء کے پاس کمرہ جماعت میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ معلم کے لیے لازم ہے کہ مواد مضمون اور طلباء کے پس منظر کے پیش نظر معاون تدریسی اشیاء کا انتخاب کرے اور منصوبہ سبق میں تحریر کرے۔

5- طریقہ تدریس: تدریس کو موثر اور اکتساب کو سہل بنانے کے لئے طریقہ تدریس کا انتخاب بھی نہایت اہم ہے۔ الگ الگ مضامین اور مواد تدریس کے لئے الگ الگ طریقہ تدریس کا استعمال کیا جاتا ہے نیز اس کے انتخاب میں طلباء کے پس منظر کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اردو نثر کی تدریس کے لیے لکچر یا تقریری طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، بحث و مباحثہ کا طریقہ، بلا واسطہ طریقہ، صوتی زبان (audio-lingual) طریقہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ طریقہ تدریس کا انتخاب معلم کے علم، فہم اور عقل و دانش پر مبنی ہے لیکن اس کا اثر صرف کمرہ جماعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ طلباء کی ہمہ جہت ترقی متاثر ہوتی ہے۔

6- سابقہ معلومات: سابقہ معلومات سے مراد وہ علم و تجربات جو طلباء نئے سبق سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔ سابقہ معلومات اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ نئے علم کے لیے بنیاد ہیں اور نئے معلومات کے ساتھ ربط پیدا کر کے طلباء کے لیے سبق کو قابل فہم اور سہل بناتے ہیں۔ معلم سابقہ معلومات کے ذریعہ طلباء کو تیار کرتا ہے کہ آنے والا سبق بالکل الگ نہیں ہے بلکہ سابقہ معلومات سے متعلق اور جڑا ہوا ہے نیز معلم کو ابتدائی تشخیصی معلومات حاصل ہوتا ہے۔

7- تمہیدی گفتگو: تمہیدی گفتگو تمام دیگر سرگرمیوں اور منصوبہ کی تعمیل کی طرح سبق منصوبہ بندی میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تمہیدی گفتگو کو سبق کا تعارف بھی کہا جاتا ہے اور اس میں مثالی طور پر سبق کا 10-15 فیصد وقت صرف کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت عام فہم سوالات کئے جاتے ہیں تاکہ طلباء متوجہ ہو کر تدریسی عمل میں شرکت کرے اور فعال ہو کر اپنی اکتسابی عمل کو انجام دے۔ تمہیدی گفتگو میں عام سے خاص کی طرف اور معلوم سے غیر معلوم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ تعارف سبق کی منصوبہ بندی کا ایک اہم حصہ ہے کیونکہ یہ باقی سبق کے لیے لہجہ متعین کرتا ہے۔ ایک اچھی طرح سے لکھا ہوا تعارف اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کر سکتا ہے کہ طلباء فعال اور متوجہ ہیں نیز سیکھنے کے لیے تیار ہیں۔

8- اعلان سبق: تمہیدی کرتے ہوئے سبق کے اصل عنوان تک رسائی حاصل کی جاتی ہے اور اعلان سبق میں عنوان بتاتے ہوئے اس سے تختہ سیاہ پر تحریر کیا جاتا ہے۔ اعلان سبق سے پہلے تختہ سیاہ پر عنوان کی تحریر سے احتراز کیا جانا چاہیے تاکہ طلباء سابقہ معلومات اور تمہیدی گفتگو میں ذہنی انتشار کا شکار نہ ہو سکے۔ اعلان سبق کرتے ہوئے معلم مواد مضمون کی پیشکش کی طرف رجوع کرتا ہے اور باقی تمام تفصیلات پیشکش میں پیش کرتا ہے۔

9- پیشکش: منصوبہ سبق کا یہ مرحلہ نہایت اہم ہے بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ منصوبہ سبق کا یہی مقصود ہے۔ اس مرحلہ میں مواد مضمون کی پیشکش درج ذیل ذیلی مراحل کے ذریعہ میں جاتی ہے:

i- مصنف کا تعارف: قومی اور ریاستی درسی کتابوں میں اصل نثری عبارت اور مواد مضمون سے پہلے مصنف کی بابت ضروری معلومات تحریر ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ماہرین لسانیات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مواد مضمون کی بہتر فہم کے لیے مصنف کی بابت معلومات ضروری ہے۔ اس کا مقصد طلباء کے اندر عبارت کی فہم اور مزید مطالعہ کی دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ معلم کو چاہیے کہ مصنف کے تعارف سے متعلق عبارت خود پڑھے اور اس پر روشنی دالتے ہوئے آگے بڑھے۔

ii- معلم کی بلند خوانی: معلم کی بلند خوانی ایک مثالی خوانی ہے جس سے طلباء بغور سن کر اس کے مانند عبارت خوانی کی مشق کریں گے۔ کسی ادب پارے کی بلند خوانی زبان سیکھنے اور اس ادب پارے کی تعریف کرنے کے سب سے اہم اور موثر طریقوں میں سے ایک ہے۔ ایک مشہور ماہر تعلیم، وی شو شینگ کے مطابق، "زیادہ تلاوت کرنے سے زبان کا احساس بھی مضبوط ہوتا ہے"۔ اگر مواد مضمون کم ہے تو پھر معلم پوری عبارت کی مثالی بلند خوانی کرے گا لیکن اگر مواد مضمون و عبارت طویل ہے تو پھر چند پیرا گراف کی عبارت خوانی کے بعد طلباء سے عبارت خوانی کرائے گا۔ معلم مثالی بلند خوانی میں آواز، تلفظ اور عبارت خوانی دیگر تمام لوازمات کا خیال رکھے گا۔

iii- طلباء کی بلند خوانی: زبان کی تعلیم و درس و تدریس کی کمرہ جماعت میں عبارت خوانی ایک ایسا آلہ ہے جو ہمیشہ استعمال ہوتا ہے۔ عبارت خوانی کرنے سے طلباء کی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے اور تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ آج کل کے بچے اتنے تخلیقی و اختراعی صلاحیتوں کے مالک ہیں اور ان کا ذہن اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن اگر بچوں کو زبان پر عبور نہیں ہے تو وہ اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکیں گے اس کے لیے بچے کی زبان کی مہارت خصوصاً بولنے کی مہارت میں بہتری بہت اہم پہلو ہے اور یہ عمل عبارت خوانی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ عبارت طلباء پر اس وقت تک گہرا اثر نہیں چھوڑ سکتی جب تک کہ وہ اسے صحیح طریقے سے نہ بولیں اور نہ پڑھیں۔ یہی نہیں بلکہ طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنے میں بھی عبارت خوانی مدد کرتی ہے۔

iv- تلفظ کی مشق: تلفظ صرف الفاظ کی آوازوں کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ مؤثر مواصلات، ثقافتی انضمام اور زبان سیکھنے کا ایک اہم پہلو ہے۔ چاہے ذاتی، تعلیمی، یا پیشہ ورانہ وجوہات کی بناء پر، تلفظ پر توجہ دینا کسی بھی زبان میں ماہر اور پر اعتماد بات چیت کرنے والا بننے کے لیے ضروری ہے۔ اسکول میں اور خصوصاً ابتدائی درجات کے طلباء کے لیے زبان کی تعلیم و درس و تدریس میں تلفظ کی مشق کا عمل ایک مستقل اور اہم درجہ رکھتا ہے۔

v- اخذ معنی / حل لغات: زبان کی درس و تدریس میں مشکل الفاظ کا انتخاب اور معانی نشانہ ہی معینہ عبارت کی فہم اور مجملہ زبان کی مہارت کے حصول کے لیے لازم ہے۔ لفظ کے معنی سکھانا زبان کی تعلیم کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ الفاظ کے معانی کو سمجھنا مؤثر مواصلات، پڑھنے کی سمجھ اور زبان کی مجموعی مہارت کے لیے ضروری ہے۔ تلفظ کی مشق کے بعد اور تلاوت کردہ عبارت کی تشریح سے پہلے اخذ معنی کا عمل بہت ضروری ہے۔ طلباء کی بلند خوانی کے وقت معلم مشکل الفاظ تختہ سیاہ پر تحریر کرتا رہے گا پھر خاموش خوانی سے قبل مشکل الفاظ کے معانی واضح کرے گا تاکہ خاموش خوانی میں مشکل الفاظ مشکلات پیدا نہ کرے۔

vi- خاموش خوانی/ مطالعہ: خاموش مطالعہ طلباء کی فہم کو بہتر بناتا ہے کیونکہ اس سے انہیں تلفظ کی بجائے عبارت پڑھنے اور سمجھنے پر توجہ دینے میں مدد ملتی ہے۔ یہ مشق بچوں کو تیزی (ایک اوسط شخص کے لیے تقریباً 300 الفاظ فی منٹ) اور درست عبارت خوانی کے ساتھ ساتھ کسی مقصد کے لیے پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے میں بھی مدد کرتا ہے۔ خاموش خوانی طلباء کی دماغی تربیت اور قابل سماعت آوازوں کے بغیر متن پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ ایک قابل قدر ہنر ہے جسے طلباء اپنی سمجھ، توجہ اور پڑھنے کی رفتار کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ تشریح سے قبل خاموش خوانی طلباء کو عبارت فہمی کی سعی کرنے اور اس کے مشق کا ایک موقع فراہم کرتی ہے۔ خاموش مطالعہ کے ذریعہ طلباء پڑھی گئی عبارت کو مکمل یا کم از کم کسی حد تک سمجھ لیتا ہے یا اپنی سمجھ کی ایک ذہنی بنیاد بنالیتا ہے۔ اس عمل سے معلم کی تشریح کی فہم سہل ہو جاتی ہے اور طلباء دوران تشریح اپنے اشکالات و مشکلات کی بابت سوالات کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

vii- تشریح/ تفہیم عبارت/ وضاحت: سابقہ تمام سرگرمیوں کے بعد معلم اپنی فہم و عقل و دانش کا استعمال کرتے ہوئے پڑھی گئی عبارت کی تشریح کرے گا۔ تشریح کے عمل میں طلباء کے ساتھ سوال و جواب بہتر ہے تاکہ ان کی فعال شرکت ممکن ہو سکے اور ان کی فہم کی تشخیص ہو سکے نیز اس عمل کو موثر بنایا جاسکے۔ اس سرگرمی کے تحت معلم طلباء کو عبارت کے اہم نکات اور ضروری معلومات کی وضاحت کر کے انہیں سمجھانے کی کامیاب سعی کرتا ہے۔ معلم کے ذریعہ عبارت کی تشریح اس لیے ضروری ہے کہ موجودہ نصاب میں شامل عبارت اس درجہ کے طلباء کے لیے صد فیصد قابل فہم ہو لازم نہیں ہے بلکہ زیادہ تر عبارتیں مشکل ہیں۔

viii- قواعد کا کام: قواعد کی تدریس الگ ہوتی ہے اور اس کے لیے مختلف مراحل ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہیں لیکن موجودہ وقت میں رائج زبان کی درسی کتابوں میں سبق کے اواخر میں قواعد کی مشق دی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ قواعد کے لیے استقرائی طریقہ تدریس مناسب تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس سبق کی تدریس کے دوران اس کی وضاحت اور ممکنہ مشق لازم ہے تاکہ اس سبق میں موجود مثالوں کے ذریعہ طلباء آسانی سے سمجھ سکے۔

10- اعادہ سبق: دیگر تمام اہم سرگرمیوں کی طرح کمرہ جماعت کی درس و تدریس میں بھی اعادہ کے عمل کو لازمی درجہ حاصل ہے۔ اعادہ کے عمل میں معلم متعدد سوالات کرتا ہے یا سبق کے اہم نکات کی تکرار کر کے طلباء کے لیے ذہن نشین کرنا سہل بناتا ہے۔ اعادہ کے سوالات کا مقصد محض اعادہ ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تشخیص نہیں کی جاتی، چنانچہ طلباء سے جواب نہ ملنے پر معلم بذات خود جواب دیتا ہے۔ اس کے عمل کے ذریعہ سبق طلباء کے ذہن میں مستحضر ہو جاتا ہے اور ناقابل فہم مسائل بھی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

11- تعین قدر: معلم اپنے پیشکش اور سبق کی تاثیر اور کامیابی کی جانچ و تشخیص کے لیے تدریس کے آخر میں تعین قدر کا کام انجام دیتا ہے۔ تاکہ معلم سمجھ سکے کہ اس کا منتخب کردہ طریقہ تدریس پیشکش کا انداز اور مواد مضمون نیز کمرہ جماعت کی تمام تدریسی سرگرمیاں اکتساب کو کس حد تک متاثر کر سکے اور وہ اپنی تدریس مقاصد میں کس حد تک کامیاب محسوس کرتا ہے۔ معلم اپنے سبق کے منصوبے کی کامیابی کی تشخیص کے لیے سبق مکمل ہونے کے بعد اپنے طلباء کی آموزش کا تعین قدر کرتا ہے۔ اس عمل کے ذریعہ معلم اپنے آگے کی تدریس کے لیے لائحہ عمل طے کرتا ہے اور منصوبہ بندی نیز سرگرمیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ تعین قدر کے ذریعہ معلم یہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس پیشکش اور تدریس میں

کہاں، کس حد تک اور کیا کمی رہ گئی تھی جس سے دور کرنے کی ضرورت ہے اور مزید کیا کیا جائے کہ پیشکش اور زیادہ بہتر ہو سکے اور آموزش بڑھایا جاسکے۔

12- گھر کا کام: کمرہ جماعت سے نکلنے کے بعد سبق کو تقویت دینے کا کام گھر کا کام ایک ایک مؤثر عمل ہے۔ سبق مکمل ہونے کے بعد معلم گھر کے کام کو طلباء کے لیے ایک بونس سرگرمی کے طور پر شامل کر سکتا ہے۔ طالب علم کو زیادہ سے زیادہ اکتسابی عمل میں مشغول رکھنے اور برقرار رکھنے کے لیے اپنے سبق کے منصوبے میں ایک مختصر گھر کا کام مفوضہ شامل کرنا مناسب ہے۔ گھر کے کام کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں جیسے متعدد انتخابات سوالات (MCQs) جواب کے چار اختیارات کے ساتھ، مضامین، مختصر جملے کے جوابات، گروپ پروجیکٹ، مماثل اصطلاحات، فلش کارڈ کا جائزہ اور تحریری رپورٹ وغیرہ۔

13- حوالہ جات: دیگر تمام علمی تحریروں کی طرح منصوبہ سبق میں بھی حوالی جات نویسی ضروری ہے تاکہ منصوبہ سبق کی جانچ کرنے والا یا مشاہدہ کرنے والا اس کی اصل اور منبع سے واقف ہو سکے۔ زیر تربیت معلم کے لیے اس لیے ضروری ہے تاکہ اس کے استاد منصوبہ سبق (خصوصاً خصوصی مقاصد، طریقہ تدریس اور پیشکش) کی بخوبی جانچ کر سکے۔

14- نگران کی رائے: نگران معلم کی رائے اور تعامل کے لیے منصوبہ سبق کے آخر میں مناسب مقدار میں جگہ چھوڑنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی رائے بالتفصیل تحریر کر سکے اور کمیوں نشاندہی کرتے ہوئے سدھار کے لیے مشورے دے سکے۔ لیکن ایک لمبے عرصے کے تجربہ میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر طلباء نگران کی رائے کے لیے کافی کم جگہ چھوڑتے ہیں یا بالکل جگہ نہیں چھوڑتے ہیں۔

15- نگران کا دستخط: نگران اپنی رائے تحریر کرنے کے بعد مجوزہ جگہ پر اپنا دستخط کرے گا تاکہ انتظامیہ یاد دہانہ کو معلوم ہو سکے کہ یہ منصوبہ کی جانچ ہو چکی ہے یا دوران تدریس اس کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔

15.3.2 اردو نظم کی تدریس

اردو شاعری کی تعلیم ایک نازک اور باریک عمل ہے جو طلباء کو اردو زبان کی جمالیاتی اور ثقافتی دولت کی گہرائی سے سراہنے کی کوشش کرتی ہے۔ اساتذہ کلاسیکی اور عصری اردو شاعری کی کھوج کے ذریعے، شاعری، میٹر اور استعارے کی پیچیدگیوں کو تلاش کرتے ہوئے طلباء کے ساتھ سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ تدریسی عمل نہ صرف لسانی مہارتوں کو بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتا ہے بلکہ آیات میں بیان کیے گئے موضوعات اور جذبات کے ساتھ گہرے جذباتی تعلق کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ طلباء کو شاعرانہ آلات کے تجزیہ، تاریخی سیاق و سباق کی تلاش، اور علامت کی تشریح، تنقیدی سوچ اور ادبی بصیرت کو فروغ دینے میں رہنمائی کی جاتی ہے۔ اردو شاعری کی تعلیم کے ذریعے طلبانہ صرف اپنی زبان کی مہارت کو نکھارتے ہیں بلکہ اظہار کی باریکیوں کے لیے ایک اعلیٰ حساسیت بھی پیدا کرتے ہیں، بالآخر اردو شاعروں کے فصیح کلام میں سمائے ہوئے ثقافتی اور فنی ورثے کی گہری سمجھ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح اردو شاعری کی تعلیم ایک تبدیلی کا سفر بن جاتی ہے جو لسانی صلاحیتوں سے بالاتر ہو کر طالب علموں کو اردو ادبی روایت کے روح پرور اور ابھارنے والے دائرے میں ایک وندو پیش کرتی ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

اردو نظم کے تدریسی مراحل نثر کی تدریس کے مراحل کے مماثل ہیں لیکن مقاصد پیشکش کے ذیلی مراحل و سرگرمیاں (مثال کے طور پر اجمالی جائزہ، تفصیلی جائزہ، استحسان اشعار اور اسلوب بیان وغیرہ) میں مختلف ہیں۔

1- تختہ سیاہ کا کام

2- عمومی مقاصد

3- خصوصی مقاصد

4- معاون تدریسی اشیاء

5- طریقہ تدریس

6- سابقہ معلومات

7- تمہیدی گفتگو

8- اعلان سبق

9- پیشکش

منصوبہ سبق کا یہ مرحلہ نہایت اہم ہے بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ منصوبہ سبق کا یہی مقصود ہے۔ اس مرحلہ میں مواد مضمون کی پیشکش درج ذیل ذیلی مراحل کے ذریعہ کی جاتی ہے؛

i- شاعر کا تعارف: قومی و ریاستی اداروں کے ذریعہ تیار کردہ درسی کتابوں میں موجود نظم کے سبق میں بھی سب سے پہلے مصنف کی بابت ضروری معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔ نثر کے مقابلے میں نظم اور شاعری کی فہم زیادہ مصنف و شاعر کی بابت معلومات اور اس کی طرز تحریر پر مبنی ہے۔ شاعر کو سمجھے بغیر اس کے منظوم کلام کو سمجھنا مشکل ترین عمل ہے بلکہ بسا اوقات ناممکن ہے کیوں کہ اشعار مین استعارہ اور کنایہ کا استعمال عام ہے۔ اس نظم کی تدریس سے پہلے معلم مصنف کی بابت موجود عبارت پڑھ کر ضروری معلومات فراہم کرے گا تاکہ طلباء کو اس قابل بنایا جاسکے کہ وہ اس نظم کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔

ii- معلم کی بلند خوانی: اردو زبان میں نظم کی عبارت خوانی نہایت اہم ہے کیونکہ اکثر طلباء منظوم عبارت کی عبارت خوانی میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے بلکہ اکثر افراد کو پریشانی ہوتی ہے۔ اردو منظوم عبارت پڑھتے وقت لب و لہجہ، قرأت کی رفتار، آواز میں زیر و بم نیز چہرے سے اظہار جذبات اور جسمانی حرکت کے مابین مناسب ہم آہنگی ضروری ہے جس کی سمجھ کافی کم لوگوں کو ہے۔ اس وجوہات کے سبب معلم کی مثالی بلند خوانی نظم کی تدریس میں بہت اہم ہو جاتی ہے اور پھر طلباء اسے بغور سن کر اس کی پیروی کرنے کی کوشش کریں گے۔ منظوم عبارت والا سبق عموماً کم مواد پر مبنی ہوتی چنانچہ معلم پوری عبارت کی مثالی بلند خوانی کرے گا اور پھر اس کے بعد طلباء سے عبارت خوانی کرائے گا۔ معلم مثالی بلند خوانی میں آواز کے زیر و بم، اظہار جذبات، تلفظ اور عبارت خوانی دیگر تمام لوازمات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے اور اس مہارت کے فروغ میں معلم کی مثالی بلند خوانی کا کردار نہایت اہم اور قابل ستائش ہے۔

iii۔ طلباء کی بلند خوانی: معلم کی مثالی بلند خوانی کی صرف سماعت کافی نہیں ہے بلکہ عبارت خوانی ایک مہارت ہے جس کے حصول کے لیے مشق لازم ہے۔ عبارت خوانی کی مشق کسی ماہر زبان معلم کے موجودگی میں ہونی چاہیے جس کے لیے سب سے زیادہ مناسب جگہ کمرہ جماعت اور مناسب وقت اردو زبان کی تدریس ہے۔ عبارت خوانی کرنے سے طلباء کی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں بھی مدد ملتی ہے۔ نظم کی عبارت خوانی سابقہ بیان کردہ دلائل و وجوہات کی بنیاد مزید اہم ہو جاتی ہے طلباء سے جس مشق کرانا بھی ضروری ہے۔ عبارت طلباء پر اس وقت تک گہرا اثر نہیں چھوڑ سکتی جب تک کہ وہ اسے صحیح طریقے سے نہ پڑھیں اور نہ سمجھیں۔ طلباء میں عبارت خوانی مہارت کے فروغ کے لیے اجتماعی و خاموش مطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ معلم کی رہنمائی و نگرانی میں طلباء انفرادی بلند خوانی ضروری ہے۔

iv۔ اجمالی جائزہ: اجمالی جائزہ کا مطلب ہے کمرہ جماعت پڑھائی جانے والی مکمل نظم یعنی پورے منظوم کلام کا خلاصہ بیان کرنا۔ معلم و متعلم دونوں کی عبارت خوانی کے فوراً بعد اور الفاظ و معانی کی تفصیل میں جانے سے پہلے پوری عبارت کا خلاصہ بیان کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اس سے کسی حد تک الفاظ و معانی اور شاعر کی غرض و غایت کی بابت اشارہ ہو جاتا ہے اور پھر آگے کا مرحلہ عام سے خاص کی طرف یا بالائی سے گہرائی کی جانب جاتا ہے۔ اجمالی جائزہ کے بغیر تفصیلی جائزہ، استحسان شعر اور اسلوب بیان وغیرہ غیر متاثر ہیں اور طلباء کو ان امور میں دشواری کا سامنا لازم ہے۔

v۔ اخذ معنی: اجمالی جائزہ کے بعد اور تفصیلی جائزہ سے پہلے مشکل یا غیر مانوس یا غیر معلوم الفاظ کی شناخت کرتے ہوئے معلم ان کے معانی طلباء کو بتائے گا۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ فرچہ نظم کی تدریس کا اہم مقصد نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اشعار کو سمجھنے میں الفاظ کے معانی کو جاننے و سمجھنے کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ الفاظ کی معانی جانے بغیر اشعار کا سمجھنا، اس کے حسن کے لطف اندوز ہونا اور ذوق جمال کی حرکت تقریباً ناممکن ہے۔ معلم اخذ معانی کے لیے معلم مشکل الفاظ اور معانی دونوں تختہ سیاہ پر تحریر کرے گا نیز سیاق و سباق کی بھی وضاحت کرے گا۔ وقت کی بچت اور تدریس کو مزید موثر بنانے کی غرض سے اگر من کو بلکہ مناسب ہے کہ معلم پہلے سے ایک چارٹ پیپر پر چند منتخب الفاظ معانی کے ساتھ لکھ کر لائے اور اخذ معنی کے وقت اس کو دیور پر آویزاں کرتے ہوئے وضاحت کرے۔ منصوبہ سبق میں بھی چند مشکل الفاظ معانی بطور نمونہ تختہ سیاہ کے کالم میں معلم تحریر کرے گا۔

vi۔ تفصیلی جائزہ: منظوم کلام اور اشعار کو سمجھنا اتنا بھی سہل نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کے قابل ہو سکے بلکہ بعض اشعار کا سمجھنا اس کے شاعر کی سمجھ پر مبنی ہوتا ہے تو پھر بعض اشعار ایسے بھی ہوتے ہیں جن فہم بغیر اس زبان و ادب پر عبور کے مشکل ہے۔ نظم مختلف اقسام جیسے غزل کا ہر ایک شعر اپنے معنی کے اعتبار سے مستقل ہوتا ہے اور اس کی فہم ماقبل یا مابعد اشعار یا شعر پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ہر شعر کی مستقل وضاحت ضروری ہے اور اس ضرورت کے پیش نظر تفصیلی جائزہ کا ذیلی مرحلہ پیشکش میں رکھا گیا ہے۔ تفصیلی جائزے سے طلباء میں اشعار کی فہم پیدا ہوگی نیز اشعار کے تئیں ان کی دلچسپی میں اضافہ ہوگا۔ تفصیلی جائزہ کے لیے مختلف معاون اشیاء جیسے ماڈل، چارٹ، تصویر وغیرہ کی مدد لی جاسکتی ہے اور نثر کے برخلاف نظم میں ممکن ہے ہر شعر کے لیے الگ معاون تدریسی اشیاء کی ضرورت محسوس کی جائے۔

vii- استحسان شعر / نظم: منظوم کلام کے اشعار میں استعمال حسن کی بابت طلباء کو معلومات فراہم کرنا نیز اس کی تفصیلی گفتگو لازم ہے تاکہ انہیں شعر و شاعری لکھنے اور پڑھنے کی طرف راغب کیا جاسکے اور ان کی مہارتوں کو فروغ دیا جاسکے۔ اشعار کی درستی نیز اس کے حسن میں اضافہ کے لیے لازم قواعد اور خوبیوں کی بابت طلباء کی واقفیت اور فہم ضروری ہے تاکہ انہیں قابل بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر قافیہ، ردیف، استعارہ، کنایہ اور تلمیح وغیرہ جن کا استعمال اشعار کے حسن میں گراں قدر اضافہ کرتا ہے۔ استحسان نظم کے بغیر نظم کے حسن سے لطف اندوزی و فنون لطیفہ کا احساس مشکل ہے اور یہ سب عام طلباء کے لیے سہل بھی نہیں ہے، چنانچہ معلم کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

viii- اسلوب بیان: استحسان اشعار کے بعد معلم نظم کے اسلوب پر روشنی ڈالے گا کہ شاعر نے کس قدر خوبی کے ساتھ اپنی بات کو پیش کیا ہے جیسے میر تقی میر کے اشعار کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھنے و سننے میں عام و سہل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے مانند اشعار کہنا نہایت مشکل ہے اور لا محدود لوگوں نے اس کا تجربہ بھی کر چکے ہیں۔ اردو زبان کی اصلاح میں اس طرح کے کلام سہل ممتنع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلوب بیان عموماً درسی کتابوں میں اسلوب بیان کا ذکر نہیں ہوتا یا ہوتا بھی ہے تو طلباء کے لئے قابل فہم نہیں ہوتا لیکن غزل کی تدریس میں شاعر کی حیات اور تحریری خصوصیات پر گفتگو ہونے کی وجہ سے اسلوب بیان کا اظہار معلم کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

10- اعادہ سبق

11- تعین قدر

12- گھر کا کام

13- حوالہ جات

14- نگران کی رائے

15- نگران کا دستخط

15.3.3 اردو قواعد کی تدریس

زبان و ادب میں قواعد کی ایک خاص اہمیت ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا یہ زبان کا جزء لاینفک ہے جو اس کی مہارتوں کے حصول میں مددگار ہے۔ قواعد کی اہمیت سے کسی شخص کو انکار نہیں ہے لیکن اس کی تدریس کی نوعیت اور طریقے کی بابت ماہرین لسانیات اور اہل علم حضرات مختلف رائے رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض کا ماننا ہے کہ قواعد کی مستقل تدریس ہو اور الگ منصوبہ بندی کی جائے لیکن کچھ کا کہنا ہے کہ زبان سیکھا جائے اور اس کی مہارتوں پر توجہ دی جائے قواعد اس کے ضمن میں سمجھ لیا جائے گا یا اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پہلا قول زبان ثانی اور ثالث کی آموزش کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرا قول زبان اول یا مادری زبان کے لیے موزوں ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایک جماعت کہنا ہے کہ ابتدائی جماعت میں قواعد کی مستقل تدریس غیر مناسب ہے لیکن اعلیٰ جماعتوں میں خصوصاً اعلیٰ تعلیم کی کمرہ جماعت اس کی مستقل تدریس درست معلوم ہوتا ہے اور بعض حضرات بالکل اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں۔

اکثریت قواعد کی تدریس کے قائل ہیں گرچہ مستقل منصوبہ بندی ہو اور کمرہ جماعت میں اس کی تدریس یا بلا واسطہ نثر یا انشاء وغیرہ کی تدریس میں ضمنی طور پر قواعد کی تدریس کی جائے کیونکہ قواعد زبان کی آموزش اور مہارتوں کے حصول کے عمل سہل بنانا ہے، زبان و ادب میں حسن پیدا کرتا ہے اور طلباء کی ذہنی، تخیلاتی، تخلیقی اور اختراعی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ زبان پہلے فروغ پاتی ہے پھر قواعد اور قواعد تشکیل دیے جاتے ہیں نیز قواعد کی زیادہ ضرورت زبان ثانی اور ثالث کی آموزش میں پڑتی ہے۔ درجات کے اعتبار سے قواعد کی نوعیت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے جیسے عموماً اسکول کی تعلیم میں قواعد کی دو قسمیں کی جاتی ہیں؛ اول بنیادی قواعد جس پر توجہ ابتدائی جماعتوں میں ہوتی ہے اور اس میں صرف و نحو یعنی واحد۔ جمع، اسم، فعل و حرف وغیرہ شامل ہیں اور دوم اعلیٰ قواعد جس پر توجہ ثانوی و اعلیٰ ثانوی جماعتوں دی جاتی ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت یعنی مرکب جملہ، انشاء صنعت اور حسن شعری وغیرہ شامل ہیں۔

زبان کے استاد کے طور پر قواعد کی تعلیم دینا اس کے تدریسی ذمہ داریوں اور تعلیمی سرگرمیوں کا ایک لازمی پہلو ہے۔ طلباء آپس میں ایک دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے معلم کے ذریعہ فراہم کردہ ضروری آلات پر انحصار کرتے ہیں اور قواعد کے ڈھانچے زیادہ تر لسانی ٹول باکس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن اردو قواعد پڑھانا ایک مشکل کام لگ سکتا ہے، شاید تھوڑا سا خشک بھی، خاص طور پر جب آپ اس زبان کو برسوں سے پڑھا رہے ہوں۔ زبان ایک ایسی گاڑی ہے جس کے ذریعے فرد اپنے خیالات، احساسات، جذبات اور تجربات کو ایک دوسرے سے پہنچاتا ہے لیکن قواعد کو ایک مشین سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ گاڑی حرکت میں آتی ہے۔ قواعد زبان کا ایک نظریہ ہے اور اس کا مطلب جملے میں الفاظ کی تنظیم کا مطالعہ ہے۔ زبان کی تدریس میں قواعد کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور ہر زبان کی اپنی قواعد ہوتی ہے۔ قواعد کا علم دوسری و تیسری زبان سیکھنے والے کے لیے مقامی یا مادری زبان والے کے مقابلے میں بہت زیادہ اہم ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

اردو نثر و نظم کی تدریس کے لیے سبق کی منصوبہ بندی کے مراحل کے برخلاف اردو قواعد کی منصوبہ سبق میں عمومی طور پر دو طریقے (استقرائی و استخراجی) کے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

- 1- تختہ سیاہ کا کام
- 2- عمومی مقاصد
- 3- خصوصی مقاصد
- 4- معاون تدریسی اشیاء
- 5- طریقہ تدریس
- 6- سابقہ معلومات
- 7- تمہیدی گفتگو
- 8- اعلان سبق
- 9- پیشکش

اعلان سبق کے فوراً بعد بغیر کسی تاخیر کے معلم کو چاہیے کہ مواد مضمون کی پیشکش کی طرف پیش رفت کرے اور معینہ ذیلی مراحل کی پیروی کرتے اپنے سبق کے مواد کو کمرہ جماعت میں طلباء کے سامنے پیش کرے۔ پیشکش کے وقت معلم کے لیے اس بات کا خیال ضروری ہے کہ سبق کے خصوصی مقاصد مقصود نظر ہوں اور پیشکش اسی کے ارد گرد ہی رہے۔

1- مصنف کا تعارف (اگر ضروری ہو): نظم کی تدریس کی طرح قواعد میں بھی اگر معینہ درسی کتاب کے علاوہ کسی کتاب سے قواعد کی تدریس کی جارہی ہے تو پھر مصنف کا تعارف لازم ہے۔ مصنف کا تعارف مواد مضمون کی درستی و اعتماد کو ثابت کرتا ہے نیز طلباء کے لیے قواعد کی فہم کو سہل کرتا ہے نیز اس مصنف کی بابت مزید مطالعہ کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔

(استقرائی): قواعد کی تدریس کے لیے موجودہ وقت میں استقرائی طریقہ تدریس زیادہ رائج اور مقبولیت حاصل کر چکا ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مثال سے اصول و قاعدہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے درج ذیل ذیلی مراحل پیش خدمت ہے:

2- چند مثالیں

سبق کی پیشکش کی ابتداء مثالوں سے کی جانی چاہیے اور چند مثالوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے ضمن میں متعلقہ قاعدہ اور اصول کا تعارف و تعریف کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، بڑا، چھوٹا، کالا، گورا، اچھا اور برا یعنی کسی چیز کی علامت، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل اور مثل مانند وغیرہ۔

3- قاعدہ کا تعارف: مثالوں کی وضاحت کے بعد معلم قاعدہ اور اصول کے تعارف اور تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی تفصیل پیش کرتے ہوئے اس کے استعمال نیز اہمیت پر روشنی دالے گا۔ سمجھنے کے لیے مذکورہ بالا مثالوں کی روشنی میں مثال درج ذیل ہے:

صفت کی جمع صفات (مونث) عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا نشان، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل، مثل مانند۔ وہ لفظ جو کسی اسم کی خصوصیت، حالت، کیفیت یا کمیت ظاہر کرے، مثلاً اچھا آدمی، مشکل کام، چھوٹا مکان وغیرہ۔

4- اقسام: مثال اور قاعدہ کی تعریف کے بعد اس کے اقسام بیان کیے جائیں گے جیسے صفت کی مثال اور اس کی تعریف کے بعد اس کے اقسام درج ذیل ہیں:

1- صفت ذاتی: وہ الفاظ جن سے کسی شخص یا چیز کی ذاتی خصوصیت، حالت یا کیفیت ظاہر ہو، اسے صفت ذاتی کہتے ہیں جیسے خوش مزاج، خوش مذاق، باوقار۔

2- صفت نسبتی: وہ صفت جس میں کسی دوسری چیز سے کسی طرح کا لگاؤ یا نسبت پائی جائے، اسے صفت نسبتی کہتے ہیں جیسے ہندوستانی بلے، جاپانی گڑیا، کشمیری شال۔

3- صفت عددی: وہ صفت جس سے کسی اسم کی تعداد ظاہر ہو، اسے صفت عددی کہتے ہیں جیسے دو بلے، چند کتابیں، کچھ کاپیاں۔

4- صفت مقداری: وہ صفت جو کسی چیز کی مقدار یا ناپ یا وزن کو ظاہر کرے، اسے صفت مقداری کہتے ہیں جیسے دو کلو مٹھائی، پانچ میٹر کپڑا، ایک لیٹر دودھ، چٹکی بھر نمک۔

5- خصوصیات: صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی اسم کے ساتھ اس سے پہلے استعمال ہوتی ہے۔ بغیر اسم کے صفت کا وجود ممکن نہیں ہے کیونکہ صفت کسی شئی، شخص یا مکان وغیرہ کی وضاحت پیش کرتی ہے۔

6- استثنائی حالت (اگر موجود ہو): اردو زبان کے کسی قاعدہ میں اگر استثنائی حالت پائی جاتی تو پھر اس کی تشریح کی جانی چاہیے جیسے جن الفاظ میں آخری حرف 'ی' ہے اس کا استعمال مونث ہوتا ہے جیسے کرسی، تختی، چربی، قمری، شمسی وغیرہ لیکن لفظ پانی کا استعمال مذکر ہوتا ہے جیسے کہ ندی میں پانی چل رہا ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صفت میں کوئی استثنائی حالت اس کتاب کے مصنف کے نظر میں نہیں ہے۔

7- تشریح/وضاحت: متعدد جملے بنا کر صفت اور اس کے اقسام کی تشریح کی جانی چاہیے تاکہ ہر کس و ناکس یعنی کمرہ جماعت کا ہر طالب علم کو یہ قاعدہ اور اس کا استعمال اس حد تک ذہن نشین ہو جائے کہ وہ استعمال اپنے جملے باسانی کر سکے۔

(استخراجی): قواعد کی تدریس کے طریقے میں آج بھی استخراجی طریقہ تدریس کی اہمیت باقی ہے بلکہ معلمین و ماہرین کی ایک کثیر تعداد اپنے کمرہ جماعت کی تدریس میں اس کے استعمال کو پسند کرتے ہیں۔ لہذا، اس کی وضاحت درج ذیل ہے؛

2- قاعدہ کا تعارف: صفت کی جمع صفات (مونث) عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا نشان، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل، مثل مانند۔ وہ لفظ جو کسی اسم کی خصوصیت، حالت، کیفیت یا کمیت ظاہر کرے، مثلاً اچھا آدمی، مشکل کام، چھوٹا مکان وغیرہ۔

3- اقسام

1- صفت ذاتی: وہ الفاظ جن سے کسی شخص یا چیز کی ذاتی خصوصیت، حالت یا کیفیت ظاہر ہو، اسے صفت ذاتی کہتے ہیں جیسے خوش مزاج، خوش مذاق، باوقار۔

2- صفت نسبتی: وہ صفت جس میں کسی دوسری چیز سے کسی طرح کا لگاؤ یا نسبت پائی جائے، اسے صفت نسبتی کہتے ہیں جیسے ہندوستانی بلے، جاپانی گڑیا، کشمیری شال۔

3- صفت عددی: وہ صفت جس سے کسی اسم کی تعداد ظاہر ہو، اسے صفت عددی کہتے ہیں جیسے دو بلے، چند کتابیں، کچھ کاپیاں۔

4- صفت مقداری: وہ صفت جو کسی چیز کی مقدار یا ناپ یا وزن کو ظاہر کرے، اسے صفت مقداری کہتے ہیں جیسے دو کلو مٹھائی، پانچ میٹر کپڑا، ایک لیٹر دودھ، چٹکی بھر نمک۔

5- خصوصیات: صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی اسم کے ساتھ اس سے پہلے استعمال ہوتی ہے۔ بغیر اسم کے صفت کا وجود ممکن نہیں ہے کیونکہ صفت کسی شئی، شخص یا مکان وغیرہ کی وضاحت پیش کرتی ہے۔

6- استثنائی حالت (اگر موجود ہو): اردو زبان کے کسی قاعدہ میں اگر استثنائی حالت پائی جاتی تو پھر اس کی تشریح کی جانی چاہیے جیسے جن الفاظ میں آخری حرف 'ی' ہے اس کا استعمال مونث ہوتا ہے جیسے کرسی، تختی، چربی، قمری، شمسی وغیرہ لیکن لفظ پانی کا استعمال مذکر ہوتا ہے جیسے کہ ندی میں پانی چل رہا ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صفت (قاعدہ) میں کوئی استثنائی حالت اس کتاب کے مصنف کے نظر میں نہیں ہے۔

7- تشریح/وضاحت: متعدد جملے بنا کر صفت اور اس کے اقسام کی تشریح کی جانی چاہیے تاکہ ہر کس و ناکس یعنی کمرہ جماعت کا ہر طالب علم کو یہ قاعدہ اور اس کا استعمال اس حد تک ذہن نشین ہو جائے کہ وہ استعمال اپنے جملے باسانی کر سکے۔

10۔ اعادہ سبق

11۔ تعین قدر

12۔ گھر کا کام

13۔ حوالہ جات

14۔ نگران کی رائے

15۔ نگران کا دستخط

15.3.4 منصوبہ سبق کا ڈھانچہ (اردو نثر کی تدریس)

تاریخ: --/--/--	معلم استاد کا نام: -----
جماعت: -----	ادارہ: -----
وقفہ: -----	مضمون: -----
ذیلی عنوان: -----	عنوان: -----

عمومی مقاصد:

1-----
2-----
3-----

خصوصی مقاصد:

1-----
2-----
3-----

طریقہ تدریس:

تدریسی اشیاء:

سابقہ معلومات:

سبق پلان کے اجزاء	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباء کی سرگرمیاں	تختہ سیاہ کا کام
تمہیدی گفتگو			
اعلانِ سبق			
پیشکش			
افسانہ نگار کی بابت			
متعلم استاذ کی مثالی بلند خوانی			
طلباء کی تقلیدی بلند خوانی			
تلفظ کی مشق			
اخذ معنی / حل لغات			
طلباء کی خاموش خوانی / مطالعہ			
تشریح / تفہیم عبارت / وضاحت			
قواعد کا کام			
اعادہ سبق			
تعیین قدر			
گھر کا کام			
حوالہ / ماخذ			

مشاہدہ کار معلم کی رائے:

- 1-----
- 2-----
- 3-----
- 4-----
- 5-----

نگراں / مشاہدہ کار معلم کا دستخط:

اپنی معلومات کی جانچ کریں
1۔ اردو نثر کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل کی وضاحت مطلوب ہے۔

2۔ اردو نظم کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل کو تفصیل سے قلمبند کیجیے۔

15.4 خلاصہ

خلاصہ طور پر، ایک سبق کا منصوبہ تعلیمی منظر نامے میں ایک اہم کمپاس کا کام کرتا ہے، جو اساتذہ کے لیے تدریسی اور سیکھنے کے عمل کی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لیے ایک منظم گائیڈ پیش کرتا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی کا بنیادی مطلب اس کے کام میں ایک باریک بینی سے تیار کردہ دستاویز کے طور پر ہے جو سیکھنے کے مقاصد، تدریسی حکمت عملیوں، تشخیص کے طریقوں، اور کسی مخصوص سبق یا اکائی کے لیے دستیاب وسائل کا خاکہ پیش کرتا ہے۔ یہ ایک بلیو پرنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اساتذہ اپنی تدریسی ذمہ داریوں کو مقصد اور تنظیم کے ساتھ انجام دیں۔ سبق کے منصوبے کی ضرورت تعلیم کی پیچیدہ نوعیت سے پیدا ہوتی ہے، جہاں متنوع سیکھنے والوں کے لیے موزوں تدریسی طریقوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ واضح مقاصد اور سرگرمیوں کی ایک منطقی ترتیب قائم کر کے، سبق کا منصوبہ اساتذہ کو سیکھنے کے مختلف انداز اور چیلنجوں کو پورا کرنے کے لیے اپنی حکمت عملیوں کو اپنانے میں مدد کرتا ہے جو کہ تدریس کے دوران پیش آ سکتے ہیں۔ ایک اچھی ساختہ سبقی منصوبہ بندی کی ضرورت کلاس روم سے باہر تک پھیلی ہوئی ہے، جو معلمین، طلباء اور اسٹیک ہولڈرز کے درمیان موثر رابطے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ یہ ایک متحرک آلہ کے طور پر کام کرتا ہے جو جاری عکاسی اور موافقت کو فروغ دیتا ہے، اساتذہ کو اپنے طریقوں کو بہتر بنانے اور وقت کے ساتھ ساتھ ہدایات کے معیار کو بہتر بنانے کا موقع دیتا ہے۔

نثر، شاعری، اور قواعد کے لیے ایک سبق کے منصوبے کے اندر مختلف مراحل کی اہمیت ہر لسانی ڈھلقہ کی منفرد ضروریات کو پورا کرنے کی ان کی صلاحیت میں مضمر ہے۔ یہ اقدامات اساتذہ کو تدریسی حکمت عملیوں کو ڈیزائن اور لاگو کرنے کے لیے ایک منظم انداز پیش کرتے ہیں جو زبان کے عناصر کی جامع تفہیم کو فروغ دیتے ہیں۔ چاہے نثر، شاعری، یا قواعد کی تلاش ہو، یہ اقدامات ہر موضوع کے مخصوص مقاصد اور پیچیدگیوں پر غور کرتے ہوئے مواد کی ترسیل کی منطقی پیش رفت کو یقینی بناتے ہیں۔ مزید برآں، ان اقدامات کی اہمیت دلچسپ اور بامعنی سیکھنے کے تجربات پیدا کرنے، تنقیدی سوچ کو فروغ دینے، اور طلباء میں ادب اور زبان کے لیے ایک اہم قدر کی پرورش تک ہے۔ خلاصہ یہ کہ درسی منصوبہ اور اس کے اقدامات متنوع لسانی سیاق و سباق میں تدریس اور سیکھنے کے عمل کی تاثیر اور اثر کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

15.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- منصوبہ سبق کی حقیقت و ماہیت اور فطرت۔

- منصوبہ سبق کی ضرورت واہمیت۔
- منصوبہ سبق کی افادیت۔
- منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر۔
- اردو نثر کی تدریس کے مراحل۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل۔
- اردو قواعد کی تدریس کے مراحل۔
- اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین کیا فرق۔

15.6 فرہنگ

روڈ میپ: حکمت پر مبنی ایک منصوبہ ہے جو ایک مقصد یا مطلوبہ نتیجہ کی وضاحت اور اس تک رسائی کے لیے درکار اہم اقدامات یا سنگ میل کی وضاحت کرتا ہے۔

جامع: مکمل اور ہر ضروری چیز شامل۔

اكتسابی مقاصد: طلباء کے متوقع اکتساب کی وضاحت یا اس کا بیان، اکتسابی نتائج۔

تشخیص: کسی چیز کے معیار، اہمیت، رقم یا قدر کو جانچنے یا اس کا حساب لگانے کا عمل۔

ذاتی اعتماد: آپ کی مہارت اور صلاحیتوں کے بارے میں ایک رویہ، یہ یقین کہ آپ کام اچھی طرح کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگ آپ کا احترام کرتے ہیں، خود پر اور اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں پر اعتماد۔

مرحلہ: اعمال کی ایک سلسلہ میں ایک عمل جو آپ کچھ حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

تختہ سیاہ: ایک سخت ہموار عام طور پر سیاہ سطح جو خاص طور پر کمرہ جماعت میں چاک کے ساتھ لکھنے یا ڈرائنگ کے لئے استعمال ہوتی ہے، ایک دوبارہ قابل استعمال تحریری سطح ہے جس پر چاک سے عبارت یا ڈرائنگ بنائے جاتے ہیں۔

طریقہ تدریس: عمومی اصول اور تدریسی انتظامی حکمت عملی ہے جو کمرہ جماعت کی تعلیم کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

حوالہ: جو کسی قاری یا مشیر کو معلومات کے کسی اور ذریعہ (جیسے کتاب یا حوالہ) کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

نگراں: وہ معلم منصوبہ سبق کی جانچ کرتا ہے اور اس کی خوبیوں و کمیوں کی نشاندہی کرتا ہے یا وہ معلم جو کمرہ جماعت میں منصوبہ سبق کے مطابق تدریس کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی تاثرات تحریر کرتا ہے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- سبق کا منصوبہ کیا ہے؟

- (الف) استاد کے کام کی فہرست
(ب) اکتساب کے مقاصد اور سرگرمیوں کا خاکہ پیش کرنے والی دستاویز
(ج) طلباء کے درجات کا خلاصہ
(د) کمرہ جماعت کا نظم و نسق

2- اساتذہ کے لیے سبق کی منصوبہ بندی کیوں ضروری ہے؟

- (الف) یہ موثر تدریس کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے۔ (ب) یہ ایک افسر شاہی کی ضرورت ہے۔
(ج) یہ فوری ضرورت کو ختم کرتا ہے۔ (د) یہ طالب علم کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

3- مؤثر سبق کی منصوبہ بندی کا اہم فائدہ کیا ہے؟

- (الف) اساتذہ کے لیے کام کا بوجھ کم کرنا
(ب) متنوع اکتسابی طریقوں کا انتخاب
(ج) طلباء کی علمی مصروفیت میں اضافہ
(د) تدریسی حکمت عملیوں کی شناخت

4- سبق کی منصوبہ بندی میں، سیکھنے کے مقاصد طے کرنے کا کیا مقصد ہے؟

- (الف) تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کرنا
(ب) طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو محدود کرنا
(ج) طلباء کو الجھانا
(د) طلباء کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرنا

5- سبق کی منصوبہ بندی کے عمل میں کون سا مرحلہ پہلے آتا ہے؟

- (الف) تعین قدر
(ب) پیشکش
(ج) اعادہ
(د) مقاصد

6- سبق کی منصوبہ بندی کے کس مرحلہ میں عام طور پر نئے تصورات یا مہارتوں کا تعارف شامل ہوتا ہے؟

- (الف) تعین قدر
(ب) پیشکش
(ج) اعادہ
(د) مقاصد

7- اسباق کی منصوبہ بندی میں تعین قدر کیا کردار ادا کرتا ہے؟

- (الف) یہ غیر ضروری ہے اور اسے چھوڑا جاسکتا ہے
(ب) یہ صرف درجہ بندی کے مقاصد کے لیے ہے
(ج) یہ اساتذہ کو طلباء کے اکتساب کا اندازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے (د) یہ سبق کے تسلسل میں خلل ڈالتا ہے

8- سبق کی منصوبہ بندی میں تدریسی سرگرمیوں کو سیکھنے کے مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ کرنا کیوں ضروری ہے؟

- (الف) یہ ہم آہنگی کی کمی کو یقینی بناتا ہے
(ب) یہ طلباء کی الجھنیں دور کرتا ہے
(ج) یہ تخلیقی صلاحیتوں کو محدود کرتا ہے
(د) یہ تدریس کو مزید موثر بناتا ہے

9- 'اسلوب بیان' اردو زبان کے کس صنف کی تدریس کے پیشکش کا ایک حصہ ہے؟

(د) انشاء

(ج) قواعد

(ب) نثر

(الف) نظم

10۔ نگر اس کی رائے کے لیے کتنی جگہ چھوڑنا مناسب ہے؟

(ب) کم از کم دو لائنیں

(الف) بقدر ضرورت

(د) جس قدر ممکن ہو

(ج) کم از کم پانچ یا چھ لائنیں یا نصف صفحہ

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ منصوبہ سبق کا مفہوم کی تشریح کرتے ہوئے تین کلیدی اجزاء کے نام بتائیں۔
- 2۔ منصوبہ سبق کے چند اہم عناصر پر روشنی ڈالیں۔
- 3۔ منصوبہ سبق کی اہمیت کو مستحکم کریں۔
- 4۔ منصوبہ سبق کی افادیت بتاتے چند اہم نکات کی وضاحت کریں۔
- 5۔ اردو نثر کی تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے مراحل کا ذکر کریں۔
- 6۔ اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "اجمالی جائزہ" کی مختصر وضاحت کریں۔
- 7۔ اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "استحسان اشعر کی تشریح مع مثال کریں۔
- 8۔ اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "استحسان اشعر / نظم اور اسلوب بیان" کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- 9۔ اردو نثر کی تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے مراحل بیان کریں۔
- 10۔ اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین بنیادی فرق کو مختصر بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ منصوبہ سبق کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے اس کی حقیقت و ماہیت کو واضح کریں۔
- 2۔ ایک معلم کے طور پر منصوبہ کی اہمیت و ضرورت کی بابت آپ کیا محسوس کرتے ہیں، اس پر سیر حاصل بحث کریں۔
- 3۔ منصوبہ سبق کے فوائد بطور معلم آپ اپنے تجربات کی روشنی میں بیان کریں۔
- 4۔ بطور معلم اپنی تدریسی تجربات کی روشنی میں منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر کو بالتفصیل قلمبند کریں۔
- 5۔ اردو نثر کی تدریس کے مراحل پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے ہر ایک مرحلہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ واضح کریں۔
- 6۔ اردو نظم کی تدریس کے مراحل کو بیان کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھئے کہ نثر کے تدریسی مراحل کے مابین فرق واضح ہو سکیں۔
- 7۔ بطور معلم اردو قواعد کی تدریس کے مراحل کی تشریح کریں اور ہر مرحلہ کی اہمیت کو قائم کریں۔

- 8- اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین فرق کو واضح کریں۔
9- اپنے تجربات کی روشنی میں کمرہ جماعت میں منصوبہ سبق کے استعمال پر اپنا تنقیدی نظریہ پیش کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- 1- (ب) اکتساب کے مقاصد اور سرگرمیوں کا خاکہ پیش کرنے والی دستاویز
- 2- (الف) یہ موثر تدریس کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے
- 3- (ج) طلباء کی علمی مصروفیت میں اضافہ
- 4- (الف) تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کرنا
- 5- (د) مقاصد
- 6- (ب) پیشکش
- 7- (د) (ج) یہ اساتذہ کو طلباء کے اکتساب کا اندازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے
- 8- (د) یہ تدریس کو مزید موثر بناتا ہے
- 9- (الف) نظم
- 10- (ج) کم از کم پانچ یا چھ لائنیں یا نصف صفحہ

15.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1- ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجوکیشن بک ہاوس، علی گڑھ یو پی۔ 2018
- 2- سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن ٹریڈرس ایجوکیشنل پبلیشرز، حیدر آباد۔ 2016
- 3- ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ 2013
- 4- نجم السحر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریمر پبلشنگ ہاوس، حیدر آباد۔ 2006
- 5- محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میڈیا، شری نگر۔ 2006
- 6- محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر۔ 1998
- 7- عمیر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی۔ 2009
- 8- پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔ 2015
- 9- معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ 1983

- 10- Chand, H., & Sharma, S. (2018). Teaching of English. Vikas Publishing House.
- 11- Fink, L. D. (2013). Creating significant learning experiences: An integrated approach to designing college courses. Jossey-Bass.
- 12- Gagne, R. M., Briggs, L. J., & Wager, W. W. (1992). Principles of instructional design. Holt, Rinehart and Winston.
- 13- Glatthorn, A. A., Boschee, F., & Whitehead, B. M. (2012). Curriculum leadership: Strategies for development and implementation. SAGE Publications.
- 14- Gupta, S. C. (2018). Designing and Developing Effective Teaching-Learning Material: A Guide for Educators. SAGE Publications.
- 15- Jain, R. (2015). Lesson Planning for Effective Learning. Atlantic Publishers and Distributors.
- 16- Killen, R. (2013). Effective teaching strategies: Lessons from research and practice. Cengage Learning.
- 17- Marzano, R. J. (2007). The art and science of teaching: A comprehensive framework for effective instruction. Association for Supervision and Curriculum Development.
- 18- Narayanan, V., & Menon, M. (2013). Pedagogy for Diverse Audiences: Selected Readings from the Annual Conference of the Indian Academy of Management. Springer.
- 19- Nair, M. (2017). Educational Administration: Concepts, Practices, and Issues. SAGE Publications India.
- 20- Raghavan, K., & Bhatia, P. (2015). Handbook of Teaching and Learning. PHI Learning Private Limited.
- 21- Sharma, R. (2016). Innovations in Educational Psychology: Perspectives on Learning, Teaching, and Human Development. PHI Learning Private Limited.
- 22- Sundaram, S. (2014). Effective Teaching: What Every Educator Should Know. PHI Learning Private Limited.
- 23- Tomlinson, C. A., & Moon, T. R. (2013). Assessment and student success in a differentiated classroom. ASCD.
- 24- Verma, A., & Verma, S. (2017). Teacher Empowerment Through Curriculum Development: Theory into Practice. SAGE Publications India.
- 25- Wiggins, G., & McTighe, J. (2005). Understanding by design. Association for Supervision and Curriculum Development.

اکائی 16۔ خرد تدریس: مفہوم و اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کا فروغ*

اکائی کے اجزا

تمہید	16.0
مقاصد	16.1
خرد تدریس: مفہوم و اہمیت	16.2
16.2.1 خرد تدریس کا مفہوم	
16.2.2 خرد تدریس کی تعریفیں	
16.2.3 خرد تدریس کی اہمیت	
16.2.4 خرد تدریسی عمل کے مراحل	
16.2.5 خرد تدریس کے حلقے	
16.3 مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس	
16.3.1 خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت	
16.3.2 خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت	
16.3.3 خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت	
16.3.4 خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت	
16.3.5 خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت	
خلاصہ	16.4
اکتسابی نتائج	16.5
فرہنگ	16.6
نمونہ امتحانی سوالات	16.7
معروضی سوالات کے کلیدی جوابات	16.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد	16.9

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

قدیم زمانے سے آج تک اساتذہ کی اہمیت کبھی کم نہیں ہوئی ہے لیکن کچھ دہائی پہلے تک اساتذہ کی تربیت توجہ کا مرکز نہیں تھا۔ موجودہ تعلیمی نظام میں اساتذہ کی تربیت کو اہمیت حاصل ہو گئی ہے اور خرد تدریس کی سرگرمی کا انعقاد آج کل بہت مقبول ہے اور تقریباً تمام معروف تعلیمی اداروں اور تنظیموں نے اس کا انتخاب کیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے پہلے ایلن اور اس کے ساتھیوں نے سٹینفورڈ یونیورسٹی، امریکہ میں تجرباتی پروگرام کے ایک حصے کے طور پر عمل میں لایا تھا جو اس زمانے کی اختراعات میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ خرد تدریس کا موجودہ ڈھانچہ اور شکل بعد کے مرحلے میں تیار کیا گیا تھا۔ تعلیم تاریخ کا ایک قدیم تصور ہے جو اب ہمارے معاشرے کا ایک اہم اور اٹوٹ حصہ ہے۔ 1960 سے خرد تدریس کو اساتذہ کی تربیت (اس سے پہلے کہ وہ حقیقی پیشہ ورانہ تدریس کے میدان میں داخل ہوں) کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ اساتذہ کی تربیت کی ایک قسم ہے جو نہ صرف زیر تربیت اساتذہ کے لیے بلکہ زیر خدمت اساتذہ کے لیے بھی اہم ہے جو انھیں اپنی مہارت، علم، مظاہرے کے طریقے اور خاص طور پر منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے حصے کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔

کامیابی کی ترغیب ایک فرد کے لیے ایک اہم عنصر ہے۔ خرد تدریس کا مقصد اساتذہ کو کمرہ جماعت میں اپنے کردار کو اپنانا ہے۔ ویڈیو ریکارڈنگ، نگران معلم کی رہنمائی اور ہم مرتبہ کی تشخیص بھی فرد کی خرد تدریس کی تشخیص کا ایک اہم طریقہ ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک نوجوان نسل کا تعلق ہے ہم مرتبہ کی تشخیص سے اعلیٰ سوچ کی مہارت کو فروغ دینے میں بھی مدد ملتی ہے۔ آج کل، خرد تدریس ٹیکنالوجی کو تدریس کے ساتھ جوڑنے اور اس سے استفادہ کرنے کا ایک ثابت شدہ ذریعہ بن گیا ہے جس کی موجودہ حالات میں بہت ضرورت ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اساتذہ کو پڑھانے کے موجودہ رجحانات، نصاب اور تعلیمی صنعت میں حالیہ ترقی کے ساتھ خود کی تجدید کاری کی ضرورت ہے۔

تعلیم کے متحرک منظر نامے میں خرد تدریس کا تصور اساتذہ کی ترقی کے لیے ایک طاقتور ذریعہ کے طور پر ابھرا ہے۔ خرد تدریس میں تدریسی سرگرمیوں کی دانستہ طور پر متعدد اجزاء میں تقسیم شامل ہے جس سے اساتذہ کو مخصوص مہارتوں اور حکمت عملیوں پر توجہ مرکوز کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ یہ طریقہ اساتذہ کو تجربہ کرنے، تعمیری تاثرات حاصل کرنے اور ان کی تدریسی تکنیک کو بہتر بنانے کے لیے ایک کنٹرول شدہ اور معاون ماحول فراہم کرتا ہے۔ تدریس کی پیچیدگیوں کو قابل انتظام اکائیوں میں تقسیم کر کے خرد تدریس مسلسل بہتری کے لیے ایک عمل انگیز بن جاتی ہے جو اساتذہ کو کمرہ جماعت میں اپنی مہارت اور اعتماد کو بڑھانے کے قابل بناتی ہے۔ خرد تدریس کے معنی اور اہمیت کو سمجھنا کسی بھی معلم کے لیے اہم ہے جو اپنے ہنر کو بہتر بنانے کے لیے پر عزم ہے۔ تدریسی عمل میں ہدفی مداخلتوں پر زور دیتے ہوئے یہ تدریسی نقطہ نظر مہارت کی نشوونما کے ایک دانستہ اور حکمت عملی کے ذریعہ کام کرتا ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- خرد تدریس کے تصور اور مفہوم کو سمجھ سکیں۔

- خرد تدریس کے مختلف تعریفوں سے واقف ہو سکیں۔
- خرد تدریس کی اہمیت و افادیت کو جان سکیں۔
- خرد تدریسی عمل کے مراحل سے واقف ہو سکیں۔
- خرد تدریس کے حلقے اور اس کے ذیلی مراحل کو جان سکیں۔
- مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس کو معلوم کر سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت سے واقف ہو سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت کو سمجھ سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت کو جان سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت کو سمجھ سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت سے واقف ہو سکیں۔

16.2 خرد تدریس: مفہوم و اہمیت

خرد تدریس اساتذہ کی تعلیم یا تربیتی پروگراموں میں سب سے حالیہ اختراعات میں سے ایک ہے جس کا مقصد اساتذہ کے طرز عمل کو مخصوص مقاصد کے مطابق تبدیل کرنا ہے۔ یہ منصوبہ بندی، تدریس، تاثرات پھر دوبارہ منصوبہ بندی، دوبارہ تدریس اور دوبارہ تاثرات کا عمل ہے۔ خرد تدریس ایک محفوظ مشق ہے جس سے طلباء کو اساتذہ کے تربیتی پروگرام میں تدریسی رویے پر توجہ مرکوز کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کا اطلاق اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی میں پیشگی اور خدمت کے مختلف مراحل پر کیا جاسکتا ہے۔ یہ اساتذہ کو تدریس کے لیے مشقی ماحول فراہم کرتا ہے جس میں کمرہ جماعت کی معمول کی پیچیدگیاں کم ہوتی ہیں اور جس میں استاد کو اپنی کارکردگی پر کافی رائے و تاثرات ملتی ہیں۔

16.2.1 خرد تدریس کا مفہوم

اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں ڈوائٹ الین (Dwight Allen) نے 1963 میں خرد تدریس کی شروعات کر کے اس تصور کو پیش کیا تھا۔ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت اور پیشہ ورانہ ترقی کی ایک تکنیک ہے جس کے تحت استاد ساتھیوں اور طلباء سے تعمیری رائے حاصل کرنے کے لیے مفروضہ کمرہ جماعت میں تدریسی عمل کو انجام دیا جاتا ہے۔ تاکہ درس و تدریس میں اس خاص مہارت کے استعمال کی بابت سامعین یا مفروضہ طلباء کی رائے کے مطابق بہتری لائی جاسکے۔ ہندوستان میں خرد تدریس کو ڈاکٹر دیویندر کمار تیواری نے گورنمنٹ سنٹرل پیڈاگوژیکل انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میں 1967 میں متعارف کرایا تھا۔ خرد تدریس کو اسکیلڈ ڈاؤن اپروچ (خرد نقطہ نظر) کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

یہ تربیتی طریقہ کار تدریسی پیشہ یا عمل کو سیکھنے کے باقاعدہ سرگرمی کی پیچیدگیوں کو آسان بنانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بہترین تربیتی ماحول فراہم کرنے کے لیے کمرہ جماعت کے حجم، وقت، کام اور مواد کو چھوٹا کیا گیا ہے اور نگران معلم مشق کرنے کی مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ براہ راست مظاہرہ ہو سکتا ہے یا ہنر کی ویڈیو پیشکش بھی کی جاسکتی ہے جس کی مثال کرونا کی وبا کے وقت لوک ڈاؤن میں آن لائن کی گئی خرد تدریس کی مشق ہے۔ اس کے لیے طلباء کو گروپ میں تقسیم کیا جاتا ہے اور گروپ کے اراکین ایک موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور پانچ سے دس منٹ کا سبق تیار کرتے ہیں۔ اس کے بعد زیر تربیت معلم کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کی مشق اور جانچ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مشق دس منٹ کے خرد تدریس کے سیشن کی شکل اختیار کرتی ہے جس میں پانچ سے دس شاگرد شامل ہوتے ہیں۔

16.2.2 خرد تدریس کی تعریفیں

بہت سے ماہرین تعلیم نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- 1- خرد تدریس ایک تربیتی تکنیک ہے جس میں زیر تربیت معلم کو مخصوص تدریسی مہارت کا استعمال کرتے ہوئے ایک ہی تصور سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 2- طلباء کے چھوٹے گروپ کو مواد کی ایک چھوٹی اکائی کو تھوڑے وقت میں پڑھانے کا مطلب خرد تدریس ہے۔
- 3- خرد تدریس کی تعریف 'منظم مشقی تدریس' کے ایک ایسے نظام کے طور پر کی گئی ہے جو مخصوص تدریسی رویے پر توجہ مرکوز کرنا اور کنٹرول شدہ حالات میں تدریس پر عمل کرنا ممکن بناتا ہے۔
- 4- خرد تدریس ایک تکنیک ہے جس کا مقصد اساتذہ کے امیدواروں کو کمرہ جماعت کی حقیقی ترتیب میں تیار کرنا ہے۔
- 5- بش (1968) نے خرد تدریس کی تعریف اساتذہ کی تعلیم کی تکنیک کے طور پر کی ہے جو پانچ سے دس منٹ کی منصوبہ بند سیریز میں حقیقی طلباء کے ایک چھوٹے گروپ کے ساتھ اکثر ویڈیو ٹیپ پر نتائج مشاہدہ کرنے کا موقع کے ساتھ اساتذہ کو واضح طور پر بیان کردہ تدریسی مہارتوں کو احتیاط سے تیار کردہ اسباق پر لاگو کرنے کی اجازت دیتی ہے۔
- 6- ایلن (1976) کے مطابق خرد تدریس جماعت کے حجم اور وقت کے لحاظ سے ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے۔
- 7- ایل سی سنگھ (1977) خرد تدریس ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے جہاں ایک استاد پانچ شاگردوں کے گروپ کو 5-20 منٹ کی ایک چھوٹی سی اکائی پڑھاتا ہے۔ ایسی صورت حال ایک تجربہ کار یا نا تجربہ کار استاد کے لیے نئی تدریسی مہارتیں حاصل کرنے اور پرانے کو بہتر بنانے کے لیے ایک معاون موقع پیش کرتی ہے۔
- 8- کلفٹ اور دیگر (1976): خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کا ایک طریقہ کار ہے جو تدریس کے عمل کو ایک مخصوص مہارت تک محدود کر کے اور تدریس کے وقت اور جماعت کی کمیت کو کم کر کے تدریسی صورت حال کو ایک سادہ اور زیادہ محفوظ بناتا ہے

9- این کے جنگیہ اور ارجیت سنگھ (1982): خرد تدریس زیر تربیت معلم کے لیے ایک تربیتی حالت ہے جہاں کمرہ جماعت کی عام تدریسی پیچیدگیوں کو کم کیا جاتا ہے: ایک وقت میں ایک مہارت کی مشق کرنا، مواد کو ایک تصور تک محدود کرنا، سائز 5-10 طلباء تک اور سبق کا دورانیہ 5-10 منٹ تک کم کرنا۔

لہذا، مندرجہ بالا تعریفوں سے یہ واضح ہے کہ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کی ایک تکنیک ہے جو زیر تربیت معلم کو تدریسی مہارتوں کے حصول میں مدد کرتی ہے۔ اس طرح زیر تربیت معلم تدریسی مہارت کو قابل تعریف، قابل مشاہدہ، قابل پیمائش اور قابل کنٹرول شکل میں بار بار مشق کرتا ہے جب تک کہ وہ مہارت کے استعمال میں مہارت حاصل نہ کر لے۔

16.2.3 خرد تدریس کی اہمیت

ہمیں انتہائی قابل اور کارآمد اساتذہ کی ضرورت ہے جو موثر طریقے سے بات چیت کرنے اور اپنے خیالات کو عام کرنے کے قابل ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اساتذہ کو یہ صلاحیتیں خود حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خرد تدریس زیر تربیت معلم کو اپنی تدریس کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ اس کا تعلق کمرہ جماعت کی لازم تدریسی مہارتوں کی ترقی اور ترمیم سے ہے۔ خرد تدریس میں ایک مخصوص تدریسی مہارت کا مطالعہ اور مشق شامل ہے اور اب یہ اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک موثر آلہ کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ خرد تدریس ایک متنوع تدریسی تکنیک ہے جس کا استعمال زندگی کے مختلف شعبوں جیسے سائنس، سماجی علوم اور نفسیات وغیرہ میں ہوتا رہا ہے۔ اس میں طلباء کی آموزش کی بہتری کے لیے درس و تدریس موثر بنانے پر توجہ مرکوز کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، ہر استاد اس بات سے اتفاق کرے گا کہ خرد تدریس ان کی پیشہ ورانہ ترقی کے لیے اہم ہے کیونکہ اس سے ان کے علم، صلاحیتوں اور پیشہ ورانہ رویوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ خرد تدریس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک معلم کو مطلوبہ مہارت حاصل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خرد تدریس کے بڑے فائدے میں سے ایک یہ ہے کہ زیر تربیت معلم ایک مخصوص اور اچھی طرح سے طے شدہ مہارت کی مشق پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ خرد تدریس کے حلقہ کے ذریعے اساتذہ کو فوری تاثرات اور مفید مشورے ملتا ہے جسے وہ فوری طور پر نافذ کر کے اپنی تدریسی صلاحیت و مہارت کو مزید بہتر کر سکتے ہیں۔

درج ذیل نکات سے خرد تدریس کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہیں:

- 1- مہارت کی نشوونما: خرد تدریس اساتذہ کو محفوظ اور معاون ماحول میں ان کی تدریسی مہارتوں جیسے سبق کی منصوبہ بندی، کمرہ جماعت کا نظم و نسق اور موثر مواصلات کو فروغ دینے میں مدد کرتی ہے۔
- 2- مشق کے مواقع: اساتذہ کو ایک چھوٹے گروپ کے سامنے تدریس کی مشق کرنے کا موقع ملتا ہے جس سے وہ مختلف تدریسی طریقوں کے ساتھ تجربہ کر سکتے ہیں اور فوری رائے حاصل کر سکتے ہیں۔
- 3- تاثرات اور بہتری: خرد تدریس اساتذہ کو ان کی تدریسی تکنیکوں کے بارے میں تاثرات فراہم کرتی ہے اور انہیں ان شعبوں کی نشاندہی کرنے میں مدد کرتی ہے جہاں انہیں بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کو ساتھیوں اور سرپرستوں سے فوری اور تعمیری تاثرات موصول

ہوتے ہیں جس سے ان کے تدریسی طریقوں میں بہتری کے شعبوں کی نشاندہی کرنے اور اپنی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں ان کی مدد ہوتی ہے۔

4۔ اعتماد سازی: خرد تدریس اساتذہ کو حقیقی کمرہ جماعت کا سامنا کرنے سے پہلے انہیں ایک کنٹرول شدہ ماحول میں تدریس کی مشق کرنے کا موقع دے کر ان کا اعتماد بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔

5۔ عکاسی اور خود تشخیص: خرد تدریس اساتذہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنی تدریس پر غور کریں اور اپنی کارکردگی کا جائزہ لیں۔ اس سے انہیں اپنی طاقتوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرنے اور اپنی تدریس کو بہتر بنانے کے لیے موافقت کرنے میں مدد ملتی ہے۔

6۔ عملی تجربہ: خرد تدریس اساتذہ کو ایک حقیقی کمرہ جماعت میں تدریسی عمل کو انجام دینے سے پہلے مخصوص تدریسی مہارتوں کو کنٹرول شدہ ترتیب میں مشق کرنے اور ان کو بہتر بنانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

7۔ بے چینی میں کمی: چونکہ خرد تدریس ایک چھوٹی اور کنٹرول شدہ ماحول میں ہوتی ہے اس لیے اس سے بڑے کمرہ جماعت میں پڑھائی سے وابستہ بے چینی کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ زیر تربیت اساتذہ کو ناکامی کے خوف کے بغیر نئی تکنیکوں کے ساتھ تجربہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

8۔ سیاق و سباق سے مطابقت: خرد تدریس کو مختلف تدریسی سیاق و سباق، مضامین اور سطحوں کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے۔ یہ اسے مختلف شعبوں میں اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک متنوع و ہمہ گیر ذریعہ بناتا ہے۔

9۔ ہم مرتبہ کا تعاون: تعاون پر مبنی تعلیم: خرد تدریس کے سیشن کے دوران زیر تربیت اساتذہ اپنے ہم مرتبہ کے مشاہدے اور تاثرات کے ذریعہ ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں۔ یہ باہمی تعاون پر مبنی تعلیم اور مجموعی تدریسی برادری کو بڑھاتا ہے۔

10۔ ہدف مرکوز تربیت: خرد تدریس ہدف مرکوز تربیت سیشن کو فروغ دیتی ہے جو اسے وقت کے لحاظ سے موثر بناتی ہے۔ اساتذہ تربیت کے لیے پورا دن یا ہفتہ وقف کیے بغیر مخصوص تدریسی مہارتوں پر توجہ دے سکتے ہیں۔

11۔ مسلسل پیشہ ورانہ ترقی: خرد تدریس ایک وقتی تقریب نہیں ہے بلکہ یہ پیشہ ورانہ ترقی کے جاری منصوبے کا ایک دائمی و لازمی حصہ ہے۔ اساتذہ اپنے تدریسی طریقوں کو مسلسل بہتر بنانے کے لیے خرد تدریس کے متعدد سیشن میں مشغول ہو سکتے ہیں۔

12۔ تحقیق اور اختراع: اساتذہ خرد تدریس کو ایک پلیٹ فارم کے طور پر جدید تدریسی حکمت عملیوں کے ساتھ تجربہ کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور تحقیق پر مبنی طریقوں کو اپنی مشق میں شامل کر سکتے ہیں۔

13۔ ماقبل ملازمت تربیت: تدریس کا تعارف: زیر تربیت اساتذہ کے لیے خرد تدریس کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے ایک کنٹرول شدہ ترتیب میں تجربہ فراہم کر کے تدریسی پیشے کے تعارف کے طور پر کام کرتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ خرد تدریس مہارت کی نشوونما، تاثرات اور مسلسل بہتری کے لیے ایک منظم، اطمینان بخش ماحول کی پیشکش کر کے اساتذہ کی مخصوص ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ یہ موثر اور عکاس اساتذہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کا

ایک اہم جز ہے کیونکہ یہ اساتذہ کو ان کی تدریسی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور کمرہ جماعت میں ان کی تاثیر کو بہتر بنانے کے لیے ایک محفوظ اور معاون ماحول فراہم کرتا ہے تاکہ تدریس کے مختلف طریقوں کے ساتھ تجربہ کیا جاسکے اور فوری رائے حاصل کی جاسکے۔

16.2.4 خرد تدریسی عمل کے مراحل

کلفٹ اور دیگر (1976) نے خرد تدریس کے طریقہ کار کے تین مراحل تجویز کیے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- علم کے حصول کا مرحلہ: اس مرحلے میں زیر تربیت معلم اس مہارت کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس پر عمل کیا جانا ہے۔ وہ اس مہارت سے متعلق ادب و مطالعات کو پڑھتا ہے۔ وہ کسی دیگر معلم یا زیر تربیت معلم کے سبق کا مشاہدہ بھی کرتا ہے جس میں وہ مہارت نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ عمومی طور پر جو شخص مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے وہ موضوع اور مہارت کا ماہر ہوتا ہے۔ اس سبق کو دیکھ کر، زیر تربیت استاد کو اس ہنر کا نظریاتی اور عملی علم حاصل ہوتا ہے۔

2- مہارت کے حصول کا مرحلہ: زیر تربیت معلم بہت زیادہ مشق کے ذریعے کسی ہنر میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ وہ خرد سبق تیار کرتا ہے، اسے مشق کرنا سکھاتا ہے اور پھر تاثرات و بازرسائی کے ذریعے وہ اپنی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے۔ پھر وہ ترمیم اور بہتری کے ساتھ سبق کی دوبارہ منصوبہ بندی کرتا ہے اور پھر اس سبق کو دوبارہ پڑھاتا ہے۔ اسے تدریسی صلاحیت / ہنر میں مہارت حاصل کرنے کے قابل بنانے کے لیے دوبارہ تاثرات و بازرسائی کیا جاتا ہے۔ اس طرح زیر تربیر معلم (طالب علم استاد) ایک ایک کر کے مختلف ہنر سیکھتا ہے۔

3- منتقلی کا مرحلہ: اس مرحلے میں استاد مختلف مہارتوں کو یکجا کرتا ہے۔ مصنوعی صورتحال کے بجائے وہ اصلی کمرہ جماعت میں پڑھاتا ہے جہاں طلباء کی تعداد 30-40 ہے۔ اس کا سبق 40 سے 45 منٹ کا ہوتا ہے اور وہاں وہ ان تمام مہارتوں کو یکجا کرنے کی کوشش کرتا ہے جن کے لیے اس نے پہلے اور دوسرے مرحلے میں کوششیں کیں۔

16.2.5 خرد تدریس کے حلقے

1- سبق کی منصوبہ بندی: زیر تربیت معلم اپنے نگران کی مدد سے مظاہرے کی مہارت کی بنیاد پر ایک خرد (مائیکرو) سبق کی منصوبہ بندی کرتا ہے جس میں وہ کسی خاص مہارت کی مشق کر سکتا ہے (خرد سبق پلان-2 گھنٹے لگ سکتے ہیں)۔

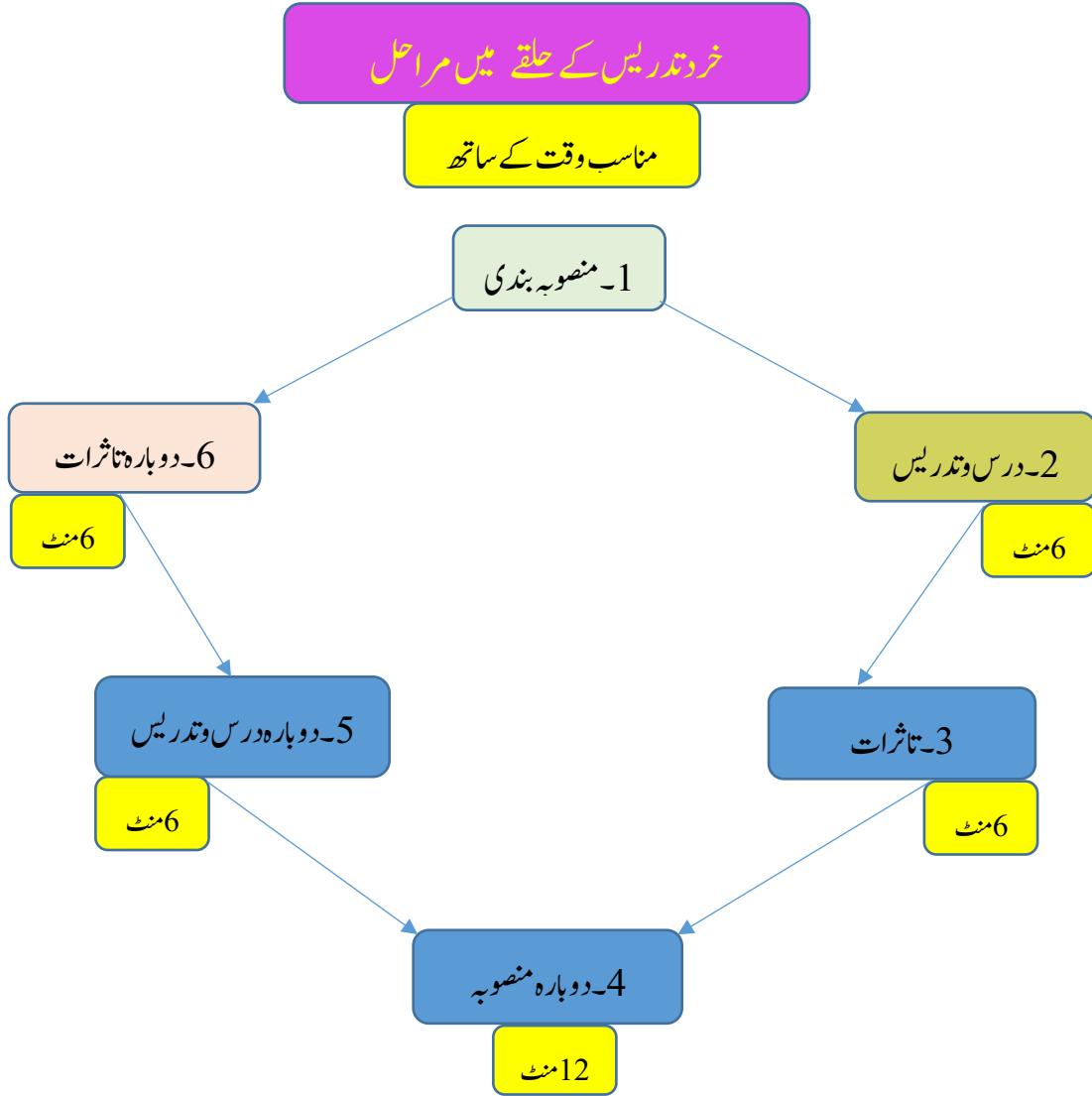
2- سبق پڑھانا: زیر تربیت معلم شاگردوں کے ایک چھوٹے گروپ (یعنی 5 سے 10 شاگردوں) کو سبق پڑھاتا ہے۔ سبق نگران اور ساتھیوں کی طرف سے نگرانی کی جاتی ہے (تقریباً 5-6 منٹ تک پڑھانا)۔

3- تاثرات اور رائے: ایک سبق کے مشاہدے کی بنیاد پر نگران استاد زیر تربیت معلم کو رائے (بہتری کے لیے مشورے) دیتا ہے۔ نگران مہارت کے موثر استعمال کے لیے مثالوں کے ذریعہ ابھارتا ہے اور زیر تربیت معلم کی توجہ ان نکات کی طرف مبذول کرواتا ہے جہاں وہ اچھی کارکردگی نہیں دکھاسکتا تھا (تاثرات سیشن تقریباً 5-6 منٹ)۔

4- دوبارہ منصوبہ بندی: نگران کی طرف سے دیے گئے تاثرات، رائے اور تجویز کی روشنی میں زیر تربیت معلم سبق کی بہتری اور ترمیم کے

ساتھ دوبارہ منصوبہ بندی کرتا ہے تاکہ دوسرے پیشکش میں مہارت کو زیادہ مؤثر طریقے سے استعمال کیا جاسکے (تقریباً 10-12 منٹ)۔

5۔ دوبارہ پڑھانا: نظر ثانی شدہ سبق ایک ہی جماعت کے طلباء کے دوسرے چھوٹے گروپ کو اسی دورانیے کے لیے دوبارہ پڑھایا جاتا ہے تاکہ اسی مہارت کو مؤثر طریقے سے استعمال کیا جاسکے (تقریباً 5-6 منٹ)۔



6۔ دوبارہ تاثرات اور رائے: نگران دوبارہ پڑھانے والے سبق کا مشاہدہ کرتا ہے اور زیر تربیت معلم کو دوبارہ تاثرات اور رائے دیتا ہے جس کے بعد گفتگو، تجویز اور استاد کی کارکردگی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے (تاثرات سیشن تقریباً 5-6 منٹ)۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔
1۔ خرد تدریس کا مفہوم واضح کرتے ہوئے کم از کم اس کی تین تعریفوں پر روشنی ڈالیں۔
2۔ خرد تدریس کی اہمیت و افادیت اجاگر کرتے ہوئے اس کے مراحل اور حلقے پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

پڑھانا کوئی ایک ہنر نہیں بلکہ ایک جامع ہے۔ استاد کو اپنی تدریس کو موثر بنانے کے لیے مختلف مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس ایک پیچیدہ عمل ہے کیونکہ یہ انسانی رویے سے متعلق ہے جو کہ فطرت میں بہت متحرک ہے۔ تدریسی عمل اس وقت پیچیدہ ہو جاتا ہے جب ایک استاد موثر طریقے سے تدریس و اکتساب کا پورا عمل خوش آئیند نتیجہ پر مبنی بنانا چاہتا ہے۔ اس کے حصول کے لیے استاد کو ایسی صلاحیتیں اور مہارتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اس کی تدریس کو موثر بنائے۔ تدریس کے پیچیدہ عمل کو مختلف اجزاء میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو کہ سادہ اور متعین ہیں۔ ان اجزاء کو تدریسی مہارتیں کہا جاتا ہے جن کی شناخت، مشق، تشخیص، کنٹرول اور تربیت کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تدریسی ہنر تدریسی عمل یا طرز عمل کا ایک گروپ ہے جس کا مقصد طالب علم کے سیکھنے میں براہ راست یا بالواسطہ سہولت فراہم کرنا ہے۔ (پاسی-1976)

خرد تدریس ایک محفوظ اور کنٹرول شدہ عمل ہے جس کی وجہ سے ایک مخصوص تدریسی مہارت پر توجہ مرکوز کرنا ممکن ہوتا ہے۔ کسی دوسرے ہنر میں جانے سے پہلے ایک ہنر میں مہارت حاصل کی جاتی ہے۔ خرد تدریس کی مشق تب ہی کی جاسکتی ہے جب استاد کے رویے کا تجزیہ کیا جائے اور تدریس کی مخصوص مہارتوں کی نشاندہی کی جائے۔ تدریسی مہارت مخصوص تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی رویے کے باہم مربوط اجزاء کا مجموعہ ہے۔

تدریسی مہارتوں کی فہرست بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایلن اور ایسوسی ایٹس (1967)، اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں تدریس کی 14 مہارتوں کے ایک مجموعہ کی نشاندہی کی جو درج ذیل ہیں:

- 1- تغیر محرک
- 2- تمہیدی گفتگو
- 3- خاتمہ
- 4- استاد کی خاموشی اور غیر لفظی اشارے
- 5- شاگردوں کی شرکت کو تقویت دینا
- 6- سوال کرنے میں روانی
- 7- تحقیقاتی سوال کرنا
- 8- اعلیٰ سوالات کا استعمال
- 9- مختلف قسم کے سوالات
- 10- رویے کو پہچاننا اور اسے اپنانا
- 11- مثالوں کی وضاحت اور استعمال
- 12- لیکچر دینا
- 13- منصوبہ بند تکرار
- 14- مواصلات کی تکمیل

بی کے پاسی نے اپنی کتاب ”Becoming Better Teacher; Micro-teaching Approach“ میں خرد تدریس کے درج ذیل مہارتوں کا ذکر کرتے ہیں:

- 1- تدریسی مقاصد لکھنا
- 2- کسی سبق کا تعارف کرانا
- 3- سوال کرنے میں روانی
- 4- تحقیقاتی سوال پوچھنا
- 5- وضاحت کرنا
- 6- مثالوں کے ساتھ وضاحت کرنا
- 7- تغیر محرک
- 8- خاموشی اور غیر زبانی اشارے
- 9- تقویت و استحکام
- 10- شاگردوں کی شرکت میں اضافہ
- 11- تختہ سیاہ کا استعمال
- 12- خاتمہ کا حصول
- 13- شرکت کرنے والے رویے کو پہچاننا

NCERT (نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ) نے اپنی اشاعت Core Teaching Skills

(1982) میں درج ذیل تدریسی مہارتوں پر زور دیا ہے۔

- 1- تدریسی مقاصد لکھنا
- 2- مواد کو منظم کرنا
- 3- تمہیدی گفتگو
- 4- ایک سبق کا تعارف
- 5- کمرہ جماعت کے سوالات کی تشکیل
- 6- سوال کی ترسیل اور اس کی تقسیم
- 7- رد عمل و جواب کا نظام
- 8- وضاحت کرنا
- 9- مثالوں کے ساتھ و تشریح کرنا
- 10- تدریسی آلات کا استعمال
- 11- تغیر محرک
- 12- سبق کی رفتار
- 13- شاگردوں کی شرکت کو فروغ دینا
- 14- تختہ سیاہ کا استعمال
- 15- سبق کے اختتام کو حاصل کرنا
- 16- مفوضات دینا
- 17- طالب علم کی ترقی کا اندازہ لگانا
- 18- طالب علم کی سیکھنے کی مشکلات کی تشخیص اور تدارک کے اقدامات کرنا
- 19- کمرہ جماعت کا نظم و نسق

تدریس کی مذکورہ تمام مہارتوں میں سے صرف پانچ مہارتوں کی تفصیل بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

16.3.1 خرد منصوبہ برائے ہدایتی اغراض کی مہارت

خرد منصوبہ سبق سبق

ہدایتی اغراض کی مہارت (Instructional Objectives Skill)

معلم استاد کا نام:	اب ج د	تاریخ:	01-02-2024
ادارہ:	کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، در بھنگہ	جماعت:	دسویں
مضمون:	اردو	وقفہ:	10 منٹ
عنوان:	افسانہ	ذیلی عنوان:	فقیر

نمبر شمار	ہدایتی اغراض کے اجزاء
1	مقاصد کو سیکھنے والے پر مبنی بنانا
2	واضح طور پر ان حالات کی نشاندہی کرنے کے لئے جن میں رویہ واقع ہوگا
3	قابل مشاہدہ اور قابل پیمائش رویے کی شکل میں مقاصد لکھنا
4	طلباء کے کام کی کم از کم سطح کا تعین کرنا
5	مقاصد اور موضوع کے درمیان ایک با معنی تعلق ہونا چاہیے

خصوصی مقاصد (Specific Objectives)		
اس سبق کو بڑھنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ		
نمبر شمار	مقاصد	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
1	صنفِ افسانہ اور اس کی خوبیوں کو سمجھ سکیں اور افسانہ نگاری کے قابل بن سکیں	1,2,5
2	عظیم بیگ چغتائی کی حیات و خدمات اور افسانہ نگاری سے روشناس ہو سکیں	1,2,3
3	معاشرہ میں موجود غربت و فقر و فاقہ کے تجزیہ کر سکیں	1,2,5
4	غرباء و فقرا کی حالتِ زار اور پریشانیوں کی سمجھ اور احساس کر سکیں	1,2,4,5
5	غرباء و فقرا کے ساتھ صلہ رحمی اور ہمدردی کر سکیں	1,2,3,4,5
6	معاشرہ میں موجود غربت و فقر و فاقہ کو دور کرنے کو شش کر سکیں	1,2,3,4,5

Observation Schedule cum Rating Scale

..... تاریخ: معلم استاد کا نام:
 جماعت: ادارہ:
 وقفہ: مضمون:
 عنوان: مہارت کا نام: ہدایتی اغراض کی مہارت

Rating Scale					Tally Marks	نمبر شمار	ہدایتی اغراض کی مہارت کے اجزاء
5	4	3	2	1			
						1	مقاصد کو سیکھنے والے پر مبنی بنایا گیا
						2	واضح طور پر ان حالات کی نشاندہی کرنے کے لئے جن میں رویہ واقع پر ہے۔
						3	قابل مشاہدہ اور قابل پیمائش رویے کی شکل میں مقاصد ہے
						4	طلباء کے کام کی کم از کم سطح کا تعین کرتا ہے
						5	مقاصد اور موضوع کے درمیان ایک با معنی تعلق ہے

نوٹ: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا
 مشاہدہ کار معلم کی دستخط
 مشاہدہ کار معلم کا نام:

16.3.2 خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت

خرد منصوبہ سبق

تعارفی مہارت (Introduction Skill)

..... تاریخ: 01-02-2024 معلم استاد کا نام: ابجد
 جماعت: دسویں ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، در بھنگہ
 وقفہ: 10 منٹ مضمون: اردو
 ذیلی عنوان: فقیر عنوان: افسانہ

نمبر شمار	تعارفی مہارت کے اجزاء
1	بیانات اور سوالات کا سابقہ علم سے تعلق ہو۔
2	بیانات اور سوالات کا اصل متن (Original Text) سے تعلق ہو۔
3	بیانات اور سوالات کے درمیان سلسلہ وار تعلق ہو۔
4	طلباء کی دلچسپی اور تجسس میں اضافہ ہو۔
5	طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے کی صلاحیت ہو۔
6	واضح اور موثر مقصد بیان
7	سبق کے مقاصد کے مطابق آلات، تدریسی اشیاء اور حکمت عملی کا انتخاب

پیشکش/ Presentation

سبق پلان کے اجزاء	نمبر شمار	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباء کی سرگرمیاں	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
تمہیدی گفتگو	1	اس سال اب تک آپ لوگ اپنی اردو کی درسی کتاب میں کتنے افسانے پڑھے ہیں؟	بچہ: سر! ایک	3,4,5
	2	آپ کو ان افسانوں کا نام اور ان کے لکھنے والوں کا نام یاد ہیں؟	پہلا بچہ: سر! گلی ڈنڈا دوسرا بچہ: پریم چند	1,5,6
	3	آپ لوگوں کو وہ افسانے کیسا لگا؟	بچہ: اچھا لگا	2,3,4
	4	آپ لوگوں کو افسانہ پڑھنا کیسا لگتا ہے؟	بچہ: اچھا لگتا ہے	4,5,6
	5	آج جو افسانہ پڑھنے والے ہیں اس کا نام ہے 'فقیر'۔ آپ لوگوں نے تو فقیر دیکھا ہوگا؟	بچہ: ہاں سر	2,4,5

Observation Schedule cum Rating Scale

معلم استاذ کا نام: تاریخ:

ادارہ: جماعت:

مضمون: وقفہ:

مہارت کا نام: تعارفی مہارت عنوان:

					Rating Scale	Tally Marks	تعارفی مہارت کے اجزاء Components of Set Induction Skill	نمبر شمار S. No.
5	4	3	2	1				
							بیانات اور سوالات کا سابقہ علم سے تعلق ہے۔	1
							بیانات اور سوالات کا اصل متن (Original Text) سے تعلق ہے۔	2
							بیانات اور سوالات کے درمیان سلسلہ وار تعلق ہے۔	3
							طلباء کی دلچسپی اور تجسس میں اضافہ کیا گیا۔	4
							طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے کی صلاحیت ہے۔	5
							واضح اور موثر مقصد بیان کیا گیا۔	6
							سبق کے مقاصد کے مطابق آلات، تدریسی اشیاء اور حکمت عملی کا انتخاب کیا گیا	7

نوٹ: 1۔ انتہائی کمزور 2۔ کمزور 3۔ اوسط 4۔ اچھا 5۔ بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط۔۔۔۔۔

مشاہدہ کار معلم کا نام:

16.3.3 خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت


خرد منصوبہ سبق

وضاحتی مہارت (Explanation Skill)

تاریخ: 01-02-2024	معلم استاد کا نام: اب ج د
جماعت: دسویں	ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، در بھنگہ
وقفہ: 10 منٹ	مضمون: اردو
ذیلی عنوان: گاؤں کی لاج	عنوان: افسانہ

نمبر شمار	وضاحتی مہارت کے اجزاء
1	تمہیدی بیان کا استعمال
2	وضاحتی کڑیوں کا استعمال
3	بصری تکنیک کا استعمال
4	اصطلاحات کی وضاحت
5	طلباء کی دلچسپی کا لحاظ
6	اہم نکات کو وضاحت میں پیش کرنا
7	سوال کے ذریعے طلباء کی سمجھ کی جانچ
8	اختتامی بیان کا استعمال

پیشکش Presentation

نمبر شمار	معلم طالب علم کا طرز عمل	طلباء کا طرز عمل	استعمال میں لائے گئے اجزاء
1	بچوں! زمین دار کسے کہتے ہیں؟ شباباش کیا ایک گاؤں میں دو زمین دار رہ سکتے ہیں؟ درست کہا	جو بڑی زمینوں کا مالک ہو ہاں	1,4,7
2	لیکن زمینداروں میں بارہا آپسی لڑائی کی نوبت آجاتی ہے۔ بجا طور پر کہا گیا ہے کہ اک میان میں دو تلوار نہیں رہ سکتیں۔ 	طلباء غور سے سن رہیں	1,2,3,4,5

		اس افسانے میں بھی ایسے ہی دوز مینداروں کی بات کی گئی ہے جو دونوں آپسی اختلاف کے باوجود جب گاؤں کی لاج کی بات آتی ہے تو ایک ہو جاتے ہیں۔ بچوں! افسانہ ایک مختصر سی کہانی ہے جس میں زندگی کے ایک پہلو کو پیش کیا گیا ہو۔ سر، افسانہ کسے کہتے ہیں؟	
2,5,6		بچوں! لکھن پور میں دوز میندار رہتے تھے۔ ایک کانام امر او سنگھ اور دوسرے کانام دلاور خان تھا۔ دونوں کے مزاج میں گھمنڈ اور غرور تھا چنانچہ دونوں ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ ہاں، بچوں! اکثر و بیشتر ان میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ سر! کیا ان میں بھی ہمیشہ لڑائی ہوتی رہتی تھی؟	3
2,3,5,7		دلاور خاں کے نام اسی گاؤں میں ایک تالاب تھا جس کا پانی برسات کے دنوں میں ہسکر امر او سنگھ کے کھیت میں چلا جاتا تھا۔ لڑائی کی چنگاڑی بھڑکنے کے لیے اتنی بات کافی تھی لیکن پانی کے ساتھ جانے والی مچھلیوں پر بھی مالکانہ حق کا مسئلہ تھا۔ بچوں! آپ بتائیں کہ ان مچھلیوں پر مالکانہ حق کس کا ہوگا؟ چند بچے نے کہا کہ دلاور خاں کا لیکن چند بچوں نے کہا کہ امر او سنگھ کا	4

Observation Schedule cum Rating Scale

تاریخ:

جماعت:

وقفہ:

عنوان:

معلم استاد کا نام:

ادارہ:

مضمون:

مہارت کا نام: وضاحتی مہارت

Rating Scale					Tally Marks	وضاحتی مہارت کے اجزاء	نمبر شمار
5	4	3	2	1			
						تمہیدی بیان کا استعمال	1
						وضاحتی کڑیوں کا استعمال	2
						بصری تکنیک کا استعمال	3
						اصطلاحات کی وضاحت	4
						طلبا کی دلچسپی کا لحاظ	5
						اہم نکات کو وضاحت میں پیش کرنا	6
						سوال کے ذریعے طلباء کی سمجھ کی جانچ	7
						اختتامی بیان کا استعمال	8

نوٹ: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3. اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط

مشاہدہ کار معلم کا نام:

16.3.4 خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت

خرد منصوبہ سبق

تختہ سیاہ کی مہارت (Blackboard Skill)

تاریخ: 01-02-2024

معلم استاد کا نام: ابجد

جماعت: دسویں

ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، در بھنگہ

وقفہ: 10 منٹ

مضمون: اردو

ذیلی عنوان: خبر نویسی

عنوان: انشاء

نمبر شمار	تختہ سیاہ مہارت کے اجزاء
1	حروف اور الفاظ کے مابین موافق فاصلہ ہونا۔
2	خطوط کے لئے موافق سائز ہونا۔
3	پڑھنے کے قابل (Easy to read) ہونا۔
4	بڑے (Capital) اور چھوٹے (Small) حروف کے لئے مختلف سائز ہونا۔
5	اوور رائٹنگ سے گریز اور سیدھے لکیری
6	تمام غیر ضروری معاملات کو مٹا دیں۔
7	نقشہ یا شکل کے لئے رنگین چاک استعمال کریں۔
8	تدریس کے بعد مکمل بورڈ صاف کریں

پیشکش

نمبر شمار	سبق پلان کے اجزاء	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباء کی سرگرمیاں	تختہ سیاہ کا کام	استعمال میں لائے گئے اجزاء
1	خبر نویسی کا مفہوم اور مقاصد	استاد تختہ سیاہ پر خبر نویسی کی تعریف اور مقاصد کو لکھ رہے ہیں اور اس کی تشریح کر رہے ہیں۔	بچے: بغور سن رہے ہیں اور کاپی میں لکھ رہے ہیں۔	واقعات، حادثات اور اطلاعات مخصوص شکل میں ضبط تحریر میں لانا خبر نویسی کہلاتا ہے۔ خبر نویسی ایک مخصوص واقعہ/موضوع کے بارے میں ثابت شدہ حقائق کی منظم پیشکش ہے۔ خبر کسی خاص معاملے / مسئلے کے بارے میں نتائج اور سفارشات کا خلاصہ ہے۔ خبر نویسی ایک مخصوص موضوع سے متعلق حقائق کا خود وضاحتی بیان ہے اور فیصلہ سازی اور عمل کی پیروی کے لیے	1,2,3,4,5

				معلومات فراہم کرنے کا مقصد پورا کرتی ہے۔ خبر نویسی بروقت فیصلوں اور تعاقبی اقدامات کی سہولت فراہم کرتی ہے۔	
2	خبر نویسی کی خصوصیات	استاد تختہ سیاہ پر خبر نویسی کی خصوصیات لکھ رہے ہیں اور اس کی تشریح کر رہے ہیں۔	بچے: بغور سن رہے ہیں اور کاپی میں لکھ رہے ہیں۔	1- واضح ڈھانچہ 2- انتخابیت 3- معروضیت 4- درستگی 5- وضاحت 6- سادگی 7- اجزاء اور ذیلی اجزاء 8- عنوانات اور ذیلی عنوانات	1,2,3,4,5
3	ماقبل تحریر کے کام (10-15 منٹ)	طالب علموں کو خبر نویسی سے پہلے معلومات جمع کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ معلم طلباء کے سوالات کا جواب دے رہا ہے۔	طلباء گروپ میں منقسم ہو کر بیٹھے ہیں عنوان سے متعلق خبر نویسی کی بابت آپس میں گفتگو کر رہے ہیں	عنوان: شہزادی ڈانٹا کا جوڑا دولاکھ 76 ہزار میں نیلام ہوا	1,2,3,4,5
4	تحریری عمل (20-25 منٹ)	طلباء کو بتا رہا ہے کہ اپنے معلومات کو استعمال کرتے ہوئے ایک خبر تحریر کرے اور خبر نویسی کا طریقہ بھی بتا رہا ہے	طلباء اپنے معلومات کو یاد کرتے ہوئے خبر نویسی میں مشغول ہیں	خبر نویسی کی ترتیب: 1- عنوان 2- نیلامی میں کتنی قیمت رکھی گئی 3- کتنی رقم میں نیلامی ہوئی 4- جوڑے کی خوبصورتی کیا تھی 5- نیلامی کیوں کی گئی	1,2,3,4,5

Observation Schedule cum Rating Scale

معلم استاد کا نام: تاریخ:

ادارہ: جماعت:

مضمون: وقفہ:

مہارت کا نام: تختہ سیاہ کی مہارت

عنوان:

Rating Scale					Tally Marks	تختہ سیاہ کی مہارت کے اجزاء Components of Blackboard Skill	نمبر شمار S. No.
5	4	3	2	1			
						حروف اور الفاظ کے مابین موافق فاصلہ ہونا۔	1
						خطوط کے لئے موافق سائز ہونا۔	2
						پڑھنے کے قابل (Easy to read) ہونا۔	3
						بڑے (Capital) اور چھوٹے (Small) حروف کے لئے مختلف سائز ہونا۔	4
						اوور رائٹنگ سے گریز اور سیدھے لکیری	5
						تمام غیر ضروری معاملات کو مٹادیں۔	6
						نقشہ یا شکل کے لئے رنگین چاک استعمال کریں۔	7
						تدریس کے بعد مکمل بورڈ صاف کریں	8

نوٹ: 1۔ انتہائی کمزور 2۔ کمزور 3۔ اوسط 4۔ اچھا 5۔ بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط

مشاہدہ کار معلم کا نام:

16.3.5 خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت

خرد منصوبہ سبق

سوال پوچھنے کی مہارت (Questioning Skill)

تاریخ: 01-02-2024

جماعت: دسویں

معلم استاد کا نام: اب ج د

ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، درجہ نگہ

مضمون: اردو
عنوان: افسانہ
وقت: 10 منٹ
ذیلی عنوان: فقیر

نمبر شمار	مہارت کے اجزاء
1	سوالات قاعدے کی رو اور ضابطے سے بالکل صحیح ہوں
2	سوالات عنوان کے عین مطابق ہوں
3	سوالات پورے طور پر واضح ہوں
4	سوالات اختصار کے ساتھ کیے جائیں
5	سوالات صراحت پر مبنی ہوں
6	سوالات درجہ بندی پر مشتمل ہو جیسے آسان، درمیانی اور مشکل
7	سوالات کرنے کی رفتار مناسب ہو
8	سوالات بلند آواز سے کیے جائیں
9	ایک سوال کے بعد دوسرے سوال سے پہلے کچھ وقفہ ہو

پیشکش/Presentation

سبق پلان کے اجزاء	نمبر شمار	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلبا کی سرگرمیاں	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
سابقہ معلومات اور	1	اس سال اب تک آپ لوگ اپنی اردو کی درسی کتاب میں کتنے افسانے پڑھے ہیں؟	بچہ: سر! ایک	3,4,5
تمہیدی گفتگو	2	آپ کو ان افسانوں کا نام اور ان کے لکھنے والوں کا نام یاد ہیں؟	پہلا بچہ: سر! گلی ڈنڈا دوسرا بچہ: پریم چند	1,5,6
	3	آپ لوگوں کو وہ افسانے کیسا لگا؟	بچہ: اچھا لگا	2,3,4
	4	آپ لوگوں کو افسانہ پڑھنا کیسا لگتا ہے؟	بچہ: اچھا لگتا ہے	4,5,6
	5	آج جو افسانہ پڑھنے والے ہیں اس کا نام ہے 'فقیر'۔ آپ لوگوں نے تو فقیر دیکھا ہوگا؟	بچہ: ہاں سر	2,4,5
پیشکش	6	اس افسانہ نگار کا نام ہے عظیم بیگ چغتائی۔ ان کے بارے میں کوئی طالب علم جانتا ہے؟	بچہ: نہیں سر	2,8,9

3	سوالات پورے طور پر واضح ہوں					
4	سوالات اختصار کے ساتھ کیے جائیں					
5	سوالات صراحت پر مبنی ہوں					
6	سوالات درجہ بندی پر مشتمل ہو جیسے آسان، درمیانی اور مشکل					
7	سوالات کرنے کی رفتار مناسب ہو					
8	سوالات بلند آواز سے کیے جائیں					
9	ایک سوال کے بعد دوسرے سوال سے پہلے کچھ وقفہ ہو					

نوٹ: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط:

مشاہدہ کار معلم کا نام:

<p>اپنی معلومات کی جانچ</p> <p>1- خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت پر روشنی ڈالیے۔</p> <p>2- مذکورہ پانچ خرد منصوبہ سبق کی مہارتوں میں سے کسی ایک مہارت پر منصوبہ مع مشاہدہ شیڈیول تیار کریں۔</p>

16.4 خلاصہ

اس اکائی میں آپ نے 1961 میں تیار کی گئی اساتذہ کی تربیتی تکنیک کے طور پر خرد تدریس کی بابت تفصیلی معلومات حاصل کیا ہے لیکن اس تصور کو باضابطہ اس اصطلاح کی شکل 1963 میں اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں ڈوائٹ الین اور ان کے ساتھیوں نے دی۔ درس و تدریس اور اکتساب کا مطلب استاد اور طالب علم کے کردار میں تبدیلی ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ خرد تدریس ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں زیر تربیت معلم طلباء کے ایک چھوٹے سے گروپ کو عموماً 8 سے 10 کے منٹ کے درمیان پڑھاتے ہیں جس کا مقصد صرف کسی ایک ہنر کو سیکھنا ہوتا ہے۔ ایک بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ اس میں یہ مشق کنٹرول شدہ اور چھوٹے درجہ کی صورت حال معلم کو روایتی تعلیم کے مقابلے میں کچھ مزید فوائد فراہم کرتی ہے جس کا بڑا مقصد بطور پیشہ تدریس کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ خرد تدریس کی بابت ضروری معلومات فراہم کرتے ہوئے اس تدریسی نقطہ نظر کی پیچیدگیوں اور تدریسی مہارتوں کی نشوونما پر اس کے اثرات نیز اس کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خرد تدریس سے اہداف کی مہارت کی نشوونما، اعتماد میں اضافہ اور ایک بہتر تدریسی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

خرد تدریس کو اپنا کراساتذہ اپنے کمرہ جماعت میں اپنی تاثیر کو بڑھانے کے لیے تعمیری رائے اور عکاسی کے طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہتری کے ایک مسلسل عمل میں مصروف رہتے ہیں۔

اس اکائی میں اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی میں خرد تدریس کی بنیادی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنے دیکھا ہے کہ کس طرح یہ طریقہ نہ صرف کمرہ جماعت تدریسی و اکتسابی عمل بلکہ مختلف ضروری تدریسی مہارتوں کو بھی بہتر بنانے کے لیے ایک اہم مشق کے طور پر کام کرتا ہے جیسے سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات اور کمرہ جماعت کا نظام وغیرہ۔ تجربات اور تاثرات کے لیے ایک معاون ماحول فراہم کر کے خرد تدریس ایک متحرک آلہ کے طور پر ابھری ہے جو اساتذہ کو اپنے طالب علموں کی متنوع اور ہمیشہ بدلتی ہوئی ضروریات کے رد عمل میں اپنانے اور تیار کرنے کی طاقت دیتی ہے۔ جب اساتذہ تعلیم کے پیچیدہ منظر نامے پر تشریف لے جاتے ہیں خرد تدریس میں جڑے اصول تدریسی طریقوں میں مسلسل بہتری اور جدت کی ثقافت اور ماحول کو فروغ دینے کے لیے لازمی بن جاتے ہیں۔

تدریس کا تجربہ اساتذہ کے رویے کے لحاظ سے تین سطحوں (یعنی تدریسی مہارت، تدریسی طرز عمل اور تدریسی رویے) پر کیا جاسکتا ہے۔ تدریسی مہارت سے مراد متعلقہ تدریسی اعمال یا طرز عمل کا ایک مجموعہ ہے جو طالب علم کے سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے ارادے سے انجام دیا جاتا ہے۔ تعارف، وضاحت، سوال کرنا، طلباء کی شرکت میں اضافہ، تقویت فراہم کرنا، معاون اشیاء کا استعمال، تختہ سیاہ کا کام اور تشخیص کچھ اہم تدریسی مہارتیں ہیں۔ خرد تدریس ایک چھوٹی سی تعلیم کی صورت حال ہے جو اساتذہ کو تدریسی صورت حال کے لیے مشق فراہم کرتا ہے۔ سبق کی طوالت، اسباق کا دائرہ، طلباء کی تعداد اور کلاس کے وقت کے لحاظ سے یہ اساتذہ کو تدریس کے لیے ایک مشق فراہم کرتا ہے جس میں عام پیچیدگیاں کم ہوتی ہیں۔ اور نگران خاص طور پر خرد تدریس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں تاکہ زیر تربیت معلم مخصوص تدریسی مہارت میں اپنی کارکردگی کو بہتر کر سکے۔

16.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- خرد تدریس کا تصور، مفہوم اور اس کی مختلف تعریفیں۔
- خرد تدریس کی اہمیت و افادیت اور اس عمل کے مراحل۔
- مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس۔
- خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت سے۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت۔
- خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت مہارت۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت۔
- خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت۔

تدریسی مہارت: بالواسطہ یا بالواسطہ مختلف قسم کے طرز عمل یا رویے جو اساتذہ اپنے طلباء کے اکتسابی تجربے کو ممکن بنانے کے لیے اختیار کرتے ہیں، اساتذہ کے رویے کا ایک مجموعہ جو خاص طور پر شاگرد میں مطلوبہ تبدیلیاں لانے میں موثر ہے، وہ مہارتیں جو ایک استاد کو طالب علم کی تعلیم، کامیابی اور علم کے اطلاق کی صلاحیت کو بڑھانے کے قابل بناتی ہیں۔

زیر تربیت معلم: وہ طالب علم جو اساتذہ کی کسی بھی تربیتی کورس میں داخل ہو کر تعلیم و تربیت حاصل کر رہا ہے۔

نگراں معلم: وہ معلم جو اپنے کسی زیر تربیت استاد کی تدریسی مشق و منصوبہ سبق کی نگرانی رکھتا ہے اور رہنمائی کرتا ہے۔

مہارتوں کا فروغ: کسی کام کو انجام دیتے وقت زیادہ موثر ہونے کے لیے مخصوص مہارتوں کو بہتر بنانے کا عمل۔

تغیر محرک: یہ ایک ایسا ہنر ہے جس میں طلبہ کی توجہ مبذول کرنے کے لیے استاد کے رویے میں تبدیلی آتی ہے۔

تدریسی مقاصد: تدریسی مقاصد ایک تدریسی آلہ ہے جو بامعنی مفوضات تیار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور تدریسی ڈیزائن کا ایک عنصر جو اکتسابی عمل سے پہلے ہو سکتا ہے۔

غیر زبانی اشارے: ایسے اشارے جس میں زبان سے کسی لفظ کی ادائیگی نہ ہو۔

ہدایتی اغراض: قابل پیمائش مقاصد جو اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ سیکھنے والے ہدایات کے بعد کیا کر سکیں گے۔

خصوصی مقاصد: وہ مقاصد ہیں جو تزویراتی اہداف کی وضاحت کرتے ہیں اور قابل پیمائش، قابل حصول اور جوابدہ افراد کو تفویض کرتے ہیں، واضح اور قطعی اہداف ہیں جو کسی خاص مقصد یا نتیجہ کو حاصل کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔

16.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- خرد تدریس کیا ہے؟

(الف) زمینی سطح کا تدریسی طریقہ

(ب) ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں تدریس کے چھوٹے اجزاء شامل ہوں

(ج) طالب علم کی کارکردگی کے لیے ایک تشخیصی آلہ

(د) ٹیکنالوجی پر مبنی تدریسی حکمت عملی

2- خرد تدریس کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(الف) ایک کنٹرول شدہ ترتیب میں مخصوص تدریسی مہارتوں کو بہتر بنانا

(ب) بڑے پیمانے پر لیکچرز کا انعقاد

(د) گروپ ڈسکشن کی سہولت فراہم کرنا

(ج) معیاری ٹیسٹ کا انتظام

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا خردتدریس کا اہم فائدہ ہے؟

- (الف) تاثرات کو نظر انداز کرنا
(ب) مہارت کی ترقی کو محدود کرنا
(ج) تجربہ اور اہدائی مہارت میں اضافہ
(د) کاسی سے گریز

4۔ خردتدریس تدریسی مشق کے لحاظ سے کس چیز پر زور دیتی ہے؟

- (الف) جامد تدریسی طریقے
(ب) واحد تدریسی انداز
(ج) دہرائے جانے والے سبق کے منصوبے
(د) مسلسل بہتری

5۔ خردتدریس کے ذریعے کون سی تدریسی مہارتیں تیار کی جاسکتی ہیں؟

- (الف) موضوع کی مہارت
(ب) کمرہ جماعت کی مہارت
(ج) متنوع، بشمول سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات، اور انتظام
(د) ٹیکنالوجی کی مہارت

6۔ عام طور پر خردتدریس میں تاثرات و بازرسائی کیسے فراہم کیا جاتا ہے؟

- (الف) معیاری ٹیسٹ کے اسکور کے ذریعہ
(ب) ہم مرتبہ کی تشخیص اور تعمیری تنقید
(ج) اساتذہ کی کارکردگی کو نظر انداز کرنا
(د) موضوعی رائے کا استعمال

7۔----- کے مطابق خردتدریس جماعت کے حجم اور وقت کے لحاظ سے ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے۔

- (الف) این کے جنگیر اور اجیت سنگھ (1982)
(ب) کلفٹ اور دیگر (1976)
(ج) ایل سی سنگھ (1977)
(د) ایلن (1976)

8۔ خردتدریس کے حلقے میں کتنے مراحل ہیں؟

- (الف) 6
(ب) 7
(ج) 3
(د) 2

9۔ اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں ڈوائٹ الین اور ان کے ساتھیوں نے دی خردتدریس کی اصطلاح کب دیا؟

- (الف) 1963
(ب) 1961
(ج) 1960
(د) 1967

10۔ ہندوستان میں خردتدریس کو----- نے گورنمنٹ سنٹرل پیڈاگوژیکل انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میں 1967 میں متعارف کرایا تھا۔

- (الف) ڈاکٹر راجندر سنگھ بیدی
(ب) ڈاکٹر ڈی ایس کوٹھاری
(ج) ڈاکٹر وندر شرما
(د) ڈاکٹر دیویندر کمار تیواری

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ خردتدریس کا تصور و مفہوم واضح کریں۔

2۔ خردتدریس کے کم از کم دو تعریفوں پر روشنی ڈالیں۔

- 3- : منصوبہ سبق کی اہمیت و افادیت کو مختصر آبیان کریں۔
- 4- خرد تدریسی عمل کے مراحل کی وضاحت کریں۔
- 5- خرد تدریس کے حلقے کا ذکر کریں۔
- 6- خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت کی مختصر وضاحت کریں۔
- 7- خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت پر روشنی ڈالیں۔
- 8- خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت کو واضح کریں۔
- 9- خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت کو بیان کریں۔
- 10- خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت کو مختصر بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- خرد تدریس کے تصور و مفہوم پر بحث کرتے ہوئے اس کی حقیقت و ماہیت کو واضح کریں۔
- 2- خرد تدریس کی مختلف تعریفیں بیان کرتے ہوئے اس کی اہمیت و افادیت پر سیر حاصل بحث کریں۔
- 3- خرد تدریس کے حلقے کو آپ اپنے تجربات کی روشنی میں بیان کریں۔
- 4- خرد تدریسی عمل کے مراحل کو بالتفصیل قلمبند کریں۔
- 5- مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس کو ضروری تفصیل کے ساتھ واضح کریں۔
- 6- خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت کی وضاحت کے ساتھ اس کا مشاہداتی شیڈیول بھی بنائیں۔
- 7- خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت کی تشریح کرتے ہوئے اس کا مشاہداتی شیڈیول بھی بطور نمونہ پیش کریں۔
- 8- خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت کی وضاحت کے ساتھ اس کا مشاہداتی شیڈیول بھی بنائیں۔
- 9- خرد منصوبہ سبق برائے سوال کرنے کی مہارت کی تشریح کرتے ہوئے اس کا مشاہداتی شیڈیول بھی بطور نمونہ پیش کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- 1- (ب) ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں تدریس کے چھوٹے اجزاء شامل ہوں
- 2- (الف) ایک کنٹرول شدہ ترتیب میں مخصوص تدریسی مہارتوں کو بہتر بنانا
- 3- (ج) تجربہ اور اہدائی مہارت میں اضافہ
- 4- (د) مسلسل بہتری
- 5- (ج) متنوع، بشمول سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات، اور انتظام

6۔ (ب) ہم مرتبہ کی تشخیص اور تعمیری تنقید

7۔ (د) ایلن (1976)

8۔ (الف) 6

9۔ (الف) 1963

10۔ (د) ڈاکٹر دیویندر کمار تیواری

16.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ ڈاکٹر تلمین فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یو پی۔ 2018

2۔ سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن ٹریڈرس ایجوکیشنل پبلیشرز، حیدر آباد۔ 2016

3۔ ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ 2013

4۔ نجم السحر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریمر پبلشنگ ہاؤس، حیدر آباد۔ 2006

5۔ محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میڈیا، شری نگر۔ 2006

6۔ محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر۔ 1998

7۔ عمیر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی۔ 2009

8۔ پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔ 2015

9۔ معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ 1983

10۔ Singh, L. C., & Sharma, R. D. (1987). Micro-teaching—Theory and Practice, Department of Teacher Education NCERT, New Delhi.

11۔ Dass, R.C., Passi, B.K. & Singh, L.C. (1975). Effectiveness @ Micro-teaching in Timining of Teachers, NCERT, Delhi.

12۔ Jangira, N.K. & Singh, Ajit, (1982). Core Teaching Skills: Micro-teaching Approach, NCERT, New Delhi.

Model Question Paper / نمونہ امتحانی پرچہ

اردو کی تدریسیات

Time : وقت : 3 Hrs گھنٹے

جملہ نشانات : Maximum. Marks 70

ہدایات:

یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارہ ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1- حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات/خالی جگہ پُر کرنا/مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔
(10 x 1 = 10 Marks) ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔

2- حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں، اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔
(5 x 6 = 30 Marks)

3- حصہ سوم میں 5 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔
(3 x 10 = 30 Marks)

حصہ اول

سوال : 1

- (i) ہندوستانی آئین میں اردو زبان کو کس شیڈ بول میں رکھا گیا ہے؟
(A) شیڈ اول پانچ (B) شیڈ اول چھ
(C) شیڈ اول سات (D) شیڈ اول آٹھ
- (ii) ہندوستان کی کس ریاست میں اردو کو پہلی ریاستی زبان کا درجہ حاصل ہے۔
(A) کشمیر (B) بہار
(C) بنگال (D) ان میں کوئی نہیں
- (iii) فورٹ ولیم کالج کو جان گلکرسٹ نے کب قائم کیا؟
(A) 1946 (B) 1956
(C) 1920 (D) 1800

- (iv) جس نظم میں مدح یا مذمت کی جائے اس نظم کو کہتے ہیں۔
 (A) قصیدہ (B) مرثیہ
 (C) رباعی (D) غزل
- (v) اردو زبان کی بنیادی مہارتیں ہیں؟
 (A) دو (B) چار
 (C) تین (D) بنیادی مہارتیں نہیں ہیں
- (vi) خود تدریسی عمل ہے۔
 (A) معاشرہ کا (B) اساتذہ کی تربیت کی
 (C) تاریخی پس منظر کا (D) مستقبل کا
- (vii) بابائے اردو کس کو کہا جاتا ہے؟
 (A) سر سید احمد خاں (B) مولوی عبدالحق
 (C) اقبال (D) محمود شیرانی
- (viii) قلی قطب شاہ کا تعلق ہے؟
 (A) دکن سے (B) دہلی سے
 (C) لکھنؤ سے (D) کہیں سے نہیں
- (ix) جس شعر میں شاعر اپنا تخلص لاتا ہے اسے کہتے ہیں؟
 (A) مطلع (B) مقطع
 (C) حسن مطلع (D) ان میں سے کوئی نہیں
- (x) سوال جواب کا طریقہ ایجاد کیا؟
 (A) کلپیٹرک نے (B) پلیٹو
 (C) سکرات (D) ماریا موٹیسری نے

حصہ دوم

2. انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مادری زبان کے افعال بیان کریں۔
3. اردو نثر کے معنی، مفہوم اور اصناف بیان کیجیے۔
4. اردو نظم کی تعریف بیان کرتے ہوئے نظم اور غزل کے درمیان فرق واضح کریں۔

5. اردو زبان کے ارتقا کے سلسلے میں محمود شیرانی کا نظریہ پیش کریں۔
6. خورد تدریس کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس کی پانچ مہارتوں پر روشنی ڈالیں۔
7. استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں مثالوں کے ذریعے فرق واضح کریں۔
8. اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کا تعارف پیش کیجیے اور سماعت کو فروغ دینے والے عوامل پر روشنی ڈالیں۔
9. بلوم کے مقاصد کی درجہ بندی میں ذہنی علاقہ کو وضاحت کے ساتھ پیش کیجیے۔

حصہ سوم

10. اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد کا موازنہ پیش کیجیے۔
11. اردو زبان کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل اور ان کی نوعیت پیش کیجیے۔
12. اردو معلم کی تربیت میں خود تدریس کے اقدامی عمل کو بیان کیجیے۔
13. اردو نثر اور اردو نظم کی تدریس میں مثالوں کے ذریعے فرق واضح کیجیے۔
14. درجہ میں ایک اردو استاد درس و تدریس کے کون سے اصولوں کا پابند رہتا ہے اور کیوں؟



NOTES

NOTES